دعوت اسلام

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو - آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور - سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی - اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے - سی - ایس - آئی ایل ایل ڈی غفرلہ
اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ع

دعوت اسلام

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو- آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور- سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی- اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے- سی- ایس- آئی ایل ایل ڈی غفر لہ
اردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

آخر ۱۸۹۶ء مین جسوقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈہ کی یہ کتاب پریچنگ آف اسلام انگریزی زبان مین انگلستان سے چھپکر آئی تو جناب ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر مرحوم و مغفور نے اوسکے اُردو ترجمہ کے لیے مجھسے فرمایا مین زمانہ طالب العلمی مین بہی جبکہ علی گڈہ کالج مین رہتا تہا اس کتاب کے چند حصے مصنف ممدوح کے قلمی مسودہ سے محمدن ایڈوکیشنل کانفرنس کے لیے ترجمہ کرچکا تہا۔ غالباً یہی وجہ ہوی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بہی مجہی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا۔ شروع جنوری ۱۸۹۷ء مین مین نے اس ترجمہ کو شروع کیا اور گذشتہ ماہ نومبر مین بجز ضمیمون اور دیباچہ کے کل کتاب کو ختم کردیا۔ جسقدر ترجمہ ختم کرکے صاف کرلیتا تہا سید صاحب کی خدمت مین روانہ کرتا جاتا تہا۔ چنانچہ اس وقت مین اس بات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجہتا ہون کہ بجز چند اوراق کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم و مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گذر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفون اور مضمون نگارون نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکہے ہین اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے اس کتاب کے مضامین کی نسبت علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی اشتہاری اطلاعین ملک مین بار بار شائع کی تہین کہ اگر اسوقت مترجم اونکی طرف اشارہ کرکے خاموش ہو رہے تو دیباچہ لکہنے کا فرض ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہہ عذر کافی نہین معلوم ہوتا کیونکہ جناب سید صاحب کا آخری والانامہ جو میرے پاس آیا اوسمین ارشاد تہا کہ "جب یہ ترجمہ ختم

گرلو توایک دیباچہ اپنی طرف سے ضرور لکھنا اور اوسکو دیکھنے کے لیے میرے پاس بہیج دینا" اس خط کے تقریباً دو ہفتے کے بعد آن جناب نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور مین اونکی حیات مین اس ارشاد کی تعمیل نہ کر سکا جسکا اس وقت مجھہ کو نہایت افسوس ہے۔ سید صاحب کا قصد تہا کہ اس کتاب پر جب اوسکا ترجمہ ختم ہو جاوے تو ریویو لکھین اور پروفیسر آرنلڈ کی اس بے مثیل تصنیف کے ترجمہ کو بہت دہوم دہام سے ملک مین شائع کرین۔ لیکن افسوس ہے موت نے ان سب منصوبون کو غارت کر دیا۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھہ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہین ہے یہ کام اُن عالمون کو شایان ہے جو قدیم علوم مگر نیے سکول کے عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر ہین۔ مین صرف اُن چند باتون کو سرسری طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہون جو اتنے عرصہ تک اس کتاب کو مطالعہ کرنیکے بعد میرے ذہن مین رہ گئی ہین۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مضمون بالکل اچہوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی وضاحت و ترتیب سے قلم نہین اوٹہایا مضمون یہ ہے کہ تمام دنیا مین جہان جہان مواعظ حسنہ کے ذریعے سے اسلام پہیلا اوسکی تاریخ لکہی ہے زمانہ حال کے علماے یورپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبون کا دو قسمون پر منقسم ہونا تسلیم کیا ہے۔ ایک مشنری اور دوسرا نان مشنری۔ نان مشنری مذہب کے جنکے ماننے والے غیر مذہب والون کو اپنے دین مین شامل نہین کر سکتے۔ مشنری وہ ہین جنکے ماننے والے غیرون کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین۔ اب جو مذہب مشنری ہین اونکی اشاعت کے دو طریقے ہین۔ ایک یہ کہ مواعظ۔ ہدایت اخلاق اور نیکی کے بہترین نمونے دکہا کر غیرون کو اپنے مذہب مین داخل کیا جاوے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حکومت اور قوت حاصل ہو تو تلوار کے زور سے جبر و تعدی سے غیرون کو زبردستی اپنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے۔ دنیا کے بڑے مذہبون

مین صرف تین مذہب مشنری ہین - ایک بدھ مذہب جس سے ہمکو بحث نہین - دوسرا عیسائی مذہب تیسرا اسلام - صرف اسلام کی اشاعت کے حالات اور واقعات کو لکھنا پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے - لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لیے کہ مصنف اپنی کتاب مین زیادہ تر کرسچین یورپ سے مخاطب ہے کہین کہین عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے - اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی اشاعت مین دونون طریقے جو اوپر بیان ہوے برتے گئے - یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونون کبھی تلوار کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا مین پھیلائے گیے - مذہب کے پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہین اور انسان کی طبائع مختلف ہین ایک وہ ہین جنھون نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا جائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو فی الحقیقت ترقی دی - دوسرے وہ ہین جنھون نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت اور قوت کے پندار مین مذہبی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جنسے خود ان ہی پر حرف نہ آیا بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنھون نے سیاہ داغ لگا دیے - مذہب کے پھیلانے مین زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے اور خاص کر زمانہ تہذیب مین تو وہ بالکل وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے - عیسائیون مین یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا مین پھیلایا گیا اور احکام قرآن کی رو سے غیر مذہب والون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا مسلمانون پر فرض ہوا - اسلام کی نسبت یہ دونون خیال بالکل غلط ہین - اگر عیسائیون کا اعتراض صرف اس حد تک ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہون یا لڑنیوالون نے اسلام کی بجبر اشاعت کی تو یہہ اعتراض چندان سخت نہ تھا کیونکہ جب فریقین پر ایک ہی سا اعتراض عائد ہو تو وہی اعتراض ایک کے منہہ سے دوسرے کے حق مین زیادہ کارگر نہین ہوتا - لیکن عیسائیون کا سب سے سخت اعتراض جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے اون مین چلا آتا ہے یہہ ہے کہ غیر مذہب والونکو

زبردستی مسلمان کرنا ازروی قرآن مسلمانون کا فرض ہے - پروفیسر آرنلڈ نے پہلا کام
یہہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراض پر جو واقعات کے خلاف تہا کئی پہلو سے حملہ کیا اور قرآن
شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کر کے اور تاریخی مثالین پیش کر کے اوسکو بالکل
غلط اور لغو ثابت کر دیا چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجہہ سکتے ہین کہ مصنف ممدوح کو اس بحث
مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوی -

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اوس حد تک لکہی ہے جسمین
اسلام مواعظ و نصائح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکون اور جزیرون مین شائع ہوا -
اونہون نے ایسے واقعات کے لکہنے سے پرہیز کیا ہے جن مین بعض مسلمان بادشاہون
یا لٹیرون نے عیسائی بادشاہون یا لڑنے والون کی طرح اپنے مذہب کی بجبر اشاعت
کی ہو کیونکہ جن لوگون نے ایسا کیا یہ اونکا ذاتی فعل تہا - اسلام کی تاریخ اشاعت کو جو
اشاعت ازروی اسلام جائز طریقون سے ہوی ہو ایسے لوگون کے ذاتی افعال سے بحث
نہین ہو سکتی مصنف ممدوح نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جنمین وعظ و نصیحت اسباب تمدن اور
اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لیے مسلمانون نے تمام دنیا مین جہان
کہین اونکا قدم پہونچا کوشش کی -

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اسوقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ ہے کوئی کتاب
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ مین ایسی نہین لکہی گئی جس سے
بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت کے حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم ہو - اسکا
حال فہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکہکر بخوبی کہلتا ہے - مصنف نے اس
کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیمون مین تقسیم کیا ہے - باب اول مشنری مذہب کی تعریف
اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے
نقل کرنے مین کہ ہمیشہ مواعظ و نصائح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بجبر اسلام کو شائع کرنے

کی ہمیشہ سے مسلمانون کو ممانعت رہی اور مذہب اسلام ابتدا ہی سے کافہ انام کی ہدایت کے لیے تہا لکہا گیا ہے - دوسرے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی جہانتک کہ انکو تبلیغ اسلام سے تعلق تہا بیان کیے گیے ہین - اسکے بعد چار باب ایسے ہین جن مین یورپ افریقیہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قومون اور فرقون کے مسلمان ہونیکے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکہے گیے ہین - اسکے بعد ایران مین زردشتیون اور آتش پرستون وغیرہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے - پہر ہندوستان مین افریقیہ مجمع الجزائر کی بدہ مذہب اور بت پرست قومون کے اسلام لانے کے متعلق ایک ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے - اخیر مین خاتمہ کا باب ہے جسمین عیسوی اور اسلامی مشن کے طریقون کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی گیی ہے - پہر چار ضمیمہ ہین جنکی تفصیل فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے - پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اسطرح مختصر لفظون مین بیان کر دینا بے انصافی ہے کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑہنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے وہ وسعت مضمون ہے - تیرہ صدیون مین دنیا کے تین براعظمون اور متعدد جزیرون پر جو کچہہ اسلام کی ترقی اشاعت کے لیے مسلمانون نے کوششین صرف کین وہ نظر کے سامنے لائی گیی ہین - اسوقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن مین - دنیا کے تین براعظم اور انکے جزیرے ہین جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہین کہ اسلام یہان پہیلا اور وہان پہیلا - براعظم ایشیا مین عرب - شام فلسطین - آرمینیا - کاکیشیا - جرجان - طبرستان - ایران - خراسان - افغانستان - ہندوستان کشمیر - تبت - ترکستان - سائبیریا - چین - اور چینی تاتار - براعظم یورپ مین اسپین اور یوروپین روم کے ملک ترکی - البانیا - بلغاریا - سرویا - بوسنیا - مانٹے نیگرو - اور یوروپین روس کے بعض حصے براعظم افریقیہ مین مصر - نوبیا -

حبش - شمالی ساحل افریقہ کے ملک طرابلس - ٹیونس - الجزیرہ - موراکو - مغربی ساحل
اور مشرقی ساحل کے ملک - وسطا افریقہ کے صحرا اور جنوبی حصہ مین کیپ کوسٹ کولونی
وغیرہ - جزیرون مین مالدیپ - سمطرہ (سماٹرہ) جاوا - ملوکا - بورنیو - سلیبیز -
فلیپائن - ترولو - نیوگنی - کریٹ - امریکہ کے بعض جزیرے - ملایا اور ملاکا کی جزیرہ نما دنیا
کے وہ مقامات ہین جہان گذشتہ تیرہ صدیون مین سے کسی نہ کسی زمانہ مین اسلام کا
آفتاب طلوع ہوا اور ابتک ونکے آسمان پر چمک رہا ہے - یہ صرف ملکون کے نام تھے
جنکو یہان آسانی سے لکھدیا گیا اگر اُن قومون اور مذہبون کا شمار کیا جاوے جنکے لوگون
مین اسلام کی اشاعت ہوی تو اونکی فہرست بنانی سخت دشوار ہوگی - علم اتھنولوجی کے عالمون
نے بنی نوع انسان کو السنہ کے اصول تقسیم پر چہہ نسلون مین تقسیم کیا ہے یعنی ایرین -
سریو عربیک - منگولین - امریکن - نیگرو اور نگیرائٹ اب یہہ نسلین جدا جدا متعدد حصون
مین تقسیم کی گئی ہین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین مختصر یہ سمجھنا چاہیے کہ ایرین نسل کی یورپین اور ایشیائی
شاخون مین غالبًا سوای کیلٹک قومون کے ٹیوٹانک - سلوانک - اٹالک - الریک
ہیلنک - ایرانی اور برہمنی اقوام مین کہین کم اور کہین زیادہ اسلام کا چرچا ہوا - اسیطرح
سریو عربیک نسل ہین ایرامک - عبری اور عربی قومون پر اسلام کا تسلط ہوا - اور منگولین
نسل کی تورانی شاخون مین مغل - تاتار - ترک - تبتی اور ملایا وغیرہ کی قومون مین کرورون
مسلمان موجود ہوگیے - اسی طرح نیگرو نسل کی صدہا قومون مین اسلام کی ترقی ہوی اور
نگیرائٹ کی نسل جو نیگرو نسل سے کسی قدر مشابہ ہے اور مشرقی مجمع الجزائر ایشیا کے جزیرون
مین زیادہ تر آباد ہے اسلام پھیلا - یہہ نسلین وہ ہین جو تقریبًا کل بنی نوع انسان پر محیط ہین
اس سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ دنیا کی ہزارون قومون مین گنتی کی قومین باقی ہونگی جن مین
اسلام کا چرچا نہ ہوا ہو - یہی حال اُن مذہبون کا ہے جنکو چھوڑکر لوگون نے اسلام قبول
کیا - برہمنی اور بدہ مذہب - موسوی - زردشتی اور عیسوی مذہب کے صدہا فرقون

مین سے لاکھون آدمیون نے وقتاً فوقتاً اسلام قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ شامل مین بت پرستی کے مذہبون سے ملتی ہین جنکے شمار مین گھانس پھونس۔ درخت۔ پتھر۔ دریا پہاڑ۔ کواکب۔ روحون اور مورتون کے پوجنے والون سے لیکر مناظر قدرت کے پرستش کرنیوالے اور فلسفیانہ بت پرست بھی شامل ہین۔ غرض یہ وسعت مضمون ہے جسکی وقعت ہمیشہ کے لیے دل پر نقش ہو جاتی ہے اور اوسکو دیکھکر پڑھنے والا کھویا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف مین مصنف کو جو محنت و جانکاہی کرنی پڑی ہے اوسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ادنی بات یہہ ہے کہ فقط اُن قلمی یا مطبوعہ کتابون کے نام جنکے حوالے متعدد جگہہ دیے گیے ہین اصل انگریزی نسخہ مین بڑی تقطیع کے بارہ صفحون پر باریک ٹائپ مین چھپے ہوے ہین۔ گریک۔ لیٹن۔ جرمن۔ انگریزی اٹالین۔ اسپینش۔ پرتگیزی۔ عربی۔ فارسی اور اُردو زبانون کی یہہ کتابین ہین اول تو ان کتابون کی تلاش اور جمع کرنے مین یورپ اور ہندوستان کے تمام کتبخانے چھانکر کسقدر صرف وقت و زر کرنا پڑا ہوگا پھر اونسے استنباط اور التقاط مین کیسی دماغ سوزی کی ہوگی اور خون جگر پیا ہوگا۔ ہمکو معلوم ہے کہ پروفیسر آرنلڈ نے اپنی نہایت فیاض نیک اور عزیز زندگی کے نو یا دس برس اس تصنیف کی نذر کیے ہین اور ابھی بس نہین کی۔ کیونکہ آیندہ بھی اس مضمون پر وقت صرف کرنیکا انھون نے وعدہ فرمایا ہے۔ اسلام کی تاریخ اشاعت کے مضمون پر پروفیسر آرنلڈ کی کوششونکی کوئی حد نہین ہی ہے۔ تاریخ اسلام کی وسیع سرزمین پر جسکے آثار تیرہ سو برس کی مسافت مین تاریخ کے صفحون پر پھیلے پڑے ہین مصنف نے وہ وہ کٹھن منزلین طے کی ہین اور ایسے ایسے بر و بحر کو چھانا ہے کہ مصنف ہی کا دل و دماغ خوب جانتا ہوگا۔ دنیا کے پردے پر شاید ہی کہین مسلمانون کی کوئی قوم آباد ہوگی جسکی تاریخ اوسکی تیز و دقیق نظر سے بچی ہو۔ فی الحقیقت یہ کتاب لکھکر پروفیسر آرنلڈ

نے تمام دنیا کے مسلمانون اور عیسائیون پر ایسا احسان کیا ہے کہ جسقدر اس کتاب کی قدر اور مصنف کی شکر گزاری کیجاوے کم ہے۔ مسلمانون پر تو مصنف کا یہ احسان ہے کہ مصنف کے علم وفضل اور انصاف پسندی اور سچے مسیحی دل نے اسلام کی نسبت ایک اعتراض کو جو خاصکر عیسائیون کی طرف سے ہوتا ہا ہے غلط ثابت کرکے ایک ایسی بیش قیمت اور بے نظیر تصنیف مسلمانون کو لکھہ کر دی جسکا لکھنا علمای اسلام کا فرض تہا اور عیسائیون پر مصنف کا یہ احسان ہے کہ اپنے ہم مذہبون کے دل سے ایک غلط خیال کو جو واقعات سے بطور صحیح نتیجہ کے نہ نکل سکتا تہا رفع کرنیکی کوشش کی یہان اسبات کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر مین طرفداری سے مطلق کام نہین لیا ہے۔ اعلی درجہ کی مورخانہ قابلیت کے ساتھہ جسقدر واقعات اس مضمون کے متعلق مل سکے انکو ترتیب سے جمع کیا ہے اور جو نتایج اونسے پیدا ہو سکے انکو ایسی عبارت مین لکھا ہے جسکے ادنی سے ادنی لفظ کو بہی بدلنا یا گہٹانا بڑہانا مشکل ہے اکثر ملکون کے حالات فرنگستانی اور عیسائی مصنفون کی کتابون اور تحریرون کے استناد و استشہاد پر مبنی کیے گیے ہین۔ کیونکہ مشرقی زبانون کی کتابون سے زیادہ مدد نہین مل سکی۔ خاصکر عیسائیون کے مسلمان ہونے کا جہان جہان ذکر ہے وہان بڑے بڑے پادریون اور عیسائی عالمون کی عبارتین نقل کی گئی ہین اور اونسے نتایج استخراج کیے گیے ہین۔ ان عیسائی عالمون سے جیساکہ مصنف نے خود بار بار لکھا ہے اس بات کا متوقع ہونا کہ انہون نے کسی غیر مذہب کی نسبت اور غیر مذہب بہی وہ جسنے لاکہون عیسائیون کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ہو بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ نہ لکھے ہونگے فضول ہے۔ ان عبارتون مین گو اکثر جگہہ اسلام یا بانی اسلام کی نسبت نعوذباللہ سخت و سست الفاظ استعمال کیے گیے ہین لیکن نفس مضمون پر ضرور انسے عمدہ معلومات حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کسی پادری نے اس رنج اور غصہ مین کہ صدہا عیسائیون نے

عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا اسلام کی نسبت سخت وست لکہا مگر اسکے ساتہہ ہی
بیان کیا کہ مسلمانون نے عیسائیون کو مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا تو ظاہر ہے کہ
ایسی عبارتون کا نقل کرنا مصنف کو مورخ کی حیثیت سے ضروری ہوا کیونکہ مسلمانون
کی مذہبی مسالمت اور طریق صلح کل پر اونسی شہادت دستیاب ہوی گو اسکے ساتہہ مسلمانون کو چند تلخ
باتین بہی سننی پڑین اس قسم کی عبارتین کتاب مین اکثر جگہہ نقل ہین لیکن انکو غور سے پڑہنے کے بعد
معلوم ہوگا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی پہلو سے مسلمانون کی نسبت عیسائیون کے کسی اعتراض کو جو
غلط واقعات کی بنیاد پر قائم ہے دور کرتی ہین - ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے
وقت ہمیشہ اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ جو عبارتین نقل کی گئی ہین انکو مصنف کی عبارت
سے خلط ملط نہ کر دین - مصنف کے قلم سے کوئی بات جو خلاف انصاف ہو اور واقعات
سے بطور نتیجہ کے نہ نکلتی ہو یا جسمین ذاتی خیالات کا رنگ پایا جاتا ہو نہین نکلی ہے -

اس کتاب مین علاوہ انگریزی زبان کے اور بہت سی یورپین زبانون کے نام
اور عبارتین درج ہین - مصنفون اور کتابون کے نام ٹرانس لیٹریشن کے قواعد کے مطابق
اردو مین لکہے گیے ہین - اگر یہ نہ کیا جاتا تو ان نامون کو چہوڑ دینا پڑتا اور اس طرح نوٹ
بہی جن مین مصنفون اور تصنیفون کے نام بکثرت ہین نہین لکہے جا سکتے تہے جنکے
بغیر کتاب کی اصل قیمت اور مصنف کی محنت اور جانکاہی کا ثبوت نہ مل سکتا - ان تمام نامونکو
خود پروفیسر آرنلڈ نے اردو مین اپنے قلم سے لکہہ کر میرے پاس بہیجا جسکا مین نہایت
مشکور ہون - مین خود ان غیر زبانون کا تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے ان نامون کو کسی
باقاعدہ طریقہ سے اردو مین نہین لکہہ سکتا تہا - کتاب مین نوٹ بکثرت ہین اور ان
نوٹون کی عبارتین انگریزی کے علاوہ اکثر یورپین زبانون مین ہین جن کا انگریزی ترجمہ
بہی صاحب ممدوح نے خود لکہہ کر جسکے سو یا ڈیڑہ سو صفحے میرے پاس موجود ہین بہیجا -
اور مین نے ان عبارتون کو اردو مین ترجمہ کرکے نوٹون مین درج کیا - اس لیے

پریچینگ آف اسلام کا اُردو ترجمہ اُن صاحبونکو لئے بہی مفید ہی جنکے پاس انگریزی کا اصل نسخہ موجود ہو۔ کیونکہ انگریزی نسخہ مین جو عبارتین انگریزی کے علاوہ یوروپین زبانون سے لی گئی ہین وہ بجنسہ اونہین زبانون مین لکہی گئی ہین۔ انگریزی مین اُنکا ترجمہ موجود نہین ہے۔

مین نے اس کتاب کے ترجمہ مین جسقدر مجہہ سے ممکن تہا محنت کی ہے اور برابر میری یہ کوشش رہی کہ جہانتک ممکن ہو ترجمہ صحیح اور صاف ہو لیکن پہر بہی ضرور ہے کہ غلطیان رہ گئی ہونگی۔ مجکو ناظرین کتاب سے امید ہے کہ ترجمہ کی دقتون پر نظر کرکے سہواً جو غلطیان ہوی ہونگی اونکو معاف فرمادینگے۔

یہان اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر خود پروفیسر آرنلڈ اس کتاب کے ترجمہ مین میری مدد نہ فرماتے تو اس ترجمہ کا ختم ہونا مجہہ سے غیر ممکن تہا۔ جہان کہین جس قسم کی مشکلات مجہہ کو درپیش ہوئین اور وہ مشکلین کچہہ کم نہ تہین پروفیسر موصوف نے اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کرکے ہمیشہ میری مدد کی۔ مین مدرسۃ العلوم کے اُن خوش قسمت طالبعلمون مین سے ہون جنکو پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی کی عزت حاصل ہے۔ بس جس چیز نے اس مشکل کتاب کے ترجمہ مین میری ہمت کو قاصر نہ ہونے دیا وہ صرف یہ خیال تہا کہ اپنے نہایت شفیق اور مہربان اُستاد سے جو کچہہ مشکل پیش آئیگی جب چاہونگا پوچہہ لونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مین اسوقت اُن تمام تکلیفون کی معافی چاہتا ہون جو مسٹر آرنلڈ کو اس ترجمہ کے متعلق مین وقتاً فوقتاً دیتا رہا ہون اور تہ دل سے اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔

مین اپنے پرنسپل جناب مسٹر تہیوڈور بک کا بہی نہایت مشکور ہون کہ سید صاحب کے انتقال کے بعد یہہ صرف صاحب ممدوح کی توجہہ تہی کہ اس ترجمہ کا جو کچہہ مسودہ باقی رہ گیا تہا وہ مطبع کو روانہ کیا گیا۔ اگر پرنسپل صاحب اسطرف توجہ نہ فرماتے تو یہ ترجمہ کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہو سکتا۔

مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کا شکریہ ادا کرنا بہی مجہہ کو اس وقت ضروری ہے

مولوی صاحب نے باوجود عدیم الفرصت ہونیکے جب کبھی مجھکو اونسے مدد لینے کی ضرورت ہوی نہایت فیاضی سے میری مدد کی۔

آخر مین مین چاہتا تہا کہ جناب سر سید مرحوم ومغفور کی جو کچہہ مہربانیان اور عنایات مترجم کے حال پر مبذول رہین انکو ظاہر کرتا اور جو تعلق جناب مرحوم کو ہر ایک اسلامی مضمون سے تہا اور جو دلچسپی خاص پروفیسر آرنلڈ کی اس کتاب کے ساتھہ اونکو تہی اوسکا ذکر کرتا۔ لیکن اس خیال ہی سے بے اختیار دل بہر آتا ہے اور سوای اسکے کچہہ بن نہین پڑتا کہ اس دیباچہ کو جناب مرحوم کی دعای مغفرت پر ختم کردون۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سید اندر قوم نقدے بود اندر کیسۂ	کیسہ خالی ماندہ و نقد از میان انداختند
اہل دین بے یاور و دین بیکس و بی یار ماند	ہر کجا این آوازہ در ہندوستان انداختند
رفت و با خود رونق بزم مسلمانی ببرد	ملت از مرگش بہ بزم دو مسلمانی ببرد

محمد عنایت اللہ

دہلی ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۸ء

پریچنگ آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے

لكِ الحكمُ في أمري فما شئتِ فاصنعي	فلم تكُ إلّا فيكِ لا عنكِ رغبتي
وحُكمِ حبٍّ لم يُخامِرهُ بيننا	تخيّلُ نسخٍ وهو خيرُ أليّةِ

دیباچہ مصنف

مین اس کتاب کو نہایت تذبذب کی حالت مین چہپوا کر شائع کرتا ہون جس مضمون سے
اس کتاب کو تعلق ہے وہ ایسا وسیع مضمون ہے اور ایسی بے سرو سامانی کی حالت مین
مین نے اوسکو لکہا ہے کہ کامیابی کی امید کم ہے۔ لیکن جسوقت مجہہ کو زیادہ مطالعہ کا
موقع ملیگا اور ایسا سامان میسر ہوگا کہ جو حالات اس وقت چہوٹ گئے ہین اونکو آیندہ
لکہہ سکون تو امید ہے کہ اسلامی تاریخ کی اس شق مین (کہ مسلمانون کا مذہب دنیا مین کس
طرح پہیلا) جسکی طرف کسی نے توجہ نہین کی ہے یہہ کتاب ایک بہتر قسم کا اضافہ ہو سکیگی
اور اسی خیال سے مین اون شائقین علم کا دل سے شکر گزار ہونگا جنکو اس کتاب کی طرف
توجہ ہوا اور وہ اوسپر تقریظ لکہین یا جو غلطیان ہون ونکی تصیح فرماوین۔ میرے اکثر
احباب نے مجہہ سے وعدہ کیا تہا کہ اگر مین اس مسئلہ کی تردید مین کہ اسلام کی اشاعت
صرف بزور شمشیر ہوی ہے کوئی مضمون تحریر کرون تو وہ میری مدد کرینگے۔ اس لیے
مین نے نمونہ کے طور پر یہہ کتاب لکہی ہے کہ اسکو پڑہکر وہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ مین
اس کام مین کامیاب ہوا یا نہین۔ اور مجہے ایسے وسائل بہم پہونچ سکتے ہین یا نہین کہ
مجہہ سے اس کام کا خاتمہ بخوبی ہو جائیگا۔ مین اون فارسی عربی اردو تواریخ سے
مستفید ہو سکتا ہون جنکا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان مین موجود ہو مگر انکے سوا اور کتب
تواریخ کے مطالعہ مین دقت ہے۔ اشاعت اسلام کا بڑا حصہ اولیای کبار اور فقرای
بزرگوار سے متعلق ہے۔ پس جن کتابون مین اونکا ذکر ہے وہ مجہے دستیاب نہین ہوئین۔

اگر ہندوستان ہی کے ملک پر غور کیا جاوے تو یہان بہت سے خاندان ایسے گذرے ہونگے جنکی تاریخ اور حالات سے اشاعت اسلام کے واقعات پر علم حاصل ہو سکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ پر ہو اور اونکو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جانے کہ مین لاعلم ہون وہ مجھے عنایت فرما کر اطلاع دین اور مین اونکا بدل ممنون ہونگا مجھے خاص ہندوستان کے متعلق ان امور کی تفتیش زیادہ مدنظر ہے۔

اول شیخ بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین شکر گنج پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فریدالدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام اسلام کی اشاعت کے لیے کیے ہون اور غیر مذہب والون کی ہدایت اور رہنمائی مین جو سعی کی ہو

دوم ۲۔ ان بزرگون کے سوای جو فقرای کامل نے اشاعت اسلام مین کوشش کی ہو

سوم ۳ پہلے اس سے کہ خاص ہندوستان مین اسلام کا علم سلطنت قائم ہوا ہو اسلام کی اشاعت کے لیے اہل اسلام نے کیا کام کیے؟

چہارم ۴ زمانہ حال مین غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کے لیے جو واقعات پیش آتے ہین۔

اب اون ارباب علم کی خدمت مین جنکو امور مذکورہ بالا پر علم ہو یہ التماس ہے کہ وہ مجھے اون سے محروم نہ رکھین اور مجھے یقین ہے کہ جو صاحب اشاعت اسلام کا شوق رکھتے ہین وہ مجھے ضرور اس قسم کے حالات سے اطلاع دینگے۔

چونکہ اس کتاب مین ایسے تاریخی واقعات درج ہین جو اکثر زیر بحث رہ چکے ہین اور مجھہ کو خود مورخ ہونے کا دعوی نہین اور نہ جس تاریخ سے اس کتاب کو تعلق ہے اوسکے کسی خاص عہد یا زمانہ کا مین محقق ہون اسلیے جن کتابون سے اسطرح کے واقعات لکھے گیے ہین اونکا ہر جگہہ پورے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھہ کو یہ خیال ہوا کہ کتابون کا مفصل حوالہ دینے مین زیادتی کرنا اس غلطی سے بہتر ہے کہ جن ماخذون سے مضامین

لی گئی ہون اونکے نام و نشان لکھنے مین کمی کیجاوے چونکہ مین نے خود اکثر کتابون کا مجمل حوالہ دیکھکر اونکی تلاش مین سخت پریشانی اوٹھائی ہی اور وقت ضائع کیا ہے اسلیے مین اپنے ناظرین کو اِس پریشانی اور تضیع اوقات سے بچانا چاہتا ہون شاید وہ لوگ جو سرسری نظر سے کتابون کو پڑہتے ہین اس طرح بہ کثرت حوالہ دینے کو نمود سمجھینگے لیکن کیا عجب ہے کہ کوئی علم کا شائق ایسا ہو کہ اس کتاب کے کسی مضمون کو تصدیق کرنا چاہے یا کسی مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑہنے کے لیے اصل کتابون کی طرف رجوع کرے اور مین اوسکو کتاب تلاش کرنے کی زحمت اور پریشانی سے بچا دون۔

اس کتاب کے لکھنے مین مین نے اس بات کی احتیاط کی ہے کہ جن مذہبون کا ذکر اوسمین ہے اونکے ماننے والون کے خیالات کو کسی طرحکی تکلیف نہ ہونے پاے اسلیے مودب زبان مین اونکا ذکر کیا گیا ہے۔ کسی مذہب کی نسبت ادب کے ساتھہ خیالات ظاہر کرنیکا طریقہ انگریزی اور اردو زبان مین مختلف ہے اسلیے اس کتاب کے اردو ترجمہ مین مشرقی آداب کے موافق بزرگانِ دین اور انبیاء کے نامون کے ساتھہ تعظیمی جملے لکھے گئے ہین جو اصل انگریزی کتاب مین موجود نہین ہین۔

مین اس موقع پر چاہتا ہون کہ شہزادی ہز اکسلنسی پرنس باربیرینی اور ہز اکسلنسی پرنس کیجی اور موسٹ ریورنڈ ڈاکٹر پال گوتھالز آرچ بشپ آف کلکتہ اور دی رائٹ ریورنڈ فرانسس پینتنی بشپ آف الہ آباد اور ریورنڈ ایس ایس آلنٹ آف کیمبرج مشن دہلی اور کتبخانہ ڈاکٹر ولیم (گورڈن اسکوائر لندن) کے ٹرسٹیون کا شکریہ ادا کرون کہ ان تمام صاحبون نے مہربانی فرماکر اپنے کتبخانون سے کتابین دیکھنے کی مجھہ کو اجازت دی۔

مین سر سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی کی مہربانی اور ہمدردی کا نہایت مشکور ہون جو انہون نے اس کتاب کے ساتھہ ہمیشہ ظاہر فرمائی۔ بغیر انکی

توجہ کے یہ کتاب طبع نہین ہوسکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے مین جناب سید صاحب نے گوارا فرمائی اوسکا مین کافی شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین اپنے بڑے پیارے دوست شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسانمند ہون جنہون نے اپنے قدیم اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیون کے ساتھہ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصون مین جو بیش قیمت واقعات درج ہین اونسے مین لاعلم رہ جاتا۔ مین چاہتا ہون کہ اپنے شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کرون جنہون نے عربی ترجمون سے میری مدد کی۔ اس کتاب کے مترجم اور اپنے پرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی اے کا بھی مین دل سے مشکور ہون کہ انہون نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

اخیر مین سب سے زیادہ مجھہ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ ہوتین تو واقعات غیر مسلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پاکر کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوتا۔ اونکی ہمدردی اور اس کتاب کو اونکا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے

ٹی ڈبلیو آرنلڈ

فہرست مضامین

باب اول

صفحہ	دیباچہ
۱	تبلیغی مذہب کی تعریف - تبلیغی طریقون یعنی وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت - اسلام بزور شمشیر شائع نہین کیا گیا - قرآن مین کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے وعظ و نصیحت کا حکم ہے جبر و اکراہ یا زبردستی کی ممانعت ہے - یہہ کتاب وعظ و نصیحت کے طریقون سے دعوت اسلام کی تاریخ ہے ظلم اور جبر کی تاریخ نہین ہے - - - - - - - - - - - -

باب دوم

پیغمبر خدا صلعم کے حالات زندگی کا مطالعہ واعظ اسلام ہونیکی حیثیت سے

داعی اسلام کے افضل نمونہ آنحضرت ہین - اشاعت اسلام مین آپ کی ابتدائی کوششون کا حال اور ہجرت سے پہلے مکہ مین لوگون کا اسلام قبول کرنا مسلمانون کی تکلیفین اور مدینہ کو ہجرت - مدینہ مین مسلمانون کی حالت اسلام مین قومی زندگی کا آغاز - اہل عرب اور پھر کافہ خلائق کے سامنے اسلام کا پیش کیا جانا - قرآن مین بیان ہونا کہ اسلام کل دنیا کا مذہب ہونا چاہیے اور یہہ وہی قدیم مذہب ہے جو حضرت ابراہیم پر اترا تھا - آنحضرت ایک قومی انتظام کے بانی ہوے - آپ کی

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

باب چہارم

افریقہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

باب پنجم

ہسپانیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

صفحہ

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکونکے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

حکومت ترک کے آغاز سے دو سو برس تک عیسائی رعایا کے ساتھ ترکون کے تعلقات سلطان محمد ثانی نے یونانی کلیسا کو مذہبی آزادی دی۔ ترکی حکومت کے فوائد اور اوسکے نقصان۔ عیسائیون کے بچے جو خراج مین لیے جاتے تھے۔ جزیہ۔ خاص خاص لوگون کے ظلم۔ جبراً مسلمان کرنیکی مثالین بہت کم ہین۔ دعوت اسلام مین ترکونکی کوشش۔ حالات جنہون نے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی۔ یونان کی کلیسا کی ذلیل حالت۔ یونانی پادریون کا ظلم۔ ترکون کا اخلاقی تفوق۔ فتوحات ترک کا بار عب اثر۔ عیسائی غلامون کا اسلام قبول کرنا۔ البانیا مین اسلام کی اشاعت۔ البانیا کی فتح۔ اہل البانیا ملکی آزادی پسند کرتے تھے۔ عیسائی مذہب کا رفتہ رفتہ زوال ہوا۔ اور اس زوال کے اسباب۔ سرویا مین اسلام کی اشاعت۔ اہل سرویا کا ترکون سے اتفاق کرنا۔ قدیم سرویا کے علاوہ سرویا خاص مین خاصکر شرفا اور رؤسا کا اسلام لانا۔ مانٹ نیگرو (جبل الاسود) مین اسلام کی اشاعت۔ بوسینا مین اسلام کی اشاعت۔ فرقہ بگومائل۔ فرقۂ بگومائل کے عقائد مین جو عیسائیون کا بدعتی فرقہ تھا اور مسلمانون کے عقائد مین مشابہت۔ جزیرہ کریٹ مین اسلام کی اشاعت۔ نوین صدی عیسوی مین اہل کریٹ کا اسلام قبول کرنا۔ وینس کی سلطنت کا ظلم۔ ترکون نے کریٹ کو فتح کیا۔ اہل کریٹ مسلمان ہوے۔ ۱۶۱

باب دہم

چین مین اسلام کی اشاعت

باب یازدہم

افریقیہ مین اسلام کی اشاعت

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

باب سیزدہم

خاتمہ

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت اسلام

باب اول

پروفیسر مکس مولر نے مسیحی مشنون کی عام کے جلسہ مین جو دسمبر ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ابی مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھہ بڑے مذہب تبلیغی اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کیے جا سکتے ہین۔ قسم آخر مین یہودی۔ برہمنی۔ اور زردشتی مذہب داخل ہین اور قسم اول مین بودھ مت۔ عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین۔ پروفیسر مذکور نے تبلیغی مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہیے نہایت خوبی سے یہہ کی ہے کہ "تبلیغی مذہب وہ ہے جس مین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے جو اوسکے قریب زمانہ مین ہوے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو . . . . . یہہ ایمان والون کے دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہین رہتا تاوقتیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے اپنے تئین ظاہر نہ کرے اور اوسکو اوس وقت تک چین نہین آتا جبتک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر انسانی روح تک نہ پہونچا دے اور جس چیز کو وہ برحق یقین کرتا ہے اوسکو بنی نوع انسان کا ہر شخص برحق نہ تسلیم کرنے لگے"[۱]

مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پہونک دی کہ اسلام کی خبر کو

[۱] مسٹر لایل کے آرٹیکل موسومہ "مشنری ریلجنز" پر ایک نوٹ فورٹ نائٹلی ریویو جولائی ۱۸۷۴ء

جس سرزمین مین داخل ہون اسکے باشندون کے پاس پہونچائین اور یہی جوش ہے جسنے مستحق کیا کہ انکا مذہب ٹھیک ٹھیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہین اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونیکی تاریخ اور اوسکے برانگیختہ کرنیوالی طاقتون کا حال اور اوسکے عمل کے طریقون کا بیان ہے جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے ستره کروڑ تیس لاکہہ مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت کے کامونکی شہادت ہین جو بار ہا پیدیون کے زمانہ مین سرانجام ہوے ۔

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خداے واحد کی خبر اہل عرب کو ساتوین صدی عیسوی مین اس نبی نے پہونچائی جسکے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبیلے جمع ہوکر ایک قوم بنگیے اور اس نئی قومی حیات کی جنبشون سے پر ہوکر اور دینی حمیت اور گرمجوشی کے ساتہہ جسنے انکی لشکرون کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا نہ جانتے تہے دنیا کے تین براعظمون پر سیلاب کی طرح پہیل گئے تاکہ فتح کرین اور محکوم بنائین ۔ شام ۔ فلسطین ۔ مصر ۔ شمالی افریقہ ۔ فارس پہلے ملک تہے جنہون نے اسلامیون کے سامنے سر تسلیم جہکایا ۔ مغرب مین ہسپانیہ کی طرف بڑہکر اور مشرق مین دریاے سندہ عبور کرکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دیکہا کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہے جو رومتہ الکبری کی شہنشاہی سے بہی جبکہ اسکی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تہا وسیع تر ہے ۔

اگرچہ اسکے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہو گئے اور اسلام کی پولیٹکل قوت کم ہو گئی تاہم اسکی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری ہین ۔ جب مغل کے وحشی گروہون نے بغداد کو تاراج کیا (۱۲۵۸ ع) اور خاندان عباسیہ کی پژمردہ شوکت کو خون مین غرق کر دیا ۔ جبکہ فرونند لیونی و قسطیلی نے مسلمانون کو قرطبہ سے نکال دیا (۱۲۳۶ ع) اور غرناطہ نے جو آخیر مستحکم جاے پناہ اسلام کے لیئے ہسپانیہ مین رہ گیا تہا عیسائی بادشاہ کو خراج دیا تو اسلام نے اوسی زمانہ مین جزیرہ سماٹرا مین اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر میلے کے جزیرون

مین وہ اپنی زبردست قوت جاری کرنیوالا ہوگیا - ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے بعض عظیم الشان کامیابیان حاصل کین - دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمانونکو پامال کیا - یعنی سلجوقی ترکون نے گیارہوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرہوین صدی عیسوی مین - لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اونہی کا مذہب اختیار کرلیا - دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ دعاۃ اسلام نے اپنے مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند مین پہونچایا -

آج کے دن اسلام مراکو سے لیکر زنجبار تک اور سارالیون سے سایبیریا اور چین تک اور بوسینیا سے لیکر نیوگنی تک پہیلا ہے - ایسی ملکون کی حدود سے باہر جنکو تخصیص کے ساتھہ اسلامی کہہ سکتے ہین اور ایسی سرزمینون سے باہر جیسے ممالک چین و روس ہین جہان مسلمان کثیر تعداد مین موجود ہین مسلمانون کے چند چہوٹے چہوٹے گروہ ایسے بہی ہین جو منکرین کی کثرت مین اسلام کے شاہد ہین - ان مین پولش زبان بولنے والے مسلمان ہین جو تاتاری النسل ہین اور لتہوانیا مین آباد ہین اور جو کولنو - دلکنو اور گروڈنو کے اضلاع مین رہتے ہین - اور کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہین اور ہندوستان کے قلی ہین جنہون نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ڈچ گائنا مین پہونچایا ہے - قریب ہی کے زمانہ مین چند لوگ انگلستان مین (جہان نومسلمون کی تعداد ۱۸۹۴ء مین ۲۳۷ تک بڑہ گئی ہے) اور امریکا اور اسٹریلیا مین مسلمان ہوئے ہین -

کرۂ ارض کے اسقدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل - ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب[۱] اس مہتم بالشان نتیجہ کا ان دعاۃ اسلام کی متواتر محنتین ہین جنہون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام مین افضل مثال مانکر منکرین کی دعوت مین اپنے تئین صرف کردیا -

---

[۱] کلو - جلد ۵ صفحہ ۳۳۴

تاریخ اسلام مین دعوت مذہب کا فرض ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اوسکی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانون کو ہوئی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی مفصلۂ ذیل آیات سے مستنبط ہوتا ہے۔ یہہ آیات اوقات نزول کی ترتیب سے یہان درج کی جاتی ہین۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

سورہ النحل آیت ۱۲۶ یعنی لوگون کو دانائی اور نیک نصیحت سے سے اپنے پروردگار کے رستہ پر بلا اور اون سے جھگڑ کر مگر ایسے طریقہ سے کہ وہ اچھا ہے۔

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ سورہ الشوریٰ آیت ۱۳ یعنی جن لوگون نے انبیا کے بعد ورثہ مین کتاب پائی ہے وہ اوس کتاب کے مطلب مین بہت شبہہ کرتے ہین۔

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ۔ سورہ الشوریٰ آیت ۱۴۔ یعنی اس لیئے تو اونکو بلا اور جو تجکو حکم دیا گیا ہے اوسپر مضبوط رہ اور اونکی خواہشون کی پیروی مت کر اور کہہ دے کہ مین اس کتاب پر ایمان لایا ہون جو خدا نے اوتاری ہے اور مجکو حکم ہوا ہے کہ مین تم مین ٹھیک بات کہون کہ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے لیئے ہمارے عمل ہین اور تمہارے لیئے تمہارے عمل۔ ہم مین اور تم مین کچھ جھگڑا نہین ہے۔ اللہ ہمکو اور تمکو اکٹھا کریگا اور اوسی کے پاس جانا ہے۔

ایسے ہی احکام اون سورتون مین پایے جاتے ہین جو مدینہ مین ایسے وقت مین نازل ہوئین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت مین ایک بڑا لشکر تھا اور آپ کو سب وقتون سے زیادہ قوت حاصل تھی۔ اور وہ یہہ ہین۔

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ - سورہ الم ال عمران - آیت
۱۹ - یعنی وہ جنکے پاس کتاب ہے اور جو ان پڑھ ہین یعنی عرب کے رہنے والے اون سے
پوچھہ کہ کیا تم میری بات مانتے ہو - ؟ پھر اگر اونھون نے مانی تو بیشک ہدایت پر ہین اور اگر اونھون
نے نہ مانی تو تیرا کام حکم کا پہونچاہی دیناہے اور اللہ اپنے بندون کو خوب پہچانتا ہے -

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - سورہ الم ال عمران آیت ۹۹
یعنی اسیطرح اللہ تمھارے لیے اپنے حکم کھولکر بیان کر دیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - سورہ الم ال عمران آیت ۱۰۰ - یعنی اور چاہیے
کہ تم مین کچھہ لوگ ہون جو لوگون کو بھلائی کی طرف بلاوین اور اچھی باتون کے کرنے کا حکم
دین اور بری باتون کے کرنے سے منع کرین اور وہی لوگ ہین فلاح پانیوالے -

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ
اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ - سورہ الحج - آیت ۶۶ - یعنی ہر گروہ کے
لیئے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرادیا ہے اور وہ وسی طریقہ سے حج کرتے ہین پھر اس کام مین تو او سنے
جھگڑا مت کرا اور اونکو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سیدھے ستہ پر ہے -

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - سورہ الحج آیت ۶۷ یعنی اور اگر
وہ تجھہ سے جھگڑا کرین تو کہہ دے کہ جو تم کرتے ہو اوسکو اللہ جانتا ہے -

مندرجہ ذیل آیات سورہ توبہ سے نقل کی جاتی ہین جسکی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر
سورہ ہے جو نازل ہوی ہے -

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ
اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ - سورہ التوبہ آیت ۶ - یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی مین تجھہ سے پناہ مانگے
تو اوسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اوسکو اوسکی امن کی جگہہ پہونچادے -

ان منکرون کی نسبت جنہون نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنہون نے ”اللہ کی نشانیون کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسرون کو اوسکے رستہ سے روکا“ اور وہ جنہون نے ”کسی مسلمان کے حق مین قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی“ انکی نسبت کہا گیا۔

فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخۡوَانُكُمۡ فِى الدِّيۡنِ‌ ؕ وَنُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۔ یعنی پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہتے رہین اور زکوۃ دیتے رہین تو وہ تمہارے دینی بھائی ہین اور ہم تفصیل سے تمام احکام اون لوگون کو بتا دیتے ہین جو سمجھتے ہین۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول مین اور کیا عمل مین تبلیغی مذہب ہا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ مبلغین اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہین جسنے منکرون کے دلون مین اپنے دین کے لیے رستہ کہول دیا اسکے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر و غضب مین تبلیغ اسلام کی شہادتون کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کامون مین جسکی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک سلامی جنگجو تہا کہ ایک ہاتھہ مین قرآن کہتا تہا اور دوسرے مین تلوار اس بات کو ڈہونڈہنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان مبلغین اسلام اور تجار کی خاموش کوششون مین ملتا ہے۔ جنہون نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ مین شائع کیا۔ وعظ او دعوت اسلام مین یہ امن کے طریقے اوس وقت ہی نہین اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر و اکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہمکو یقین دلاتے ہین بلکہ قرآن کی آیات مین نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال مین دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا ۔ سورۃ المزمل آیت ۱۰ یعنی جو کچھہ وہ کہتے ہین یعنی تجکو جھوٹا بتاتے ہین اوسپر صبر کر اور نیکدلی کے ساتھہ اونسے الگ تہلگ ہوجا۔

وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا ۔ سورۃ المزمل آیت ۱۱ یعنی

اور چھوڑ دے مجکو اور اون دولتمند جھٹلانیوالون کو اور اون کو تھوڑی سی مہلت دے ۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ... اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ

سورۃ الجن آیت ۲۴ یعنی کہہ دے کہ نہ میرے اختیار مین تمکو نقصان پہونچانا ہے نہ فائدہ ... مین تو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہون اور اوسکا پیغام پہونچا دیتا ہون ۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ سورۃ الجاثیہ آیت ۱۳ ۔ یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہین اونسے کہہ دے کہ اون لوگون سے درگذر کرو جو خدا کے عذاب کی امید نہین رکہتے تاکہ جو کچہہ وہ کماتے تھے خدا اون کو اوسکی سزا دے ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ سورۃ النحل آیت ۳۷ ۔ یعنی جو لوگ کہ شرک کرتے ہین اونہون نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اوسکے سوا کسی چیز کو پوجتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم خدا کے حکم بغیر کسی چیز کو حرام جانتے ۔ ان سے پہلون نے بہی یہی کیا ہے پہر کیا پیغمبرون پر اور کچہہ ہے بجز صاف صاف پیغام پہونچانے کے ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ سورۃ النحل آیت ۸۴ ۔ یعنی پہر اگر وہ نہ مانین تو صرف تیرا کام صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے ۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۵ یعنی اور اہل کتاب سے بجز اون لوگون کو کے جنہون نے اون مین سے زیادتی کی ہے جہگڑا مت کرو مگر ایسے طریقے سے جو اچہا ہو اور کہو کہ ہم اوسپر جو ہمارے پاس بہیجا گیا ہے اور جو تمہارے پاس بہیجا گیا ہے ایمان رکہتے

ہین اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اوسی کو مانتے ہین۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ سورۃ الشوری آیت ۴۸۔ یعنی پہر اگر وہ نہ مانین تو ہمنے تجکو اون پر نگہاشتہ بناکر نہین بہیجا۔ تیرے ذمہ سوا حکم پہونچا دینے کے کچہہ نہین ہے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ سورہ الر یونس آیت ۹۹۔ یعنی اگر تیرا خدا چاہتا تو سب لوگ ایک ساتہہ ایمان لے آتے۔ کیا تو لوگون پر دباو ڈالتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین؟

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ سورۃ السبا آیت ۲۷۔ یعنی اور ہمنے تجکو نہین بہیجا مگر اس لیے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو

یہہ آیتین مکی سورتون ہی مین نہین بلکہ کثرت سے اون سورتون مین بہی پائی جاتی ہین جو مدینہ مین اُتریں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ سورہ الم البقر آیت ۲۵۷ یعنی دین مین لانے کے لیے جبر کرنا نہین ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ التغابن آیت ۱۲۔ یعنی خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر نہ مانو تو ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔ سورۃ النور آیت ۵۳۔ یعنی کہہ دے کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر تم نے نمانا تو اوس کا کام وہ ہے جو اوسکے ذمہ ڈالا گیا ہے اور تمہارا کام وہ ہے جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور اگر تم اوسکا حکم مانوگے تو ہدایت پاوٴگے اور رسول کے ذمہ سوا صاف صاف حکم پہونچا دینے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۔ سورۃ الحج آیت ۴۸ ۔ یعنی کہدے کہ اے لوگو مین تو تمکو علانیہ ڈرانے والا ہون ۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۔ سورۃ الفتح آیت ۸ ۔ یعنی ہمنے تجھکو بھیجا ہے خدا کو برحق بتانیوالا اور لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ۔

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۔ سورۃ الفتح آیت ۹ ۔ یعنی تاکہ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کرو اور اوسکی تعظیم کرو اور صبح شام اوسکو یاد کرو ۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ سورۃ المائدہ آیت ۱۶ ۔ یعنی اور تو ہمیشہ اون مین سے چند لوگون کے سوا اون لوگونکی دغابازی کی خبر پاتا ہے ۔ تو اونکو معاف کر اور اونسے درگذر کر ۔ خدا نیکی کرنیوالون کو پسند کرتا ہے ۔

ذیل کے صفحون کا مقصد یہہ امر ظاہر کرنا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلیٰ خیال کو تاریخ نے عملی صورت مین کس طرح دیکھا اور تبلیغ کے اصولون کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل مین لائے ۔ ناظرین کو پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کتاب کا مقصد یہہ نہین ہے کہ مسلمانون کے جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت کا حال لکھا جاوے ۔ یعنی اس کتاب کا یہہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبراً تبدیل مذہب کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جابجا بیان ہین اونکو لکھے ۔ یورپ کے مصنفون نے ایسی مثالون پر زور دینے مین وہ عرق ریزی کی ہے کہ اونکو بھول جانیکا خوف پیدا نہین ہو سکتا ۔ لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ مین نہین آتین مسیحی مشنون کے حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ لڈگر اور سینٹ ولیہڈ کی کوششون کی طرف جو اونہون نے بت پرست قوم سکسن کے لیئے کین زیادہ متوجہ ہوتے ہین بجاے اون اصطباغون کے

جو بادشاہ نارمین نے عیسائی بنانے کے لیئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دیئے[۵۱]۔ ملک
ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگر اور اوسکے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے
بت پرستی کو بجبر اپنے ملک سے نکالا[۵۲]۔ ایبٹ گوڈفرائڈ اور بشپ کرسچین۔ اگرچہ بت پرست
پروشن لوگون کو عیسائی کرنے مین کم کامیاب ہوے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر ظاہر
کرنیوالے بہ نسبت ،،برادران شمشیر،، اور اور صلیبی مجاہدون کے تھے۔ جنہون نے اپنے
کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا۔ ،،فرقہ سیاہ مسیح کے بہادرون نے،، لو دنیا کے باشندون
کو زبردستی عیسائی کیا۔ لیکن یہ جنگجو مذہب کے پہیلانے والے نہین بلکہ ہنک مائن ہڈ اور
تہیوڈورک وہ لوگ ہین جنکی طرف ہم اشارہ کرسکتے ہین کہ وہ اپنے ملک مین مسیحی مذہب کے سچے
مشنری تھے۔ فرقہ جیسویٹ کے مشنریون[۵۳] نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کیئے اونسے
سینٹ فرانسس زیویر اور اور وا عظین مذہب عیسوی کی عزت جسکے وہ مستحق ہین کم نہین ہو سکتی
اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امبونا مین اس حد سے کم درجہ کا مسیحی رسول ٹہر سکتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۹ع مین
ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤن کے نام جاری ہوا تہا کہ بت پرستون کی ایک تعداد اصطباغ
پانے کے لیئے اوس وقت موجود رہا کرے جبکہ پاسٹر (پادری) اپنے دورہ مین اونکے پاس پہونچے[۵۴]۔
اسیطرح سے یہ نہین ہو سکتا کہ المتوکل۔ الحاکم۔ ٹیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے
جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاوا مین ولی ہوے ہین اور خواجہ معین الدین
چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان مین بڑے ولی اللہ گزرے ہین اور اور بیشمار لوگون کو جنہون
نے امن کے طریقون سے لوگون کو مسلمان کیا مستثنے کردیا جاوے۔

۵۱ دیکہو نارمنڈیہ کی تاریخ سنہ ۱۰۰۰ع۔ ،، بہت سی لڑائیون اور قتل عام کے بعد سکسن لوگ برباد ہوئے اور آخرکار انکو عیسائی بنا یا گیا اور وہ فرنگ
کی حکومت کی محکوم ہوگئی۔،، پیرز منوسٹ کرانکل ہسٹری کا۔ جلد یکم صفحہ (۲۴۹) (صفحہ ۱۵۶-۵۹ انگ بہی دیکہو)
۵۲ مذہب کی اشاعت کے جوش سے مشتعل ہوکے اسنے غیر ملکی سلطنت پر جہاد کیا اور مفتوح اور محکوم قومون پر عیسائی مذہب کا جوا
رکہہ دیا۔ بریو پار ٹوم سیہ جیون ۱۹)۔
۵۳ مارٹن وسیبیر دی لاکروز۔ ہسٹوریہ وکرسٹینا نسم ویزانڈ صفحہ ۵۲۹۔ ۵۳۱ (دی ہیگ سنہ ۱۷۲۴ع)
۵۴ ہو ڈوی ہسٹوریدی اجیون جلد یازدہم صفحہ ۸۹۔

باب دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر واعظ اسلام کی حیثیت سے توجہ

اس باب مین یہہ تجویز نہین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مین جو متعدد تصانیف لکھی گئی ہین اسی قسم کی کوئی تصنیف اضافہ کی جاوے - بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپکی زندگی مبارک کی مختلف حالتون مین سے فقط ایک حالت کو مطالعہ کیا جاوے یعنی وہ حالت جس مین آپ اسلام کے واعظ اور لوگون مین مذہب جدید کے رسول مبعوث ہوکر ظاہر ہوے[۱] - بانی اسلام اور اشاعت اسلام کے شروع کرنے والے کی زندگی سے قدرتی طور پر توقع ہو سکتی ہے کہ اسلام کی تبلیغی کوششون کی اصلی کیفیت اس سے ظاہر ہوگی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولی مسلمان کے حق مین اسکے چلنے کے لیے نمونہ اور مثال ہو سکتی ہے تو داعی اسلام کے لیے آپکا مرتبہ اس سے بھی زیادہ ہوگا پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی مثال سے اوس جوش اور حمیت مذہب پر کسی قدر علم حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہے جس نے اون لوگون مین تحریک پیدا کی ہوگی جو اس مثال کی پیروی کے

[۱] سوا اے ان مقامات کے جہان خاص طور پر کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو اس باب مین جسقدر واقعات بیان ہین وہ پیر سوالی - میور - سپرنگر - کریل وغیرہ وغیرہ کی تصانیف مین جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر لکھی گئی ہین مل سکتی ہین - یہان کہین کلام مجید کی آیات (یا آیات کے حصے) نقل ہین وہ اوقات نزول کی ترتیب سے ہین -

ہمیشہ جویار رہے ہونگے - اوران طریقون کے تحقیق ہونیکی بھی امید ہوسکتی ہے جنکی نسبت متوقع رہنا چاہیے کہ دعاۃ اسلام نے مذہب کی اشاعت کے لیئے اختیار کیے ہونگے - کیونکہ تبلیغ اسلام کا جوش اسلامی تاریخ مین ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ وہ مذہب مین مذہب کی ابتداہی سے شامل ہے اور ذیل کے بیان کا منشا یہی امر ظاہر کرنا ہے - پس رسول اللہ صلعم کی ابتدائے تاریخ کو بیان کرنا یا اُن واقعات کو لکھنا جنمین آپ بعثت کی عمر کو پہونچے یا مدبر ملک اور سالار فوج ہونے کی حیثیت سے آپ کے حالات پر غور کرنا ہمارے مقصد سے زائد ہوگا - ہماری توجہ آپ کے حالات زندگی پر فقط واعظ اسلام ہونے کی حیثیت سے ہے -

جبکہ مدت کے اندرونی اضطراب اور بے چینی اور غار حرا مین شب و روز کے استغراق اور دعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرکار اپنی رسالت کا یقین ہوگیا اور وحی نے یاس وبیم کی حالت سے آپ کو بیدار کیا اور حکم دیا کہ آدمیون مین اس حق کی منادی کرین جو روز بروز آپ کے دل پر قوت کے ساتھہ منکشف ہو رہا تھا تو آپ کی ابتدائی کوششین اول اپنے ہی خاندان کے لوگون کی طرف رجوع ہوئین تاکہ نیے دین کے حق ہونے پر انکو ترغیب و تحریص فرماوین - خدا کی وحدانیت کا یقین اور بت پرستی سے نفرت اور انسان کا فرض کہ خالق کی مرضی کو کل کرے یہہ حقائق تھے جنکا آپ تسلیم ہونا چاہتے تھے - سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام کو قبول کیا وہ رسول اللہ صلعم کی ثابت قدم اور رفیق بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین جنکو پندرہ برس ہوے تھے کہ اپنے غریب رشتہ دار کے ساتھہ جسنے مضاربت کے طریقہ پر انکے مال کی اچھی تجارت کی تھی شادی کر چکی تھین اور یہہ کلمہ کہے تھے " اے میرے قرابتمند مین قرابت کے سبب سے جو ہم مین ہے اور تیری حسن توقیر کے باعث جس سے لوگ تجھکو دیکھتے ہین اور تیری دیانت اور حسن سیرت اور صداقت کلام کے باعث تجھ سے اُلفت رکھتی ہون " حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت افلاس سے نکالا اور اس قابل کیا کہ آپ اس درجہ اور مرتبہ سے ہین جسکے بسبب عالی نسب ہونے کے آپ مستحق تھے - لیکن یہ باتین اوس فدائیت

اور محبت برتنے کے مقابلہ مین جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر کے تردوات کو بانٹ لیتی تہین اور اوس دلسوزی اور تقویت کے سامنے جن سے یاس و نا امیدی کی ساعت مین وہ آپ کی معاونت کرتی تہین کچہہ حقیقت نہین رکہتین - جبکہ ایک دفعہ ایک رویا دیکہنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشان خدیجہؓ کے پاس تسلی کے لیئے گئے تو اونہون نے آپ کی پریشانی طبیعت کو اسطرح بحال کیا " خوف نہ کر - کیونکہ تو خوشخبری لایا ہے - مین اب سے تجہہ کو اپنی قوم کا رسول مانونگی - خوش ہو - اللہ تجہہ کو شرمندہ نہ کریگا - کیا تو اپنے عزیزون سے الفت نہ رکہتا تہا - اپنے ہمسایون پر مہربان محتاجون پر فیاض - کلام کا سچا اور ہمیشہ حق کا حامی تہا " اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو تزوج کی پچیس برس بعد (سنہ ۶۱۹ عیسوی مین) ہوی جب کبہی رسول اللہ صلعم دشمنون کے ظلم سے ستائے گئے یا افکار سے پریشان ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لیئے تیار اور مستعد رہین - آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کا لکہنے والا لکہتا ہے " اسطرح حضرت خدیجہ اوس سچائی پر ایمان رکہتی اور گواہی دیتی تہین جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسطرح خدا نے پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجہہ کو کم کردے - کیونکہ انہون نے کوئی بات قوم کے انکار کی جو انکے رنج کا سبب ہوی ہو ایسی نہین سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو اور حضرت خدیجہ پیغمبر خدا صلعم کو تسلی دیتین پہر یقین دلاتین اور اونکی مدد کرتین " سچ یہہ ہے کہ زمانہ تاہل کی حسین اور کامل تصویرون مین سے یہہ ایک تصویر ہے جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے -

ابتدائی مسلمانون مین رسول اللہ صلعم کے متبنےٰ زید بن حارثہ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور آپکے رفیق دوست حضرت ابوبکر تہے جنکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا کہ " مین نے کسی سے اسلام کے لیئے نہین کہا جسنے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابوبکر نے جسنے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی مین نے اسکو خبر دی " حضرت ابوبکرؓ دولتمند سوداگر تہے جنکی متدین خصائل اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے

تھے - اسلام قبول کرنیکے بعد انہون نے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمان غلامون کے خریدنے مین صرف کیا جنپر اونکے آقا اس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انہون نے رسول اللہ صلعم کی تلقین کو تسلیم کرلیا تہا - غالباً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پانچ بڑے شخص جو ابتدا ے زمانے ہی مین مسلمان ہوے تھے اہل اسلام کی تعداد مین اضافہ ہوے - ان بزرگ شخصون کے نام یہہ ہین - سعد ابن ابی وقاص رض جو آیندہ زمانہ مین عجمیون کے فاتح ہوے - زبیر ابن العوام رض جو رسول اللہ صلعم اور بی بی خدیجہ رض دونون کے رشتہ دار تھے - طلحہ رض جو بعد کو بڑے نامی شجاع ہوے - عبدالرحمن بن عوف جو دولتمند سوداگر تھے - اور عثمان بن عفان رض جو خلیفہ ثالث ہوے - حضرت عثمان رض کو شروع زمانہ مین بہت ایذائین اوٹھانی پڑین - انکے چچا نے انکو پکڑا اور باندھا اور کہا "کیا تو نیے مذہب کو اپنے آبائی دین پر ترجیح دیتا ہے - مین قسم کہاتا ہون کہ جبتک تو اس نیے دین کو جسکی تو پیروی کرتا ہے ترک نہ کریگا مین تجہکو نہ چہوڑونگا" حضرت عثمان رض نے جواب دیا "خدا کی قسم مین کبھی اسکو ترک نہ کرونگا" حضرت عثمان رض کے چچا نے جب یہ دیکھا کہ انکو اپنے مذہب کے تعلق مین کیسا استحکام ہے تو انکو چہوڑ دیا -

اور اضافون کے ساتھہ جو خاصکر غلامون اور مفلسون مین سے ہوے مسلمانونکی تعداد سالت سے تین برس کے اندر چالیس کے قریب پہونچ گئی - جب ان آپس کی کوششون مین کامیابی کے ہونے سے ہمت ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام مین زیادہ عملی طریقون کے برتنے کا قصد فرمایا - آپ نے اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اونسے اسلام قبول کرنے کے لیے فرمایا اور ارشاد ہوا کہ "کسی عرب نے اپنی قوم کو ایسے بیش بہا فوائد پیش نہین کیے جیسے کہ مین تمہارے لیے لایا ہون - مین تمکو خوشی اس دنیا مین اور اوس زندگی مین جو آنے والی ہے دیتا ہون - کون تم مین سے اس کام مین میری مدد کریگا -؟" سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن کے جوش مین بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے رسول مین تیری مدد کرونگا" اسپر کل مجمع ہنستا ہوا برخاست ہوا -

اس وعظ کی ناکامی پر بغیر مایوس ہوئے آنحضرت نے بار باران لوگون کو آئندہ موقعون پر جمع کیا لیکن پیغام اور ہدایت کے عوض مین سوائے طعن اور استہزا کے اونہون نے کچھہ نہ کیا۔ فی الحقیقت یہان ہی لوگونکی مخالفت کا زور تہا جو اس بات کا سبب ہوا کہ رسالت کے چوتھے برس مین آپ ارقم کے گہر مین جا رہے جو شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوئے تہے۔ ارقم کا گہر خانہ کعبہ کے سامنے بیچ کے موقع پر ایسی جگہہ تہا جہان آمد و رفت زیادہ رہتی تہی اور یہان حالت امن مین بغیر ہرج کے پیغمبر خدا صلعم ان تمام لوگون کو تلقین فرماتے اور قرآن سناتے تہے جو تحقیق کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اس طرح مسلمانون کی تعداد بڑہتی گئی اور دو برس کے اندر پچاس تک پہونچ گئی۔ قریش نے نیئے مذہب کی اس ترقی کو بہت بدظنی اور عداوت کی نظر سے دیکہا۔ انہون نے ہر طرح کے طریقے اختیار کیئے۔ دہمکیان دین وعدہ کیئے بڑا کہا دنیا کی عزت اور اختیار کا لالچ دلایا تاکہ رسول اللہ صلعم اس کام کو ترک کر دین جو آپ نے اختیار کیا تہا۔

۴ قریش مکہ نے ایک ہی مرتبہ نہین بلکہ کئی بار کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کو اس خیال سے کہ وہ بنو ہاشم کے سردار تہے اور اوسی قبیلہ سے آنحضرت صلعم بہی تہے اس بات کی ترغیب دین کہ آپ کو قریش کے آبائی مذہب پر سخت حملہ کرنے سے منع کرین۔ اور قریش نے دہمکی دی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو زیادہ سخت طریقے آپ کے خلاف اختیار کیے جاوینگے۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ اپنے اوپر اور اپنے خاندان کے سر آفت نہ لاوین مگر آپ نے فرمایا "اگر سورج اترکر میرے داہنے ہاتہہ پر آجاوے اور چاند بائین ہاتہہ پر اور مجہہ سے کہا جاوے کہ اس کام کو ترک کردے یا اسکے حاصل کرنے مین ہلاک ہوجا تو بہی مین اسکو نہ چہوڑونگا" ابوطالب یہ جواب سنکر حیران ہوگئے اور آنحضرت سے کہا "وعظ کر جو تیری مرضی ہو۔ مین قسم کہاتا ہون کہ کبہی تجہہ کو تیرے دشمنون کے ہاتہہ مین نہ چہوڑونگا۔

جب اسلام کی ممانعت کے لیئے ایسے امن کے طریقے ناکام رہے تو قریش کا غیظ

وغضب دوگنی تیزی کے ساتھہ بہڑکا - وہ سمجھہ گئے کہ اس نیئے مذہب کی کامیابی سے
اُنکے قومی مذہب اور قومی پرستش کی بربادی اور خانہ کعبہ کے متولیون کی دولت واقتدار کا
نقصان مراد ہے - رسول اللہ صلعم خود ابوطالب کی حفاظت مین امن سے تھے اور بنی ہاشم
اگرچہ کچھہ موافقت اوس مذہب سے نہ رکھتے تھے جو انکے قبیلہ کا شخص سکھاتا تھا مگر ایک ہی
قبیلہ سے ہونیکا مستحکم خیال جو اہل عرب کے ساتھہ مخصوص تھا اُسنے آپ کو ایسے حملون سے
محفوظ رکہا جو آپ کی جان لینے کے واسطے ہوتے گو مخالفین کی طعنہ زنی اور ایذا رسانی سے
آپکو برابر سابقہ تھا - لیکن اُن غریبون کو جنکا کوئی محافظ نہ تھا اور غلامون کو سب سے زیادہ
تکلیفین اوٹھانی پڑتی تہین - اُنکو قید کیا جاتا تھا اور سخت اذیت دی جاتی تھی کہ اسلام کو
ترک کرنے پر مجبور ہو جاوین - یہی موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو جو حبشی غلام تھے خرید کر
آزاد کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو "حبشہ کا پہلا ثمر کہا" - بلال[۱] کو نہایت بیدردی سے
روز روز اذیت اس طرح اذیت دی جاتی تھی کہ جلتی دہوپ مین لٹا کر پیٹ پر بڑا پتھر رکھہ دیا
جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو یہان پڑے پڑے مرجاؤ یا محمد کا دین چھوڑ کر بتون کو پوجو - بلالؓ
ہمیشہ جواب دیتے "احد احد - نہین ہے خدا مگر ایک نہین ہے مگر ایک" - وہ شخص ان
تکلیفون کو سہتے سہتے مر گئے - چونکہ رسول اللہ صلعم مظلوم مسلمانون کو دشمنون کی ایذا دہی
سے رہا نہ کر سکتے تھے اس لیئے آپ نے انکو صلاح دی کہ حبشہ مین جا کر پناہ لین اور رسالت
کے پانچوین برس مین (۶۱۵ء) گیارہ مرد اور چار عورتون نے سمندر پار کر کے حبشہ کو ہجرت
کی - حبشہ کی عیسائی بادشاہ نے مہاجرین کا خیر مقدم کیا - ان مین ایک شخص مصعب ابن عمیرؓ
تھے جنکے حالات قابل غور ہین - کیونکہ انکو وہ خاص تکلیف اُٹھانی پڑی جو مذہب تبدیل
کرنے والے کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی اون لوگون کی عداوت کا سامنا ہونا
جو اسکو پیارے ہون اور جنکو یہہ کبھی پیارا تھا - مُصعب نے ارقم کے گھر مین اسلام کی تلقین

[۱] بلالؓ کل اسلامی دنیا مین پہلے مؤذن مشہور ہین -

کو سنکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر کو عام کرنے سے خائف تھی
کیونکہ اونکی ماں اور قبیلے کے لوگ جو اونکے ساتھ خاص الفت رکھتے تھے اسلام کے
سخت مخالف تھے۔ چنانچہ جب ان لوگون کو مُصعب کا مسلمان ہونا دریافت ہوا تو انہون
نے انکو گرفتار کرکے قید مین ڈال دیا۔ لیکن مُصعبؓ حبشہ کو ہجرت کرنے مین کامیاب ہوے۔

قریش کی عداوت نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک نچھوڑا اور ایک سفارت بھیجی جسکا مطلب
یہ تھا کہ حبشہ کا بادشاہ مہاجرون کو اپنے ملک سے نکالکر ہمارے پاس واپس کرے۔ لیکن
جب حبشہ کے بادشاہ نے خود مہاجرون کی زبان سے اونکا حال سُنا تو اوسنے انکار کردیا کہ
مسلمانون کو وہ اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا۔ کیونکہ مہاجرین نے بادشاہ سے یہ کہا تھا
کہ "ہم جہالت کے اندھیرے مین گھرے ہوے تھے اور بتون کو پوجتے تھے خبیث
خواہشون مین مبتلا ہم کوئی قانون زبردست کے قانون کے سوا نہ جانتے تھے جبکہ خدا نے ہماری
ہی قوم مین سے ایک شخص کو اُٹھایا جو نسب کا اونچا تھا اور جسکی نیکیون کی وجہ سے ہم مدت سے
اوسکی عزت کرتے تھے۔ اس رسولؐ نے ہم سے کہا کہ توحید کا اقرار کرو اور صرف اللہ ہی
کی بندگی کرو اور اپنے آبائی توہمات سے پرہیز کرو اور لکڑی اور پتھر کے خداؤن سے نفرت
کرو۔ اوسنے ہمکو حکم دیا کہ برائی سے بھاگو۔ بات کے سچے وعدے کے پورے ہو ماں باپ
سے محبت رکھو اور ہمسایہ پر مہربانی کرو۔ عورتون کو بعزت اور یتیمون کو لوٹنے سے اوسنے
ہمکو منع کیا۔ نماز روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہم اوسکی رسالت پر ایمان لائے اور ہم نے
اون احکام کو تسلیم کیا جو وہ ہمارے پاس خدا کے پاس سے لایا۔ لیکن ہمارے ملک والے
ہمارے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوے اور ہمپر ظلم کیے کہ ہم اسلام چھوڑ کر بتون کی پرستش کرین
بس اپنے ملک مین امن نہ پاکر ہمنے تمہارے ملک مین پناہ ڈھونڈھی ہے۔ تمہارے انصاف
پر بھروسا کرکے ہم امید کرتے ہین کہ تم ہمکو ہمارے دشمنون کے ظلم سے رہا کروگے" بادشاہ
نے مہاجرون کی درخواست کو سنا اور قریش کی سفارت ناکام واپس ہوئی۔ اسی اثنا مین

مکہ مین ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ دولت اور اقتدار کی طمع دلاکر رسول اللہ صلعم کو ترغیب دین کہ آپ اسلام کی تعلیم و تلقین سے کنارہ کرین - لیکن یہ کوشش بھی عبث تھی -

جبکہ مکہ مین سفارت کے نتیجہ کو دریافت کرنے کا جو حبشہ بھیجی گئی تھی بہت انتظار تھا تو اس وقت ایک ایسے شخص نے اسلام قبول کیا جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنون مین سے تھے - اور جنھون نے سخت تعصب اور اصرار کے ساتھہ رسول اللہ صلعم کی ہمیشہ مخالفت کی تھی - یہ وہ شخص تھے جنکو مسلمان ہر وجہ سے اپنا نہایت سخت اور قہرآگین دشمن یقین کرسکتے تھے - لیکن جب وہ ایمان لائے تو اسلامی تاریخ مین اسلام کے سب سے زیادہ زینت دینے والون مین سے ہوے - یہہ شخص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے مسلمان ہونے سے پہلے ایکبار وہ پیغمبر خدا صلعم پر غضبناک ہوکر ہاتھہ مین تلوار لیے آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے - راستہ مین ایک عزیز ملا - اسنے پوچھا کہان جاتے ہو - عمرؓ نے جواب دیا "محمد کو ڈھونڈھتا ہون تاکہ اسکو قتل کرون - وہ اپنے شہر کے لوگون پر مصیبت اور فساد لایا ہے اور ہمارے خداؤن کو اوسنے دشنام دی ہین اور ہمارے باپ دادا کی یادگار کو بے عزت کیا ہے" اوس عزیز نے کہا "اپنے ہی خاندان کے لوگون کو کیون سزا نہین دیتا جنھون نے تیری لاعلمی مین اپنے آبائی مذہب کو ترک کردیا ہے" عمرؓ نے پوچھا "میرے کنبہ مین ایسے کون لوگ ہین" رشتہ دار نے جواب دیا "تیرا بہنوئی سعید اور تیری بہن فاطمہؓ" عمر ابن الخطاب یہہ سنتے ہی بہن کے گھر دوڑے گئے - فاطمہ گھر مین بیٹھی اپنے شوہر سعید اور خباب بن الارت کے ساتھہ جو صحابہ مین سے تھے اور دونون کو اسلام کی تلقین کرتے تھے قرآن تلاوت کررہی تھین - عمر مکان مین گھس گئے اور پوچھا "یہہ کیا آواز تھی جو مین سنتا تھا" انھون نے جواب دیا "کچھہ نہین" عمرؓ نے کہا - "نہین تم کچھہ پڑھہ رہے تھے اور مین نے سنا ہے تم محمد کے دین مین شامل ہوگئے ہو" یہہ کہکر عمرؓ سعید پر دوڑے اور اونکو مارا - فاطمہ بیچ مین آگئین تاکہ شوہر کو بچادین اور بھائی سے کہا ہان ہم مسلمان ہین اور اللہ اور اللہ کے رسول پر

ایمان کیسے ہین - مار ڈالو اگر تمہاری یہہ ہی مرضی ہے" اس کشمکش مین عمرؓ کی بہن زخمی ہوئین اور جب عمرؓ ابن الخطاب نے فاطمہ کے چہرے پر خون دیکھا تو نرم ہوے اور وہ کاغذ مانگا جسکو وہ پڑہتے تہے - کچہہ تامل کے بعد فاطمہ نے کاغذ دیدیا - اسمین قرآن کی بیسوین سورہ (سورہ طٰہٰ) لکھی تہی - جب عمرؓ نے اسکو پڑہا تو آواز سے کہا - "کیسا حسین کلام ہے اور کیسا گرامی خطاب ہے" جون جون پڑہتے گئے ایمان سے دل مغلوب ہوا یہانتک کہ بولے "مجہہ کو محمدؐ کی خدمت مین لے چلو تاکہ اسلام کا اقرار کرون"

قریب قریب اسی زمانہ مین ایک اور بڑے شخص نے اسلام قبول کیا یعنی حمزہؓ ابن عبدالمطلبؓ نے جو رسول اللہ صلعم کے چچا اور دونون آپس مین دودہ بھائی بہی تہے - حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک واقعہ کا حال سنا جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے ایذا پہونچائی تہی اور آپ نے صبر فرمایا تہا تو انکے دل پر ایسا نشتر لگا کہ رسول اللہ صلعم کی نصرت اور معاونت کا فورًا خیال پیدا ہوا اور دشمن سے پکے دوست بن گئے - حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی مثال ایسی نہتی جنکو مسلمانون کی تکلیفین دیکھکر انکے ساتہہ ہمدردی پیدا ہوئی ہو بلکہ اور بہت سی مثالین اسی قسم کی تہین اور بلاشبہہ بہت لوگ نئیے مذہب کے خفیہ طور پر طرفدار تہے جنہون نے اپنا مسلمان ہونا اسوقت تک ظاہر نہ کیا جبتک کہ اسلام کو علانیہ کامیابی نہ ہوئی -

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا اسلام کی تاریخ مین ایسا واقعہ ہے جو اسکی صورت کو بالکل بدل دیتا ہے - مسلمان اب اس قابل ہوگئے کہ زیادہ جرات اختیار کرین - رسول اللہ صلعم نے ارقم کا گھر چہوڑ دیا اور اہل اسلام نے کعبہ کے سامنے علانیہ بلکہ نماز پڑہنی شروع کردی -

لیکن اسطرحکی حفاظت تہوڑے عرصہ تک ہی - قریش کی سفارت حبشہ سے ناکام واپس آئی - کیونکہ وہان کے بادشاہ نے قطعی انکار کردیا کہ مہاجرون کو اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا - یہہ حالت ایسی تہی کہ رؤسای مکہ کو اس سے خوف پیدا ہونا واجبی تہا - اسلیے کہ اب انکا ایسے لوگون سے مقابلہ نہ رہا جو مظلوم اور قوم سے خارج ضعف و آلام کی زندگی

کی کشمکش مین رہتے ہون بلکہ اب مسلمان ایک قومی فریق بن گئے تھے جو شہر کی بارسوخ لوگونکے شامل ہونے سے اپنی قوت کو بڑہاے تھے اور مکہ کی عملداری کے استحکام کو ایک زبردست غیر ملک کے بادشاہ کی دوستی سے خطرہ مین ڈال رہے تھے۔

قریش نے یہہ حالت دیکھکر مستقل کوشش کی کہ اپنی عملداری سے اس خطرناک عنصر کو نکال کر نیست و نابود کر دین۔ انہون نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف جو قرابت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتے تھے ایک عہد نامہ جاری کیا جسمین قریش نے اتفاق کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی عورتون کو نکاح مین نہ لینگے اور نہ اپنی عورتون کو انکے نکاح مین دینگے۔ نہ اُنکے ساتھہ بیع کرینگے نہ شرا اور یہہ کہ اونسے ہر طرح کے معاملات بند رہینگے۔

اس ظلم کے تشدد نے اور اون خطرون نے جو اس تشدد مین شامل ہوے مجبور کیا کہ مسلمان پہر حبشہ کو ہجرت کرین اور اس دفعہ تراسی مردون اور اٹھارہ عورتون نے حبشہ کو ہجرت کی۔

تین برس تک بنی ہاشم شہر کے ایک حصہ مین محصور رہے۔ اور اس عرصہ مین برابر قریش کے عہد نامے کی سختی کے ساتھہ پابندی رہی۔ کسی کی ہمت نہ ہوی کہ موسم حج کے مہینون کے سوا کہین باہر نکلتا کیونکہ ان مہینون مین عرب مین ہر جگہہ لڑائیان بند ہوجاتی تہتین اور یہہ چند روزہ امن اس لیئے ہوتا تہا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جو قومی مذہب کا مرکز تہا زائر آسکین۔

رسول اللہ صلعم کو موسم حج مین مفید موقع ملتا تہا کہ مختلف قبائل عرب کو جو کعبہ معظمہ کی زیارت کے لیے جوق جوق آتے اور قریب کے میلون مین جمع ہوتے تھے تلقین اسلام فرماوین۔ لیکن کچہہ کامیابی نہوتی تہی۔ کیونکہ ابو لہب رسول اللہ صلعم کے پیچھے پیچھے چلتا چلاتا کہ "یہہ جہوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے آبائی دین سے نکالکر اپنے جہوٹے عقائد کی طرف جنکو وہ لایا ہے لاوے۔ اس لیے اس سے علٰحدہ ہوجاؤ اور اسکی بات نہ سنو"۔ لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے طعن کر کے کہتے "تیرے قبیلہ اور خاندان

کے لوگ تجھ کو سب سے بہتر جانتے ہین پہر وہ کیون تیرا یقین اور پیروی نہین کرتے ۔"

آخر کار رسول اللہ صلعم اور آپ کے اقارب نے جو سختیان اور تکلیفین اوٹہائین اُن پر قبیلۂ قریش کے ایک حصہ کو ہمدردی پیدا ہوئی اور اُنہون نے جو عہدنامہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کی خلاف جاری کیا تہا اُسکو اُٹھا دیا۔

اسی سال مین جبکہ عہدنامہ منسوخ ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نے جو پچیس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر اور ہمدرد رہی تہین آپکو اندوہ و الم مین مبتلا کیا اور اس واقعہ کے بعد ہی ابوطالب کی موت نے آپ کو ایسے معاون سے محروم کردیا جو ہمیشہ آپکے قوی محافظ رہے تہے۔ رسول اللہ صلعم کو پہر کفار کے طعن اور تنفر کا سامنا ہوا۔

اہل مکہ کی عداوت اور انکار کے بعد جن کو دس برس تک بغیر زیادہ کامیابی کے اسلام کی خبر سنائی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا کہ دیکھین اور لوگ بھی ایسے ہین جو آپ کی بات کو سُنین اور جن کے دل مین تخم دین کے لیئے زیادہ قابل اور بارآور زمین ملے اس امید مین آپ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر تہا۔ عمائد شہر کی ایک بڑی مجلس کے سامنے توحید اور تبلیغ اسلام کا جو پیغمبر خدا ہونے کی وجہ سے آپ کو سونپی گئی تہی ذکر فرمایا۔ اور طائف کے لوگون سے کہا کہ مکہ کے دشمنون سے آپکی حفاظت کرین۔ آپکی تعلیم اور رسالت کے اعلی حقوق (جنکو طائف کے اصنام پرست باشندے سمجہ بھی نہ سکے) اور پہر آپ کی بیکسی کی حالت ایسی غیر متناسب معلوم ہوئی کہ اہل طائف نے تمسخر کیا اور تحقیر کی اور پتھر مار کر شہر سے نکال دیا۔

طائف سے واپس آکر کامیابی کی تمام صورتون مین سب سے زیادہ مایوسی ہوگئی اور آپ کے روحانی حزن و ملال نے اس کلام مین اپنے تئین ظاہر کیا جو نوح علیہ السلام کی بانی بیان ہوا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا (سورہ نوح - ۵-۶) یعنی نوح نے کہا اے خدا مین دن رات اپنی قوم کو بلاتا رہا پہر میرے بلانے سے بجز اسکے کہ وہ بہاگتے رہین اور کچہہ نہوا اور جب مین نے اونکو بلایا تاکہ تو اونکو معاف کرے اونہون نے اپنے کانون مین انگلیان دے لین اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور ضد کی اور نہایت سرکشی کی۔

لیکن اس اندوہ وملال کی حالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی ایسی صورت سے ہوی جسکا پہلے خیال تک نہ تہا۔ موسم حج مین آپکی نظر چہہ یا سات آدمیون کے ایک گروہ پر پڑی جنکو آپ نے پہچانا کہ مدینہ سے آتے ہین جسکو اوس زمانہ مین یثرب کہتے تہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیون سے مخاطب ہوکر پوچہا۔ "تم کس قبیلہ سے ہو" انہون جواب دیا۔ "قبیلہ خزرج سے ہین" آپ نے فرمایا "کیا یہود کے ساتھیون مین سے ہو" خزرجیون نے جواب دیا "ہان" رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کیا تم تہوڑی دیر بیٹہ نہ جاوگے تاکہ مین تم سے بات کرون"۔ خزرجی بولے "ضرور" اور یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بیٹہہ گئے اور آپ نے انکو خدای برحق کی خبر دی اور اسلام کی تلقین فرمائی اور قرآن انکے سامنے پڑہا۔ "پس ایسا ہوا کہ اللہ نے اسمین اسلام کے لیے عجیب کام یہ کیا کہ انکے ملک مین یہود پاے گیے جو توریت رکہتے تہے اور عقل رکہتے تہے جبکہ وہ خود (خزرجی) مشرک اور صنم پرست تہے۔ یہود نے انکے ہاتہہ سے اکثر ظلم اوٹہاے تہے اور جبکہ انکے آپس مین لڑائی ہوتی تہی تو یہود ہمیشہ کہتے تہے کہ "جلد تم مین ایک رسول پیدا ہوگا اور اوسکا وقت قریب ہے اور اوسکی ہم پیروی کرینگے اور اوسکے ساتہہ ہوکر تمکو قتل کرینگے عاد اور ارم کا سا قتل"۔ اب جبکہ رسول اللہ صلعم نے ان لوگون سے باتین کین اور خدای برحق کی انکو تلقین کی تو انہون نے آپس مین کہا۔ "یقین جانو کہ یہہ ہی رسول ہے جسکی نسبت یہود نے ہمکو ڈرایا تہا۔ آو جلدی کرو اور اسکے ساتہہ شریک ہونے مین اول رہو"۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلقین فرمائی اسپر یہہ خزرجی ایمان لائے اور اسلام قبول کیا اور آپ سے عرض کیا کہ "ہمارے ملک والے ایک سخت اور مہلک لڑائی مین مصروف ہین لیکن اب خدای برحق تیرے طفیل اور تعلیم سے انکو متفق کردیگا۔ پس ہم اسلام پر انکی دعوت کرینگے اور اوس دین سے انکو آگاہ کرینگے جو ہمکو تجہہ سے ملا ہے"۔

یہہ واقعہ جسکا اوپر ذکر ہوا روایت سے اسی طرح بیان ہوا ہے اور وہ پیغمبر خدا صلعم کی رسالت مین ایسا واقعہ ہے جسپر بہت سے واقعات کو حصر ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ایسی قوم سے مل گئے جنکے حالات سابقہ تو ایسے تہے کہ انکی طبیعتین آپ کی تعلیم قبول کرنے پر آمادہ تہین اور انکی موجودہ حالت ایسی تہی جیسا آگے چلکر ظاہر ہوا کہ وہ آپ کی کام مین ممد ہوئی۔ یثرب کا شہر مدت سے یہود کے قبضے مین تہا یہہ یہودی کسی قومی تباہی کے سبب سے جو غالباً بادشاہ ہیدرین کے جور و ظلم سے آئے اپنے ملک سے نکل گیے تہے سنہ ۳۰۰ عیسوی کے قریب خانہ بدوش عرب کا ایک گروہ جسمین خزرج اور اوس کے دو قبیلے تہے یثرب مین آیا اور صلاح کے بعد یہود کی عملداری سے انکو حصہ دیا گیا۔ خزرج اور اوس کے قبیلون مین جب آدمی بڑہتے گئے تو یثرب کے یہودی فرمانرواون سے وہ ملکی اختیارات بھی چھیننے لگے۔ یہانتک کہ پانچوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب یثرب کی عملداری خزرج اور اوس کے قبضہ مین آگئی۔

بعض عربون نے یہودیون کا مذہب اختیار کرلیا تہا اور بہت سے یہودی جو پہلے یثرب کے مالک تہے وہ عرب فاتحین کی ملازمت مین ابتک رہتے تہے۔ پس رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین یثرب مین یہودی رعایا کثرت سے رہتی تہی۔ اس طرح یثرب کے لوگ ایک مسیح موعود کا خیال رکہتے تہے اور اس وجہ سے بت پرست اہل مکہ کے مقابلہ مین وہ پیغمبر خدا کی رسالت کو کہ آپ اللہ کے رسول ہین سمجہنے کی زیادہ قابلیت رکہتے تہے اہل مکہ کے لیئے رسالت کا خیال بالکل اجنبی تہا اور قریش کے لیئے تو وہ بہت ہی بے لطف تہا

کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی افسری اور اُنکا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تھا کہ کعبہ کے مقدس احاطہ مین جو قومی مجموعہ اصنام بکار رہتا تہا اُسکے وہ موروثی متولی چلے آتے تھے۔

یثرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس مین زمانہ دراز سے چلا آتا تہا اور جسکے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تہی تباہ حالت مین تھا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہہ کی حالت مین رہتے تہے اور کوئی چیز جو ان دونون مخالف قبیلون کو کسی مشترکہ مقصد کے لیے متحد کردیتی وہ شہر کے حق مین نعمت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اطلی مین زمانہ وسط کی جمہوری عملداریان ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہرون مین اعلی ترین منصب کے لیے منتخب کرلیتی تہین تاکہ مخالف فریقین کی قوت مین ہموزنی قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے جو تجارت اور امن خلائق کی بربادی کا باعث ہوتی تہی۔ اسی طرح اہل یثرب نے اپنے شہر مین ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکہا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تہا وہ زبردستی لیتا یا اُنکی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے رشک نے جو شہر مین تہا ایسے رشک کو مٹا دیا جو باہر والون کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچہ ظاہر کرتے ہین کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھہ برس بعد دس ہزار مسلمانون کے سردار بنکر اوس شہر مین داخل ہوے جس مین دس برس تک بہت کم نتیجے پیدا ہوے جہان آپ نے تبلیغ اسلام مین کوشش فرمائی تہی۔

لیکن یہ بات لکہنی ابہی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے قصد فرمایا تہا کہ خزرج کے ساتھہ خود یثرب کو تشریف لیجاوین لیکن خزرج نے آپ کو اس ارادہ سے اوس وقت تک باز رکہا کہ اون مین اور اوس مین مصالحت نہ ہوجاوے۔ خزرج نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا "ہم تجہہ سے استدعا کرتے ہین کہ ہمکو اپنے لوگون مین واپس جانے دے اگر خدا نے ہم مین امن پیدا کردیا تو ہم تیرے پاس پہر آوینگے اور حج کے موسم کو آیندہ برس مین مقررہ وقت پر ہو سنے دے"۔ اس طرح خزرجی اپنے گہرون کو واپس چلے گئے

اور اپنی قوم کی اسلام پر دعوت کی۔ اور بہت لوگ ایمان لائے یہانتک کہ کوئی کنبہ مشکل سے ایسا تہا جسمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

جب حج کا زمانہ پہر آیا تو ایک جماعت جسمین دس آدمی خزرج اور دو آدمی اوس کے تھے رسول صلعم کی خدمت مین عہد کے موافق بیعت کی غرض سے جای مقررہ پر حاضر ہوے۔ اور آپ پر بیعت کی۔ اس اول بیعت کا مضمون جسکا نام بیعت عقبۃ الاولی مقام عقبہ کی وجہ سے ہوا جو ملنے کی جگہہ تہی یہہ تہا کہ "ہم کسی کی بندگی سوائے ایک خدا کے نہ کرینگے۔ ہم چوری نہ کرینگے اور نہ زنا کرینگے اور نہ اپنے بچون کو قتل کرینگے اور برا کہنے اور غیبت سے پرہیز کرینگے ہم اللہ کے رسول کی ہر بات کو جو راست ہوگی تسلیم کرینگے۔ اور اوسی کے تابع رہینگے خوشی اور رنج مین" یہہ بارہ آدمی دعاۃ اسلام بنکر یثرب کو واپس چلے گئے۔ یثربیون کی حالت اسلام قبول کرنے کے لیئے اسقدر آمادہ اور پہران دعاۃ اسلام نے اپنے کام مین ایسی سرگرمی دکہلائی کہ اسلام بہت جلد ایک گہر سے دوسرے گہر تک ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ مین شائع ہوگیا۔

[illegible] کی یثرب کو واپسی کے وقت یثربیون کے ساتہہ مُصعب ابن عُمیرؓ بہی ہوگئے دوسری روایت یہہ ہے کہ ایک تحریر کے بموجب جو یثرب سے آئی رسول اللہ صلعم نے انکو یثرب روانہ کیا۔ یہہ نوجوان شخص شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تہے اور تہوڑا عرصہ ہوا تہا کہ حبشہ سے واپس آئے تہے۔ اسوجہ سے انکو بہت تجربہ حاصل تہا اور ظلم کے مکتب مین ایذا کی تربیت پاچکے تہے جسنے انکے جوش مذہب مین متانت ہی نہ پیدا کردی تہی بلکہ یہہ بہی سکہادیا کہ ظلم کا کس طرح سامنا کیا جاتا ہے اور ان لوگون سے کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کو بغیر سنے اسلام کو مطعون کرتے ہین بس رسول اللہ صلعم نے تنہا انہین بہروسا فرماکر نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے مشکل کام کو اور جوش اور ریاضت اسلام کے تخم کی حفاظت کو جو ڈال دیا گیا تہا اور اسکی پرورش کو کہ وہ پروان چڑہے مُصعب ابن عمیر

کے سپرد فرمایا۔ یثرب پہونچکر مصعب رض اسعد ابن زرارہ کے گھر مین ٹھہرے اور مسلمانون کو نماز اور تلاوت قرآن کے لیئے کبھی تو اسعد اور کبھی بنی ظفر کے گھر مین جمع کیا کرتے - بنی ظفر کا گھر شہر کے ایسے محلے مین تہا جس مین ظفر کا خاندان اور عبدالاشہل کا خاندان ملکر رہتا تہا

اس زمانہ مین عبدالاشہل کے خاندان کے سردار سعد ابن معاذ اور اسید ابن حضیر تھے ایک دن یہہ ہوا کہ مُصعب اسعد کے ساتہہ بنی ظفر کے گھر مین بیٹھے چند نومسلمون کی تعلیم مین مصروف تہے کہ سعد ابن معاذ نے انکی ٹھہرنے کی جگہہ کا نشان لیکر اسید ابن حضیر سے کہا۔ "اس اعی اسلام اور اسکے ساتھی کو اپنے محلے سے نکال دے مین تجکو اس بات کی تکلیف نہ دیتا اگر صلہ رحم جو مجھہ مین اور بنی زرارہ مین ہے اس شخص کو نقصان پہونچانے کا مانع نہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالہ زاد تہا) - یہہ سنکر اسید نے نیزہ اُٹھایا اسعد اور مُصعب کے پاس پہونچا اور چلا کر کہا۔ "تم کیا کرتے ہو - ضعیف رائے والون کو گمراہ کرتے ہو - اگر تم کو اپنی جانین عزیز ہین تو ابھی یہان سے چلے جاؤ" مُصعب نے آہستہ سے جواب دیا۔ "بیٹھہ جا اور ہماری بات سُن اگر تونے ہماری بات سنی جو تجکو ناخوش کرے تو ہم چلے جائینگے" اسید نیزہ زمین مین گاڑکر بیٹھہ گیا اور مصعب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیئے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑہا تہوڑی ہی دیر مین اسید بیتاب ہو کر بولا۔ "کیا کرون جو اس دین مین شامل ہون" مُصعب نے جواب دیا۔ "پانی سے اپنے تئین پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر" اسید نے فوراً اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑہا اور کہا۔ "میرے بعد ایک اور شخص ہے جسکو تمہین ایمان پر لانا ہوگا (سعد ابن معاذ سے مراد تھی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی اشہل کا کل قبیلہ اسکی شان کی پیروی کریگا۔ مین اوسکو تمہارے پاس بھیجتا ہون۔

اسید ابن حضیر رض یہ باتین کرکے چلے گئے اور تہوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر غصہ کہاتا آیا اور کہا "اگر تو میرا خالہ زاد نہوتا تو تیری جرأت پر مین تجھکو نادم کرتا - کس بات سے

تیری ہمت ہوی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہین ہم مین لایا"
مصعب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو بغیر اسکی تعلیم کے سنے برا نہ کہے - اسپر سعد
نے اسلام کی باتون کو سُننا منظور کیا - اور مصعب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایمان
اوسکے دل مین پیدا کیا اور اسلام قبول کرکے سعد ابن معاذ مسلمان ہو گئے سعد جوش
اسلام مین بھرے ہوئے اپنے قبیلہ کے لوگون مین پہونچے اور اونسے کہا - "اے
بنی اشہل بتاؤ مین تمہارا کون ہون" انہون نے کہا - "تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب
زیادہ عاقل اور عالی نسب ہے" سعدؓ نے کہا - "مین قسم کہاتا ہون کہ مین کبھی تم مین
سے کسی سے بات نہ کرونگا جبتک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے"
اوس دن سے عبدالاشہل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا[۱]

ایسے جوش اور حمیت کے ساتھہ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تھی کہ ایک سال کے
اندر مدینہ کے عربون مین کوئی گھرانا ایسا نہ رہا جس مین چند آدمیون نے مسلمان ہو کر
مسلمانون کی تعداد نہ بڑہائی ہو سوائے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابو قیس شاعر
کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا -

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانون کا ایک گروہ جسمین تہتر شخص تھے
ہم وطن مشرکین کے ساتھہ یثرب سے مکہ مین آیا - یہہ مسلمان مکہ کو اس لیے بھیجے گئے
تھے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم سے یثرب چلنے کے لیئے عرض کرین کہ دشمنون کے ضرر سے
آپ پناہ لین اور دوسرے اس لیئے کہ آپکو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مانکر آپ سے بیعت
کرین - وہ تمام لوگ بھی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آنحضرت صلعم سے گذشتہ
دو حجون مین ملے تھے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مُصعب بھی جو انکے معلم دین تھے
ہمراہ تھے - مصعب ابن عمیر مکہ مین پہونچتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

[۱] کاسن دہ پیرسول - جلد سوم صفحہ ۳ - ۵

مین حاضر ہوے اور اوس کامیابی کا حال عرض کیا جو دعوت اسلام مین اونکو حاصل ہوی
تہی - یہہ روایت ہے کہ جب مصعبؓ کی مان نے بیٹے کے آنے کی خبر سُنی تو یہہ کہلا
بھیجا کہ "اے نافرمان فرزند کیا تو ایسے شہر مین داخل ہوگا جس مین تیری مان رہتی ہو اور
اوس سے تو پہلے ملنے نہ آئے" مُصعب نے جواب دیا۔ "نہین مین کسی کے گہر مین
رسول خدا سے پہلے ملنے نہ جاؤنگا" جب مصعب رسول خدا صلعم سے ملازمت حاصل
کر چکے تو اپنی مان کے پاس گئے جسنے کہا "مین سمجھتی ہون کہ تو ابھی تک ہمارے
دین سے بہاگا ہوا ہے" مصعب نے جواب دیا۔ "مین خدا کے رسول اور برحق
ملت اسلام کا پیرو ہون" مان نے کہا "کیا تو اون مصیبتون سے خوش ہے جو
حبشہ کی زمین مین تجہہ کو اوٹہانی پڑین اور اب یثرب مین سہنی پڑتی ہین" مُصعبؓ
سمجھ گئے کہ مان پہر مجہکو قید کرنے کی فکر مین ہے - اُنہون نے بلند آواز سے کہا۔
"کیا تو جبراً کسی کو اسکے مذہب سے علیحدہ کریگی - اگر تیرا منشا یہہ ہے کہ پہر مجہکو قید
کرے تو پہلا شخص جو مجہپر ہاتہہ چہوڑیگا اُسکو یقینی قتل کر دونگا" مصعب کی مان نے یہہ
سنکر کہا - "بس تو میرے سامنے سے چلا جا" اور یہہ کہکر رونے لگی - مُصعبؓ اس
کیفیت سے متاثر ہوے اور کہنے لگے - "اے میری مان - مین تجہہ کو محبت کی مشورت
دیتا ہون کہ گواہی دے کوئی خدا نہین بجز اللہ کے اور محمدؐ اوسکا بندہ اور رسول ہے"
لیکن مصعب رضی اللہ عنہ کی مان نے جواب دیا - "چمکتے تارون کی قسم مین تیرے مذہب
مین شامل ہو کر اپنے تئین احمق نہ بناؤنگی - مین تجہہ سے اور تیری باتون سے ہاتہہ دہوتی
ہون اور اپنے دین سے وابستہ ہون"

اس خیال سے کہ قریش کی بدظنی اور عداوت کو تحریک نہو عقبہ مین پوشیدہ ملاقات
کی تجویز ہوی جہان پہلے بہی وہ مسلمان جمع ہوے تہے جنہون نے اول بیعت عقبہ سے
پہلے برس مین اسلام قبول کیا تہا - رسول اللہ صلعم حضرت عباس کے ساتہہ جو آپ کے

چچا ساتھ عقبہ مین تشریف لائے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس راز مین شریک کر لیے گئے تھے - انہون نے اس پوشیدہ جلسے مین آغاز سخن اس طریقہ سے کیا کہ پہلے اپنے برادر زادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے مین سب سے زیادہ شریف خاندان کے فرزند ہین - اس قبیلہ نے ہمیشہ آپ کو دشمنون سے محفوظ و مصون رکھا گو آپکی تعلیم سے انکار کیا - چونکہ اب آپ یثرب کے لوگون مین پناہ لینی چاہتے ہین تو یثربیون کو چاہیئے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ اچھی طرح سونچ لین کیونکہ جب ایک دفعہ انہون نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے عہد سے انکو نہ ہٹنا ہوگا - تب براء ابن معرور نے جو قبیلہ خزرج مین سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادہ مین مضبوط ہین - پھر انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ آپ ہم سے چاہتے ہین وہ مفصل بیان فرمادین -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھکر انسے گفتگو شروع کی اور انکو نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کرین جسمین وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لائے ہین - اسکے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیون کی حفاظت دشمنون سے اسی طرح کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو - تب براء ابن معرور نے رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر کہا "قسم ہے اوسکی جسنے تجھکو رسول کرکے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعہ سے دین برحق کو ہمپر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اسطرح کرینگے جیسے اپنے جسمون کی اور ہم تجھکو اپنا سردار مانکر تجھسے بیعت کرتے ہین - ہم میدان کے مرد اور ہتھیارون کے آدمی ہین جو ہم نے لائق باپون سے لائق بیٹون کی طرح ورثہ مین پایا ہے" اس طرح سب نے باری باری رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر بیعت کی -

جسوقت قریش کو ان پوشیدہ کامون کی خبر لگی تو مسلمانون پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے شروع ہوئے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا - "یثرب کو چلے جاؤ

کیونکہ اللہ نے تمکو اوس شہر مین بہائی دیے ہین اور گہر دیا ہے جسمین تمکو پناہ ملے"۔ پس مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کر کے یثرب کو ہجرت کرنے لگے جہان انکا سچے دل سے خیر مقدم ہوا اور یثربیون نے مہاجرین کی مدارات کی اور اس مدارات مین ایک نے دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیا مہاجرین کے لئے مہیا کین دو برس کے عرصہ مین تقریبا کل مسلمانون نے سوائے انکے جنکو گرفتار کر لیا تہا اور قید مین ڈال دیا تہا یا جو حالت اسیری سے بہاگ نہ سکتے تہے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اور انکی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ ان مسلمانون مین ایک شخص صہیب رض تھے جنکو رسول اللہ صلعم نے "یونان کا پہلا ثمر" کہا تہا۔ یہہ شخص یونانی غلام تہے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت کر کے بہت دولت جمع کر لی تہی۔ غرض اونکا حال یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صہیب مکہ سے ہجرت کرنے کو ہوے تو اہل مکہ نے اونسے کہا۔ "تو یہان اوسوقت آیا تہا جبکہ حاجتمند اور مفلس تہا۔ لیکن ہمارے ساتھہ تیری دولت بڑہی یہان تک کہ تو موجودہ ثروت کو پہونچا اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتھہ نہین بلکہ اپنے مال کے ساتھہ بھی۔ قسم ہے رب کی ایسا نہو گا"۔ اسپر صہیب رض نے کہا۔ "اگر مین اپنے مال کو چھوڑ جاؤن تو بھی تم مجھکو جانے دو گے"۔ اہل مکہ نے اس بات کو منظور کر لیا اور صہیب رض نے اپنا سب مال چھوڑ دیا۔ جب یہہ حال رسول اللہ صلعم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "سچ ہے صہیب رض نے نفع سے معاملہ کیا"۔

پیغمبر خدا صلعم نے اپنی روانگی مین توقف فرمایا (بلا شبہہ اس خیال سے کہ مسلمانون کی طرف سے لوگون کا دہیان ہٹا دین) یہانتک کہ ایک مشورت نے جو آپکی جان لینے کے واسطے ہوی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہو گا اور آپ نے ایک تدبیر سے یثرب کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ مین آکر جسکو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

پہلا فکر اسکا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کرائی جاوے تاکہ نماز پڑہا ہنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لیئے ایک جگہہ ہو جاوے - کیونکہ اس وقت تک انصار مین سے ایک شخص کا رہنے کا گہر تہا جو ان کامون کے لیئے استعمال ہوتا تہا - پہلے نمازی بیت المقدس کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑہتے تہے[1] اور یہہ انتظام غالباً اس امید سے ہوا تہا کہ یہود دائرہ اسلام مین شامل کر لیے جاوینگے - اور رسول اللہ صلعم نے بہت سے طریقون سے مثلاً توریت مقدس کے حوالون سے اور ادائے رسوم مذہب مین آزادی اور اختیارات ملکی مین مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا - لیکن انہون نے ان سب مہربانیون کا نفرت اور عداوت سے جواب دیا - جبکہ یہود سے مواصلت کی تمام امیدین لاحاصل ثابت ہوئین اور یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لاوینگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نماز مین کعبہ معظمہ کی طرف منہ رکہین (سورہ المر البقرہ ۱۴۴ع)

نماز مین سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر مین معلوم ہون اوسنے زیادہ عمیق تہے - یہہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی ابتدا ہوی - اس حکم نے مکہ مین کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیئے اسلامی مرکز بنادیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارتگاہ چلا آتا تہا ایسا ہی قابل وقعت امر اہل عرب کی قدیم رسم حج کو فرائض اسلام مین شامل کرنیکا تہا جس سے ہر مسلمان پر عمر بہر مین کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا -

قرآن شریف مین بہت سی آیات ایسی ہین جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ

---

[1] یہہ ثابت نہین ہی کہ حضرت ابرہیم یا اونکی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو - گر یہودیون نے بیت المقدس کو سمت قبلہ ٹہہرالیا تہا جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائی تب بیت المقدس ہی کو سمت قبلہ رکہا اسلیے کہ وہ اہل کتاب کا سمت قبلہ تہا اور شرکین مدینہ مین اسلام اونمین علانیہ امتیاز ہوتا تہا چنانچہ قرآن شریف مین اسکا ذکر ہی "جس قبلہ پر پہلے تو تہا وہ اسلیئے تہا کہ ہم جان لین کہ کون رسول کی پیری کرتا ہی اور کون پہر جاتا ہی" (سورہ البقرہ ۱۳۸) مگر جب بعض یہودی بہی ایمان لی آئے تو مسلمانون اور یہودیون مین علانیہ امتیاز ہونیکی لیے تحویل قبلہ مکہ کی طرف ہوئی مگر اوسکی ساتھہ خدا نے یہہ بہی فرمادیا "جس طرف منہ کرکی نماز پڑہو اودہی طرف خدا کی ذات ہی" اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ سمت قبلہ کا قرار دینا جماعت کی انتظام کی لیے ہی" (مترجم)

[2] ماہ رمضان کے روزونکا حکم (سورہ البقرہ ۱۷۹ - آیات ۱۸۴ و ۱۸۷) دوسری علامت یہود سے علحدگی اختیار کرنیکی ہی بطور جسکے صوم عاشورہ ترک کیا گیا -

کرتی ہین اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہین جو انکو اسطرح بخشا گیا کہ اُنھی کی زبان مین وحی نازل ہوی اور اُن ہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے اوسکو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ سورۃ الزخرف - ۲ یعنی ہمنے اس کتاب کو عربی زبان مین اُتارا تاکہ تم سمجھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ (سورہ شوری ۵) یعنی اور اسیطرح ہم نے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکے والون کو اور اوس کے آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُہٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (حم السجدہ - ۴۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین اُتارتے تو وہ کہتے کہ اوسکے احکام اچھی طرح کیون نہین سمجھائے گئے یہہ تو عربی زبان نہین ہے اور ہم عربی ہین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ سورۃ الزمر - ۲۸-۲۹) یعنی اور ہم نے لوگون کے لیئے اس کلام مین ہرطرح کی مثال بیان کردی ہے تاکہ وہ نصیحت پائین اور یہ کلام عربی زبان کا بغیر اینچ پیچ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ الشعرا ۱۹۲ - ۱۹۵) - یعنی اور بیشک قرآن دوجہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے ...... صاف صاف عربی زبان مین۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○ (سورہ مریم ۹۷-) یعنی ہمنے قرآن کو تیری زبان مین ہونے سے آسان کردیا ہے تاکہ تو اس سے خدا سے ڈرنیوالون کو خوشخبری دے - اور ہٹ دہرمون کو ڈراوے۔

لیکن اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیئے نہ تہا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تہا

چونکہ خدا واحد تھا اس لیئے مذہب بھی احد تھا جسمین شرکت کے لیئے سب آدمی بلائے جاوین اسلام کا یہہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہے اور سب آدمیون اور قومون پر حاوی ہے اسکی عملی مثال اُن مکتوبات مین ملتی ہے جو رسول اللہ صلعم نے سنہ ۶ ہجری (سنہ ۶۲۸ عیسوی) مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہون کے نام بھیجے۔ اسی سال مین شہنشاہ ہرقل، شاہ فارس حاکم یمن حاکم مصر اور بادشاہ حبشہ کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ تھا۔ "خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول ہرقل قیصر روم کے نام اوسپر سلامتی ہو جو سیدھے رستہ پر چلا۔ اسکے بعد مین کہتا ہون کہ ہان مین تجھکو اسلام پر بُلاتا ہون۔ اسلام قبول کر اور اللہ تجھکو دوگنا صلہ دیگا۔ اگر تو اسلام لینے سے پھر یگا تو تجھپر تیری قوم کے گناہ ہونگے۔ اے اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونون کے لائق ہو۔ اور وہ یہہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شے کو اللہ کے ساتھہ شریک نہ کرو اور اورون کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارا دین اسلام ہے" یہہ نامہ اون لوگون کو جنکے پاس بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بے معنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چلکر ثابت کردیا کہ وہ ایسے جوش سے نہین لکھا گیا تھا جو خالی خولی ہوتا۔ یہہ مکتوبات جو بادشاہون کے نام بھیجے گئے اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیے ہے اور جسکا ذکر بار بار قرآن مین ہوا ہے کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہین۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ (سورہ ص۔ ۸۷-۸۸۔) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ کے بعد اسکی سچائی جانوگے۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِیۡنٌ ○ لِّیُنۡذِرَ مَنۡ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الۡقَوۡلُ

عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ (سورہ یٰس - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف کلام ہے تاکہ پیغمبر اون لوگون کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہین اور کافرون پر حجت پوری ہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا - (سورۃ السبا - ۲۷) یعنی اور ہمنے تجکو نہین بہیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ سورۃ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت او سچا دین دیکر بہیجا تاکہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا جانین۔

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت مین جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلعم کی بات کے ماننے سے انکار کرتے تہے۔

(سورۃ النحل - ۲۳ - ۴۴ - ۱۱۴ وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگون کو جنہین مسلمان کیا تہا ایسی اذیت دی جاتی تہی کہ وہ اسلام سے پہر جاتے تہے (سورۃ النحل - ۱۰۸) اور مجبور ہوتے تہے کہ ملک چہوڑ کر بہاگین تاکہ اپنے ظالمون کے ظلم سے بچین (سورۃ النحل - ۴۳ - ۱۱۱) تو اُس وقت یہہ وعدہ کیا گیا وَیَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا - ایک دن ہم اوٹہاوینگے ہر امت سے ایک گواہ (سورۃ النحل - ۸۶)[ف]

اسلام کا یہہ استحقاق کہ کافۂ خلائق کے قبول کے لیئے ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے وحی کے ذریعہ سے اوپر کی آیات مین ذکر کیا منصب رسالت سے بھی اسطرح ظاہر ہوا کہ آپنے بلال کو

[ف] یہہ تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اون آیتون کے جو اوپر نقل ہوئین بعض لوگون نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتدا ہی سے یہہ منشا تہا کہ اسلام کافۂ خلائق کا مذہب ہو۔ سر ولیم میور لکہتے ہین "یہہ خیال کہ اسلام کی میراث ساری دنیا ہے بعد کا خیال ہے۔ اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے خود پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر بالکل نہین تو غیر واضح طور پر سمجہا۔ آنحضرت صلعم کی دنیا عرب کا ملک تہا اور اسی ملک کے لیئے یہ جدید قانون (یعنی اسلام) نافذ ہوا تہا۔ اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تہی کسی کی نہین...... ایسے مذہب کا تخم جو تمام دنیا کے لیئے ہو ڈال دیا گیا تہا لیکن اُس کا جڑ پکڑنا حالات پر منحصر ہوا نہ کسی ارادہ پر" (کتاب خلافت مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۴۳ - ۴۴)۔

حبشہ کا پہلا ثمر اور صہیبؓ کو یونان کا پہلا ثمر،، فرمایا - فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ مین ایک عیسائی غلام تہا اور ہجرت کے پہلے برس مین اوسنے اسلام قبول کیا تہا - علاوہ اسکے ایک حدیث ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاک چین کو تبلیغ رسالت مین شامل فرمایا۔[۱] غرض بہت پہلے اس سے کہ ملک گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلعم نے صاف ظاہر کر دیا کہ اسلام قوم عرب ہی مین محدود نہ رہیگا - ذیل کا بیان جماعۃ اسلام کے بہیجنے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیئے سب قومون مین بہیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے - ،، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آؤ - اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تہے تو کچہہ دیر تک جای نماز پر تسبیح اور دعا مین مصروف رہتے تہے پہر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوے اور آپ نے چند صحابیون کو ایک طرف بہیجا اور چند کو ایک طرف اور اونسے کہا - ،، کہ تم بندگان خدا کے حق مین خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو - کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور پہر وہ اس فرض کو سچائی سے ادا نہین کرتا تو خدا اوس پر بہشت کو حرام کر دیتا ہے - جاؤ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رسولون نے جیسا کیا ویسا مت کرو - کیونکہ وہ پاس رہنے والون تک پہونچے اور دور رہنے والون کو اونہون نے چھوڑ دیا - پہر جن لوگون کی طرف بہیجے گئے تہے اونکی زبان بولنے لگے - جب اسکا ذکر آنحضرت سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندون کے ذمہ بندون کے متعلق ہین اون مین یہہ حق سب سے بڑا ہے۔[۲] ،،

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اوسکے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافہ خلائق کی

---

[۱] شیفر صفحہ ۱۳ - [۲] ابن سعد - فقرہ - ۔ ایہ قصہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتداہی مین سمجہہ لیے گئے تہے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تہا کہ سریانی اور عبرانی زبان سیکھین - اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو جن لوگون کے پاس بہیجنے کے لیئے تجویز کیا تہا اُنہون نے ان لوگون کی زبان سیکہہ لی تہی -

قبول کیلیے ہے یہ ہے کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا تہا اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو خاتم النبیین ہین (سورۃ الاحزاب ۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلون مین انکے پیغمبرون سے ظاہر ہوا تہا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ (سورہ الر - یونس - ۲۰) - یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تہے پہر اُن مین اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم نہ ہوچکا ہوتا تو جس مین وہ اختلاف کرتے ہین اُسکا فیصلہ اُن مین کردیا جاتا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف - ۸) یعنی کہدے کہ مین پیغمبرون مین کچہہ نیا نہین ہون۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ (سورہ الم البقرۃ - ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تہے پہر اللہ نے نبیون کو بہیجا جو خوشخبری دیتے اور ڈراتے تہے اور اُنکے ساتہہ سچی کتاب اُتاری تاکہ جس مین انہون نے اختلاف کیا اوسکا فیصلہ اونمین کردے اور کسی نے بجز اُنکے جنکو کتاب دی گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ اُنکے پاس صاف صاف حکم پہونچ گئے تہے اختلاف نہین کیا - پہر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والون کو وہ ٹھیک راہ بتادی جسمین وہ اختلاف کرتے تہے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکہاتا ہے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورۃ النحل - ۱۲۴) یعنی پہر ہمنے تجکو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا

ہو رہا تہا اور وہ نہین تہا شریک کرنیوالون مین سے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا

(سورۃ الانعام - ۱۶۲) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ بیشک مجکو ہدایت کی ہے میرے پروردگار نے سیدہے رستہ کی جو مضبوط دین ہی دین ابراہیم کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تہا۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (سورہ الم البقرہ ۱۲۹) یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہہ دے کہ تم ٹہیک نہین کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہین ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تہا شریک کرنیوالون مین سے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

(سورہ لم آل عمران ۸۹) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پہر پیروی کرو ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تہا اور وہ نہین تہا شریک کرنیوالون مین سے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ○ (سورۃ النساء - ۱۲۴) یعنی اور کون اچہے دین کا ہے اوس شخص سے جسنے جہکا دیا اپنا مونہہ اللہ کے لیے اور وہ اچہے کام کرنیوالا ہے اور پیروی کی ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تہا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تہا

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۃ حج - ۷۷) یعنی خدا نے تمکو چنا اور تمپر دین مین کچہہ دقت نہین ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکہا ہے مسلمان۔

اب اون حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف رکہتے تہے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا او سکے سمجہنے کے لیے یہہ ضروری ہے کہ عربون کی خاص تمدنی حالت کو جو اوس وقت مین کم سے کم جزیرہ نمای عرب کے اس حصہ مین تھی یاد کیا جاوے - کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملکی جسکے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا آج

کل خیال تک نہین پیدا ہو سکتا موجود نہ تہا - ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار تہا اور یہہ مطلق العنانی قبیلہ ہی مین نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر متنفس مین بہی موجود تہی قبیلہ کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تہا مگر فقط اس حد تک کہ وہ خود ایک عام رائی کا ظاہر کرنیوالا ہے جسمین یہہ بھی شریک ہو - مگر وہ آزاد تہا کہ اہل قبیلہ کی رائے سے بھی جو رائے سب نے ملکر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے - علاوہ ان باتون کے کوئی طریقہ عہدہ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تہا - سرداری کے لیئے عموماً وہ شخص پسند کر لیا جاتا تہا جو قبیلہ مین سب سے زیادہ دولتمند اور با اختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر شخص ہوتا - اور جو اپنی ذات مین یہہ صفت رکہتا کہ سب لوگ اسکی عزت کرنے پر مجبور ہون اگر کوئی قبیلہ بڑہ جاتا تو کئی حصون مین وہ تقسیم ہوتا تہا جنمین سے ہر حصہ اورون سے علحدہ اور با اختیار زندگی بسر کرتا - ان حالات سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کس طرح مدینہ مین اہل اسلام کی بڑی اور بڑہنے والی جماعت کے سردار ہوگئے جسنے آپکو اپنا سردار اور ہادی مانکر اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور یہہ سب باتین اس طرح پیش آئین کہ جو لوگ با اختیار تھے اور انکے اختیارات عام طور پر تسلیم بھی ہوتے تھے انکو کسی طرحکی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر مین یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکہنے والی قوم مین پیدا ہو جاتا کہ اونکے اختیارات چہین جائینگے پیدا نہ ہوا - رسول اللہ صلعم دنیوی اختیارات اپنے لوگون پر اسی طرح رکہتے تہے جیسے کوئی اور خود مختار سردار رکہتا - فرق دونون صورتون مین فقط یہہ تہا کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہہ مسلمانون مین دینی رشتہ قائم تہا -

مورخ فون کریمر لکھتا ہی کہ آنحضرت کی یہ خواہش بھی کہ ایک نیے مذہب کی بناڈالین اور اوسمین وہ کامیاب ہوے - لیکن اسکے ساتہہ ہی ایک ملکی انتظام بھی اُنہون نے پیدا کر دیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکہتا تہا - پہلے اونکی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والون کو ایک خدا یعنی اللہ کے ایمان پر لائین - لیکن اسکے ساتہہ ہی انہون نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت

کو بدل دیا۔ اور ایسی عملداری کی جگہہ جسمین قبیلون کے امیر و سردار حکومت کا کام کرین اور
با اختیار خاندان پبلک کے کامون مین حصہ لین انہون نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو
قائم کر دیا اور خود اوسکے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے انکی اطاعت
قبول کر لی۔ عرب کا ملک جسنے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اوس نے
دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی۔ متعدد چھوٹے اور بڑے
اور سینکڑون مختلف اقسام کے قبیلون کو جو رات دن آپس مین لڑتے رہتے تھے آنحضرت صلعم
کے کلام نے ایک قوم بنا دیا۔ ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت مین تھا
عرب کے قبیلون کو ایک ایسے انتظام مین منسلک کر دیا جسنے عجیب و صاف تعجب خیز عجلت
کے ساتھہ اپنے مین پیدا کر لیئے۔ صرف ایک زبردست اصول تھا جو یہہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ
ملک عرب مین قومی زندگی کا اصول تھا۔ قبائل کا سلسلہ اسطرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا (کیونکہ
یہہ ناممکن تھا) تو اتنا ضرور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت مین آگیا۔ اس عظیم الشان کام مین کامیابی
ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چھایا
ہوا تھا جسکو عرب کی قومون نے جنکو لوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جانا تک نہ تھا
یہہ اسلام ہی تھا جسنے ایسا ملاپ پیدا کرا دیا،، (انتہی قولہ[۱])

مدینہ پہونچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی کہ کس طرح اس اعلیٰ تمدنی خیال کو عملی
صورت بخشین آپ نے مکہ کے مہاجرون اور مدینہ کے انصار مین رشتہ اخوت قائم کیا اور اس
رشتہ سے تمام قبیلون کے اختلافات معدوم ہو گئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتون
کی جگہہ قائم ہو گئی۔ موت کی صورت مین بھی رشتہ داری کے حقوق علیحدہ کر دیے جاتے تھے
اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا۔ لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی

---

[۱] اے قرآن کریم (۲) - صفحہ ۳۰۹ - ۳۱۰ -

رشتہ کی ضرورت مسلمانون کے اتفاق کے لیئے نہ رہی تو یہہ قاعدہ منسوخ کر دیا گیا۔ ایسا قاعدہ صرف اوس وقت تک ضروری تہا کہ مسلمانون کی تعداد کم تہی اور اسلام کی متحدہ زندگی انکی بابت خیال کی جاتی تہی۔ اسکے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین آیے ہوے کم عرصہ ہوا تہا کہ اہل اسلام کی تعداد مین جلد افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ یہہ برادرانہ سوشل انتظام ناقابل عمل ہو گیا۔

یہہ پہلے ہی خیال ہو سکتا تھا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو مہاجرین سے بنی ہو اور مخالفون کے شہر مین رہتی ہو یہہ ہوگا کہ اخیر مین لڑائیان برپا ہو جائینگی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ تمام کتب سیر جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہین انکا بڑا حصہ دو باتون مین صرف ہوا ہے ایک تو غزوون اور خونریز لڑائیون کے ذکر مین جو قریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان جاری ہین اور جنکا سلسلہ ۶۳۰ء مین جبکہ رسول اللہ صلعم فتحیاب ہو کر مکہ مین داخل ہوے ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے مین جو آپکی وفات کے زمانہ تک آپ مین اور بہت سے قبائل عرب مین رہے۔

ان لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا۔ لیکن یہہ بات تحقیق کرنی ضروری ہے کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہہ لڑائیان کیا تعلق اور واسطہ رکہتی تہین یورپ کے مصنفون نے اس بات کو اکثر لکہا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول صلعم مدینہ مین ہو پہنچے تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت مین ظاہر ہوے۔ اب آپ اسلام کے واعظ او ناصح اور آدمیون مین خدا کے بہیجے ہوے رسول جنکو آپ اپنے دین کے حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوتا تہا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوے جو قوت کے طریقون اور مدبرانہ تدبیرون کو جہانتک میسر آئین اپنے واسطے اور اپنی راے کی ترجیح کے لیئے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ فرض کر لینا بالکل جہوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ واعظ اور داعی اسلام نہ رہے یا یہہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی مین تہا تو آپ نے

منکرین کی دعوت اسلام سے کنارہ کیا ابن سعد نے چند مکتوبات اپنی کتاب مین درج کیے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے قبائل عرب کے سردارون کے نام اور لوگون کے نام علاوہ اون سلاطین کے جو ملک عرب سے باہر سلطنتین رکہتے تہے دعوت اسلام پر لکہوائے اس کتاب مین آگے چلکر وہ واقعات معلوم ہونگے جنہین آنحضرت نے دعاۃ اسلام کو اُنہی کے قبیلے کے ایسے لوگون کے پاس جنہون نے اسلام قبول نہین کیا تہا تلقین اسلام کے لیے روانہ کیا اور بعض صورتون مین ان دعاۃ کی ناکامی ہی انکی سچی داعیانہ کوششون پر اور اس بات پر کہ کسی طرح کا جبر استعمال نہین کیا گیا دلالت کریگی۔

پس مدینہ کے زمانہ قیام مین رسول اللہ صلعم کی حالت کو بخوبی سمجھنے کے لیے مفصلہ ذیل سوالات کے درست جواب ملنے چاہئین۔ (سوالات یہہ ہین) رسول اللہ صلعم خود کس حد تک لڑائیون کے برپا ہوجانے کے ذمہ دار تہے؟ آپ خود پہلے حملہ کرتے تہے یا آپ پر پہلے حملہ کیا جاتا تہا؟[لہ] جب لڑائیان شروع ہوگئین تو فتح کی صورت مین مسلمان مذہب قبول کرنے کے لیے مفتوحین پر جبر استعمال کرتے تہے یا نہین یا جیسا بہت لوگون کو یقین ہے کہ لوگون کو جبر سے مسلمان کرنا ہی وہ مقصد تہا جسکے لیے مسلمانون نے ہتہیار اُٹہائے تہے؟

یہہ کل قضیہ اُن حالات سے شروع ہوتا ہی جسکا نتیجہ جنگ بدر ہوا جو اسلامی تاریخ مین پہلی باقاعدہ لڑائی تہی اب ان حالات کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک شخص ترک وطن کیے ہوے تہا جسنے چند جان نثار رفقا کے ساتہہ ایک اجنبی شہر مین دشمنون سے پناہ لی تہی۔ برسون تک کوشش کی کہ وطن یعنی مکے کے لوگ اوس دین کو قبول کرین جسپر یقین تہا کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کوئی شخصی عوی نہ تہا بجز دین برحق کے جسکو وہ سکہاتا تہا او خدا کے کہے سے کہتا تہا۔

لہ مدینہ کے زمانہ قیام مین جو لڑائیان ہوئین انسے یہہ مراد ہوئی کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے تہین اس مضمون پر خرغر کی کتاب ”وہ اسلام“ پڑہنی چاہیے (دی گدز۔ جون ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۴۶)

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

(سورۃ الکہف ۱۱۰) یعنی اے پیغمبر کہدے کہ مین بہی تم جیسا ایک آدمی ہون مجہہ کو یہ وحی دیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ پہر جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکہتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ نیک عمل کرے۔

اول خاموش حقارت اور پہر علانیہ عداوت سے لوگون نے برتاو کیا۔ ہر طرح کے تہتک اور گستاخیون کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاو کا تشدد بڑہتا گیا یہانتک کہ ایذا رسانون نے جان لینے کا قصد کیا۔ اول صحابہ اور اور مسلمان تہے جنپر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا۔ دو دفعہ مسلمان مجبور ہوے کہ حفاظت کے لیئے سمندر پار چلے جاوین۔ وہان بہی دشمنون کی عداوت نے پیچہا کیا۔ بہت سے مسلمانون کو سخت سے سخت اذیت پہونچائی جاتی تہی یہانتک کہ بعض مرجاتے اور وہ اوس دین کے شہیدون مین شمار ہوتے جسکو انہون نے کسی حالت مین ترک نہ کیا۔ جب ظالمون کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی۔ اور انکے بعد رسول اللہ صلعم ایک تدبیر سے جان سلامت لیکر مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ مین بہی مسلمانون کی حالت خطرہ سے خالی نہ تہی۔[۱] اہل مکہ کی خصومت سے یہان بہی پناہ نہ ملی جنہون نے مدینہ کے نومسلمون کے تعاقب مین تذبذب نہ کیا اور انمین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے بہت تکلیفین دین۔[۲] خود شہر مین یہہ نہ تہا کہ مسلمان بالکل دوستون مین رہتے ہون۔ یہودی جو مدینہ مین کثرت سے رہتے تہے رسول اللہ صلعم سے خفیہ عداوت رکہتے تہے اور شہر والون مین بہی بہت لوگ ایسے تہے جو اسوقت تو بے پرواہ تہے لیکن اگر غیرون کے آنے سے انکے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اسکی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرون کے دشمن ہوجاتے۔ اس لیے مہاجرین کے لئے یہ ضروری تہا کہ قریش کے حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار رہین۔ مہاجرین اپنے عزیزون کو جنکو مکہ مین مجبور ہوکر چہوڑنا پڑا تہا بہول نہ سکتے تہے جیسا کہ اس آیت مین ہے۔

لہ سنہ ۲ ہجری مین ایک قریشی سردار نے جسکا نام کرز ابن جابر تہا چند ڈہور ڈنگرون کو جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر چر رہے تہے ڈاکا مارا

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا - (سورۃ النسار - ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتین اور بچے فقد بے بس ہین کہ کوئی تدبیر نہین کر سکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہین جن کو ظالم ایذا رسانون کے رحم پر چھوڑ دیا تہا -

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا - (سورۃ النسار - ۷۷) یعنی اے ہمارے پرور دگار ہمکو اس شہر سے نکال جسکے لوگ ظالم ہین اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بہیج - اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بہیج -

پس اکثر کتابون مین پڑہتے ہین کہ بہت سے چہوٹے فوجی گروہ جنمین بہت کم جمعیت ہوتی تہی قریش کی نقل و حرکت کی خبر لگانے کے لیئے نکلتے تہے - ان مین سے کوئی مہم سوای ایک کے ایسی نہتی جسمین کشت و خون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کر کے جو عرب کی قدیم رسم تہی علحدہ نہ ہو گئے ہون - لیکن ایک موقع پر ۲ سنہ ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن جحش کو اٹہی آدمیون کی جمعیت کے ساتہہ روانہ کیا کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لاوین - آپکا تحریری حکم یہہ تہا کہ ‘‘جب تم اس نامہ کو پڑہو تو بطن نخلہ کیطرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور وہان پہونچکر قریش کے منتظر رہو اور انکی خبر ہمکو دو -’’ ابن جحش نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو سمجہنے مین اپنی سپاہیانہ طبیعت کی دلیری سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کاروان کی غنیمت بھی ساتہہ تہی یہہ فعل ایسا تہا جس مین ابن جحش نے پیغمبر خدا صلعم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تہا بلکہ اوس عہد کو بھی توڑا تہا جسکی پابندی حج کے مہینون مین رسم عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تہے - جب ابن جحش رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ خفگی سے ملے اور کہا ‘‘مین نے تجہکو ماہ حرام مین لڑنے کا حکم نہین دیا تہا’’ آپ نے قیدیون کو رہا کیا اور مکہ کے ایک آدمی کے

لیئے جو لڑائی مین مارا گیا تھا اپنے پاس سے خونبہا دیا۔

اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے مسلمانون کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے مین جنکو لوٹ مار سے پیدا ہنیتی عشق تھا رسول اللہ صلعم کو کیسی دشواری ہوتی تھی۔ عربون کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہوگا اس کام کی دشواری کا کافی ثبوت ہے اور قرآن مین جو احکام (سورۃ النساء۔ ۹۶۔ سورۃ النحل۔ ۹۳۔ ۹۶۔ وغیرہ وغیرہ) اسکے متعلق ہین وہ بھی اس کام کی دشواری کے شاہد ہین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اسمین پیدا ہوتی تھی کہ عرب کے مسلمانون کو لوٹ مار سے روکین اس دقت کو لوگ نہین سمجھ سکے اور یہی وجہ ہوی کہ انہون نے آپ پر کاروان ابوسفیان کو قصداً لوٹنے اور قریش مکہ کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا الزام لگایا مسلمان مورخون نے گو خلاف شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جسکو یورپ[1] و ایشیا کے عالم دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین سچی کتاب سمجھتے ہین ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آپکے صحابہ مین اختلاف تھا کہ قریش کے حملہ کے بارے مین کیا کرنا چاہیے۔

(۵) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ

(۶) يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ

(۷) وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ

(سورۃ الانفال۔ ۵۔ ۶۔ ۷) یعنی جیسا کہ تجکو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے سچائی پر نکالا اور بیشک مسلمانون کا ایک گروہ ناخوش تھا۔ وہ تجھ سے سچی بات پر جھگڑتے تھے بعد اسکے کہ سچی بات ظاہر ہوگئی تھی۔ گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور وہ اوسکو دیکھ رہے ہین۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلون مین سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ وہ قافلہ تمہارے لیئے ہو جسمین کچھ شوکت نہین ہے اور اللہ چاہتا

[1] ا۔ سپرنگر۔ جلد یکم۔ صفحہ ۱۵ (محمدؐ کی سیرت کا سرچشمہ قرآن ہو)۔ گرگنر۔ محمد این کار اکنز بلد۔ (اپریل ۱۸۷۱ء) صفحہ ۲

تھا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

ان دونون گروہون مین جنکا اوپر ذکر ہے ایک گروہ تو ایک کاروان تھا جو مال اسباب سے بھرا ہوا انتیس یا چالیس آدمیون کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی مین شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیون کا تھا جسکو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کاروان ابوسفیان کی محافظت کریگا جسکی نسبت انکو خبر پہونچی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ مؤرخون نے عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ افواہین جنکو فریق مخالف دوسرے فریق کے منصوبون کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنی قسم کے بیانات ہین جو شہادت مین داخل ہو سکتے ہین جسوقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہین تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

۱- پانچوین آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین تھے۔ اور اسوقت تک کاروان کو راہ مین روکنے کے لیے کوچ نہین کیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے مؤرخون نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہہ کہ بعض صحابہ راضی نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اسمین آنحضرت کا ساتھہ دیتے۔

۲- رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے "گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہین۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھہ تھے انکی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنیوالا تھا حکم دیا ہوگا۔

۳- اگر رسول اللہ صلعم کاروان پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت مین کوچ کرتے تاکہ کاروان کو شام کے رستہ مین روکین نہ کہ جنوب کی سمت مین بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے رستے پر واقع تھا اور بالکل اوسی سمت مین تھا جسمین آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپکے محافظون کے شہر پر ہونیوالا تھا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴ - اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابوسفیان کی مدد کرین تو جب اُنہون نے رستے مین سنا تہا کہ کاروان مکہ مین سلامت پہونچ گیا تو اسوقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیے تہا - مگر بجاے اسکے قریش نے مدینہ کی طرف بڑہکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا -

مذکورۂ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیئے کافی ہین کہ مکہ مین جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوی تہی کہ کاروان ابوسفیان پر حملہ کرنے کے لیئے آپ تیاری کرتے ہین وہ بالکل بے بنیاد تہی - رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانون کا جلد مقابلہ کرا دیا بالکل بری کہنا چاہیے - اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکر کشی کا سبب یہہ ہی خبر ہوی تہی تو بہی لشکر قریش مین اس کثرت سے آدمیون کا ہونا صاف ظاہر کرتا تہا کہ کاروان کی حفاظت اصلی مقصود نہ تہا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تہی - پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہین لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ مین آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے لیئے جسنے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تہی کوچ کیا اور اسکو محاصرہ کی سخت بلاؤن سے بچایا جا بجا جنمین وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اُٹہاتا[۱]

اگر یہہ اور اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ مین دخل دینا ہی شان رسالت کے خلاف تہا تو یاد رکہنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کی تلقین مین یہ قول شامل نہ تہا کہ "میری بادشاہی اس دنیا کی نہین ہے"

یہہ اس کتاب کی حد سے زائد ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیون کا ذکر اسمین کیا جاوے اور یہہ دکہلایا جاوے کہ کسی صورت مین جبراً مذہب تبدیل کرانا ان لڑائیون مین سے کسی لڑائی کا مقصد نہ تہا یہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اوس تصنیف مین بیان ہے جس سے مین نے

---

[۱] دیکہو ڈیلہوسن "مدینہ کا شہر کہلیانون اور گاؤون اور مکانات کا جنکے گرد فصیلین ہوتی تہین مجموعہ تہا جنمین سے بعض قریب قریب اور بعض دور دور واقع تہے - اور یہ سب موقعے کہجورون کے درختون اور باغون اور کہیتون مین اسطرح واقع تہے کہ کچہہ یہان ہین اور کچہہ وہان" (سکنطن اند فورا رتہین - جلد چہارم صفحہ ۴)

مذکورہ بالا دلائل کو اخذ کیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑہنا چاہین تو مین انکو اسی تصنیف کا حوالہ دیتا ہون[۵۱]۔

یہان یہ ظاہر کر دینا کافی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی اسلامی جماعت کے سردار ہو گئے جو مسلح تہی تو آپ مین کسی طرح کی تبدیلی نہین ہوئی اور جیسا کہ بعض لوگون نے یقین کیا ہے آپ ایسے متعصب شخص نہین ہو گئے کہ ہاتہہ مین تلوار لیکر جو ملتا اوس سے اپنا دین قبول کروا لیتے[۵۲] بلکہ اسکے برخلاف ہجرت کے بعد بہی دعوتِ اسلام مین کہ بت پرست اہل عرب اسلام قبول کرین بالکل اوسی طرح کی کوششین جاری ہین جیسے ملکی ضعف کے زمانہ مین صرف ہوتی تہین۔ اور اس کتاب مین اس قسم کی تحریک اشاعت کی مثالین کثرت سے جمع کی گئی ہین۔

لڑائیون کے زمانہ مین جبکہ قریش کی عداوت نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کو مقابلہ پر مجبور کر دیا تو دعوتِ اسلام کا بہت کم موقع ملا۔ البتہ مدینہ کے باشندون اور مکہ کے چند لوگون مین جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے اشاعت کی کوششین جاری ہین۔ مکہ کے ایک شخص عمیر ابن وہب جو جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلعم کو قتل کرنیکے قصد سے مدینہ مین آئے تہے مسلمان کر لیئے گئے اور وہ شخص جو اسوقت تک مسلمانون کے حق مین سخت ظالم رہے تہے اسلام قبول کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابہ مین سے ہوے۔ ہجرت کے چوتہے برس مین (۶۲۵ء) یہ کوشش کی گئی کہ بنو عامر ابن صعصعہ کو اسلام کی تلقین کیجاوے۔ چنانچہ جب بنی صعصعہ کے سردار نے مسلمانون کو بلایا تو چالیس مسلمان نجد کو روانہ کیئے گئے مگر سب کو دہوکا دیکر قتل کیا گیا۔ صرف دو شخص جانین سلامت لیکر بہاگ سکے۔

لڑائیون مین مسلمانون کی فتوحات نے روز بروز مختلف قبائل کے لوگون کو خاص کر انکو جو مدینہ کے قریب رہتے تہے اسطرف رجوع کیا کہ مسلمان ہو کر اہل اسلام کی تعداد کو ترقی دین

[۵۱] سید احمد خان، تفسیر القرآن جلد چہارم (تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد ششم) علی گڈہ ۱۸۹۰ء) [۵۲] معلوم ہوتا ہی کہ اس بات کو تو میور نے بہی جبکہ بنو قریظہ (سنہ ۵ ہجری) کے قتل کا حال لکہا ہی تسلیم کیا ہی۔ وہ لکہتا ہی کہ "وہ جبر ظاہر وجوہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا وہ صاف بیان ملکی وجوہ تہین کیونکہ ابہی تک انہون نے اسلام کو بجبر قبول کروانا یا لوگون کو اسلام قبول کرنے پر سزا دینا اپنا کام نہ ٹہرایا تہا۔" میور (؟) جلد سوم صفحہ ۲۸۲-

سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ آنحضرت " جس حسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاؤ کرتے اور جس توجہ سے اونکی شکایتون کو سنتے اور جس فہم و فراست سے اونکے باہمی نزاع کو فیصل کرتے اور جس تدبیر سے انتظام ملکی اونکو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ علانیہ اسلام کا اقرار کرین ان سب باتون سے آپ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہے کل جزیرہ نمائے عرب مین پھیل گئی (انتہی قولہ)

ایسے واقع شاذ نہ تھے کہ کسی قبیلہ کا آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور پھر داعی اسلام بنکر وطن کو واپس چلا گیا تاکہ اپنے قبیلے والون کو بھی اسلام پر لائے - ذیل کا واقعہ ۵ھ ہجری مین اسی طرح ایک عرب کے اسلام قبول کرنیکا ہے اس واقعہ کو ایک شخص نے جو چشم دید اسطرح بیان کیا ہے - " ایک روز جب ہم سب مسجد مین بیٹھے تھے تو ایک بدو اونٹ پر سوار آیا مسجد کے صحن مین اپنے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ دیا - تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا - " کیا محمد تم مین ہین ؟ " ہمنے جواب دیا - " وہ ہین جو کہنیون کو تکیہ پر ٹیکے ہوے ہین " بدو نے رسول اللہ سے پوچھا - " کیا تم عبد المطلب کے بیٹے ہو " رسول اللہ صلعم نے جواب دیا " ہان " - بدو نے کہا " مجھے یقین ہے کہ چند سوالات پوچھنے سے تم ناراض نہ ہوگے " رسول اللہ صلعم نے فرمایا - " جو تیری مرضی ہو پوچھ " - بدو نے پوچھا مین تمکو خدا کی قسم اور اونکے خداؤن کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہون کہ مجھ کو بتاؤ کیا اللہ نے تمکو سب آدمیون کے لیے بھیجا ہے " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - " ہان قسم ہے اللہ کی " - بدو نے پھر پوچھا - " مین تمکو اللہ کی قسم دلاتا ہون کیا اللہ نے تمکو حکم دیا ہے کہ تم دولتمندون سے دسوان حصہ لو تاکہ مسکینون مین تقسیم کرو " رسول اللہ صلعم نے جواب دیا " ہان قسم ہے اللہ کی " تب بدو نے کہا - " مین اس وحی پر جو تمہارے پاس آئی یقین کرتا ہون اور مین ضمام ابن ثعلبہ ہون اور اپنے قبیلہ کا فرستادہ ہون " - اسکے بعد ضمام اپنے قبیلہ کو واپس

ﮯ میور (۲) جلد چہارم صفحہ ۱۰۷ - ۱۰۸ -

گیا اور قبیلہ کے سب لوگون کو مسلمان کیا[۵۱]۔ ایسے ہی اعمی اہلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو جہینہ کے قبیلہ سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرۂ احمر کے ساحل اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مرہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انہون نے اس طرح بیان کیا ہے "ہمارے ہان ایک بت تھا اور ہم اوسکو پوجتے تھے اور مین اوسکا مجاور تھا۔ جب مین نے رسول خدا کی خبر سنی تو اوس بت کو مین نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا اور کلمۂ شہادت پڑہا اور حلال و حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوے تھے اُن پر ایمان لایا اور اوسوقت مین یہہ اشعار پڑہتا تھا ؎

شہدت بان اللہ حق واننی — لآلہة الاحجار اول تارک
وشمرت عن ساقی الازار مہاجرا — الیک اجوب الوعث بعد الدکادک
لاصحب خیر الناس نفسا ووالدا — رسول ملیک الناس فوق الحبائک

(ترجمہ۔ مین نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور مین پتہر کے خداؤن کو پہلا ترک کرنیوالا ہون۔ اور مین نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھی تاکہ مین ریتیلی اور پتھریلے میدانون کو طے کرکے آپ پاس پہونچون اور اوس شخص سے جا ملون جو اپنی ذات اور بزرگون کے لحاظ سے سب لوگون سے افضل ہے اور وہ اوس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانون کا بادشاہ آسمانون پر ہے۔)

رسول اللہ صلعم نے عمر ابن مرہ کو مسلمان ہونے کے بعد اونکے قبیلہ مین دعوت اسلام کے لیئے روانہ فرمایا اور آخرکار وہ اپنی کوششون مین اسقدر کامیاب ہوے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مرہ کی تلقین کو نہ سنا[۵۲]۔

صلح حدیبیہ (سنہ ۶ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوے تو مکہ کے بہت لوگ جنکو موقع نہ ملا تہا کہ شروع زمانۂ رسالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین

۵۱ سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۵۲ ابن سعد فقرہ (۱۹)

سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ مین اس غرض سے آئے کہ اسلام قبول کرین اور اون مین سے بعض لوگ بہت رسوخ والے تھے -

اہل مکہ سے متواتر لڑائیان رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف رہتے تھے وہ ابتک اسلام سے بالکل ناواقف اور اوسکے اثر سے محروم تھے - لیکن صلح حدیبیہ کے بعد جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہوگئی اور قبیلہ بنو دوس کے چند لوگ پہاڑون سے اُترکر جو یمن کی شمالی سرحد قائم کرتے ہین پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین حدیبیہ مین حاضر ہوے - آپ سے پہلے بنی دوس مین چند لوگ ایسے تھے جنہون نے ایک ایسے مذہب کی جھلک دیکھی تھی جو بت پرستی کی مذہب سے جسمین وہ مبتلا تھی کسی قدر اعلی تھا اور انہون نی استدلال کیا تھا کہ دنیا ضرور کوئی خالق رکھتی ہے - گو انکو یہہ معلوم نہ تھا کہ یہہ خالق کون ہے - اور جب آنحضرت صلعم اس خالق کے رسول ہوے تو اون مین سے ایک شخص جسکا نام طفیل تھا آپ کی خدمت مین یہ تحقیق کرنیکے لیے آئے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے - رسول اللہ صلعم کے سامنے انہون نے اپنی تصنیف سے چند نظمین پڑہین اور آپ نے قرآن کی تین اخیر سورتین طفیل کو سنائین - اور انکو مسلمان کرلیا - رسول اللہ صلعم نے یہ کام اونکے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگون مین جاوین اور اسلام کا وعظ کرین شروع مین طفیل کو کچھہ کامیابی نہ ہوی اور سوائے باپ اور بیوی اور چند دوستون کے جو تحقیق حق مین اُنکے ساتھی تھے کم لوگ مسلمان ہوے - اشاعت کی ناکامی پر مایوس ہوکر طفیل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا ”بنی دوس سخت گردن کے لوگ ہین اونکے حق مین بد دعا کیجیے“ لیکن رسول اللہ صلعم نے دعا کی ”یارب بنو دوس کو سیدہے راستے پر ہدایت کر“ آپ نے طفیل کو واپس بھیجا کہ تبلیغ اسلام مین از سر نو کوشش شروع کرین اس مرتبہ طفیل کے ایک دوست نے بھی ان کی مدد کی اور یہہ دونون گھر گھر وعظ کرتے پھرے اور سنہ ۶ ہجری مین قبیلہ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوے - دو برس کے بعد کل قبیلہ نے بت پرستی کے عقائد کو بالکل ترک کردیا اور سب لوگ مسلمان ہوگئے

طفیل رض نے اوس لکڑی کے ٹکڑے مین آگ لگادی جس کی پرستش اس وجہ سے ہوتی تہی کہ وہ قبیلہ کا بُت تہا۔[۱]

سنہ ہجری مین پندرہ اور قبیلون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اور سنہ ہجری مین فتح مکہ کے بعد اسلام کا عروج یقینی ہوگیا۔ اور وہ عرب جو یہہ کہکر علٰحدہ رہے تہے کہ "محمد اور اونکے قبیلے کے لوگون کو لڑکر فیصلہ کر لینے دو اگر اونکو فتح ہوی تو بیشک وہ سچا رسول ہوگا"[۲] اب اسلام قبول کرنے کے لیئے دوڑے آیئے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوے اُن مین بعض شخص وہ تہے جو شروع زمانہ رسالت مین رسول اللہ صلعم کے سخت دشمن اور ایذا پہونچانے والے تہے مگر آپ نے تحمل اور عفو سے کام لیکر اخوت اسلام مین انکو شامل فرمایا۔ اسی سال مین عروہ ابن مسعود جو اہل طائف کے سردارون مین سے تہے شہید ہوے۔ اہل اسلام نے طائف کو فتح کرنیکی کوشش کی تہی مگر ناکام رہے تہے عروہ ابن مسعود اوس زمانہ مین یمن گئے ہوے تہے اور طائف کا محاصرہ اُٹھنے کے تہوڑے عرصہ بعد وہ اس سفر سے مدینہ مین واپس آیے۔ دو برس پہلے حدیبیہ مین وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کرچکے تھے اور آپکی عظمت اونکے دل مین بیٹھ چکی تہی اب مدینہ مین وہ اس غرض سے آیے تہے کہ اسلام قبول کرین۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا جوش اونکے دل مین ایسا موجزن ہوا کہ طائف جانیکا قصد کرلیا تاکہ اہل وطن کو اسلام کی ہدایت کرین اور باوجود رسول اللہ صلعم کی کوشش کے کہ اُنکو ایسے خطرناک کام سے باز رکہین عروہ ابن مسعود اپنے وطن طائف کو واپس چلے گئے اور وہان پہونچکر علانیہ ظاہر کیا کہ بت پرستی مین نے ترک کردی ہے اور لوگون سے کہا کہ تم بھی میری مثال کی پیروی کرو۔ جسوقت اسلام کا وعظ کرتے تھے تو ایک تیر اونکے لگا جسنے کاری زخم پہونچایا اور خدا کا شکر کرکے کہ اُسنے شہادت کا رتبہ بخشا عروہ ابن مسعود شہید ہوگئے۔ غالباً ایک برس کے بعد رسول اللہ صلعم

---

[۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ [۲] البخاری جسکو اے فون کریمر نے نقل کیا۔ (۳) صفحہ ۲۱۵

کے ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیئے یمن مین کوشش کی اور اوسمین اچھی کامیابی
ہوی - اس واقعہ کا ذکر اسطرح ہوا ہے - "رسول اللہ نے الحرث اور سرح اور نعیم ابن
عبد کلال حمیری کو لکہا " تم پر سلامتی ہو جبتک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکھتے
ہو - خدا ایک خدا ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے موسی کو اپنی نشانیون کے ساتھہ
بھیجا اور عیسی کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا - یہودی کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہین کہ
خدا تین مین سے ایک ہے - اور عیسی خدا کا بیٹا ہے " رسول اللہ صلعم نے عیاش ابن ربیعة
المخزومی کے ہاتہہ یہ نامہ روانہ کیا اور فرمایا " جب تم اونکے شہر مین پہونچو تو رات کو نہ جانا بلکہ صبح
تک انتظار کرنا - تب وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی
بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان مین ہو - تب میرا خط اپنے داہنے ہاتہہ مین
لینا اور اپنے داہنے ہاتہہ سے انکے داہنے ہاتہہ مین دینا اور وہ اوسکو لینگے اور اونکے سامنے
سورة البينة لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى
تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○
وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَآ
اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ ترجمہ نہ تہے وہ لوگ جو منکر ہین کتاب والے اور شریک
والے باز آتے جبتک کہ پہونچے اُن کو کہلی بات ایک رسول اللہ کا پڑہتا ورق پاک
اون مین لکہی کتابین مضبوط اور پہوٹے جو ہین جنکو ملی ہے کتاب سو جب آچکی اون کو

کہلی بات اور اون کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کرین اللہ کی نری کر کے اوسکے واسطے بندگی ابراہیم
کی راہ پر اور کھڑی کرین نماز اور دین زکوۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگون کی وہ جو ہوے منکر
کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ مین سدا رہین اوسمین وہ لوگ ہین بدتر سب
خلق کے وہ لوگ جو یقین لائے اور کیئے بھلے کام وہ لوگ ہین بہتر سب خلق کے بدلا
اونکا اونکے رب کے ہان باغ ہین بسنے کے نیچے بہتی اونکے نہرین سدا رہین اون مین ہمیشہ
اللہ اون سے راضی اور وہ اوس سے راضی یہ ملتا ہے اوسے جو ڈرا اپنے رب سے —
اور جب ختم کر چکو تو کہنا۔ ‘‘محمد اسپر یقین کرتا ہے اور مین اسپر ایمان لانیوالون مین پہلا ہون
اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کرینگے تم اوسکا جواب دے سکوگے اور جو مکتی کتاب وے تمہارے
سامنے پڑھین گے اوسکی چمک جاتی رہیگی اور جب وہ غیر زبان مین بولین تو کہنا’’ ترجمہ کرو‘‘ اور
اون سے کہو کہ ‘‘خدا میرے لیئے کافی ہے ۔ مین بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان رکھتا ہون اور
مجھکو حکم ہے کہ تم مین انصاف کرون ۔ خدا ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ۔ ہمارے کام ہمارے
ہین اور تمہارے کام تمہارے ۔ کوئی جھگڑا ہم مین اور تم مین نہین ۔ خدا ہم سب کو ملاویگا اور ہم
سب کو اوسی کے پاس جانا ہے‘‘ اگر اس کہنے پر وہ اسلام قبول کرین تو اونسے تین لکڑیون
کی نسبت پوچھو جنکے سامنے وہ جمع ہوکر بندگی کرتے ہین ۔ ان لکڑیون مین سے ایک لکڑی
اثل یعنی جھاو کی ہے جسپر سفید اور زرد داغ ہین اور ایک بید کی طرح مڑی ہوی ہے اور دوسری
آبنوس کے مانند سیاہ ہے ۔ ان لکڑیون کو باہر لانا اور اونکے بازار مین جلا دینا‘‘ عیاش نے
بیان کیا ۔ ‘‘پس مین روانہ ہوا تاکہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم دیا تھا اوسکی تعمیل کرون ۔ جب مین
پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگون نے کسی میلے کے لیئے آراستگی کی ہے ۔ مین اونکے دیکھنے کو
آگے بڑھا اور آخر کار تین بڑے پردون کے قریب آیا جو تین دروازون پر لٹکے ہوے تھے ۔
مین نے پردہ اوٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن مین لوگ
جمع ہین ۔ مین نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون ۔ اور مین نے

وہ ہی کیا جو رسول اللہ صلعم نے مجھہ کو بتایا تھا - اوران لوگون نے میرے بات کا خیال کیا وہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسولؐ نے کہا تھا"۵۱

سنہ ۹ ہجری مین واثلہ ابن الاسقع نے جو نئے مسلمان ہوے تھے یہ کوشش کی کہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی ترغیب دین جسکو انھون نے رسول اللہ صلعم سے ملنے کے بعد قبول کیا تھا - مگر اس کوشش مین کامیابی کم ہوی - واثلہؓ کے باپ نے یہہ کہکر انکو علحدہ کر دیا "وہ خدا کی قسم مین تجھسے کبھی بات نہ کرونگا" اور کوئی شخص سوائے اونکی بہن کو ایسا نہ ملا جو واثلہؓ کی ہدایت پر یقین کرتا - اونکی بہن نے اونکے لیئے سامان مہیا کر دیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین واپس چلے جاوین۵۲ - یہہ ہجرت کا نوان سال سنۃ الوفود کہا گیا ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبیلون اور شہرون نے اپنے آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کی خدمت مین روانہ کیئے تاکہ آپکی اطاعت قبول کرین - اہل عرب مین سوشل اتحاد کے نئے اصول یعنی اسلامی اخوت کے اجرا نے قبیلون کی بندشون کے زور کو جسنے سوسائٹی کی عمارت کو نسلی رشتونکی بنیاد پر قائم کیا تھا ضعیف کرنا شروع کر دیا - کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسائٹی مین داخل ہونا اہل عرب کی اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑنا تھا اور چونکہ ایسی مثالین کثرت سے پیش آئین اس لیئے یہہ مثالین قبیلون کے انتظام کی تحلیل کا قوی سبب ہوگئین - اور قبائل کا سلسلہ و سررشتہ اہل اسلام کی قومی زندگی کے سامنے جسنے مسلمانون کو مضبوطی کے ساتھہ متفق اور متحد کر دیا تھا کمزور رہ گیا - اس لیئے عرب کے قبیلون کو شوق ہوا کہ رسول اللہ صلعم کی اطاعت قبول کرین صرف اس خیال سے نہین کہ آپ ملک عرب مین سب سے بڑے فوجی قوت کے سردار ہین بلکہ اس خیال سے کہ آپ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہین جس نے ہر طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف اور بے تاثیر کر دیا۵۳ اس طریقہ سے اسلام نے مختلف قبائل کو جو اس وقت تک برابر لڑائیون مین مصروف تھے متحد کرنا شروع کر دیا اور جون جون یہ متحدہ جماعت ترقی پاتی گئی کمزور قبیلے اوسمین شریک ہوتے

---

۵۱ ابن سعد - نوٹ ۵۶ ۵۲ ابن سعد نوٹ ۱۰۱ - ۵۳ دیکھو سپرنگر جلد سوم صفحہ ۳۶۰ - ۳۶۱ -

گئے۔ قبائل عرب کے مسلمان ہونیکے حال مین رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنون سے انکی حفاظت کیجاوے گی۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سُنی تو چلا کر بولا "افسوس ہے محمد صلعم کی وفات کا جبتک وہ زندہ تھا مین اپنے دشمنون سے حفاظت اور امن مین تھا"۔ اور یہی آواز تمام عرب مین گونج گئی ہوگی۔

یہہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتھہ تعلق کیسا اوپری تھا اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی اُن قبیلون مین عام طور پر اسلام سے انحراف پیدا ہو گیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلون کا اسلام قبول کرنا بجائے اسکے کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہوا کثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔ ان قبیلون نے اپنے تئین اس منجدہار مین ڈالدیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہو گیا تھا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سردولی اور نفع کے سونچ بچار سے مسلمان ہوئے اُن مین دین کا وہ جوش اور حمیت ہم نہین دیکھتے جو ابتدائی زمانہ کے مسلمانون مین تھی۔ لیکن اُن مین بھی بہت لوگ ایسے ضرور ہونگے جنہون نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہو کر اور جیسا ہم نے دیکھا ہے مستعد ہو کر کہ اگر ضرورت پڑے تو بھائیون کی تعلیم و تلقین مین جانین تک فدا کردین سچے دیندار مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پر جوش مسلمان نہوتے تو اسلام کی وسیع تحریک کبھی سالم نہ رہتی اور یہہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات کے صدمہ سے نکل کر وہ کبھی بحال ہوتے۔ کیونکہ یہہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ عرب کے بت پوجنے والے ملک مین اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تھا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے کیسے برعکس واقع ہوئے تھے[1]۔ اور ملک عرب مین تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تھی کہ چند وحشی رسوم اور ظلم کی عادتون کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ماہیت کر دینا مقصود تھا

[1] یہہ بات کسی کتاب مین اسقدر تفصیل اور عمدگی سے بیان نہین ہوئی ہے جیسے کہ پروفیسر اگناز گولڈزر کی تصنیف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ مین نے یہ مضمون اسی تصنیف سے اخذ کیا ہے (محمدانشی ستودیئن۔ جلد ۱۔)

جو باتین اوپر بیان کی گئین اُنمین کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی تلقین و تعلیم مین جو ملت اسلام اور اسپر عمل کرنے کی ہدایت کے لیئے ظاہر ہوئے تبلیغی مذہب کے خالص اوصاف موجود ہین۔ اگستی کونت فلسفی نے دو باتون مین فرق بیان کیا ہے اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے اس تحریک کو زندہ کہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگون کے خیالات اور اغراض کی محض زبان ہوتا ہے۔ یہہ فلسفی لکھتا ہے "بعض اوقات اعلی طبع شخص پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جماتا ہے اور پھر تمام جزبی قوا کو فراہم کرتا ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہون۔ سوشل تحریکون کی صورت مین اکثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیئے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے اور انکو جمع کرکے ایک کر دیتا ہے"[۵۱] اس مسئلہ پر اکثر بحث ہوی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگون مین تھے۔ اور جس طرح فلسفہ یوزیوٹزم نے کوشش کی کہ پولس رسول کو بجائے عیسی علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظر سے دیکھتے ہین کہ ابتداے تاریخ اسلام مین اسلام کو توانائی بخشنے والی روح وہ ہی تھی۔ اور آنحضرت صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ بات صرف ایسی حالت مین سچ ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو آپکی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور انکو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو انکے دلون کی غیر ملفوظ آرزوون کو الفاظ مین بیان کر دیتی۔ لیکن یہہ ہی شوق انتظار تھا جو عربون مین معدوم تھا۔ خاص کر وسط عرب کے لوگون مین جہان رسول صلعم کی ابتدائی کوششین صرف ہوئین۔ عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نیئے واعظ کے وعظ کو سنین اور خاص کر

[۵۱] ایڈورڈ کرڈ۔ دی سوشل فلاسفی اوف کونت۔ صفحہ ۳۲۔ ۳۴ (گلاسکو ۱۸۸۵)

اس شخص کی تعلیم کو جو پیغمبر خدا ہو کر آیا ہو جسکا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ مین نہ آتا تھا۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو آپس مین درجہ مساوات حاصل ہونا اور انکی عام اخوت جسنے عرب اور غیر عرب۔ آزاد اور غلام کا فرق اسلامیون کے لیے نہ رکہا ہو ایسی بات تہی جو عربی قبیلون کے مغرورانہ خیال کے خلاف پڑتی تہی۔ وہ اپنی ذاتی فضیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تہے اور اسی زعم مین وہ خونریز لڑائیان شروع کر دیتے تہے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تہین اور جو انکی روح کو خوشی دیتی تہین۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین ضروری اصول یہہ ہی تہے کہ جو چیزین عربون کو سب سے زیادہ عزیز تہین اونپر معترض ہین۔ نومسلم کو وہ باتین نیکیان بتا کر سکہائی جاتی تہین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تہا۔

بت پرست عربون کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تہا جسکو وہ مع سود کے ادا کرنا چاہتے تہے اور برائی کا برائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تہے۔ اور اوس شخص کو بہت ذلیل سمجہا جاتا تہا جو ایسا نہ کرے۔ گویا کمال انسانیت اوسی شخص مین ہے جو دیر سویر ہمیشہ دوستی مہربانی اور دشمن کے ساتہہ برائی کی فکر مین رہے۔ ایسے آدمیون کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (سورۃ المومنین ۹۸) یعنی بری بات کو دور کردے ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہے۔

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(سورۃ النور ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کرین اور در گذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (سورہ آل عمران ۱۲۷-۱۲۸ یعنی اور تم اپنے پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانون اور زمین کی برابر ہے اور

نیک آدمیون کے لیے تیار کی گئی ہے جو کہ خوشی اور تکلیف مین خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور غصہ کو پی جاتے ہین اور لوگون کو معاف کرتے ہین اور اللہ نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے۔

وہ عرب جنکو رسول اللہ صلعم نے شروع زمانہ رسالت مین اسلام کی خبر دی اُنکا حال یہ تھا کہ نماز کے حکم کا بھی ضحکہ کرتے تھے اور سب زیادہ دشوار کام جو آپ کو کرنا پڑا وہ یہہ تھا کہ عربون کی طبیعت مین خدا کی تعظیم اور خدا پرستی کا جوش پیدا کر دین اور اس حالت کی تعلیم اسلام اس طرح کرتا تھا جیسے یہودی اور عیسوی مذہب کرتے ہین لیکن عرب کے بت پرست اس حالت سے بالکل ناآشنا تھے غرض خود بینی کی عادت اور جوش مذہب کا نہ ہونا جس مین قومی تکبر بھی شامل تھا ایسی حالت تھی جس نے اونکی طبیعتون کو ایسے نبی کی تعلیم سننے کے لائق بہت کم بنا تھا جو کہتا تھا۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورۃ الحجرات ۱۳) یعنی بیشک جو تم مین سب سے زیادہ نیک ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اہل عرب اون قیدون سے زیادہ برداشت نہ کر سکے جو اسلام نے اونکی زندگی کے روزانہ مشاغل پر لگائین۔ شراب اور عورتین اور راگ وہ چیزین تھین جو اہل عرب کے دل کو سب سے بڑھ کر مرغوب اور عزیز تھین اور رسول اللہ صلعم نے ان چیزون مین سے ہر چیز کی نسبت جو احکام جاری فرمایے اون مین نہایت سختی برتی۔

پس شروع ہی سے اسلام تبلیغی مذہب ہونے کی سند رکھتا ہے۔ اوسکا کام یہہ ہے کہ لوگون کے دلون کو تسخیر کرے تاکہ وہ مسلمان ہوکر ایمان والون کی اخوت مین شامل ہون اور جیسا کہ اسلام کا ابتدا مین حال تھا وہی آج کے دن تک جاری ہے اور اسی بات کو آگے چلکر ظاہر کرنا اس کتاب کا مقصد ہے۔

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس لشکر کو آپ نے شام کے لیئے مختص فرمایا تہا اوسکو امیر المومنین ابوبکرؓ نے باوجود چند لوگون کی تعرض کے جو اس نظر سے تہا کہ ملک عرب کی حالت اس زمانہ مین بدنظمی کی تہی حدود شام کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے معترضین کی شکایتون کو سن جواب سے خاموش کر دیا کہ ”مین رسول اللہ صلعم کی کسی حکم کو رد نہ کرونگا۔ مدینہ چاہے درندون کا شکار ہوجاوے لیکن لشکر اسلام آنحضرت صلعم کے ارشاد کی ضرور تعمیل کریگا“ یہہ پہلی لڑائی اُس حیرت خیز سلسلہ محاربات کی تہی جس مین عربون نے شام - فارس اور شمال افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت عجم کا قلع وقمع کرکے روما کی شہنشاہی کو اوسکے بہترین ممالک سے محروم کر دیا۔ ان مختلف لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا۔ ایک بڑے مورخ ولنگر نے اسی مسئلہ کو جو اسوقت ہمین پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ ”کیا یہہ خالص دینی جوش تہا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تہی جس مین پہلی ہی دفعہ یہہ پاکیزہ پہول کہلا کہ سادہ عرب کو ہر معرکہ مین فتح حاصل ہوی اور ایسے قلیل عرصہ مین جسکا یقین نہین آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کردی جسکو دنیا نے شاذ دیکہا تہا؟ لیکن اس بات کے ثبوت مین شہادت موجود نہین۔ ایسے لوگون کا شمار کم تہا جنہون نے

لہ ولنگر - صفحہ ٥-٦ -

ازآدی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اسکے برعکس اُن آدمیون کی تعداد کثیر تہی جو وبا ء یا دنیا کے نفع کی امید مین مسلمان ہوے - خالد نے جو خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار تہا زور و تحریص کی ترکیب مرکب کو جس سے وہ خود اور اور قریشی مسلمان ہوے تہے یہہ کہکر بخوبی ظاہر کردیا کہ خدا نے انکو تسخیر کیا اس طرح کہ اُنکے دلون کو بہی پکڑا اور انکے بالون کو بہی اور مجبور کیا کہ رسول خدا کی پیروی کرین - قومیت کے مغرورانہ خیال نے بہی بڑا اثر خوب دکہایا - یہہ خیال وہ تہا جو اس زمانہ مین (شاید) اہل عرب مین بہ نسبت دیگر اقوام کے سب سے زیادہ قوی تہا اور یہہ ہی خیال تہا جس نے ہزارون آدمیون سے اس بات کا فیصلہ کرادیا کہ اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر معلمون پر ترجیح دین گے - مگر اس سے بہی زیادہ پُرزور کشش اس یقین کی تہی کہ نئے دین کے لیے لڑنے مین کثرت سے غنیمت ہاتہہ لگے گی - اور موقع ملیگا کہ اپنے اُجاڑ اور پتہریلے جنگلون کو جن مین گذارے کے لیے ادنی پیداوار ہوتی تہی شام و عجم اور مصر کے پہولے پہلے شاداب ملکون سے بدل لین گے " (انتہی قولہ)

لیکن تاریخ مین اور قومون کی بہی مثالین ہین (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور قومی بندش ہی کے باعث سے نہین بلکہ وطن مین قحط کے رہنے اور حوائج زندگی کی ناپیدی ہی سے تاخت و تاراج کے شوق مین مشرق سے اُٹھکر دوسرے ملکون پر آن ٹوٹین - مگر ان مین سے کونسی قوم تہی جسنے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربون کی مثل قائم کی اور جسنے قومون کو فتح کرکے انکو متفق و متحد کرنے مین عربون کی طرح کامیابی ظاہر کی ؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے کے بعد بھی ان فتوحات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونکی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز جوش کا نتیجہ تھی جسکی جڑ مسلمانون کے مذہب اور صرف اوس مذہب مین تہی جس مین اسکی صداقت پر بہروسا تہا - جس مین دنیا اور آخرت کے اجر پر جسکا وعدہ کیا گیا تہا انکو یقین تہا اور جس مین اخوت المومنین کی تعلیم پاکر اوسکے عملی نتائج سے بہی وہ مستفید ہوچکے تہے - شاید ایسے لوگ بہی بہت ہون جن مین دنیا کی غرضون نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کردیا ہو لیکن سوسائٹی

کی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جسپر کُل کا اطلاق ہو اُن ہی چند لوگون کا کام تہا جو سچے مومن تہے۔ ڈبلن کے سابق آرچبشپ[۵۱] نے اپنی فصیح تقریر مین بیان کیا کہ ”خالد ہی صرف نہین بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنیوالے نے اپنے تئین سیف اللہ سمجہا۔ جب مسلمانون نے مقابلہ کیا کہ اب وہ کیا ہین اور پہلے وہ کیا تہے جب مردہ بتون کو پوجتے تہے تو محسوس ہوا کہ ایک نئی روحانی فضا مین انکو کوئی لے آیا ہے۔ اب آخرکار وہ سمجہے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے۔ یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے۔ اور ایسے بندے مسلمان بنے جنکا کام تہا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوے اور اورون کو مجبور کیا کہ خدا کی مرضی کے مطیع بنین۔ یہہ کیسی سچائی تہی جسنے ہزارون کے دلون کو تسخیر کیا۔ کچہہ عجب نہین کہ اسی سچائی کے بل پر بیشمار قبیلے جنہون نے ہمیشہ اسکے سوا کچہہ نہ کیا تہا کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور نگل جاوے ایک قوم مین منتظم ہوگئے اور ہزارون طرح کے بے جوڑ جہوٹے پوجنے والے ایسی سوسائٹی مین ترتیب پا گئے جو کلیسیا[۵۲] سے ایک طرح کی مشابہت رکہتی ہے[۵۳]۔

پس یہہ تحقیق ہونا محل تعجب نہین کہ بہت سے عیسائی بدولت اس تحریک اعظم کی پرزور لہر مین بہ نکلے اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیون سے مسیحی مذہب کے پیرو چلے آتے تہے انہون نے اسلام قبول کرنے کے لیئے اپنا مذہب ترک کیا۔ ان قبائل مین بنو غسان کا قبیلہ تہا جو فلسطین کے صحرای مشرق اور جنوبی شام پر مسلط تہا اور اس قبیلہ کے لوگونکی نسبت کہا گیا تہا کہ ”وہ جاہلیت کے وقت مین سردار تہے اور اسلام کے زمانہ مین ستارے“[۵۴]

[۵۱] گرجا کے ایک بڑے عہدہ دار کا نام ہے [۵۲] چرچ جسکا ترجمہ کلیسا کیا گیا ہے وہ معنی رکہتا ہے (۱) مکان جس مین عیسائی عبادت کرتے ہین۔ (۲) جماعت کل عیسائیون کی۔ یا چند عیسائیون کی جو عیسوی مذہب مین علحدہ فرقہ قائم کرتے ہون۔ عیسائیون مین جو علحدہ علحدہ فرقے ہین وہ اپنی جماعت کو خاص چرچ یا کلیسا کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً چرچ یونان یا چرچ روما وغیرہ وغیرہ یہان دوسرے معنی مراد ہے ۱۲ مترجم [۵۳] لکچرز اون میڈیول چرچ ہسٹری۔ مصنف ٹرنچ صفحہ ۵۲ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۹ء عیسوی

[۵۴] مسعودی۔ چوتہی جلد صفحہ ۲۲۸

حرب قادسیہ (سنہ ۱۴ ہجری) کے بعد جسمین مجوسیون کے لشکر نے جو رستم[1] کے زیر حکم تھا فاش شکست کھائی تو بہت عیسائی بدوی قبیلون کے جو دریاے فرات کے دونون کنارون پر آباد تھے لشکر اسلام کے امیر کے پاس آئے اور کہا کہ "جن قبیلون نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ہم سے زیادہ عقل والے تھے۔ اب جو کہ رستم مارا گیا ہے ہم نیا دین قبول کرتے ہین[2]"۔ اسی طرح شمالی ملک شام کی فتح کے بعد بہت سے بدوی قبیلون نے کسی قدر تامل کے بعد اسلام قبول کرلیا[3]۔

اس بات کا فیصلہ کہ جبر وہ شے نہ تھی جسکی وجہ سے یہ عیسائی مسلمان ہوئے اُن آشتی کے تعلقات سے ہوسکتا ہے جو مسیحی عربون اور مسلمان عربون مین موجود تھے۔ خود رسول اللہ صلعم نے چند مسیحی قبائل سے عہدنامے کئے تھے جن مین آپ نے عیسائیون کی حفاظت کا اور پابندی مذہب مین انکے آزاد رہنے کا ذمہ اور انکے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا[4]۔ اسی طرح کا ایک معاہدہ قبیلہ آیلہ کے لوگون کے ساتھ جو زیادہ قدیم مذہب کے پیرو تھے متفق رکھا اور عیسائیون مین سے بہت لوگون نے فوجی معرکون مین اہل اسلام کو اپنی خوشی و رضامندی سے مدد دی۔

معرکہ جسر (سنہ ۱۳ ہجری) مین جبکہ شکست ہونی صاف ظاہر تھی اور خوف زدہ عرب دریاے فرات اور لشکر عجم کے بیچ مین گھر گئے تھے تو اوس وقت قبیلہ طے کا مسیحی سردار اسلامی سالار مثنی بن حارثہ کے قریب دوڑا آیا کہ کشتیون کے پل کی حفاظت مین امیر لشکر کی مدد کرے کیونکہ اس پل سے اتر کر فوج عرب بسہولت اس معرکہ سے علیحدہ ہوسکتی تھی۔ اس لڑائی مین زک و ہزیمت اٹھانے کے بعد جب اسکی یاداشت مین نئی فوجین بھرتی ہونے لگین تو کمک کے لیے جو گروہ ہر سمت سے آئے ان مین بنو نمر کا عیسائی قبیلہ بھی تھا جو (بائزنٹائن) رومی سلطنت کی حدود مین آباد تھا۔ جسر کی لڑائی کے بعد حرب بویب (سنہ ۱۳ ہجری) مین جسوقت عرب کی فوج دشمن پر دھاوا کرنے کو ہوی تو امیر لشکر مثنی گھوڑے پر سوار نمر کے مسیحی سردار کے پاس آیا اور کہا۔

---

[1] یہ ایک ایرانی جنرل تھا جسنے یزدجرد سوم کو فارس کے تخت پر بٹھلانے کی کوشش کی تھی اور قادسیہ کی لڑائی مین سنہ ۶۳۶ع مین مارا گیا تھا۔ مترجم۔ [2] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲۔ [3] میور کی کتاب خلافت صفحہ ۱۳۹۔ [4] میور (م) دوسری جلد صفحہ ۲۹۹-۳۰۲

"ہم تم ایک خون رکھتے ہین - چلو - مین دہاوا کرتا ہون تم بہی ساتہہ دہاوا کرو" غرض دونون کے طوفانی یلغار نے عجمیون کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پرشوکت فہرست مین یہہ ایک اور فتح لکھی گئی - اس معرکے کے دن جو جو شجاعت کے کام ہوے ان مین سب سے بڑہ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تہی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تہا اور اپنے اسپ فروش بدوون کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر مین اسوقت داخل ہوا تہا کہ وہ لڑائی کے لیے صف آرائی کر رہا تہا - مسیحی بدو افواج عرب کے طرفدار ہو کر جنگ مین مصروف ہوے اور جب گہمسان کی لڑائی جمی تو یہہ مسیحی جوان جہپٹ کر عجمی سپاہ کے منجہہ مین جا پونہچا اور رہبوں نے عجم کے سردار کو قتل کر کے اپنے زر آراستہ گہوڑے کی پیٹہہ پر آیا اور گہوڑے کو تیز بہگا کر مسلمانون کی صفون مین یہہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ "مین بنی تغلب کا آدمی ہون - مین وہ ہون جس نے سردار کو قتل کیا[1]"

یہہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تہا وہ قبیلہ اُن قبائل مین سے تہا جنہون نے عیسائی رہنا پسند کیا تہا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بدوون نے جیسے بنو نمر اور بنی قضاعہ کے قبیلے تہے اسلام قبول کر لیا -

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ انپر کسی طرح کا دباو نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد ہین البتہ اُن مین سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا - اور نہ وہ ایسے لوگون کے بچون کو جو لوگ مسلمان ہو گئے ہون اصطباغ دے سکین گے[2] - انکو حکم ہوا کہ جزیہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تہا دیا کرین - لیکن جزیہ دینے مین جو جان و مال کی حفاظت کے عوض مین تہا بنی تغلب نے اپنے غرور کو انکسار مین بدلتے پایا اور امیر المومنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہین اوسی طرح کا محصول ہمکو بہی ادا کرنیکی

[1] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۹۰-۹۴ [2] طبری - پہلا سیری - صفحہ ۲۴۸۲

اجازت ہو - پس بنو تغلب جزیہ کی جگہہ دوگنا صدقہ دیتے تہے جو خیراتی محصول تہا اور مسلمانون کے کہیتون اور مویشیون وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تہا[۱۵] -

اسی طرح حیرہ کے لوگون نے ادن تمام کوششون کو رد کیا جو خالد نے اس بارے مین صرف کین کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو - حیرہ کا شہر تواریخ عرب مین سب سے نامور شہرون مین تہا - اسلام کے بہادر ہیرو خالد ابن الولید نے یہہ سمجہا تہا کہ شہر کے باشندون کو فقط اس بات کے جتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگون مین رکہتے ہین پیغمبر عرب کی اُمت مین ہونے کی تحریص ہو جاویگی - جب شہر کے قلعہ بند باشندون نے اسلامی سالار کے پاس سفارت بہیجی کہ شرائط تجویز ہو کر شہر اوسکے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیرون سے پوچہا " تم کون ہو - عرب ہو یا عجم ؟ " عدی نے جو سفارت کا خطیب تہا جواب دیا " نہین - ہم عرب العاریہ (یعنی اصلی قدیم عرب) ہین اور باقی ہم مین عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پردیسی) ہین - " خالد نے کہا " اگر تم وہ ہوتے جسکا دعوی کرتے ہو تو تم کبہی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تحقیر نہ کرتے - " عدی بولا - " ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے - " خالد نے کہا " یہہ تم سچ کہتے ہو - اب ان تین باتون مین سے کسی ایک بات کو پسند کرلو - اول ہمارا دین قبول کرو اور جو کچہہ ہمارا ہے وہ خوشی اور رنج مین تمہارا ہوگا خواہ تم دوسرے ملک مین جانا چاہو خواہ اپنے ملک مین رہو - دوسرے جزیہ دو تیسرے لڑو - کیونکہ قسم ہے خدا کی مین اُن لوگون کے ساتہہ تمہارے پاس آیا ہون جو مرنے کی ایسی آرزو رکہتے ہین کہ تم جینے کی نہین رکہتے - " عدی بولا - " نہین ہم جزیہ دینگے " خالد نے کہا " تمہاری بڑی قسمت ہو - کفر بے رستہ کا جنگل ہے اور وہ عرب احمق ہے جسکو دو راہ بتانیوالے جنگل مین ملین ایک اُن مین عرب ہو اور دوسرا عرب نہ ہو اور وہ

---

۱۵ قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال جہان جہان مورخان عرب کی تصانیف مین ملا اسکو پاپو ہنری لامنس نے اپنی تصنیف مین خوبی اور اختصار سے جمع کردیا ہے - (لے شاعر دے عمیہ) جے - اے سیری ۹ - توم ۴ صفحہ ۹۷ - ۹۹ و ۱۴۲ - ۱۵۹

پہلے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور غیر کی راہ نمائی کو قبول کرے[۵۱]"

نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے لیے مناسب انتظام کیا گیا کیون کہ تمام قبیلے جلد اسلام قبول کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کی احتیاط ضروری تھی کہ اصل مذہب یا فروعات مذہب کے سمجھنے مین ایسی غلطی نہو جسکا اندیشہ ناقص التعلیم نومسلمون کی حالت مین ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معلمان دین ہر ملک مین مقرر کیے جنکا یہ کام تھا کہ نومسلمون کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دین۔ قضات کو بھی نگرانی کا حکم تھا کہ آیا سب مسلمان خواہ جوان ہون یا بڈہے نماز کے لیے اور خاص کر نماز جمعہ اور ماہ رمضان مین حاضر ہوتے ہین۔ تعلیم دین کی بزرگی اس بات سے ثابت ہے کہ کوفہ کے شہر مین جس معزز عہدہ دار کے سپرد بیت المال تھا اُسکی نگرانی مین مسلمانون کی دینی تربیت و تعلیم بھی تھی[۵۲]۔

جو مثالین اس بات کی اوپر بیان ہوئین کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحون اور اونکی نسلون نے عیسائی عربون کے ساتھ کیسی بے تعصبی اور دینی مسالمت برتی اُن سے یقینی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن مسیحی قبائل نے اسلام قبول کیا انہون نے اپنی مرضی اور آزاد ارادہ سے ایسا کیا۔ آج کل کے عیسائی عرب جو مسلمانون مین رہتے ہین اسی مذہبی آزادی اور صلح کل طریق اسلام کی زندہ شہادت ہین۔ لیرڈ نے لکھا ہے کہ کرک کے قریب بحیرہ مردہ کے مشرق مین ایک خیمہ گاہ سے اُسکا گذر ہوا جو عیسائی عربون کا تھا اور یہ مسیحی عرب لباس اور آداب معاشرت مین مسلمان عربون سے کسی بات کا فرق نہ رکھتے تھے[۵۳]۔ برخارت کو کوہ سینا کے راہبون نے بتایا کہ اخیر صدی تک مسیحی بدوون کے کئی خاندان جنہون نے اسلام قبول نہ کیا تھا باقی تھے اور اون مین سے اخیر خاندان کی ایک بڑھیا ۱۷۵۰ء مین مری اور مسیحی خانقاہ کے باغ مین دفن کی گئی[۵۴]۔ قریتین کے گاؤن مین جو صحرا مین واقع اور پلمیرا سے جنوب مغرب مین چوبیس

[۵۱] طبری پہلا سیری صفحہ ۲۰۴۱ [۵۲] مسعودی - توم ۴ صفحہ ۲۵۶ [۵۳] سرھنری لیئرڈ "ابتدائی سیر سیاحت ملک فارس - ساسان اور بابلیونیا مین" پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء) [۵۴] برخارت (۲) صفحہ ۵۶۴ -

گھنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے۔ اُس مین بارہ سو آدمی رہتے ہین جنمین سے نصف شامی عیسائی ہین جو اپنے مسلمان ہمسایون کے ساتھہ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہین اور مسلمانون کی شکل بدوی لباس ایسا پہنتے ہین کہ عیسائی اور مسلمان مین کوئی ظاہر تمیز نہین ہوسکتی[۵۱] مشہور قبیلہ بنو غسان کے بہت سے آدمی جنمین عرب کا خالص خون ہے اور جنہون نے مسیحی دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تہا ابتک مسیحی المذہب ہین۔ اور دو صدیون کا زمانہ ہوا جبسے اُنہون نے روما کے کلیسہ کی اطاعت قبول کی ہے عبادات مین عربی زبان استعمال کرتے ہین[۵۲]۔

اگر اب ہم بدوؤن کا حال چھوڑ کر اسلام کے متعلق اُن لوگون کی حالت کا اندازہ کرین جو شہرون اور قصبون مین مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے بعد ہی لوگون نے جلد جلد اسلام قبول نہین کرلیا۔ (بائزنتائن) رومی سلطنت کے مشرقی صوبجات کے بڑے شہرون مین جو عیسائی رہتے تہے اون مین سے اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب کے ساتھہ وفادار رہے اور ابتک ان مین کے بہت عیسائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین۔

ان عیسائیون کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عملداری مین انکا کیا حال رہا اور ایسے حالات کی تحقیق کے لیئے جو کبھی کبھی انکے تبدیل مذہب کا سبب ہوے مختصر طریق پر یہ امر بیان کرنا مناسب ہوگا کہ سلطنت روم (بائزنتیم) کے عیسوی دور حکومت مین جو افواج عرب سے مغلوب ہوی ان عیسائیونکی کیا کیفیت تہی۔

سو برس پہلے جسٹینین قیصر روم اس بات مین کامیاب ہوا تہا کہ سلطنت روما مین ظاہری اتفاق و اتحاد پیدا کردے۔ لیکن اوسکی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے اور اب پایہ تخت اور صوبجات مین کوی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا۔ جب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا تو اوسنے

---

[۵۱] فون کریمر (۴) صفحہ ۹۱ - [۵۲] پالگریو - "دو مشرقی سوالات پر جواب مضمون" ۱۱ صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ء)

ملک شام کو پایہ تخت مین شامل کرنے کی کوشش کی اور اس مین کسی قدر کامیابی بہی ہوی -
لیکن بدقسمتی سے جو مصالحت کے عام طریقے قیصر نے اختیار کیے انہون نے رفع اختلاف
کی جگہہ اور مخالفت پیدا کردی - قومی خیال کے زندہ قائم مقام فقط مذہبی جذبات رہ گیے
تھے - ہرقل نے یہہ بہی چاہا کہ عیسوی دین کی تفسیر و توجیہ کرکے تمام مناقشات کو جو مخالف
فرقون مین تھے بند کردیا جاوے - اور جو لوگ کلیسہ قدیم (آرتھودوکس[۱]) سے برگشتہ ہین
انکو کلیسا اور پایہ تخت کا مطیع کرے - کیلسیدون کی مسیحی مجلس (۴۵۱ء) نے اپنا عقیدہ
یہ ظاہر کیا تہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو "دو اقنومون مین بغیر خلط ملط اور تبدیلی اور تقسیم اور علیحدگی
کے تسلیم کرنا چاہیے - دونون اقنومون کا فرق انکے اجتماع سے دور نہ ہوگا - بلکہ ہر اقنوم
کے خواص برقرار ہین اور ایک ذات اور ایک جوہر مین شامل ہین مگر اس طرح نہین کہ گویا دو
ذاتون مین یہہ خواص تقسیم اور جدا ہوسکتے ہین بلکہ وہ ہی ایک بیٹا ہے اکلوتا مولود کلمۃ اللہ"
اس مجلس کو فرقہ مونوفزائٹ نے تسلیم نہ کیا - کیونکہ یہہ فرقہ مسیح کی ذات مین ایک اقنوم
کو مانتا تہا اور کہا جاتا تہا کہ مسیح مرکب ذات ہے جسمین تمام ربانی اور انسانی صفات موجود
ہین لیکن جوہر جسکی یہہ صفات ہین کہ اوس مین دوئی نہین ہے بلکہ مرکب وحدت ہے -
اس مسئلہ پر کلیسہ قدیم (آرتھودوکس) کے فرقہ مین اور فرقہ مونوفزائٹ مین جو مصر و شام
اور روم کی عیسائی سلطنت کی حدود سے باہر کے ملکون مین آباد تہا دو صدیون تک سخت
مناظرہ رہا - یہانتک کہ اب ہرقل نے مونوتھیلاتزم کے مسئلہ سے فریقین مقابل مین مصالحت
پیدا کرنی چاہی - اس مسئلہ کا مضمون یہہ تہا کہ اقانیم کی دوئی کو مانکر مسیح کی واقعی زندگی مین
ذات کی وحدت کو قائم کیا جاوے اور یہہ اس طرح کہ اس ایک ذات مین دو قسم کی تحریکون
سے انکار کیا جاوے - ایک مسیح اور خدا کا بیٹا نتیجہ پیدا کرتا ہے اوسکا جو انسانی ہے اور جو

[۱] آرتھودوکس کے لغوی معنی ہین - دین مین درست ، آرتھودوکس کلیسہ سے مراد ہر ایک عیسائی جماعت سے ہوسکتی ہے
جو جدا فرقہ ہو - لیکن کسی ملک مین جو خاص فرقہ سلطنت کی وجہ سے یا قدامت یا اور کسی وجہ سے ممتاز ہو وہ آرتھودوکس کہلاتا
تہا اور جو فرقے اسکے خلاف یا اس سے منحرف ہوتے ہین انکو ہیریٹک کہتے ہین - مترجم

ربانی ہے ایک بانی انسانی ذریعہ سے یعنی صرف ایک ارادہ ہے مجسم کلام یعنی مسیح مین[۵۱]۔

لیکن ہرقل کی قسمت کا فیصلہ بھی ونہین لوگون کے ساتھہ ہوا جو آیندہ زمانہ مین ان مخالف فرقون کے اتفاق کے درپے ہوے۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہی نہ ہوا کہ مناظرون کی آگ اور جل اوٹھی بلکہ ہرقل پر بیدینی کا داغ لگا اور دونون فرقون کا مورد عتاب بننا پڑا۔

فی الواقع ہرقل نے رعایا کے دل مین اپنی طرف سے سخت ناراضی پیدا کر لی اور قوی دلیل اس بات کے یقین کی ملتی ہے کہ سلطنت روما کی آرتہودوکس رعایا کا بڑا حصہ جو قیصر کے مفتوحہ صوبجات مین آباد تھا عربون کا دوست بن گیا۔ قیصر کو بے دین سمجھکر رعایا نے دشمنی کی نظر سے اپنے بادشاہ کو دیکھا اور یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین اپنے مونوتھیلٹک عقائد کو زبردستی جاری کرنے مین ہمپر ظلم نہ کرنے لگے[۵۲]۔ پس عیسائی رعایا نے بلا تامل بلکہ شوق سے اپنے نیے حاکمون کا خیر مقدم کیا جنہون نے اونکے دین کے سلامت رکھنے کا وعدہ کیا اور راضی ہوگئے کہ عیسائیون کے مذہبی مراتب اور قومی آزادی مین مناسب اندازہ قائم کردینگے بشرطیکہ موجودہ خطرے سے وہ اپنے تئین بچالین۔ چنانچہ جب ہرقل کی فوج حمص کے شہر کے قریب آئی تو شہر والون نے فصیل کے دروازے بند کر لیئے اور مسلمانون سے کہا کہ تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو یونانیون کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے مین بہتر جانتے ہین[۵۳]۔

سنہ ۶۳۳ء سے سنہ ۶۳۹ء تک کے معرکون مین جن مین عربون نے روما کے لشکر کا حدود شام سے رفتہ رفتہ استیصال کیا شامی عیسائیون کے خیالات اسطرح کے تھے جیسے اوپر بیان ہوے۔ اور سنہ ۶۳۶ عیسوی مین جب دمشق کے باشندون نے عربون سے شرائط منظور کرانے کی مثال قائم کی اور لوٹ سے حفاظت کا ذمہ اور اور مفید مطلب عہد و پیمان

۵۱ آئی۔ اے۔ ڈورنر۔ "اے سسٹم آف کرسچن ڈوکٹرن"، جلد سوم صفحہ ۲۱۵-۲۱۶ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ء) جے۔ سی۔ رابرٹسن "دی ہسٹری آف دی کرسچن چرچ"، دوسری جلد صفحہ ۲۲۹ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۵ء) ۵۲ اس طرح کا خوف کچھہ بیجا نہ تھا کیونکہ سنہ ۶۳۲ء مین جب ہرقل مجبورًا شکست دیکر تنگ شام مین سے گذرا تو فرقہ مونوفزائٹ کے ساتھہ اسنے تعصب کا برتاؤ کیا۔ (دیکھو سیل ے گرینڈ صفحہ ۱۲) ۵۳ بلاذری صفحہ ۱۳۷

حاصل کیئے تو ملک شام کے باقی شہر اس مثال کی پیروی مین سست قدم نہ رہے۔ حمص۔ شیزر۔ منبج کے شہرون نے بھی عہدنامے لکھوا یئے اور عربون کے ماتحت بن گئیے۔ اسی طرح کی شرائط حفظ و امن کے ساتھہ بطریق بیت المقدس نے بھی شہر کو مسلمانون کے حوالے کیا۔ بے دین قیصر کے خوف سے کہ مذہب مین جبر و اکراہ استعمال کریگا اور مسلمانون کے اس وعدہ سے کہ دین کی باتون مین سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیون کو بہ نسبت روما کی مسیحی حکومت کے اہل اسلام کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوی۔ علاوہ اسکے لڑائیون کے زمانہ مین اسلامی فاتحون کا ضبط طبیعت اور رحم ایسا تھا جسنے لوگون مین اہل اسلام کا نہایت وقار پیدا کیا ہوگا[۱] اور اونپر فرض کردیا ہوگا کہ لشکر اسلام کے استقبال کے لیئے بڑہین۔ یہہ لشکر اُن انصاف و اعتدال کے اصولون کا پابند تھا جنکو حضرت ابوبکر رضہ نے اول معرکہ شام مین پابندی کے لیئے اسطرح ہدایت فرمایا تھا کہ ،، انصاف کرنا۔ جو وعدہ کرو اُسکو نہ توڑنا۔ کسی کے اعضا نہ کاٹنا۔ بچون بڈہون اور عورتون کو نہ قتل کرنا۔ کھجور کے درختون کو نقصان نہ پہونچانا اور نہ آگ سے انکو جلانا۔ جن درختون مین پہل لگے ہون اون کو نہ کاٹنا۔ ریوڑون گلون اور اونٹون کو کھانے کی ضرورت سے سوا نہ مارنا۔ اگر اتفاق سے اون لوگون پر گذر ہو جو گرجون مین گوشہ نشین ہین تو اُنسے اور اُنکے کامون سے پرہیز کرنا۔ زمین کے رہنے والے جو کھانا اپنے برتنون مین لائین خدا کا نام اُسپر لیکر اوسمین سے کہانا۔ اور تمہارا گذر اُن لوگون پر ہوگا جنکے سر منڈے ہونگے اور تم انکو چہونا تلوار کے چپٹے رخ سے[۲]۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور وبا مین خدا تمہارا محافظ ہوئے ،، روم کی عیسائی سلطنت کے صوبجات مین جنکو مسلمانون کی قوت نے جلد محکوم کرلیا عیسائیون کو اس نظر سے کہ وہ نسطوری اور مونوفیزائت عقائد کے پابند تھے اسلامی حکومت مین

---

[۱] برخلاف اسکے بازنطائن سلطنت کے سپاہیون نے کپادوسیا مین قسطانس دوم کے عہد حکومت ۶۴۱ء تا ۶۶۸ء مین اپنے ہم مذہب عیسائیون پر سخت جور و ظلم کیا۔ دیکھو مکل رے گرینڈ۔ صفحہ ۲۲۴۔

[۲] فاخفقوہم بالسیف خفقا کے لفظی معنی ہین کہ چہو و انکو ایک چہونا تلوار سے۔ اس عبارت کا غلط ترجمہ اکثر یہ بیان ہوا کہ ،، انکو مار ڈالو ،، لیکن لفظ خفق کے لغوی معنی ہین ،، اسطرح مارنا کہ ہلکی آواز ہو ،، جب ضرب کے ساتھہ یہ لفظ آئے تو اسکے معنی ہوتے ہین چپٹے رخ سے تلوار مارنا۔ اور یہہ اسبات کی علامت تہی کہ اسکے بعد مسلمان ونپر حکومت کرینگے (مترجم) جو نوٹ کہ مصنف نے لکھا ہے ہم اوسپر کچھہ اور زیادہ کرنا چاہتے ہین طبری و کامل ابن اثیر مین یہ الفاظ ہین فاخفقوہم بالسیف خفقا۔

ایسی مذہبی آزادی ہوئی کہ جسکا تجربہ پہلے اُن کو صدیون مین بہی نہ ہوا تہا۔ اُنکو اجازت تہی کہ قطعی آزادی کے ساتہہ اور بغیر کیسیکی مزاحمت کے اپنے مذہب کی پیروی کرین۔ صرف چند قیدین البتہ اونپر لگائی گئی تہین جنکا منشا فقط یہ تہا کہ ادیانِ مقابل کے معتقدون مین اگر کوئی نزاع اُٹھہ کہڑا ہو تو اسکا انسداد ہو سکے یا مذہبی نشانات کی عام نمایش سے جو مسلمانون کو سخت ناگوار تہی کوئی تعصب کا ہنگامہ نہ برپا ہو سکے۔ مسلمانون کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی وسعت جو ساتوین صدی عیسوی کی تاریخ مین نہایت بین ہے اُن شرائط سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے جنکو اہل اسلام نے بلا دمحروسہ کے حق مین منظور کیا۔ اور جس مین جان و مال کی حفاظت اور عقاید مذہب کی پیروی مین آزادی کو صرف اطاعت اور جزیہ قبول کرنے کے عوض مین دیا[1]۔

دمشق کی نسبت لکہا ہے کہ ایک حصہ اوسکا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئین مسلمانون کے حوالہ کر دیا۔ یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر کے مشرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا سردار مغربی دروازہ سے شہر مین گیا کہ حاکم دمشق اوسکے سامنے اقبال اطاعت کرے۔ چونکہ دمشق پر ان دو طریقون سے قبضہ ہوا اسلیئے جسقدر گرجا شہر مین تھے وہ عیسائیون اور مسلمانون مین برابر تقسیم ہو گئے۔ سینٹ یوحنا کا کلیسہ بہی آدہا آدہا تقسیم ہوا اور اسّی برس تک عیسائیون اور مسلمانون نے ایک چہت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ خلیفہ عبدالملک نے

(بقیہ صفحہ ۶۹) ۔جسکا مصنف نے انگریزی مین جو ترجمہ کیا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ تم اونکو چہوتا تلوار کے چپٹے رخ سے "۔ مگر فتوح الشام ازدی مین فاخفقوہم کی جگہ فاضربوہم مخصوا من وسہم بالسیف کا لفظ ہے جسکے معنی ہین کہ تم مار و اونکے منڈے ہوئے سرون کو تلوار سے۔ اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین فاعلو بسیوفکم اوساط روسہم۔ یعنی تم اونچی کر دو اپنی تلوارین اونکی چندیا پر۔

اسکے بعد فتوح الشام ازدی مین یہ فقرہ بہی ہے حتی ینیبوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین حتی یرجعوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ یعنی یہان تک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین۔ مگر طبری اور ابن اثیر مین یہ اخیر فقرہ جو فتوح الشام ازدی اور واقدی مین ہے نہین ہے۔ پس اس اختلاف الفاظ کی سبب جو طبری اور ابن اثیر مین فاخفقوہم ہے اور فتوح الشام ازدی مین فاضربوہم بالسیف کا لفظ ہے اور فتوح الشام واقدی مین فاعلوا بسیوفکم اوساط روسہم ہے انگریزی مورخون نے فاخفقوہم کے معنی فاقتلوہم یعنی اونکو مار ڈالو لیئے ہین۔ مگر ان تینون لفظون مین سے کسی لفظ کو اختیار کرو اوس سے فاقتلوہم کے معنی یعنی اونکو قتل کر ڈالو نہین نکلتے۔ بلکہ اسکا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اگر وہ لڑین تو تم بہی اونکو مارو اور اون سے لڑو۔ اور فتوح الشام واقدی و ازدی مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبتک کہ وہ مسلمان ہون یا جزیہ دین جہاد لڑنے پر دلالت کرتے ہین نہ اونکے قتل کرنے پر۔ انگریزی مورخون نے جو فاخفقوہم یا فاضربوہم یا فاعلوہم بسیوفکم کا ترجمہ اس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو قتل ہی کرنیکا حکم تہا یہہ ترجمہ صحیح نہین ہے۔

[1] بلاذری۔ صفحہ ۷۳۔ ۷۴۔

نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنا لے لیکن عہد نامہ کے شرائط کو دیکھکر اس قصد سے باز رہا چونکہ گرجا مین عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانون کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لیے اور خلفا نے بھی کثیر رقوم معاوضہ مین پیش کر کے کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوی - مگر سنہ ۹۰ ہجری مین خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کر لی جسکو اور خلفا راستی سے حاصل نہین کر سکتے تھے - چند سال کے بعد ہی خلیفہ عمر ثانی نے عیسائیون کی فریاد کو سن کر کہ اُنکے ساتھہ کیسی بے انصافی ہوی ہے دمشق کے تمام گرجاؤن کو جو لڑائی کے زمانہ مین ضبط ہوے تھے عیسائیون کے لیے واگذاشت کر دیا -

جب بیت المقدس امیر المومنین عمر ابن الخطاب رض کا فرمان پذیر ہوا تو ذیل کی شرائط منظور ہوئین -

‘‘ بسم اللہ الرحمن الرحیم صلحنامہ کی یہ شرائط ہین جنکو مین عمر خدا کا بندہ اور مومنون کا امیر بیت المقدس کے باشندون کے لیئے منظور کرتا ہون - مین حفاظت دیتا ہون اونکی جان و مال اور انکی اولاد کو - اُنکے گرجاؤن اور صلیبون کو اور جو کچھہ انکے ساتھہ پیوستہ ہی - مین حفاظت دیتا ہون اونکی زمینون کو اور سب باشندون کو انکے مذہب پر - انکے گرجا جو بیت المقدس مین ہونگے اونکا مال نہ لیا جاویگا اور نہ وہ مسمار کیے جاوینگے اور نہ اونمین سے کسی گرجا کو اور اونکی جایداد کو اور نہ انکے مرتبہ کو اور نہ انکے مال کی کسی چیز کو نقصان پہونچایا جاویگا - اور نہ بیت المقدس کے باشندون پر مذہب کی پیروی مین جبر ہوگا اور نہ اونمین سے کسی کو مضرت دیجاویگی ،، بیت المقدس کے باشندون پر محصول اس شرح سے لگایا گیا کہ پانچ دینار دولتمندون پر اور چار دینار متوسط الحال لوگون پر اور تین دینار کم استطاعت پر مقرر ہوے - بطریق بیت المقدس کے ہمراہ حضرت عمر رض نے آثار مقدسہ کی زیارت کی اور یہہ کہا گیا ہے کہ جسوقت بطریق اور امیر المومنین کنیستہ القیامتہ مین تھے تو نماز کا وقت ہوا - بطریق نے حضرت عمر رض سے کہا کہ کنیسہ ہی مین نماز پڑھ لین لیکن امیر المومنین نے دور اندیشی سے

لہ ‘‘ دیر بیت المقدس کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ - جے نیلڈز - صفحہ ۱۶۸ - ۱۶۹ - (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۳۶ع)

انکار کیا اور کہا اگر مین نے ایسا کیا تو اہل اسلام اس گرجا پر آیندہ دعوی کرینگے کہ وہ اسلامی معبد ہے۔

ایسی دوراندیشی کی مثال جیسی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوی عیسائیونکی تاریخ مین جو اسلامی دور حکومت مین گذری دریافت ہونی مشکل ہے۔ اور نہ امیر معاویہ (۶۶۱-۸۰ء) کی فیاضی کی نظیر مل سکتی ہے جنہون نے الرہا کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرادیا[۱]۔ لیکن پھر بھی عام قاعدہ یہہ ہی تہا کہ خلفائ نے عیسائیون کے ساتھہ بے تعصبی اور آزادی مذہب کے اصول کو اپنا ضابطہ کہا (اور اگر ہم ایسے وقتون کو مستثنی کردین جن مین عیسائیون پر ظلم ہوے جیسے خلیفہ متوکل کا زمانہ تہا تو) عیسائیون پر جو کچھہ قیود تہین انکا نشان صرف اوس ''امان'' مین ملتا ہے جسکو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہہ بات مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانون کی اطاعت قبول کی اوسنے امان عمرؓ کے مضمون کو اختیار کیا۔ لیکن زمانہ قدیم کے مؤرخون نے اسکا کچھہ ذکر نہین کیا ہے اور سر ولیم میور نے بھی اوسکی صحت مین شبہہ ظاہر کیا ہے اور سمجھا ہے کہ امانِ حضرت عمرؓ مین ایسی سخت شرائط ہین جو حضرت عمرؓ کے بے تعصب عہد خلافت کی نہین معلوم ہوتین بلکہ زمانہ مابعد کی خصوصیتین اون مین پائی جاتی ہین۔ امان کا مضمون یہہ تہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ مکتوب ہے فلان فلان شہر کے عیسائیونکی طرف سے عمر ابن الخطابؓ کے نام جب تمنے ہمارے خلاف کوچ کیا تو ہم نے تم سے اپنے لیے اور اپنے کنبون کے لیے اور اپنے مال اور اپنے ہم مذہبون کے لیے حفاظت چاہی اور ہم نے تمسے یہہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا حوالی شہر مین کوئی

---

[۱] شبلی پہلی جلد صفحہ ۳۸ء ۴۲ ف[؟] امان عمر کا ذکر جسکی بموجب کل قلمرو سلطنت مین عیسائی قومون کی حالت قائم ہوتی تہی اخیر زمانہ مین دیکہنے مین آتا ہے۔ لیکن حضرت عمر جیسے صلح کل فرمانروا کے ساتھہ ''امان'' کی شرائط مین سے اکثر کی پابندی کو منسوب کرنا اس فرمانروا پر بہتان باندہنا ہے۔ اس سخت امان مین جو شرائط ایسی ہین کہ سب سے زیادہ مخل آزادی عیسائیون کے حق مین ہوئین اونپر عملدرآمد صرف اخیر وقت مین ہوا۔ (خلافت ۱۱۶ صفحہ ۱۴۶-۱۴۷) - آٹھوین صدی ہجری سے پہلے اس ''امان'' کا ذکر کسی مستند ذریعہ سے بیان نہین ہوا۔ (سٹینڈرڈ صفحہ ۱۶۵-۱۶۷)

نیا کنیسہ گرجا - حجرہ یا خانقاہ تعمیر نہ کرینگے[۵۱] - اور ایسے مکانات مین سے اگر کوئی گر جائیگا تو اوسکی مرمت نہ کرینگے اور اُن کو جو مسلمانون کے محلون مین ہونگے تو تعمیر کرینگے - ہم مسلمانون کو دن کے وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤن مین داخل ہونے سے منع نہین کرین گے اور ہم گرجاؤن کے دروازون کو غریبون اور مسافرون کے لیئے چوپٹ کھلے رکھین گے - ہم مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھرون مین آنے دینگے اور تین راتون تک اوسکو روٹی اور ٹھکانا دین گے - ہم کسی مخبر کو اپنے گرجاؤن یا گھرون مین نہین رہنے دینگے اور نہ مسلمانون کے کسی دشمن کو چھپا رکھین گے - ہم اپنے بچون کو قرآن نہین پڑھوائین گے[۵۲] - ہم عیسائی مذہب کی نمایش نہ کرینگے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائینگے - ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ خواہش کریگا اسلام قبول کرنے سے نہ روکین گے - ہم مسلمانون کی عزت کرینگے اور جب کبھی وہ ہمارے جلسون مین بیٹھنا چاہینگے تو اُنکے لیے کھڑے ہو جایا کرینگے - ہم اپنے لباس مین اُنکی نقل نہین کرینگے - نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ جوتی مین اور نہ مانگ نکالنے مین ہم اُنکی زبان کے جملون کو استعمال نکرینگے اور نہ انکا لقب اختیار کرینگے[۵۳] ہم زین پر سوار نہونگے اور نہ تلوارین کمر مین باندھینگے اور نہ ہتیار رکھینگے اور نہ انکو لگائینگے اور نہ اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ کرینگے - ہم شراب نہ بیچینگے - ہم اپنے سرون کے سامنے کا حصہ مونڈا کرینگے - ہم اپنا ہی طرز لباس برقرار رکھینگے جہان کہین ہم ہون ہم پیٹیان اپنی کمر مین

۵۱ بعض مستند مؤرخان اسلام نے لکھا ہی کہ یہ قاعدہ گاؤن مین رہنے والون پر جاری نہ تھا کیونکہ وہان گرجاؤنکی تعمیر کی ممانعت جائز نہ تھی (ہدایہ دوسری جلد صفحہ ۲۱۹)

۵۲ (منکرون کی) "تعلیم قرآن کے مسئلہ مین علماء مین اختلاف ہے - فرقہ مالکیہ نے اسکو ممنوع رکھا ہے - لیکن فرقہ حنفیہ نے اسکی اجازت دی ہے اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائین ظاہر کین ہین - پہلی راے مین تعلیم قرآن کے موافق ہین کہ اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے - دوسری راے مین تعلیم قرآن کو انہون نے ممنوع قرار دیا ہے اس خوف سے کہ منکر جو قرآن پڑھتا ہے ابھی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اُسکا مقصد قرآن پڑھنے سے صرف مضحکہ ہو کیونکہ وہ اللہ اور رسول کا جسنے کتاب لکھی ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونون رائین متناقض ہین پس امام شافعی نے کوئی قطعی راے اس مسئلہ پر قائم نہین کی" (بیلین صفحہ ۵۰)
چونکہ ان بزرگ اماموں کا جو تین بڑے فرقون کے مجتہد ہین اس مسئلہ مین اتفاق نہین ہے تو اسی عدم اتفاق سے شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ امان کی شرائط ایسے قدیم زمانہ کی نہین ہین جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا - ۵۳ جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہین جو صرف اہل اسلام کے لیئے مخصوص ہین -

لگائینگے ہم اپنی گرجاؤن پر صلیب ظاہر نہ کرین گے اور نہ اپنی صلیبون اور مقدس صحیفون کو مسلمانون کے محلون یا بازارون مین دکھائینگے[۵۱] ہم اپنے گرجاؤن کے ناقوس[۵۲] ہلکے ہلکے بجائین گے۔ جب کوئی مسلمان موجود ہوگا تو ہم بلند آواز سے اپنی نماز نہ پڑہین گے ہم کہجور کے پتون اور مورتون کو قطار سے بازارون مین نہ نکالینگے۔ اپنے مُردون کی تدفین کے وقت ہم زور سے نہ گائین گے اور نہ روشن شمعین مسلمانون کے محلون اور بازارون سے لیکر گذرین گے۔ ہم ایسے غلامون کو نہ لین گے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہونگے اور نہ اُنکے گہرون مین مخبری کرینگے ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے۔ ان سب باتون کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے ہمدینون کی طرف سے اقرار کرتے ہین اور اسکے عوض مین تم سے حفاظت حاصل کرتے ہین اور اگر ہم اس امان کی کسی شرط کو توڑین تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کرلینا۔ اور پہر تمکو اختیار ہوگا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجھکر ہمارے ساتہہ برتاؤ کرو[۵۳]"

لباس وغیرہ کا فرق جسکو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتاً اور ازخود اختیار کرتی ہین ایسا فرق ہے جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجہہ نہ سکین گے۔ اور مذکورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکہین گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی مین ناجائز خلل ڈالتے ہین۔ لیکن اخوت المومنین جس کو آج کل کے بعض مصنف بڑے شوق سے اسلام کی فریمیسنری[۵۴] کہتے ہین اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تہی تو اسکو خارج مین بہی ایک ظاہر طرز کی ضرورت ہوی اور یہہ لازم آیا کہ جن لوگون نے حلقۂ اسلام مین شامل ہونے سے انکار کیا اُنکو عربون کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جسکی طرف نومسلمون کو بہت میلان خاطر تہا باز رکہا جاتا[۵۵] جو قیود مذہبی نشانات یا رسوم کی عام

---

۵۱ ابو یوسف لکہتے ہین کہ شہر کے اندر جہان مساجد ہوتی تہین وہان تو نہین لیکن شہر کے باہر سال بہر مین ایک مرتبہ عیسائیون کو اجازت تہی کہ صلیبون کو قطار مین نکالا کرین لیکن علم نکالنے کی اجازت نہ تہی۔ ۵۲ ناقوس لکڑی کا ایک مستطیل ٹکڑا ہوتا تہا جسکو ڈنڈے سے بجاتے تہے۔ ۵۳ ہامر۔ انگرتی اوکتورس لیبر دی ایکسیو گناتیو ڈمیدین پیٹا الکساندری صفحہ ۳۱۵ و ۲۴ (الگیبی با تورم ۱۸۲۵ء) فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۴۔ جورنال آسیاتیق سیری ۴۔ تومہ ۱۸ صفحہ ۴۹۵-۴۹۹۔ ۵۴ فریمیسنری کے معنی ہین فریمیسنون کی جماعت۔ فریمیسن وہی لفظ ہے جسکو محاورہ عام مین فرامشن کہتے ہین۔ مترجم ۵۵ گولڈزیہر۔ پہلی جلد صفحہ ۱۰۹-۱۳۳۔

نمایش کے بارے مین تہین وہ انتظام اور امن خلائق کے لیئے ضروری اور ایسے تعصبی فتنون کے انسداد کے لیئے ضروری تہین جو اسلامی رعایا مین برپا ہوجاتے کیونکہ کوئی بات جس مین بت پرستی کی بو تک آتی ہو مسلمانون کو خاصکر شاق گذرتی تہی - اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوی ہوتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن مین عیسائیونکی جان اور مال کا نقصان ہوا - فی الواقع پابندی کے ساتہہ انکی تعمیل نہین ہوی بلکہ انکے اعادہ کے لیئے ہمیشہ اسکی ضرورت ہوتی تہی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اٹھے -

یہہ بات کافی طور پر بیان کردی گئی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تہا کہ مذہب مین آزادی انہین حاصل نہ تہی - یہہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت مین جزیہ دینا انکو سخت ناگوار تہا لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تہی کہ اسکو بار نہین تصور کیا جاسکتا - خاص کر ایسی صورت مین جبکہ جزیہ دینا عیسائیون کو فوجی خدمات سے جو اہل اسلام پر لازمی تہین بری کردیتا تہا - اسلام قبول کرنے مین کسی قدر زر و پیہ کا فائدہ یقینی ہوتا تہا - لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیئے اپنا دین چہوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اسپر ہوگا - خاص خاص صورتون مین خراج یعنی محصول اراضی کے عوض مین پیداوار مین سے دسوان حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہوجاتا اجازت مل جاتی تہی لیکن باقی صورتون مین اسلام قبول کرنے کے بعد بہی خراج لگایا جاتا تہا[1] - مگر جزیہ کی جگہہ نو مسلم کو زکوۃ ادا کرنی ہوتی تہی جو بہت قسم کے مال منقولہ اور غیر منقولہ پر سالانہ شرح سے لگائی جاتی تہی[2] جزیہ کی شرحین جو قدیم فاتحون نے مقرر کین وہ یکسان نہ رہین - چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہ

---

۱ فون کریمر - پہلی جلد صفحہ ۳۴ - ۴۳۸ و ۱۷۷ - اور اسلام قبول کرنیکے بعد چاہیئے تہا کہ جزیہ کی موقوفی کا حکم ہوجاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دارمدار خراج اور جزیہ پر تہا جنکو منکر ادا کرتے تہے اس لیئے مسلمان ہوجانیکی حالت مین بہی یہہ محصول جاری رہے آخرکار جب یہہ پرانا قاعدہ متروک ہوا کہ کوئی مسلمان اراضی یا اور طرح کی جایداد غیر منقولہ پیدا نہین کرسکتا تو صحیح النسل عرب اور ان لوگون مین جو مسلمان نہ تہی تمیز قائم ہوگئی اور جو لوگ مسلمان نہ تہے وہ اگر اسلام قبول بہی کرلیتے تہے تو بہی خراج اور ایک حد تک جزیہ انکو ادا کرنا ہوتا تہا لیکن عربونکو صرف عشر کی قلیل رقم دینی پڑتی تہی -

۲ گولڈزیہر - پہلی جلد صفحہ ۵۰ - ۴۲۷ و ۴۳۳ -

امام ابو حنیفہ اور امام مالک مضمون جزیہ کی فروعات[۵۱] مین متفق نہین ہین - ذیل کی شرحین کتاب الخراج سے نقل کی جاتی ہین جسکو قاضی ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کی درخواست پر تیار کیا - اس کتاب کی نسبت خیال ہے کہ دور خلافت مین محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہوگا - دولتمندون کو ۴۸ درہم[۵۲] سالانہ اور متوسط الحال لوگون کو ۲۴ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے - لیکن مفلسون سے جیسے کھیتون کے مزدور اور دستکار ہوتے ہین ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے تھے - یہہ محصول یعنی جزیہ اگر خواہش کی جاتی تھی تو جنس مین بھی ادا ہو سکتا تھا - مویشی تجارت کا مال - گھر کا اسباب یہانتک کہ سوئیان بھی روپیہ کے عوض مین قبول ہو سکتی تھین لیکن سور شراب اور مردہ جانور نہین لیے جاتے تھے - جزیہ فقط صحیح الجثہ مردون پر جاری تھا نہ کہ عورتون اور بچون پر - ایسے تنگدست جنکی روزی خیرات پر تھی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے اور کام نہ کر سکتے خاص طور پر جزیہ سے مستثنے تھے - اسی طرح اندھے - لنگڑے لولے لاعلاج مریض اور دیوانے اگر وہ دولتمند نہ ہوتے تو وہ بھی اس محصول سے بری رہتے - یہہ ہی شرط قسیسون اور عیسائی عالمون کے ساتھہ تھی کہ اگر امیرون کی خیرات پر اونکا گذر ہوا تو جزیہ سے مستثنے رہے لیکن اگر مقدور والے ہوے تو اُنسے جزیہ وصول کیا جاتا تھا - عمال جو جزیہ وصول کرتے تھے اونکو خاص ہدایت تھی کہ رعایت کرین اور وصول نہونے کی حالت مین سختی یا جسمانی سزا سے بالکل پرہیز کرین[۵۳] -

بعض لوگ ہمارے دل مین یہ خیال پیدا کرتے ہین کہ جزیہ عیسائیون پر اس جرم کی سزا مین تھا کہ اُنھون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا - لیکن یہ درست نہین ہے - جہان اور ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنے ہو کر جزیہ دیتے تھے اسیطرح عیسائیون کو بھی اپنی حفاظت کے معاوضہ مین جو اسلامی سپاہ کرتی تھی جزیہ دینا ہوتا تھا - جب حیرہ کے باشندون نے جزیہ کی رقم قرارداد ادا کی تو خاص طور پر بیان کر دیا کہ جزیہ کی یہ رقم ہمنے اس شرط سے

---

[۵۱] دیکھو سیل کا ترجمہ قرآن مجید سورۃ التوبہ - آیت ۲۹ - نوٹ اور دیکھو وفون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۶۲ و ۶۴ [۵۲] ایک درہم قریب پانچ پینس کے ہوتا ہے یعنی تین آنے چار پائی کے برابر - [۵۳] ابو یوسف صفحہ ۶۹-۷۱ -

دی ہے کہ "مسلمان اور مسلمانون کا سردار ہماری حفاظت اُن لوگون سے کرے جو ہمکو ستائین خواہ وہ مسلمان ہون یا کوئی اور[۱]"۔ جب حیرہ کے متصل شہرون سے خالد ابن الولید نے عہدنامہ کیا تو لکہا "اگر ہم تمہاری حفاظت کرین تو جزیہ ہم پر واجب الادا ہوگا اگر ایسا نہ کرین تو وہ واجب الادا نہین ہے[۲]"
یہہ امر کہ جزیہ کے ساتھہ شرط حفاظت کو مسلمان کس قدر واضح طریق پر سمجھے ہوے تھے اسکی تصدیق ذیل کے واقعہ سے ہوسکتی ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین پیش آیا۔ ہرقل قیصر روم نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا تاکہ حملہ آور عساکر اسلام کی مدافعت کرے۔ مسلمانون نے بھی اپنی تمام قوتین اس محاربہ عظیم کے لیے جمع کین۔ امیر لشکر ابو عبیدہ نے شام کے بلاد مفتوحہ کے حاکمون کے نام مکتوب روانہ کیئے کہ جزیہ کی کل رقوم جو شہرون سے وصول کی گئی تہین واپس کردی جاوین اور اون شہرون کے باشندون کو لکہنہ بھیجا کہ "جو روپیہ ہم نے تم سے لیا تہا اسکو واپس کردیتے ہین کیونکہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ ایک جری لشکر ہمارے مقابلہ کے لیے کوچ پر ہے۔ ہم مین اور تم مین یہہ وعدہ تہا کہ ہم تمہاری حفاظت کرینگے۔ چونکہ یہ بات اب ہماری قدرت مین نہین ہے اسلیے جو کچہہ ہمنے تمسے لیا تہا تمکو واپس کرتے ہین۔ لیکن اگر ہم فتحیاب ہوے تو ہم اُن ہی قدیم شرائط کا اپنے تئین پابند سمجہین گے جو از روی عہدنامہ ہمارے مابین ہین"۔ اس حکم کے بموجب بیت المال سے بڑی بڑی رقمین عیسائیون مین واپس تقسیم کی گئین اور عیسائیون نے مسلمانونکو دعائین دین کہ "خدا تمکو پھر ہمپر حکومت دے اور رومیون پر تمکو فتحیاب کرے۔ رومی ہوتے تو وہ ہمکو کچہہ واپس نہ دیتے بلکہ جو کچہہ ہمارے پاس ہوتا اوسکو بھی لے لیتے[۳]"
جیسا کہ اوپر بیان ہوا جزیہ صحیح الجثہ مردون پر فوجی خدمتون کی عوض مین جو مسلمان ہونے کی صورت مین لازمی ہوتی تہین جاری کیا گیا تہا۔ یہہ امر نہایت درجہ قابل وقعت ہے کہ جب کوئی عیسائی گروہ اسلامی فوج مین داخل ہوتا تو وہ جزیہ سے بری کردیا جاتا۔ چنانچہ قبیلہ جراجمہ کے ساتھہ جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب وجوار مین آباد تہا ایسا ہی واقعہ گذرا۔ جراجمہ کے

[۱] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۵ [۲] طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۰ [۳] ابو یوسف صفحہ ۸۱۔

لوگون نے مسلمانون سے صلح کرلی اور وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ مسلمانون کے دوست رہین گے اور لڑائی مین اُنکے طرفدار بنکر لڑینگے مگر اس شرط سے کہ اونکو جزیہ نہ دینا پڑے اور اموال غنیمت مین سے مناسب حصہ ملا کرے[1]۔ ۲۲ھ ہجری مین جس وقت عرب کے معرکے فارس کے شمال مین بڑہے تو اسی قسم کا عہدنامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا جسنے فوجی خدمات قبول کین اور اوسکے صلہ مین جزیہ سے بری ہوا[2]۔

جزیہ کی منسوخی کی مثالین جو ایسی صورتون مین پیش آئین کہ عیسائیون نے مسلمانون فوجی اور بحری خدمات قبول کرلین سلطنت ٹرکی مین بھی گذر چکی ہین۔ مثلاً مگارس کے باشندے جو البینی عیسائیون کے گروہ سے تہے جزیہ سے اس شرط پر بری ہوے کہ مسلح آدمیون کی ایک جمعیت کوہ ستہران اور کوہ گرانیا کی حفاظت کے لیئے جن سے خاکنائے کورنتہہ مین داخل ہوتے ہین مہیا کرین۔ اسی طرح ہائیدرا کے عیسائی باشندون نے سلطان ٹرکی کو فی نفسہ کوئی محصول نہین دیا بلکہ اسکے عوض مین دوسو پچاس صحیح الجثہ بحری سپاہیون کی ایک کنٹنجنٹ ٹرکی بیڑے کے لیئے مہیا کردی جسکو مقامی خزانہ سے اخراجات ملتے تہے[3]۔ فرقہ مردت جو رومن کیتھولک البینی لوگون مین سے تہا اور سقطرائی سے شمال کے پہاڑون مین آباد تہا جزیہ سے اس شرط پر مستثنیٰ ہوا کہ لڑائی کے وقت ایک مسلح کنٹنجنٹ دیا کرے[4]۔ اور یہہ ہی معنی تہے کہ جو خدمات سلطنت کی ادا کی گئین انکے معاوضہ مین یونانی عیسائیون کو جزیہ کی رقم قرارداد سے معاف کردیا گیا کیونکہ یہہ لوگ اُن حوضون کے نگران رہے جن سے قسطنطنیہ مین پینے کا پانی مہیا ہوتا تہا[5]۔ اوران مثالون کے برعکس یہہ ہے کہ جب مصری کاشتکار فوجی خدمتون سے مستثنیٰ ہوے تو اُن پر اسیطرح کا محصول لگادیا گیا جیسا عیسائیون پر تہا[6]۔

پس اس طرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتہہ رہ کر عیسائی قومون نے اور خاص کر اُن عیسائی قومون نے جو شہرونمین آباد تہین ابتدائی دور خلافت مین نہایت آسایش و ترقی

[1] بلاذری صفحہ ۱۵۹ [2] طبری پہلا سیری صفحہ ۲۶۶۵ [3] فنلی جہٹی جلد صفحہ ۳۲-۳۳ [4] دی لا جونقیر صفحہ ۱۴ [5] ٹامس سمتہہ صفحہ ۳۲۴ [6] دی لا جونقیر صفحہ ۲۶۵۔

سے زندگی بسر کی۔ خلفاء کے دربار مین اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے۔ چنانچہ ایک مسیحی عرب جسکا نام اخطل تہا دربار کا شاعر تہا۔ اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک (۶۸۵-۷۰۵ء) کا مشیر گذرا ہے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳-۴۲ء) کی خدمت مین دو عیسائی بہائی رہتے تہے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تہے۔ ان مین سے ایک کا نام سلمویہ تہا۔ دریافت ہوتا ہے کہ اسکو تقریباً وہی منصب حاصل تہا جو آج کل سکرٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی شاہی مکتوب اُسوقت تک مستند تصور نہ ہوتا تہا جبتک کہ سلمویہ کے بہی دستخط اُسپر نہ ہوتے دوسرے بہائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تھی اور صیغہ بیت المال بھی اُسی کی نگرانی مین تہا۔ یہہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تہا جسکی نسبت توقع ہو سکتی تہی کہ اسپر ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا (لیکن ایسا نہ تہا) معتصم کو ابراہیم کے ساتہہ ایسا اُنس تہا کہ جب ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی موت پر سخت رنج کیا۔ ابراہیم کی تدفین کے دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی مین لایا جاوے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہان ادا کی گئین[۱]۔ نصر ابن ہارون جو عضد الدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر اعظم تہا عیسائی مذہب رکہتا تہا اور بہت کلیسا اور خانقاہین تعمیر کر چکا تہا[۲]۔ مدت تک سلطنت کے عہدے خاص کر صیغہ بیت المال کے عیسائیون اور عجمیون سے معمور ہوتے رہے[۳]۔ اور اس زمانہ کے بعد مصر مین بہی یہہ ہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدون پر عیسائی کلیتاً متصرف ہو گئے[۴]۔ خاصکر پیشہ طبابت مین عیسائیون نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیرون رئیسون کے گہر مین انکی عزت ہونے لگی۔ خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جسکا نام جبرئیل تہا نسطوری عیسائی تہا اور علاوہ ذاتی جایداد کے جسکی آمدنی آٹہہ لاکہہ درہم سالانہ تھی دو لاکہہ اسی ہزار درہم سالانہ خلیفہ کی ملازمت کے صلہ مین ملتے تہے۔ دوسرا عیسائی طبیب بہی بائیس ہزار درہم سالانہ

[۱] ابن ابی اصیبعہ۔ طبقات الاطبا۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری) [۲] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۰۸ [۳] فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ [۴] رنودو۔ صفحہ ۴۳۰-۵۴۰۔

تنخواہ پاتا تھا[1]- تجارت اور سوداگری سے بھی عیسائیون نے بڑی ثروت پیدا کی- اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگون کی طمع زر کو اس سے اشتعالک ہوئی اور موقع متعصب لوگون کو ملا کہ عیسائیون پر ظلم کرین اور اُن کو گزند پہونچائین - علاوہ اس کے جو قومین مسلمان نہ تھین وہ اپنے انتظام مین خود مختار تھین جس کی وجہ یہ تھی کہ جو معاملات اِن کے باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالا کی طرف سے انکو حاصل تھا- اور انکے مذہبی پیشوا ایسی صورت مین جبکہ کسی معاملہ مین فریقین انکے ہم مذہب ہون مالی مقدمات کے فیصلہ کرنے مین پورے اختیارات رکھتے تھے[2]- انکے گرجاؤن اور خانقاہون مین کسی کو دخل نہ تھا- البتہ ایسے گرجا اور خانقاہین جو بڑے شہرون مین تھین اُنمین سے بعض کو مسجد بنالیا تھا- مگر یہہ انتظام ایسا تھا جسپر اعتراض اس خیال سے نہین ہوسکتا کہ جس قدر مسلمانون کی تعداد مین ترقی ہوی تھی اوسی قدر عیسائیون کے شمار مین کمی ہوی تھی -عیسائیون کو نیئے کلیسا اور خانقاہین بنانے کی اجازت بھی تھی- پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عمرؓ ثانی (سنہ ۷۱۷–۷۲۰ء) کو نو تعمیر گرجاؤن کی مسماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ متوکل نے (سنہ ۸۴۷–۸۶۱ء) اس حکم کا اعادہ کیا تو اُن ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نیئے گرجاؤن کی تعمیر کے امتناعی حکم کی کسقدر کم پابندی ہوتی تھی[3]- متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مؤرخون سے دریافت ہوتے ہین کہ نیئے گرجا تعمیر ہوے - چنانچہ خلیفہ عبدالملک (سنہ ۶۸۵–۷۰۵ء) کے عہد خلافت مین الرہا کے شہر مین ایک نیا گرجا بنا اور دو اور گرجا مصر کے شہر الفسطاط مین تعمیر ہوے- ایک گرجا[4] جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان مین جو الفسطاط کے قریب گاؤن ہے تعمیر ہوا[5]- سنہ ۷۱۱ء مین ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ مین خلیفہ ولید (سنہ ۷۰۵–۷۱۵ء) کے حکم

[1] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۸۰-۱۸۱- [2] فون کریمر- پہلی جلد صفحہ ۱۸۳- [3] جورنال ایشیاتیق- سیری ۴- توم ۱۸ (۱۸۵۱) صفحہ ۳۳۴-۳۵۰- [4] میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۴۴- رنودو صفحہ ۱۸۹ [5] اونکیوس توم ۲ صفحہ ۳۶۹-

سے تعمیر ہوا[1]۔ اس زمانہ کے بعد خالد الکسری نے جو عیسائی تھا اور سنہ ۷۲۴ء عیسوی سے سنہ ۷۳۸ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حاکم رہا تھا اپنی ماں کے لیئے ایک کلیسہ تیار کیا[2]۔ سنہ ۷۵۹ء مین نصیبین مین ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوئی جس پر مطران نے چھ ہزار دینار کی رقم صرف کی[3]۔ آٹھوین صدی عیسوی ہی مین ابوسرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیم قاہرہ کے رومی قلعہ مین بنایا گیا[4]۔ خلیفہ مہدی (سنہ ۷۷۵-۸۵ء) کے عہد حکومت مین ایک گرجا عیسائی قیدیون کے لیے بغداد مین تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اسوقت مین قید ہوئے تھے کہ اہل اسلام کی لڑائیان روم کی عیسائی سلطنت سے ہو رہی تھین[5]۔ بغداد مین دوسرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (سنہ ۷۸۶-۸۰۹ء) کے زمانۂ خلافت مین تعمیر ہوا۔ اور اوسکو سمالو کے باشندون نے بنایا جنھون نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے انکی سرپرستی منظور کی تھی[6]۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ مین ایک بڑا عالیشان گرجا بابل مین تیار ہوا جسمین دانیال رسول اور حزقیل رسول کے تابوت رکھے گئے[7]۔ جب خلیفہ مامون الرشید (سنہ ۸۱۳-۳۳ء) مصر مین تھا تو اوسنے دو معززین دربار کو اجازت دی کہ مقطم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائین اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولتمند عیسائی نے جسکا نام بکام تھا کئی خوبصورت گرجا بورہ مین تعمیر کرائے[8]۔ نسطوری بطریق تموتھیس نے جو سنہ ۸۲۰ء مین مرا ایک گرجا تکریت مین اور ایک خانقاہ بغداد مین تعمیر کی[9]۔ دسوین صدی عیسوی مین ابوسیفین کا خوشنما قبطی گرجا الفسطاط مین تعمیر ہوا[10]۔ اور اسی صدی مین جبکہ عضد الدولہ بویہ (سنہ ۹۴۹-۸۳ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اسکے مسیحی المذہب وزیر اعظم نصر ابن ہارون نے متعدد گرجا اور خانقاہین تعمیر کین[11]۔ فاطمی خاندان مصر کے ساتوین خلیفہ الظاہر (سنہ ۱۰۲۰-۳۵ء) کے عہد مین ایک نیا گرجا تیار ہوا[12]۔ نئے گرجا

---

[1] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ [2] ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۸۵ [3] الیاس نصیبی صفحہ ۱۲۰ [4] بٹلر "مصر کے قدیم مصری کلیسا" پہلی جلد صفحہ ۱۸۱ (مطبوعہ اکسفورڈ ۱۸۸۴ء) [5] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۶۲ [6] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۴۸۰ [7] کرونیق دے پکل بے گرینڈ صفحہ ۲۲۶ [8] اونکیوس صفحہ ۴۳-۳۴۲ [9] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۶ [10] بٹلر "مصر کے قدیم قبطی گرجا" پہلی جلد صفحہ ۷۶ [11] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۸۰ [12] رنودو صفحہ ۳۹۹

اور خانقاہین عباسی خلیفہ مستضی (۱۱۷۰ - ۱۱۸۰ع) کے زمانہ مین بہی تعمیر ہوئین[۱۸]۔ سنہ ۱۰۸۷ع مین الفسطاط کے شہر مین ایک گرجا تعمیر ہوا اور "اور لیڈی دی ہولی ورجن"[۱۹] کے نام سے موسوم ہوا[۲۰]

اسلامی سلطنت کے قیام سے بجاے اسکے کہ مسیحی کلیسہ کی ترقی مین نقصان پیدا ہوتا نسطوری عیسائیون کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے وہ مسلمانون کی رعایا بنے اون مین مذہبی زندگی اور دینی جوش دفعتاً زور شور سے پیدا ہو گیا[۲۱]۔ اسلامی حکومت سے پہلے نسطوریون کی یہہ حالت تھی کہ ملک عجم مین جہان اس فرقہ کے لوگ کثرت سے رہتے تھے عجمی بادشاہون کے گاہے لطف و گاہے غضب سے انکی زندگی بڑی دُگدا مین بسر ہوتی تھی اور جب عجمیون اور رومیون مین لڑائیان برپا تہین تو اونکو سخت آزار اس بدگمانی سے پہونچتا تہا کہ وہ مسیحی غنیم سے سازش رکھتے ہین۔ لیکن خلفا کے دور حکومت مین انکو اپنے وطن اور ملک مین ایسی حفاظت میسر آئی کہ مسیحی مشن کے کامون کو بھی بڑی دہوم دہام سے بیرونی ممالک مین انہون نے جاری کیا۔ چین اور ہندوستان کو اپنی مشنری روانہ کیے اور آٹھوین صدی عیسوی مین ان دونون ملکون مین مطران کے علاقے قائم کردیے اوسی صدی مین نسطوریون نے مصر مین اپنا قدم جمایا اور اسکے بعد برّ اعظم ایشیا کے دوسرے سرے پر اپنے مذہب کو شائع کرنے لگے اور گیارہوین صدی عیسوی مین تاتاریون مین سے بہت لوگون کو عیسائی کرلیا۔

اگر اور مسیحی فرقون سے ایسی سرگرم کوششین ظاہر نہین ہوئین تو اسمین مسلمانون کا کچھہ قصور نہ تہا سلطنت اسلامیہ نے سب فرقون کو مذہبی آزادی دے رکہی تہی اور اس سے بڑھ کر یہہ کیا تہا کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر ظلم نہ کرسکتا تہا۔ پانچوین صدی عیسوی مین برہمس نے جو نسطوری

۱۸؎ سیکل ے گرینڈ صفحہ ۲۳۲ ۱۹؎ اسکے معنی ہین "ہماری خاتون جو پاک ہے اور کنواری ہے" حضرت مریم سے مراد ہے۔ ۲۰؎ ابو صالح صفحہ ۱۰۹۔ ۲۱؎ مارک فاریج ایک ڈومینکین راہب نے جسکا نام ریکولڈس مونٹی کروس تہا تیرہوین صدی عیسوی کے ختم اور چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرق کی سیر کی۔ اس راہب نے لکھا ہے کہ پیروی مذہب مین جو آزادی نسطوریون کو اسلامی حکومت مین حاصل ہوئی وہ اونکے زمانہ سفر تک قائم اور برقرار رہی۔ "راہب لکھتا ہے" اور مین نے سارسین کی قدیم اور مستند تواریخ سے

بشپ تہا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہہ ظاہر کرکے کہ نسطورس کے عقائد جو فرقہ نسطوری کا بانی تہا مجوسیون کے دین سے قریب کا واسطہ رکہتے ہین بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتہودوکس کلیسہ کے عیسائیون پر سخت ہنگامہ کیا جاوے - چنانچہ نتیجہ یہہ ہوا کہ ساتہہ ہزار آٹہہ سو تیس اور اونکے ساتہہ متعدد عیسائی اس ہنگامہ مین قتل ہوئے[۵۱] - اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتہودوکس عیسائیون پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا - یہہ طبیب یعقوبی مسیحی تہا اور بادشاہ کو اُسنے بہکا دیا تہا کہ ارتہودوکس فرقہ ہمیشہ رومی عیسائیون کی طرفداری کریگا[۵۲] - لیکن اہل اسلام مین جو اصول مذہبی آزادی کے تہے وہ ایسی بے انصافیون کو روا نہ رکہہ سکتے تہے - بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی یہہ ہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتہہ ایمانداری سے پیش آئین - چنانچہ اسکی مثال موجود ہے - فتح مصر کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیون نے رومی حکام کی برطرفی کے وقت موقع پایا کہ ارتہودوکس عیسائیون کے گرجاؤن پر قبضہ کرلین - لیکن کچہہ عرصے کے بعد جب ان گرجاؤن کے حقدار پیدا ہوئے اور انہون نے اپنا حق ثابت کردیا تو مسلمانون نے یہہ گرجا انکو لوٹا دئیے[۵۳]

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیون کو مسلمانون سے اُنکے ابتدائی دور حکومت مین ملی تو یہہ عام دعوی کہ تلوار تبدیل مذہب کا باعث ہوئی مشکل سے قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ جبر و اکراہ نہین بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوے تلاش کرین - لیکن بدقسمتی سے یہہ مضمون بہ تفصیل کہین دیکہنے مین نہین آتا - اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ قیاس سے کام لین[۵۴] - بہت سے مسیحی علما[۵۵] نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام مین مشرقی

(بقیہ صفحہ ۸۲) - دریافت کیا کہ نسطوری محمد کے دوست تہے وہ محمد کا ساتہہ دیتے تہے اور خود محمد صلعم نے اپنے خلفا کو حکم دیا کہ نسطوریون کی سب سے زیادہ توقیر کرین اور اس حکم کی آج کے دن تک سارسین بہت پابندی کرتے ہین (لارنٹ صفحہ ۱۰۹)

۵۱ میکل بے گرینڈ صفحہ ۲۳۶ و ۲۴۳ - ۵۲ الکین صفحہ ۱۲ - ۵۳ رنودو صفحہ ۱۶۹ - ۵۴ فون کریمر نے خوب لکہا ہے کہ ہم خود ان عرب کی محنت شاقہ کے مشکور ہین کہ انہون نے قدیم زمانہ اسلام کی ملکی اور جنگی معلومات کے ذخیرے ہمارے علم کے لیے جمع کردیے جو بارہ صدیون کے گذرنے کے بعد بہی ایسے مکمل ہین جیسا ممکن ہونا ممکن تہا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کی اندرونی تاریخ یا اس بات کا حال کہ ایک نیا اور سخت مذہب کا دوسرے قدیم شائستہ بلکہ حد سے زیادہ شائستہ دین سے کیونکر مقابلہ ہوا - آسانی سے دریافت نہین ہوتا کہ اسکا سرسری نقشہ ہی معلوم ہو سکے

(بقیہ صفحہ ۸۴)

کلیسہ کی اخلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگون کے دلون کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ
کر دیا اور انکو ہانک دیا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت اور روحانی آب وہوا کو تلاش کرین جو اپنے نوخیز
جوش اور طاقت سے ان تک پہونچا ہتا۵۰- چنانچہ ڈین ملمین۵۱ نے سوال کیا ہے کہ ,, اُن ملکون
مین مسیحی دنیا کی کیا حالت تہی جنکو اسلام کے پہلے حملون کا سامنا ہوا ؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ
کی مخالفت مین اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے ادق فلسفی نکات پر مباحثہ
اور مناظرہ مین مصروف تہا - ارتہودوکس - نسطوری - الکموتی - اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے
پر انتھک دشمنی سے ظلم کرتے تھے - مذہبی مناظرون کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا زیادہ قبیح تصور
نہین ہوسکتا کہ بہت لوگون نے اس بات کی جگہہ کہ کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصد واحد
قرار دیکر اوسکی حمایت کرتے حریف مقابل کی تذلیل کو جب وہ کافرون کے جوے کے نیچے آگیا
ہوگا خوشی کی نظر سے دیکہا ہوگا - کسقدر لوگون مین ان متواتر مباحثون نے دین کی بنیاد کو
ہلا ڈالا ہوگا ! تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظرون اور پریشان رکہنے والے
جہگڑون سے بیزار اور پریشان ہوکر ہزارون آدمی توحید کے سیدہے اور صاف سمجہہ مین آنیوالے
کلمہ برحق کی پناہ نہ ڈہونڈتے گو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرکے خریدنا
ہوتا تہا،، اسی طرح کنان ٹیلر۵۲ کہتا ہے - ,, اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح
شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ اور ایشیا مین شائع ہوگیا - افریقی اور
شامی علمار نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کر دیے - اپنے زمانہ
کی بدکاری کا مقابلہ انہون نے اسطرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپتے کے ملکی وصفات

بقیہ صفحہ ۸۳ - (فون کریمر (۲) صفحہ ۱-۲) ۵۰ علاوہ اون عبارتون کے جو آگے بیان ہونگی مفصلہ ذیل تصانیف کی عبارتون سے بہی مقابلہ کرو - کلنوش اور سٹرونگ کی سائیکلوپیڈیا - سب آرٹ محمڈنزم - جلد ششم صفحہ ۷۴۴ جیمس فری مین کلارک کی کتاب ,, دس بڑے مذہب ،، دوسرا حصہ صفحہ ۵۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء) ۵۱ مورخ طبری نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی نسبت کہتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ ,, انکا دین نیا دین ہے جو انکو نیا جوش دیتا ہے ،، صفحہ ۲۱۰۳ ۵۲ ہسٹری آف لیٹن کرسچینٹی - دوسری جلد صفحہ ۲۱۶-۲۱۷
۵۳ ایک مضمون جو چرچ کانگرس بمقام وولورہیمپٹن ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو پڑہا گیا -

کو پیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹھہری اور میل مٹی رہبانی پاکیزگی کا خاصہ۔ سب لوگ مشرک تھے۔ شہیدون اور ولیون کو پوجتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست اور بدراہ تہے اور اوسط درجہ کے آدمی محصولون کے بوجہہ مین دبے تہے[۵۱] غلام ایسے تہے جنکو حال اور استقبال دونون سے مایوسی تہی۔ گویا خدا کی جہاڑو سے اسلام نے ان مزخرفات اور اوہام کے کوڑے کو جہاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف ایک ہنگامہ تہا۔ اسلام تجرد کے پر زور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مؤثر اعتراض تہا۔ اسلام نے دین کے لازمی اصولون کو یعنی توحید اور خدا کی بزرگی کو اسکے رحم اور انصاف کو اور اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل اور ایمان چاہتا ہے سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی کو اور انصاف کے دن کو اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز روزے اور زکوۃ اور سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون اور دینی فریبون اور منقلب اخلاقی خیالات کو اور کٹہہ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دہکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہہ مردانہ روش پیدا کردی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت آدمی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو سمجہایا"

اسلام کی نسبت یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ جو اکلیلیز یاسٹیکا یعنی محکمہ مسیحی عالمون و ملاؤن وغیرہ کا تہا اسلام اسکا رد کرنیوالا تہا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کے آسمانی دربار کی نقل سمجہتا تہا اور قیصر کو عیسوی دنیا کا سب سے بڑا دنیوی سردار ہی نہین بلکہ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا مانتا تہا۔[۵۳]

---

۵۱ محصولی انتظام کی سختیون کا حال پڑہنا ہو جو بازنطاین حکومت مین تہا تو بیز نتنشے گشیخٹن مصنفہ فرور کو دیکھو۔

۵۲ ۔ و مذہب اسلام جستینین کی اس بدسلوکی کی مکافات تہا جو قیصر نے بنی نوع انسان کے ساتہہ اور بالخصوص عیسوی مذہب کے ساتہہ کی جسکی روحانی اور دنیوی سرداری کا وہ اپنے تئین مستحق جانتا تہا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسوی سنہ کے پانچسو اکہتر مین پیدا ہوئے انکو اپنے دین مین دشمن کا میابی ہونیکا زیادہ تر یہ سبب تہا کہ جو قومین روم کی عیسائی سلطنت کی حدود یا قرب جوار مین رہتی تہین وہ قیصر کے جور و عقوبت پر جو اسنے شروع زمانہ حکومت مین کیئے سخت نفرت پیدا ہو گئی تہی" فرور۔ بیز نتنشے گشیخٹن۔ جلد دوم صفحہ ۴۴۴۔ ۵۳ ایضاً ایضاً صفحہ ۲۹۶-۳۰۶

جستینین کے عہد حکومت مین اس محکمہ نے زور پکڑا کہ مطلق العنانی کے درجہ کو پہونچ گیا اور جہل لوہے کی طرح سب کو دبایا۔ ۵۳۲ء مین جو عام ناراضی قسطنطنیہ مین کلیسہ اور سلطنت کیطرف سے پیدا ہوئی تو وہ جستینین کی حکومت کے خلاف بغاوت مین پھٹ پڑی - چنانچہ پینتیس ہزار آدمیون کے قتل کے بعد یہہ بغاوت فرو ہوسکی - باغیون نے جنکو گرین کہتے تھے تماشا گاہ مین جاکر قیصر کے ظلم و ستم و سختی کے ساتھہ علانیہ اعتراض کیا اور پکار کر کہا کہ ‹‹ انصاف دنیا سے اُٹھہ گیا اور اب وہ نہین مل سکتا - مگر ہم یہودی ہوجائینگے یا یہہ ہوگا کہ پھر یونان کی بت پرستی اختیار کرین [51] - ایک صدی کے زمانہ مین بھی جو اس واقعہ کے بعد گذرا ناراضی کے اسباب مین سے جس ناراضی نے اسقدر سختی کے ساتھہ اپنا اعلان کیا تھا کوئی سبب دور نہ ہوسکا - البتہ (بائزنتائن) رومی حکومت کے زبردست ہاتھہ نے دوبارہ ایسی بغاوت کے برپا ہونیکا انسداد کردیا جیسے کہ ۵۳۲ عیسوی مین ہوی تھی - اور باغیون کو مجبور کیا کہ اپنی ناخوشی کا اخفا کرین - اگرچہ ۵۶۲ء مین بعض لوگ جو خفیہ بت پرست تھے قسطنطنیہ مین گرفتار ہوے اور انکو سزا دی گئی [52] - بہرکیف دار الخلافہ قسطنطنیہ سے دور سلطنت کی سرحد پر ان باغیون کو زیادہ حفاظت میسر آئی اور مظلوم (ہیر تک یعنی بدعتی) فرقوان اور عیسائیون نے جو روم کے شاہی کلیسہ سے ناراض تھے مشرق مین پناہ لی - اور یہان اُن عیسائیون کی اولاد نے عساکر اسلامیہ کے خیر مقدم کا انتظار کیا ہوگا جنھون نے سو برس پہلے اپنے مسیحی دین کو دوسرے مذہب سے تبدیل کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی - علاوہ ان باتون کے جو اوپر بیان ہوئین کل قلمرو خلافت مین خصوصاً بڑے شہرون اور ایسے مقامات مین جہان عرب کثرت سے رہتے تھے عربی زبان کا عموماً رواج پانا اور عربی اطوار و مراسم کا بتدریج قبول ہوجانا جسکی وجہ سے تقریباً دو صدی کے عرصہ مین اکثر اقوام محکومہ کی معاشرت فاتحین کی قومی زندگی مین شیر و شکر ہوگئی ایسے واقعات ہین جن سے اکثر ذمیون کی دینی اور علمی زندگی مین بھی اسلامی حربے اوتارے گئے ہونگے - اس تحریک نے بھی کہ از روی عقل عقائد دین کو تسلیم کیا جاوے دوسری صدی سے

---

[51] دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۱ [52] بیزانتشے گیبنشن - دوسری جلد صفحہ ۵۴۴ -

پانچوین صدی عیسوی تک اسلام پر اسقدر قوت سے اثر پہونچایا کہ مسیحی علما کا بھی اس سے متاثر ہونا اور ایسے دین سے انحراف کرنا ممکن ہے جسکی دینیات کا مروجہ اصول اس وقت مین یہہ ہی تحقیق ہوتا ہے کہ ناممکن بات کو اس لیئے کہ ناممکن ہے موجب یقین سمجھا جاوے چوتھی صدی کے ایک مسلمان مؤرخ نے ایک مصری عیسائی کی تقریر ہمارے لیے ابتک محفوظ رکھی ہے اور یہہ تقریر ایسی ہے جسکی نسبت بلا عذر یہہ خیال ہو سکتا ہے کہ اُس زمانہ مین باقی شرقی کلیسا کا خیال بھی دین کی طرف سے ایسا ہی ہوگا جیسا اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ تقریر حسب ذیل ہے

عیسائی مذہب کے صحیح ہونے کی میرے پاس یہہ دلیل ہے کہ مین اوسمین پورا تناقض پاتا ہون جسکو عقل تسلیم نہین کر سکتی اور اوسکے باہم متناقض ہونے سے لوگون کے دل اوس سے نفرت کرتے ہین اور اگر عقل و حواس کے ذریعہ سے اوسپر غور کرین اور اوسکی تحقیق کرین تو نہ مقدمات کی کسی ترتیب سے اوسکو مدد پہونچتی ہے نہ کوئی دلیل اوسکی تائید کرتی ہے اور نہ کوئی طریقہ بحث اوسکو صحیح ثابت کر سکتا ہے باوجود اسکے مین دیکھتا ہون کہ دنیا کی بہت سی قومین اور بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب رای بادشاہ اس مذہب کے مطیع ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین۔ اسلیے میرے نزدیک باوجود اوس عقلی تناقض کے جو اس مذہب مین پایا جاتا ہے اور جسکا مین نے ذکر کیا ضرور خاص دلائل ہونگے جنکو اس مذہب کے قبول کرنیوالون نے پالیا ہوگا اور خاص نشانیان ہونگی جنکو وہ جانتے ہونگے اور خاص معجزے ہونگے جنکو وہ دیکھہ چکے ہونگے اور وہ اسی سبب سے عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور ہوے ہونگے[1]

برخلاف اسکے یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ زمانہ کے رشنلسٹک رنگ سے یعنی ایسے عام میلان طبیعت سے متاثر ہوکر جو مذہب کو از روی عقل تسلیم کرنے کا تہا جن عیسائیون نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا انکو اسلامی دینیات کے معتزلی مسائل مین قریب قریب وہی جھگڑے دریافت ہوے جو دونون مذہبون مین مشترک تھے۔ پس جس حد تک دینی مسائل

[1] مسعودی۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۸۶۔

بحث اور دینیات کے اکثر مضامین کے متعلق عام ذہنی کیفیت بھی عیسائی سے مسلمان ہوجانے مین کوئی ایسی تبدیلی جسکو سخت فرض کیا جاوے پیش نہ آئی ہوگی - اگر ایسے متعدد ضروری مسائل اسلام کو نظرانداز کیا جاوے جنکو وہ لوگ بھی خیال کرسکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کی تعلیم سے قلیل آگاہی رکہتے ہین تو بھی اور بہت سے مسائل مشترکہ ایسے موجود تہے جو خلفای بنی امیہ کے عہد مین اور اسکے بعد دمشق کے مسیحی اور اسلامی علما کے باہمی تعلقات کا صحیح نتیجہ تہے کیونکہ اس امر کا اعتراف کیا گیا ہی کہ مسلمانون کے علم کلام کی تدریجی اور باقاعدہ ترقی پر سلطنت روم کے مسیحی عالمون کا اثر پڑا - یہان تک کہ عربی زبان مین فقہ کی سب سے قدیم کتاب فقہ اکبر[۵۱] جس صورت اور ترتیب مین ہے اسکو سینٹ یوحنا دمشقی اور دیگر مسیحی آبا کی ایسی ہی تحریرون سے مقابلہ کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے[۵۲]- عرب کا سب سے قدیم تصوف جسکا میلان محض رہبانی زندگی کی طرف تہا (اور جو بعد کے تصوف سے جسکی ترقی ہندوستان کے خیالات سے ہوی جداگانہ تہا) زیادہ تر مسیحی خیالات کے اثر سے پیدا ہوا[۵۳]- اور اس اثر کا پتہ بعض معتزلی فرقون[۵۴] کے مسائل سے خاصکر چلتا ہے جو روم کے عیسائی عالمون کی طرح ربانی فطرت کے اوصاف کی تحقیق و تدقیق مین مصروف ہوگئے - فرقۂ قدریہ نے قدر کے مسئلہ کو براہ راست مسیحی مذہب سے اختیار کیا - فرقۂ مرجیہ کا مسئلہ جسمین ہمیشہ کے عذاب سے انکار کیا گیا اور جو مسلمانون[۵۵] کے عام عقیدہ کے خلاف تہا مشرقی کلیسہ کی تعلیم سے اتفاق رکہتا تہا - برخلاف اسکے منکرون کے تبدیل مذہب مین برگزیدہ مجتہدین اسلام نے اپنا جو اثر دکہلایا اسکی شہادت روایت سے اس طرح ملتی ہے کہ جب امام ابن حنبل کا انتقال ہوا تو بیس ہزار عیسائی اور یہودی اور مجوسی اُنکی ہدایت سے مسلمان ہوچکے تہے[۵۶] حنبلی فرقہ کے بڑے فقیہ ابوالفرج ابن الجوزی (۱۱۱۵ء-۱۲۰۱ء) جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور واعظ اور صاحب تصنیف تہے

---

[۵۱] فون کریمر (۱) صفحہ ۸ - [۵۲] فون کریمر صفحہ ۴۳ وغیرہ وغیرہ (۳) صفحہ ۳۲ - [۵۳] محمد ابن الہذیل کی نسبت جو علمای معتزلہ مین سے تہا اور مامون الرشید کا استاد تہا کہا گیا ہی کہ اسنے تین ہزار آدمیونکو مسلمان کیا - المرتضی [۵۴] - [۵۵] فون کریمر (۲) صفحہ ۳ - ۷ - ۸ - [۵۶] ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۵

انکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ اسیقدر لوگون (بیس ہزار) نے انکی کوشش سے بھی اسلام قبول کیا[۵۱]۔

علاوہ اسکے افواج اسلام کی وسیع اور بے مثل کامیابی نے اُن مسیحی قومون مین مذہب کو متزلزل کردیا جو اہل اسلام کی محکوم بنین اور جنہون نے اسلامی فتوحات مین خدا کے ہاتھ کو دیکھا[۵۲]۔ دنیا کی اقبالمندی کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ جاننا اور لڑائی کے خدا کو سمجھے کہ جن بندون پر اپنا لطف ظاہر کیا ہے اُن ہی کو لڑائی مین بھی فتح دیگا۔ پس مسلمانونکی کامیابی ہی وہ شے نظر آئی جس نے اونکے مذہب کی سچائی کو ثابت کیا۔

مومنین کی اخوت جسمین سب مسلمان شامل ہون ایسا افضل خیال دین اسلام کا تھا کہ اسنے سب کو اپنی طرف کھینچا اور گو عربون کے پندار نسب نے کئی نسلون تک کوشش کی کہ نومسلمون کو فرمانروا قوم کے اختیارات نہ ملنے پاوین مگر کچھہ زمانہ کے بعد قبائل عرب کے ”موالی“ مگر جنمین وہ پہلی شامل کرلیے جاتے تھے ان نومسلمون کو قوم مین مسلم رتبہ دیا گیا اور پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ان مسلمانون نے اخوت اسلام کو دینیات مین ممتاز رتبہ دیا اور اسکی صورت ایسی کردی کہ سلطنت اسلامیہ نے بھی اسکو کم از کم اصول مین تسلیم کیا[۵۳]۔

عیسائیون کی حالت ہمیشہ ایسی مذہبی آزادی کی نہ رہی جیسی قدیم خلفار کے عہد مین تھی۔ بعض اوقات مسلمانون کو فائدہ پہونچانے کی نظر سے ذمی رعایا پر (جنکو ذمی اس وجہ سے کہتے تھے کہ انکی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تھا) مضر شرائط لگائی گئین تاکہ مسلمانون کو زیادہ سوشل فوائد میسر رہین۔ کئی خلفار نے کوشش کی کہ ذمیون کو ملکی عہدون سے محروم کردین لیکن کامیابی نہوئی خلیفہ متوکل (سنہ ۸۴۷-۸۶۱ء) اور مقتدر (سنہ ۹۰۸-۳۲ء) اور مصر مین فاطمی خلیفہ امیر (سنہ ۱۱۰۱-۳۰ء) نے اور چودھوین صدی عیسوی مین مملوکی سلاطین نے اسی بارے مین فرامین جاری کیے[۵۴] لیکن

---

۵۱ ووستنفلڈ صفحہ ۱۰۳ - ۵۲ سیکل بے گرینڈ صفحہ ۲۳۱ - ۵۳ گولڈ زیہر - پہلی جلد - باب ۳ - ۴۴ - ۵۴ اخیر کوشش عیسائیون کو ملکی عہدون سے محروم کرنیکی اسوقت ہوی جبکہ عیسائیون کا یہ منصوبہ کہل گیا کہ وہ قاہرہ کے شہر کو جلانا چاہتے تھے - (دے گوین چوتھی جلد صفحہ ۴۰۴-۵-۲۰۵) (جورنال ایسیاتیق - چوتھا سیری - توم ۱۸ (سنہ ۱۸۵۱ء) صفحہ ۴۵۴ و ۷۵۵ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۸۹ و ۴۹۱

ان احکام کا اسطرح بار بار نافذ ہونا ہی ایسے غیر صلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت تہا۔ درحقیقت ان احکام کا سبب عموماً یہہ ہی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدہ دار سختی اور گستاخانہ برتاؤ سے عام ناراضی پیدا کر دیتے تہے[1]۔ یا تعصب کے نزاع برپا ہوجاتے جو سلطنت کو تشدد پر مجبور کرتے لیکن چونکہ یہ تشدد اسلامی حکومت کے اصول کے خلاف تہا اسلیے جسقدر جلد ممکن ہوتا اُسپر عملدرآمد بہی بند ہوجاتا۔

ویسی عیسائیون کے ساتہہ سخت برتاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کے عہد خلافت سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیون کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کرین اور جن ملکی عہدون پر وہ مامور ہون مسلمانون کے لیے خالی کر دین۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمرؓ کے احکام مین سے کم از کم ایک حکم کی کسقدر کم پابندی ہوی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا اسقدر نتیجہ نہ تہے جسقدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تہے۔ اسلامی حکومت مین عیسائیون نے اسوجہ سے اکثر نقصان اُٹہایا کہ غیر ملکون کی عیسائی عملداریان اسلامی سلاطین سے تعلقات مین بے ایمانی کرتی تہین۔ اور اس موقع پر قیصر روم نیکفورس کی دغابازی تہی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے نام تک سے ہارون الرشید مکدر ہوجاتا تہا[2]۔ اکثر ظلم جو عیسائیون پر اسلامی ملکون مین ہوئے انکا سبب بہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکون کے عیسائی اور اسلام کے دشمن پہوٹ ڈالکر اور سازشین پہیلا کر یا تو عیسائیون کی خیر خواہی کی طرف سے بے اعتباری پیدا کرا دیتے یا مسلمانون کے ساتہہ دغابازی کر کے اور اپنی جلا دی کہا کر عیسائیون کی طرف سے مسلمانون کے دل مین دشمنی ڈال دیتے تہے لیکن مذہبی تعصب بہی ان ظلمون مین سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) کے دور خلافت مین ہوئے جن مین عیسائیون پر سختی اختیار کی گئی۔ متوکل کے عہد خلافت مین مذہب مین آزاد خیالی اور اعتزال سے جو خلفای سابقہ کے زمانہ مین اسلام مین خوب رائج ہو گئے تہے مسلمانون کو نفرت پیدا ہوی۔ اور خلیفۂ وقت نے موقع حاصل کیا کہ فرقۂ سنت و جماعت کا حامی بنکر

[1] آسمانی توم ۳ فقرہ ۔ پی سی ۔ رنود و صفحہ ۳۴۲ و ۶۰۳ - ۶۰۷ [2] سر ولیم میور د خلافت ۱۱،۴۷۵ صفحہ۔

میدان مین آئے جس مین طبقۂ اعلی کے لوگون[۵۱] کے سوا سب مسلمان شامل تہے - یہہ مسلمان خود ان ایذاؤن کے انتقام کے منتظر تہے جو پہلے دو خلفاء کے زمانہ مین اُن کو پہونچین تہین[۵۲] متوکل نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح خوش کرنا چاہا کہ معتزلیون پر ظلم کیے - حدوث قرآن کے مسئلہ کو کفر بتاکر قرآن پر زیادہ بحث کی ممانعت کر دی شیعون کو قید کیا اور مارا - حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو جو کربلای معلی مین تہا مسمار کیا اور ممانعت کر دی کہ زائرین کربلا اس جگہہ کی زیارت کو بہی نہ جاوین - جب اسلامی فرقون پر یہہ ظلم ہوے تو عیسائیون کو بہی اس سے حصہ ملا - جو احکام ذمی اور مسلمان کے فرقِ لباس کے جاری ہوے تہے خلیفہ نے سختی سے انکی پابندی کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ آئندہ ملکی عہدون پر عیسائی مقرر نہ ہون - جزیہ کی رقم کو دوگنا کر دیا اور ذمیون کو ممانعت کی کہ مسلمان غلام نہ رکہہ سکین اور اُن حمامون مین غسل نہ کرین جنمین مسلمان نہاتے تہے - اور ایسی ہی اور سخت شرطون سے عیسائیون کو ستایا متوکل کے بعد مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ء) نے ان ہی احکام کو از سر نو جاری کیا لیکن نصف صدی کے بعد انکی پابندی بہی جاتی رہی - فی الواقع یہہ سخت احکام فوراً کسی موقع پر اختیار کر لیے جاتے تہے اور اُنپر ہمیشہ پابندی سے عمل نہ ہوتا تہا - اسکا ثبوت یہہ ہے کہ آئندہ جو خلفا آئے انکو بار بار ان حکمون کا اعادہ کرنا پڑا - علاوہ اسکے ایسا ظلم صلح کل طریق اسلام اور پیغمبر خدا صلعم کی تعلیم و شعار کے خلاف تہا - کیونکہ آپ نے فرمایا تہا "جو ذمیون کو تکلیف دیتا ہے وہ مجہہ کو تکلیف دیتا ہے[۵۳]" یہ متعصب لوگونکی خواہش تہی کہ ان سخت احکام کی پابندی اہل ذمہ کی تذلیل کے لیے برابر جاری رہے - چنانچہ لکہا ہے "علما اس حالت پر غور کرتے ہین - وہ جب تجاہل روتے اور کراہتے ہین اور بادشاہ جنمین ان مجرمانہ افعال کو بند کرنے کی قدرت ہے اپنی آنکہین انکی طرف سے بند کیے ہین[۵۴]" قوانین جو کسی مذہب کے متعصب بلا غیر مذہب والون کی

---

[۵۱] فون کریمر (۳) صفحہ ۲۴۶ - [۵۲] میور (۱) صفحہ ۵۰۸، ۵۰۹ - ۵۱۷ - [۵۳] المکین - صفحہ ۱۱ - [۵۴] جورنال ایشیاتیق چوتہا سیری توم ۱۹ صفحہ ۱۰۹ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ء)

سرزنش کے لیے تیار کرین وہ ہمیشہ ایسے نہین ہوتے کہ سول گورنمنٹ مین عمل درآمد کے لیئے انکو معیار قرار دیا جاوے۔ اور یہہ ہی بات ہے جسکو لوگ سمجھہ نہ سکے اور اسلامی حکومت مین عیسائیون پر ظلم ہونیکی شوخ رنگ تصویرین اُن مصوّرون نے تیار کردین جنہون نے فرض کر لیا کہ دو چار ملاؤن نے جو قانون گھڑ دیا وہ گویا عمل درآمد کیلیے دوامی ضابطہ ہو گیا بعض دفعہ اِن ظلمون کے ہنگامونکی اس وجہ سے اشتعالک ہوتی تہی کہ سلطنت اسلامیہ مین جو عیسائی جلیل القدر مناصب پر ممتاز ہوتے تہے وہ جیسا کہ دعوی کیا جاتا تہا اپنے اختیارات کا ناروا استعمال کرتے تہے اور مسلمانون پر ظلم کر کے سخت مخاصمانہ خیالات اپنی طرف پیدا کر لیتے تہے۔ اور یہہ کہا گیا ہے کہ بڑے عہدون پر ماموری کی حالت مین مسلمانون کو لوٹکر اور آزار پہونچا کر اور انکے ساتہہ سخت اور وحشیانہ برتاؤ کر کے اور انکی زمینون اور دولت کو برباد کر کے یہہ عیسائی اپنا ذاتی نفع مرتب کرتے تہے۔ خلیفہ منصور (سنہ ۷۵۴-۷۵ء)۔ خلیفہ مہدی (سنہ ۷۷۵-۸۵ء) مامون الرشید (سنہ ۸۱۳-۳۳ء) المتوکل (سنہ ۸۴۷-۶۱ء) اور مقتدر (سنہ ۹۰۸-۳۲ء) اور دیگر خلفاء کے سامنے جو انکے بعد سریر خلافت پر بیٹھے عیسائیون کی ایسی ہی شکایتین پیش ہوئین [۵۱]۔ عیسائیون نے اس وجہ سے اور مسلمانون کو اپنی طرف سے بدظن کر لیا کہ وہ خلفای عباسیہ کے مخبر تہے اور خاندان اُمیہ [۵۲] کے طرفدارون کو ڈہونڈ ڈہونڈ کر گرفتار کرتے تہے۔ اس زمانہ کے بعد یہہ ہوا کہ جنگہای صلیب کے زمانہ مین صلیبی مجاہدون [۵۳] سے باغیانہ خط و کتابت رکہنے کے الزام مین عیسائی مبتلا ہوے اور اونکے خلاف ایسی سخت قیود جاری ہوئین جن کو مذہب کی وجہ سے کسی طرح کا ظلم نہین کہا جا سکتا۔

محکوم رعایا کی زندگی جس نسبت سے دشوار ہوتی گئی اسی نسبت سے یہہ شوق بھی بڑہتا گیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہ کر سب مصیبتون سے چہٹکارا لے لین۔ جب سلطنت اسلامیہ

[۵۱] بیلین۔ صفحہ ۴۳۵ - ۴۴۰ و ۴۴۲ و ۴۴۸ و ۴۵۶ و ۴۵۹ - ۴۶۱ و ۴۷۹ و ۴۸۰

[۵۲] ایضاً صفحہ ۴۳۵ نوٹ ۲

[۵۳] ایضاً صفحہ ۴۷۸

کو روپیہ کی ضرورت ہوتی اور یہہ ضرورت بڑہتی ہی جاتی تہی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجھہ اور ترقی پکڑ جاتا تہا یہانتک کہ ذمیون کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور اسی نسبت سے تبدیل مذہب کی مثالین بہی زیادہ وقوع مین آتی گئین۔ عیسائی رعایا کی کمی کا دوسرا سبب یہہ ہوا کہ جو عورتین لڑائیون مین گرفتار ہوتی تہین وہ مسلمانون کی حرم سراؤن مین لائی جاتی تہین اور جو اولاد اون سے پیدا ہوتی تہی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اُٹہائی جاتی تہی۔ ایک اور سبب یہہ تہا کہ عیسائی غلامون کو انکے مہربان آقاؤن سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تہی کہ اسلام قبول کر کے آزاد ہو جاوین۔ مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگون کو بجبر مسلمان کیا جاوے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل محکمہ دریافت نہین ہوتا جو عیسوی مذہب کے استیصال کے لیے ہوتا۔ اگر ان دونون باتون مین سے ایک بات کو بہی خلفای اسلام جی مین ٹہان لیتے تو اپنی قلمرو سے مسیحی دین کو اسطرح سے ملیامیٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فرڈننڈ اور ملکہ ازابلہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تہا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک مین قانونی جرم قرار دیا تہا یا جسطرح ساڑہے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیون کو اپنے ملک مین داخل نہین ہونے دیا تہا۔ مشرقی کلیسا جسقدر ایشیا مین تہے انکو باقی مسیحی دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو گیا تہا اور اس مین کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو اونکی طرفداری مین اُنگلی تک اُٹہاتا کیونکہ مشرقی کلیساؤن کو اصل دین سے منحرف سمجہا جاتا تہا۔ پس ان کلیساون کا آج کے دن تک زندہ رہنا ہی ایکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتون نے عموماً مذہبی آزادی کا طریق انسے برتا۔[1]

[1] الحاکم خلیفہ مصر (۹۹۶-۱۰۲۰ء) نے درحقیقت تمام یہودیون اور عیسائیون کو حکم دیدیا تہا کہ مصر سے نکل کر روم کی عیسائی سلطنت مین چلے جاوین۔ لیکن جب عیسائیون نے منت سماجت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ (مقریزی (۱) صفحہ ۹) خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تہا کہ اس حکم کو سلیم اول کی طرح چلاتا۔ ظالم سلیم (۱۵۱۲-۲۰ء) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قلمرو سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست و نابود کر دیا جاوے۔ چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعون کو اسنے اپنی سلطنت مین قتل کیا۔ اگر یہ خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیون کو بہی کالعدم کر سکتا تہا لیکن ایسے فعل سے باز رہنے مین سلیم نے فی الواقع اس عام اصول کی پابندی کی جسکو مسلمان سلاطین نے اپنی عیسائی رعایا کیلیے اختیار کیا تہا۔ فنلی پانچوین جلد صفحہ ۲۹-۳۰

۱۸۸۸ء عیسوی مین انطاکیہ کی بطریقی مین اسّی ہزار عیسائی اور فلسطین کی بطریقی مین پچاس ہزار اور مغربی شام کے یعقوبی کلیسہ مین چار لاکھہ اور مشرقی شام کے اسیرین کلیسہ مین دو لاکھہ عیسائی موجود ہین۔ انکے علاوہ مارونی کلیسہ لبنان کا ہے اور یونیٹ کلیسہ مشرق مین ہین جنہون نے روما کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی ہے[۵۱]۔ بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ لڑائیون اور وباؤن اور قحطون[۵۲] کے غارتگر حملون کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش مین جو صدیون تک میدان کارزار بنا رہا ہو جسپر ترک و مغل اور صلیبی مجاہد[۵۳] مسلط رہ چکے ہون یہ علیحدہ علیحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر ابھی تک زندہ و سلامت ہین۔ ماسوا ان امور کے یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عیسائیون کو ممانعت تھی کہ اپنی کم تعداد کو ترویج مذہب سے پورا نہ کر سکین لیکن عیسائیون کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوائے (نسطوریون) کے مشرقی عیسائیون مین سے اشاعت مذہب کا جوش مفقود ہو چکا تھا۔ جسکے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسہ صحت کی زندگی نہین جی سکتا۔ یہہ خیال بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق مین بہت شائع تھا اور عیسائیون مین ایک بیوی کرنے کا دستور اور پھر بے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تھے جنہون نے عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑھنے نہ دیا[۵۴]۔

مشرق مین عیسوی مردم شماری کا انحطاط ایسے ہی کچھہ اسباب سے تھا جو اوپر بیان ہوے اور جنمین ایک سبب یہ بھی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تھے لیکن مذہب کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانرواؤن کیطرف سے ہوتا اس کمی کا موجب نہ تھا۔

تبدیل مذہب کے واقعات جنکے سبب سے اسلام قبول کیا گیا ہو اور جو بتفصیل بیان ہون نہین

۵۱ اسٹیلسن ٹی۔ رلی۔ "دسائیکلوپیڈیا آف ورنئل چرچز" (دی گارڈین۔ ۲۷ جون ۱۸۸۸ء) ۵۲ دیکھو الیے فون کریمر (ڈامسری) جلد صفحہ ۹۰ ۴۹-۹۲ ۵۳ جو برتاو رومن کیتھولک مذہب والے مشرقی عیسائیون کے ساتھہ کرتی تھی اسکی مثال ۱۲۰۴ع کی واقعے معلوم ہوتی ہے جبکہ صلیبی مجاہدون نے قسطنطنیہ کو تاراج کیا۔ ابوالفرج نے شکایت کی ہے کہ کونٹ گوسکیلین نے جو الرہا کا سردار تھا دیر جوران پر اسطرح حملہ کیا اور اسکو لوٹا کہ گویا یہ سردار سارا سین یا ترک تھا۔ ابوالفرج (۱) جلد دوم صفحہ ۵۰۶-۵۰۰ ۵۴ میں دوسری جلد صفحہ ۲۱۸

دریافت ہوتے تہے جس وقت پہلی ہی دفعہ عربون کا تسلط عیسائیون کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے
کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کیا[۵۱]- ملک عراق مین جو لوگ مسلمان ہوئے اونکی تعداد کا کسی
قدر اندازہ اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت مین جزیہ کی آمدنی دس کرور سے لیکر بارہ
کروڑ درہم کی تہی - اور تقریبًا پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین صرف چار کرور رہ گئی
حاصل ملک مین یہہ کمی گو زیادہ تر اس سبب سے ہوی کہ لڑائیون اور بغاوتون سے بربادی ہوی
تہی لیکن خاص وجہ یہہ تہی کہ نہایت کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا اور اونپر جزیہ واجب
الادا نہ رہا[۵۲] اسی زمانہ مین ملک خراسان مین عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق عیسویب
سوم کی تحریر سے جو سائمن کے نام اوسی زمانہ مین لکہی گئی دریافت ہوتا ہے - سائمن فارس کا
پرائمیٹ[۵۳] اور ریو رشر کا مطران تہا - چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہین
اور یسوعیب کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام من کے طریقون سے خراسان
مین شائع ہوا اور چونکہ زمانہ حال کے مورخون نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اس لیئے
اوسکو یہان تمامتر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے - یسوعیب لکہتا ہے "کہان ہین تیرے
بیٹے اے باپ" "جو بیٹون سے محروم ہوگیا - کہان ہین مرو کے برگزیدہ باشندے جنہون
نے گو تلوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکہا" "مگر بصرف مال کی محبت مین احمقون کی طرح سچے
رستے سے بہٹک کر بے دینی کے غار مین جہان ہمیشہ کا عذاب ہے وہ سر کے بل جا کودے
اور بالکل نیست کر دیے گئے - صرف دو قسیس (جو نام کو قسیس کہلاتے تہے) کفر کے غار تگر
شعلون سے اس طرح بہاگ سکے جیسے جلتی آگ سے وہ جلتی لکڑیان نکالی جاوین - حیف
حیف اتنے ہزارون مین سے جو مسیحی کا نام رکہتے تہے ایک گنہگار بہی سچے دین کے لیے
اپنا خون بہا کر خدا کی راہ مین پاک نہ بنا - کہان ہین کرمان اور تمام فارس کے عبادتخانے

[۵۱] جے - بی - بری - "سلطنت روما کے اخیر عہد کی تاریخ" - دوسری جلد صفحہ ۲۶۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۹ء)

[۵۲] اے فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۷۰ [۵۳] کلیسہ کا بڑا عہدہ ہے - مترجم

یہہ شیطان کا دنیا مین آنا نہ تہا - یہہ زمین کے بادشاہون کے ایلچیون کا آنا نہ تہا - یہہ صوبون کے حاکمون کے فرامین کا آنا نہ تہا جسنے انکو برباد کیا اور کہنڈر بنا دیا یہہ کمزور سانس ایک حقیر چہوٹے بہوت کا (نعوذ باللہ) آنا تہا جسکو بہوت پنے کی عزت کے قابل بہی اُن بہوتون نے نہ سمجہا (نعوذ باللہ) جنہون نے اوسکو اُسکے پیغام کے ساتہہ بہیجا جسکو شیطان بہکانیوالے نے اپنا شیطانی فریب بہی نہ دیا (نعوذ باللہ) لیکن اوسنے اپنے حکم کے اشارے سے تمہارے فارس کے تمام کلیساؤن کو ڈہا دیا ...... اور عرب جنکو خدا نے اس وقت دنیا کی سلطنت دے رکہی ہے - دیکہو وہ تم مین ہین جیسا کہ تم بہی جانتے ہو - لیکن وہ مسیحی دین پر حملہ نہین کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہین اور گرجاؤن اور خانقاہون کو فائدہ پہونچاتے ہین - پہر کیون تمہارے مرو کے باشندون نے ان عربون کی خاطر اپنا مذہب چہوڑ دیا؟ اور مذہب بہی ایسی حالت مین چہوڑتے ہین اور مرو کے باشندے خود بہی اس بات کو کہتے ہین کہ عربون نے انکو اپنا دین چہوڑنے پر مجبور نہین کیا - اگر اپنے مال کا نصف حصہ وہ عربون کو دیدین تو عرب اونکو اجازت دیتے ہین کہ اپنے دین کو اس سے اور بغیر ناپاک ہوے رہنے دین - لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو چہوڑکر جو انکو ہمیشہ کی نجات دیتا ہے اپنے مال کے ادہواڑے سے چمٹے رہتے ہین جو گذرنیوالی دنیا کا مال ہے وہ دین جسکو تمام قومون نے اپنا خون بہا کر خریدا اور جسکو آج کے دن تک اپنا خون بہا کر خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہے تمہارے مرو کے باشندے راضی ہوگئے کہ اسکو مال کی ادہواڑیا اس سے کم مول پر بیچ ڈالین[1] -

خلیفہ عمر ثانی یعنی خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (۷۱۷-۷۲۰ء) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز تہا - خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلیے باقاعدہ تحریک شروع کی - اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کرین - سنہ ۷۱۸ عیسوی مین

[1] آسمانی - توم ۳ - پہلا حصہ - صفحہ ۱۳۰-۱۳۱ -

جو احکام اس نظر سے جاری ہوے تھے کہ بیت المال مین روپیہ کی قلت نہ ہونے پاوے اور جنکے بموجب نومسلم جزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور ادا کرتا رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ نے منسوخ کیا - جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے اُن سے خراج لینا بند کر دیا اور اُنپر عشر لگا دیا جو خفیف محصول تھا - یہ انتظام مالی اعتبار سے گو نہایت مضر تھا لیکن جس نیت سے نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اسمین کامیابی ہوی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے[1] بہرکیف یہ فرض نہ کر لینا چاہیے کہ فقط دنیا کا نفع اُس اثر کو مرتب کرتا تھا جس سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا پہلی صدی ہجری مین سینٹ یوحنا دمشقی کی مناظرانہ تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ پرجوش مسلمان دلائل پیش کر کے مسیحی دین کی بیخکنی مین کیسے ساعی تھے مکالمات کی صوت مین ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جملون کی تکرار سے کہ اگر "سارا سین پوچھے - اگر سارا سین کہے . . . . تو بتانا" ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ اصلی مکالے تھے اور انکا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابون سے مہیا رہین جنمین عیسوی مذہب پر مسلمانون کے اعتراضات کا جواب فوراً مل سکے[2] - ان مکالمات مین اسلامی حریف مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث مین پہلے اعتراض اُٹھاتا ہے - اور یہہ ہی بات ہونی قرین قیاس بھی تھی - کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے معذرت کرے اور اس معذرت کو اپنی تصانیف مین محفوظ کر جاوے - یوحنا دمشقی کے شاگرد بشپ تھیوڈور ابوقرہ نے بھی اکثر مکالمے اہل اسلام کے ساتھہ لکھے ہین[3] اور ان مین بھی دونون مذہبون کی بحث طلب باتون پر مناظرہ کے لیے مخالف فریق قائم کیے ہین - اور مسلمان بدستور سابق ان مین بھی حملے اور اعتراض کے لیے پہلے عصا اُٹھاتے ہین - ان باتون سے کسقدر اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین اسلام کی برتری کے لیے کیسے جوش اور صرف ہمت سے کام لیا جاتا تھا -

---

[1] اوگست مولر - پہلی جلد صفحہ ۴۴۴ - [2] مین توم ۹۶ - صفحہ ۱۲۳۶ - ۱۲۴۸ - [3] مین توم ۹۷ - صفحہ ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ و ۱۵۴۸ - ۱۵۶۱ -

بشپ ابوقرہ لکھتا ہے - "دہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف رجوع ہین کہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ کی اُلوہیت سے انکار کرین اور وہ اپنی تمام ہمتین اسی مقصد مین صرف کرتے ہین"[1]

مذکورۂ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیون سے بیان ہوے بہت قلیل ہین - انسے فقط اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام مین کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ ترویج اسلام کے بارے مین انسے تحقیق نہین ہوتا - ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بین طور پر تبلیغی حیثیت رکھتی ہے اسکا زمانہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) کے عہد خلافت مین دریافت ہوتا ہے - یہہ دستاویز خط کی شکل مین ہے[2] جسکو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے عیسائی دوست کے نام لکہا جو شریف النسب عرب تہا اور دربار مامونی مین بڑا اعزاز رکھتا تہا اور خود خلیفہ اسکی بڑی توقیر کرتا تہا - اس خط مین الہاشمی نے نہایت محبت سے اور ایسے الفاظ مین جو شاہد ہین کہ مسلمانون کا مسیحی کلیسہ کے ساتہہ کیسا مذہبی آزادی کا طریق تہا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے - اشاعت اسلام کی ابتدائی تاریخ مین اس خط کو ہمیشہ مرتبہ حاصل ہے اور اس لیے اس کتاب کے ضمیمہ مین اسکو تمام تر نقل کیا گیا ہے[3] اسی نامہ مین ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی ہے اور جس مین ان لوگون کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہون نے دنیا کی نفع اور خودغرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی مثال اُن منافقین سے قائم کی جنہون نے یہہ ظاہر کرکے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست ہین آپکی ہلاکت کے لیے سازش کی لیکن جس طرح خدا کے رسول نے برائی کا بدلا نیکی سے کیا اسی طرح خلیفہ نے بہی ارادہ کرلیا ہے کہ ان لوگون کے ساتہہ خلق و تحمل سے پیش آئیگا جبتک کہ خدا ان مین انصاف کرے[4] - خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی شکایت کا بیان ہونا قابل وقعت ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نومسلمونکی نسبت یہہ خیال تہا اور جستجو تہی کہ بے لوث اور

[1] مین - توم ۲ صفحہ ۱۵۷ [2] رسالہ عبداللہ بن اسماعیل الہاشمی الی عبدالمسیح بن اسحاق الکندی صفحہ ۱-۳۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۵ء) [3] ضمیمہ نمبر ۲ مسلمانونکی مناظرانہ تحریرونکو دیکھنا ہو تو ضمیمہ نمبر ۳ دیکھو۔ [4] الکندی صفحہ ۱۱۱-۱۱۳۔

خالص ایمان سے اسلام قبول کرین۔ اگر یہ دریافت ہوجاتا تہا کہ حب دُنیا یا نازیبا اغراض سے
وہ مسلمان ہوے ہین تو انپر سخت ملامت ہوتی تہی۔

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت مین بہت سرگرم تہا اور قلمرو خلافت کے دور دراز صوبجات ماورالنہر اور فرغانہ مین ان لوگون کو جو مسلمان نہ تہے مراحم خسروانہ سے اسلام پر مدعو کیا[۱]۔ لیکن اپنی شاہانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہین کیا کہ لوگون کو بزور مسلمان کرتا جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ[۳] کا سردار بغداد مین آیا[۲] اور علمار سے مناظرہ قرار دیا جس مین وہ بالکل خاموش کردیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہوجاوے۔ مگر یزدان بخت نے یہ کہکر انکار کیا کہ "امیرالمومنین تمہاری نصیحت گوش گذار ہوی اور تمہاری بات سنی لیکن تم اُن مین نہین ہو جو لوگون کو اپنا دین چہوڑنے پر مجبور کرتے ہین" خلیفہ مامون نے بجای اسکے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرتا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھہ کردی تا کہ رعایا مین جو لوگ متعصب ہون انکی گزند سے سردار محفوظ رہے[۳]۔ تیرہوین صدی ہجری کے اوائل حصہ مین بیت جارمی کے نسطوری بشپ تہیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا جبر و تشدد اسپر نہوا تہا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی مورخ[۴] جسنے بشپ کے مسلمان ہونیکا حال لکہا ہے جبر و اکراہ کا ذکر بہی ضرور کرتا۔ اس واقعہ کے سو برس بعد سنہ ۱۰۱۶ عیسوی مین اگناتیس[۵] تکریت کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تہا بغداد کو روانہ ہوا۔ اور خلیفہ قادر باللہ کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابو مسلم[۶] اپنا نام رکہا۔ فی الواقع یہ بڑہی

ف۱ البلاذری صفحہ ۴۳۰-۴۳۱۔ ف۲ بغداد مین یزدان بخت کے آنیکا محل غالباً مفصلۂ ذیل تہا جب خلیفہ مامون نے سنا کہ دشمنان اسلام کہتی ہین کہ اسلام کو دلیل ہی نہین بلکہ تلوار سے کامیابی ہوی تو جسقدر مذہبی فرقہ اس زمانہ مین موجود تہی انکے سردارون کو خلیفہ نے طلب کیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی جسمین علمای اسلام نے اپنے مذہب پر سے اس اتہام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ جو غیر مذہب والے وہان موجود تہے انہون نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنے دعوی کو اچہی طرح ثابت کردیا (الرغنی - المامون) ف۳ کتاب الفہرست - پہلی جلد صفحہ ۳۳۸ ف۴ ابوالفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۲۳۳ ف۵ تمام یعقوبی بطریق اگناتیس کا لقب اختیار کرتے تہے مسلمان ہونے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک برقیقی تہا۔ ف۶ ابوالفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۲۸۹-۲۹۰ الیاس نصیبی صفحہ ۱۵۳-۱۵۲ مارک برقیقی (ابو مسلم) مرنے سے چوبیس برس پہلے پہر عیسائی ہوگیا انطاکیہ کے یعقوبی بطریقون کی تاریخ مین دو ایسے ہی اور واقعہ بہی درج

ع۳ مانویہ مذہب فارس کے ایک شخص مانی نامی نے نکالا تہا نور و ظلمت کو دو اصل مانتے تہی ۱۲ مترجم یہ شخص پہر عیسائی ہوگیا دیکہو نوٹ نمبر ۲ - مترجم ۱۲

دلچسپ بات ہوتی اگر ان لوگون کی کوئی تحریر جسمین وہ اپنی زندگی کا تذکرہ لکہہ جاتے ہم تک باقی ہوتی اور اوس سے ہمکو دریافت ہوتا کہ ان دونون شخصون کی طبیعت مین اسلام کا نشو ونما کس طرح ہوا عیسائی مورخ نے ان دونون صورتون مین بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جسکے ثبوت مین کوئی اور شہادت موجود نہین ہے مشتبہ ہے [51] - اور اوسپر اشتباہ بہی اسطرح کا ہو سکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتہولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال لکہے کہ اوسنے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پہر اوسپر بہتان بندی کرے - اسمین شبہہ نہین کہ ان دونون بڑے عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤن مین معزز منصب رکہتے تہے ہم تک اسوجہ سے پہونچا کہ وہ بڑے عہدہ دار تہے - لیکن جو لوگ کم درجے کے تہے اُنکا حال لکہا ہی نہ گیا - مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالین شاذ نہ تہین کیونکہ جاق دی ویٹری سے جو عکا کا بشپ (سنہ ١٢١٦-٢٥ء) تہا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہونچتی ہے -

اس بشپ نے ایلیا مین بود و باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکہا ہے - وہ لکہتا ہے "جہوٹے نعوذ باللہ پیغمبر کی جہوٹی نعوذ باللہ ترغیب سے کمزور ہو کر اور بُری طرح دام مین گرفتار بلکہ زخمی ہو کر اور نفسانی لذتون کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہو گیا اور وہ جسنے سرخ لباس مین پرورش پائی تہی نجاست کے تودے سے گلے ملا (نعوذ باللہ) [52]"

مسیحی کلیسا جو اب تک بیان ہوئے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان مین مشرق کا آرتہوڈوکس کلیسہ تہا اور دیگر منحرف فرقے تہے جو اوس سے پیدا ہوئے تہے - لیکن گیارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین شام اور فلسطین کی مسیحی رعایا مین صلیبی مجاہدون کے گروہ کے گروہ رومن

(بقیہ صفحہ ٩٩) ہین - ایک ان مین سے یحییٰ کا ایک شخص جسکا نام جرجس تہا سنہ ١٥٠١ء مین مسلمان ہو گیا لیکن عرصہ کے بعد اسلام ترک کر کے قبرس کو بہاگ گیا (جو اس زمانہ مین وینس والون کے قبضہ مین تہا) یہان یہ شخص توبہ کیلئے اپنی تذلیل مین گرجا کے دروازہ کے سامنے اوندہا لیٹ گیا اور سب لوگ اسپر سے چلکر گرجا کے اندر اور باہر آتے جاتے تہے - دوسرا شخص نعمت اللہ تہا (سنہ ١٥٦٢ء) مین جسنے عیسائی مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تہا لیکن اسنے بہی روما کے شہر مین جا کر پاپ گریگری سیزدہم کے سامنے توبہ چاہی (اور عیسائی ہو گیا) -
(ابو الفرج (١) دوسری جلد صفحہ ٤٤٨ - ٤٤٩) [51] فی الواقع الیاس نصیبی نے جو معاصر مورخ تہا یعقوبی بطریق سے اسطرح کی کوئی غلطی منسوب نہین کی ہے - [52] ہسٹوریا اوریئنٹالس - باب ١٥ - (صفحہ ٥٠٤)

کیتھولک مذہب رکھتے تھے شامل ہوگئے - یہہ لوگ بیت المقدس کی عملداری اور ریاستون مین جنکو انہون نے خود قائم کیا تھا اور جنکی زندگی دو صدیون تک تذبذب کی حالت مین ہی تھی آباد ہوگئے - اس دو سو برس مین ان نو آباد عیسائیون مین سے کبھی کبھی کچھہ لوگ اسلام قبول کرتے رہے - مثلاً جرمن اور لمباردیون کا ایک گروہ جو مسیحی سردار رینالڈ کی سرکردگی مین تھا اصل لشکر سے علیحدہ ہوگیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اسکو ایک قلعہ مین محصور کردیا رینالڈ اور اسکے ملازمون نے یہہ دہوکا دیکر کہ ہم فصیل سے نکلکر غنیم پر حملہ کرتے ہین باقی گروہ کو چھوڑ دیا اور ترکون سے جا ملے اور ان مین پہونچکر اسلام قبول کیا[1]-

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ مین ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا - اوڈو ڈیل نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہ لوی ہفتم کا چیپلن تھا اس واقعہ کو لکھا ہے - اوڈو بادشاہ لوی کے ساتھہ اس صلیبی لڑائی مین گیا تھا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت مین اسنے لکھا ہے

جب صلیبی مجاہدون کا لشکر بری راستہ سے ایشیا کوچک مین ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے کی کوشش کرتا تھا تو فرجیا کے پہاڑی درون مین ترکون کے ہاتھہ سے اسکو سخت شکست پہنچی (۱۱۴۸ء) شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تھا مشکل سے پہونچ سکا - یہان جنکے پاس اتنا روپیہ تھا کہ یونانی تاجرون کو منہہ مانگی رقمین دیسکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاکیہ کو چلے گئے - لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرون کا انبوہ کثیر اطالیہ مین رہ گیا - اور یہہ سب یونانیون کے رحم اور ترس پر جو انکے دغاباز دوست تھے چھوڑ دیے گئے - چلتے وقت بادشاہ لوی نے پانچ سو مارک[2] یونانیون کو اس شرط پر دیے تھے کہ زائرین کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھہ کردین اور بیمارون کی اوس وقت تک نگرانی کرین کہ وہ روانگی کے قابل ہون - لیکن جسوقت لشکر روانہ ہوا تو یونانیون نے زائرون کی بیکس حالت سے ترکون کو خبر کردی اور خود چپ بیٹھہ کر انکی مصیبتون کا تماشا دیکھنے لگے - قحط اور وبا اور دشمنون کے تیرون نے ان غریبون کی

[1] دے گوین - توم ۲ - (دوسرا حصہ) صفحہ ۱۵ - [2] ایک قدیم چاندی کا سکہ تھا جو ساڑھے چھہ روپیہ کے قریب قیمت مین تھا - مترجم

چھاؤنی مین ہلاکت اور بربادی پہیلادی - جب ان مصائب کی تاب رہی تو ان مین سے تین یا چار ہزار آدمیون نے بہاگنے کا قصد کیا - مگر ترکون نے انکو حلقہ مین لے لیا اور قتل کرتے ہوے انکی چہاؤنی کی طرف بڑہے تاکہ فتح ناتمام نرہے جو لوگ مرنے سے بچ گئے اونکی حالت قطعی مایوسی کی رہ جاتی اگر ان آلام کو دیکھکر مسلمانون کے دل نرم نہ پڑ جاتے اور انکو ترس نہ آتا - مسلمان فوراً عیسائیون کی تیمارداری مین مصروف ہوے - مفلسون اور فاقہ کشون کے ساتہہ کھلے ہاتہہ سے فیاضی کی - بعض مسلمانون نے یہ کیا کہ یونانیون مین گئے اور جو فرانسیسی سکہ کا روپیہ زائرون سے انہون نے زبردستی یا فریب دیکر لیا تہا اوسکو چہین لائے اور محتاجون مین تقسیم کر دیا - غیر دین والون کے التفات اور ہم مذہب یونانیون کے ظلم نے جو انسے بیگار لیتے تہے اور انکو مارتے تہے اور جو کچھہ تہوڑا سرمایہ انکے پاس بچا تہا اسکو بہی چہین چکے تہے مسیحی زائرون پر ایسا اثر کیا کہ انہون نے خوشی و رضامندی سے اپنے بچانے والون کا مذہب اختیار کر لیا - مورخ اودو لکہتا ہے ”ہم مذہب یونانیون سے بچکر عیسائی زائر کافرون مین جو انپر ترس کہاتے تہے پناہ لیتے - اور سنا جاتا ہے کہ جب ترک کوچ کرنے کو ہوے تو تین ہزار سے زیادہ عیسائی ترکون کے شریک ہو گئے - او! یہ لطف تو فریب سے بھی بڑہکر ظالم ہے! مسلمانون نے عیسائیون کو روٹی دی لیکن انکا مذہب چہین لیا - گو یہ یقینی بات ہے کہ عیسائیون کی خدمت سے رضامند رہکر ترکون نے ان مین سے کسی کو بہی اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا[۱]“

عیسائیون اور مسلمانون مین میل جول کا بڑہنا اور صلیبی مجاہدون کا روز بروز اپنے مخالفون یعنی مسلمانون کی نیکیون کی قدر کرتے جانا جس سے جنگہای صلیب کے پہلے اور پچہلے مورخون مین تمیز ہوتی ہے[۲] - اور مشرقی آداب و طرز معاشرت کی تقلید جو فرنگ لوگون نے ایشیا مین آباد ہو کر کی - یہہ سب باتین وہ تہین جو مذہبی خیالات پر بہی اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہین - اس اثر کا بڑا نتیجہ

---

[۱] اودو دے دیوگلو (بادشاہ لوئی ہفتم کا سفر) مین - تومس ۱۹۵ صفحہ ۲۲۳ - [۲] گیزو ”یورپ کی تاریخ تمدن“ صفحہ ۲۲۴ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۲ع)

یہہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی نائٹون کے دل مین بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا
اور یہہ خیال وہ تہا جسپر کلیسہ نے شدت سے جرو توبیخ کی۔ جسوقت ابن منقذ جو بارہوین صدی
عیسوی مین شام کا ایک امیر گذرا ہے زمانہ صلح مین بیت المقدس مین آیا تو صلیبی مجاہدین جنکو
ٹمپلرز[1] کہتے تہے وہ مسجد اقصی مین رہتے تہے انہون نے شامی میر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا
ایک حصہ نماز پڑہنے کے لیئے دیدیا۔ اسی اثنا مین ایک نو وارد صلیبی نے اسطرح کی مذہبی آزادی
کو خلاف مشرب سمجہکر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن منقذ کی نماز مین اسنے مخل
ہونا چاہا تو باقی مجاہدون نے نہایت غصہ سے اسکو روکا کہ مہمان کی عبادت مین خلل نہ ڈالے[2]
صلح کے زمانہ مین جو اکثر آتا رہتا تہا صلیبی مجاہد اور مسلمان دوستانہ طریق سے ملتے تہے اور کیا عجب
ہے اگر ان موقعون پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہون کیونکہ مذہب ہی وہ شے تہا
جو صلیبیون کو ایلیا مین لایا اور جسنے انکو متواتر لڑائیون مین مصروف کیا۔ جب خود مسیحی
عالمون کا یہہ حال تہا کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کرنیکے
قابل ہوتے تہے اور نیے طرز خیال نے لوگون کی طبیعتون کو ڈگمگا دیا تہا جس سے طرح
طرح کے مذہبی شوشے پیدا ہو چلے تہے تو یہہ تعجب کی بات نہین کہ اکثر عیسائی مسلمان
ہوگئے ہون[3]۔ بارہوین صدی عیسوی مین جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوے اونکی تعداد
صلیبیون کی کتب آئین مین جنکو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تہا درج ہے۔
(اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتون مین ضمانت نہ لی جاتی تہی)[4]۔

اگر اون مسلمانون کا حال دریافت ہوتا جنہون نے ان عیسائیون کے مسلمان کرنے مین
صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تہا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے کارنامون
کی کوئی یادگار نہ چہوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہین کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہہ

---

[1] یہ فوجی خصائل کے لوگ تھے جنکی جماعت بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ زائرین ایلیا اور اماکن بیت المقدس کی حفاظت کرین ۱۲ مترجم [2] ابن منقذ- پہلا حصہ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸- [3] پرط- صفحہ ۲۶۶-۲۶۷- [4] اسیز دے کور دے بورجیس دکوی دیز ہستورین دے کروسیاد- توم ۲- صفحہ ۳۲۵-

مسلمان اپنا افسر کہتے تہے جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانون کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تہا اور انکو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتا تہا۔[51]

سلطان صلاح الدین کی نامور زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اوسکے ہمعصر عیسائیون کے دلون پر عجب افسون کیا تہا۔ بعض مسیحی نائٹون کو بھی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی ملت اور قوم کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹمپلر کی ہے جسکا نام رابرٹ آف سینٹ البنز تہا۔ اس مسیحی نائٹ نے ۱۱۸۵ء مین مسیحی دین ترک کیا اور شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی[52]۔ ۱۱۸۷ عیسوی مین صلاح الدین اعظم نے فلسطین پر چڑہائی کر کے مسیحی لشکر کو معرکہ ہوتین مین فاش شکست دی۔ جو لوگ قید ہوئے ان مین مسمی گئی بیت المقدس کا بادشاہ بھی تہا۔ لڑائی سے ایک رات پہلے چہہ مسیحی نائٹ دد چونکہ انپر شیطانی روح سوار ہوی "نعوذ باللہ" اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر سلطان کے لشکر مین بہاگ آئے اور یہان اپنی مرضی سے وہ سارسین (مسلمان) ہو گئے[53]" سلطان صلاح الدین اور ریمنڈ سوم امیر طرابلس مین یہہ صلاح ہو گئی تہی کہ ریمنڈ اپنے ماتحتون کو مسیحی دین چھوڑنے اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن ریمنڈ کی دفعتًا موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا[54]۔

بیت المقدس کی ہزیمت اور ایلیا مین سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برانگیختہ کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جاوے جسمین عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے (۱۱۸۹-۹۱ء) مسیحی فوج نے اس لڑائی مین قحط اور وبا سے وہ دردناک مصیبتین اُٹہائین کہ بہت عیسائی اپنا لشکر چھوڑ کر فاقے توڑنے کے لیے مسلمانون کے لشکرگاہ مین چلے آئے۔ کچہہ عرصہ کے بعد ان مفرور عیسائیون مین سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر مین واپس آ گئے اور بہت نے اپنی قسمت کا پانسا

---

[51] بہاء الدین۔ صفحہ ۲۵۔ [52] روجر ہوودن۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۷۔ [53] بینیڈکٹ آف پیٹربارو۔ دوسری جلد صفحہ ۱۱-۱۲۔ [54] بینیڈکٹ آف پیٹربارو۔ دوسری جلد صفحہ ۲۰-۲۱۔ اور روجر ہوودن جلد ۲ صفحہ ۳۱۶-۳۲۲۔

مسلمانون کے ساتھہ بہینکا۔ ان عیسائیون مین سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہکر ان لوگون کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤن یعنی مسلمانون سے بہہ عیسائی خوش رہے اور باقی مفرور عیسائی اسلام قبول کر کے دیندار مسلمان بن گئے۔[۱] ان مفرور عیسائیون کے تبدیل مذہب کا حال ایک مورخ نے لکہا ہے جو رچرڈ اول بادشاہ انگلستان کے ساتھہ تیسری جنگ صلیب مین گیا تہا۔ یہ مورخ لکہتا ہے "ہمارے بعض آدمی (جنکے مقسوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جا سکتا ہے اور نہ سنا جا سکتا ہے) قحط کی سختی سے تنگ آ گئے اور انہون نے جسم کی نجات مین اپنی روح پر عذاب لیا۔ کیونکہ جب قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہو گیا تو وہ ہمکو چہوڑ کر ترکون مین بہاگ گئے۔ اور دین سے برگشتہ ہونے مین انہون نے تذبذب نہ کیا۔ دنیا کی زندگی کچہہ دن اور آرام سے بسر کرنے کے لیئے کفر کے سخت کلمے کہکر ہمیشہ کی موت کو خریدا۔ او! غارتگر تجارت! او! شرمناک فعل جو عذاب کی حد سے بہی بڑہ گیا۔ او! احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اوس موت سے بہاگا جسکا آنا ناگزیر ہے۔ اور اوس موت سے نہ بچا جو کبہی ختم نہ ہو گی"[۲]

اس زمانہ سے لیکر آئندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چہوڑ کر مسلمان ہوئے انکا ذکر سیاحون کی تحریرون مین جنہون نے لیبیا اور اور مشرقی ملکون مین سفر کیا ملتا ہے۔ جن مسلمانون نے بادشاہ سینٹ لوئی کو گرفتار کیا تہا جب انہون نے زر مخلصی کے لیے بادشاہ کو حلف دیا (سنہ ۱۲۵۰ع) تو شرائط حلف کے مجوزہ وہ لوگ تھے جو پہلے قسیسون کا رتبہ رکہتے تہے لیکن اب وہ مسلمان تہے[۳]۔ جسوقت اس بادشاہ کی رہائی کے لیے روپیہ دیا جاتا تہا تو ایک اور نو مسلم جو پہلے عیسائی تہا بادشاہ کے لیئے ایک تحفہ لیکر آیا۔ یہ شخص فرانس کا باشندہ تہا اور پروونس مین پیدا ہوا تہا۔ سنہ ۱۲۱۹ عیسوی مین بادشاہ جان بریونئلمی کے ساتھہ دمیاط کی مہم مین وہ آیا تہا۔ لیکن مصر مین وہ رہ پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کر کے مصر مین بڑا آدمی بن گیا[۴]۔

[۱] ابو شامہ صفحہ ۱۵۰۔ [۲] "زائرین کا سفرنامہ اور بادشاہ چارڈ اول کی کارنامی" (مولفہ ولیم سٹبز) (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۴ء) [۳] جوئنول صفحہ ۲۰۳

[۴] جوئنول صفحہ ۲۶۲۔

ایلیا مین اگر مسیحی ائرین کے مسلمان ہوجانے کا خوف اسقدر بڑھ گیا تہا اور یہہ بات ایسی ظاہر ہوگئی تہی کہ سنہ ۱۲۶۶ عیسوی کے قریب اموری دے لاردش نے جو فرانس کے نائٹ ٹمپلرون کا سردار تہا ایک "یادداشت" لکہی اور روما کے پوپ اور فرانس اور جزیرہ سسلی کے افسران کلیسہ (لگیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجون اور ضعیفون اور ایسے لوگون کو جو ہتہیار لگانے کے قابل نہون ممانعت کیجاوے کہ سمندر پار کرکے فلسطین مین داخل نہون کیونکہ ایسے لوگ یا تو قتل ہوجاتے ہین یا سارسین اُن کو قید کرلیتے ہین یا وہ مسیحی دین چہوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین[۱]۔ سنہ ۱۳۵۰ عیسوی مین جب لودلف دی سوخم نے ایلیا مین سفر کیا تو لکہا ہے کہ تین نو مسلم جو پہلے عیسائی تہے حبرون مین اسکو ملے۔ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے مندن کے کلیسہ سے آئے تہے اور نائٹ وسٹفالن کے ملازم تہے جسکی توقیر سلطان صلاح الدین اور اور اسلامی بادشاہ کرتے تہے[۲]۔ سر جان ماندویل جسنے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین فلسطین مین اپنا سفر کرنا لکہا ہے اُن عیسائیون کا حال لکہتا ہے جو مسلمان ہوگئے تہے۔ مگر یہہ صاف نہین بیان کرتا کہ جو خیال اسنے ظاہر کیا ہے وہ مشرقی کلیسہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیسہ کی۔ وہ لکہتا ہے "نیز بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا حمق سے یا محض شرارت سے سارسین (مسلمان) ہوجاتے ہین[۳]"۔ ماندویل نے یہہ بہی لکہا ہے کہ سلطان مصر نے جسکی خدمت مین یہ کئی برس تک حاضر رہا تہا اس بات کی کوشش کی کہ ماندویل اپنا "آئین و اعتقاد" ترک کرکے مسلمان ہوجاوے[۴]۔

بلاشبہہ ان منتشر واقعات سے جنکو ارباب تصانیف نے لکہا ہے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا ہوگا جسکی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہونچی مثلاً کہا گیا ہے

---

[۱] ماس لاتری (ا) دوسری جلد صفحہ ۲۰۷ [۲] لودلف دی سوخم۔ صفحہ ۱۰۷ [۳] ماندویل۔ صفحہ ۱۴۱۔

[۴] ماندویل۔ صفحہ ۲۵۔

کہ پندرہوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب پچیس ہزار عیسائی جو اب مسلمان ہو گئے تھے قاہرہ کے شہر مین موجود تھے۔[1] اور اسی طرح ضرور ہے کہ لیونٹ کی عیسائی عملداریون کے زوال کے بعد ایلیا مین اور نومسلم بھی ہونگے جو پہلے عیسائی تھے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مورخون کو سلاطین کے کارہائے عظیم اور شاہی خاندانون کے عزل و نصب کی سرگذشت لکھنے مین ایسی مصروفیت تھی کہ ادنی درجہ کے لوگون مین جو مذہبی انقلاب ہوا اوسکی طرف توجہ نہ کرسکے اور (جہان تک مجھہ کو پتہ چلا ہے) انھون نے عیسائیون کے مسلمان ہونے کا بھی ایسا ہی کم خیال کیا ہے جیسے اپنے ہم مذہب مسلمانون کے عیسائی ہونیکی طرف سے بے توجہی ظاہر کی ہے۔ پس ہم مجبور ہین کہ ان دونون قسم کے واقعات کی نسبت علم حاصل کرنیکے لیے عیسائی مصنفون پر بھروسا کرین۔ مگر ان عیسائیون کا یہ حال ہے کہ اگر مسلمان عیسائی ہوا تو اسکا حال تو بہت تفصیل اور دلسوزی سے لکھا۔ لیکن اگر عیسائی مسلمان ہوا تو ایسے واقعات کی شہادت بہت اکراہ سے دی اور اوسکی اغراض کو نہایت برے رنگ مین دکھایا۔ یہہ امکان کہ کسی عیسائی نے خالص ایمان سے اسلام قبول کیا ان عیسائی مصنفین کے دل مین اسکا خیال بھی کبھی نہ گذرا اور اگر گذرا بھی ہو تو اتنی جرات کسکو ہوتی کہ اسکا علانیہ اعتراف کرکے مسیحی علماء کے قہر و غضب کی کڑک بجلیان اپنے اوپر گرواتا۔ سرجان ماندویل بھی جسنے اپنی آدھی عمر اسلامی ملکون مین بسر کی اور اسلام پر رائے ظاہر کرنے مین تعصب کو دخل نہ دیا اسکو بھی یہہ ہی کہتے بن پڑا کہ جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اگر انکی اغراض بری نہ تھین تو انکے بیوقوف ہونے مین تو کلام نہین۔ اگر وہ بدمعاش اور بھوکے نہ تھے تو احمق تو ضرور تھے۔ اس قسم کے بیانات کو ٹھیک جانچنے مین کہ انکی اصلی قیمت کیا ہے ہم کو یہہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ جن عیسائی مصنفون نے انکو لکھا ہے انکا میلان خاطر ایسا ہی کچھہ تھا۔

عیسائیون کی تعداد کی نسبت جو مسلمان ہوئے مذکورہ بالا تاریخی ماخذون سے کم اطلاع

---

[1] لیونارڈو ڈیسکو بالدی جسکو کتاب بطوطہ کے دیباچہ مین ڈفریمری اور سنگوینیتی نے نقل کیا۔

ملتی ہے بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم چلتا ہے جتنا تبلیغی کوششون کا حال نہین کھلتا جو تبدیل مذہب مین انکی تحریص کا باعث ہوئین - منک بورکارد نے ۱۲۸۳ء کے قریب لکھا ہے کہ صلیبی مجاہد اپنے قلعون سے نکالے گئے اور روما کی قوت کا مشرق مین خاتمہ ہوا تو ان واقعات سے چند سال پیشتر عیسائیون کا شمار کل اسلامی دنیا مین مسلمانون کی تعداد سے بہت زیادہ تھا کل رعایا مین (سوائے مصر و عرب کے) مسلمانون کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ نہ تھی - یہ عبارت بلاشبہہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکارد نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو حال صلیبی مجاہدون کے شہرون اور آرمینیا کوچک مین تھا ایسا ہی مشرق مین اور مقامات پر ہوگا - مگر اسکی عبارت سے اتنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ جنگہاے صلیب کے زمانہ مین کثرت سے لوگ مسلمان نہین ہوے - اور یہہ کہ جب پلیا پر مسلمانون کی حکومت دوبارہ ہوی تو انھون نے عیسائیون کو مذہب مین ویسی ہی آزادی دی جیسے پہلے انکو حاصل تھی - صرف جزیہ دیکر انھون نے "امن و عافیت" کو خریدا - اس بیان مین فرض یہہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالین جو وقوع مین آئین وہ خاص خاص لوگون کی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال ہوا اور مسلمان ہونے کیلیے انپر جبر نہ ہوا - ایسی مثالین بیان کردی گئی ہین کہ عیسائیون نے مسلمانون کی خدمت اختیار کی اور اپنے دین پر قائم اور اوسکی پیروی مین آزاد رہے - چنانچہ بیت المقدس کی عدالتون نے دو طرح کے لوگون مین تمیز قائم کی تھی - ایک وہ "جنھون نے

---

۱ بورکارڈ لکھتا ہے "لیکن فی الواقع یہ امر غور طلب ہے اگر بعض لوگ جو کسی بات کو بغیر دیکھے بیان کرتے ہین اس رائے کے خلاف ہین) کہ مشرق کا تمام ملک جو سمندر پار ہے مسیح کا نام لیوا ہے اور اسی کے نام کا وعظ کرتا ہے - البتہ سارسین (مسلمان) اور بعض کمان جو کپاڈوسیا مین رہتے ہین اس سے مستثنی ہین پس مین اسکو سچی بات سمجھتا ہون (جیسا کہ مین نے خود دیکھا ہے اور جو لوگ جانتے ہین انسے سنا ہے) کہ ہر ایک مقام و عملداری مین (سوائے مصر و عرب کے جہان کثرت سے سارسین اور دیگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہین) انکو سارسین پیچھے تین یا اس سے زیادہ عیسائی ملینگے - چونکہ تمام عیسائی جو سمندر پار رہتے ہین مشرقی ہین (گو وہ عیسائی ہون) اور چونکہ وہ ہتیار نہین استعمال کرتے کیونکہ سارسین اور تاتاریون کے حملون سے ڈر کر انکی رعایا بنگئے ہین اور امن و عافیت کو خراج دیکر خریدتے ہین اور سارسین اور اور لوگ جو انپر فرمانروا ہین اپنے عمال و محصول جمع کرنیوالون کو انکی ملکون مین مقرر کرتے ہین اسلیے یہ ہوتا ہے کہ عملداری کو سارسین کی عملداری کہا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت عمال و محصول جمع کرنیوالون اور انکے کنبون کے سوا باقی تمام لوگ عیسائی ہین اور یہہ مین اپنی آنکھون سے سلیسیا اور آرمینیا کوچک مین دیکھا ہے جو تاتاریون کی حکومت مین ہین" (بورکارڈ دے منتی سیون ڈیسکرپتیو تیرے سانگتے - صفحہ ۹۰)

خدا سے انکار کیا اور دوسرے قانون کی پیروی کی" اور دوسرے وہ "جنھون نے عیسائیون
کے خلاف سارسین کی اور اور کافرون کی فوجی خدمات ایک برس اور برس پر ایک دن سے
زیادہ کین [۵۱]

ویسی عیسائی مسلمانون کی حکومت کو صلیبی مجاہدون [۵۲] کی حکومت پر یقینی ترجیح دیتے تھے۔
اور جب بیت المقدس اوسوقت (۱۲۴۴ع) اور ہمیشہ کے لیئے مسلمانون کے قبضہ مین
آگیا تو معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی عیسائی رعایا نے اپنے آقاؤن یعنی مسلمانون کا خیر مقدم کیا
اور اس و رضامندی سے انکی حکومت کے مطیع ہو گئے [۵۳]۔

حکومت اسلامیہ مین عیسائیون کو جو مذہبی آزادی میسر آئی تو ایشیای کوچک کے عیسائیون کو
بھی اوسی زمانہ مین اسکا خیال پیدا ہوا اور سلجوقی ترکون کے آنے کو یہہ سمجھکر عیسائیون نے اپنے
حق مین مفید جانا کہ عیسائی حکومت سے ہمکو رہا کرین گے یعنی محصول ہی کی سختیون سے نہین
بلکہ کلیسہ یونان کی عقوبت پسند خصلتون سے بھی نجات ملیگی جسنے منحرف فرقہ پالیسین اور
ائیکا نو کلاسٹ پر سخت ظلم کیے تھے۔ چنانچہ میکائیل ہفتم (۱۰۷۱-۱۰۷۸ع) کے زمانہ مین وسط
ایشیای کوچک کے باشندون نے ترکون سے درخواست کی کہ چھوٹے شہرون پر قبضہ کرلین تاکہ رعایا کو
عیسائی سلطنت کے ظلم سے نجات ملے اکثر امیر و غریب وطن ترک کر کے ترکون کی عملداری مین چلے آتے تھے
اب صرف مغربی ایشیا کے دو کلیساؤن کا یعنی ارمنی اور جرجانی کلیسہ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا
ہے۔ ارمنی کلیسہ کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ تمام شرقی کلیسہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہوے

---

[۵۱] اسیز دے جروسلم۔ توم ۲۔ صفحہ ۳۲۵ [۵۲] برنظ۔ صفحہ ۱۳۶۔ ۱۴۷ و ۱۵۰۔
[۵۳] ۱۲۲۱ عیسوی مین ملیا کے پریلیتون نے فرفیل کا مضمون خوارزمیون کے حملے کے بارے مین لکھا سلطان ایوب نے خوارزمیون
کو کمک کیلیے بلایا تھا تاکہ ملک سے صلیبیون کا استیصال ہو پریلیتون نے لکھا ہے کہ "(خوارزمی) تمام ملک مین نصارت سے لیکر جافت تک
پھرتے ہین کوئی انکا مزاحم نہین وہ ملک پر قبضہ کرتے ہین اور اوسکو تقسیم کرتے ہین گویا کہ ملک ان ہی کا ہے اور اپنے حاکمون اور عمال کو شرقی
عیسائیون کے شہرون اور قصبون مین مقرر کرتے ہین اور عیسائی زمیندارونسے اسیطرح کا محصول و خراج لیتے ہین جیسا کہ دستور کے موافق دیا جاتا تھا
شرقی عیسائی جو صلیبیون کے دشمن ہوگئے ہین اور انسے باغی ہین خوارزمیون سے جا ملتے ہین" میتھے پارسی لیس کرانکل میور مولفہ لیوارڈ
چوتھی جلد صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لندن ۱۸۷۷ع [۵۴] فنلے جلد تیسری صفحہ ۳۵۸-۳۵۹ (کروسیڈ و بیزنٹیز دیس مسلاترز صفحہ ۲۷۶)

ہوئے انمین یہہ ہی کلیسہ ایسا تہا جسنے (تعداد کی نسبت کے اعتبار سے) اپنے معتقدین کو نومسلمون کے ازدیاد شمار کے لیے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم ارمنی کے حالات دلچسپ ہین کہ مخالفون کے مقابلہ مین جسکی تعداد کی مغلوب کرنیوالی تہی وہ کسطرح کشمکش مین ہی اور صدیون کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلاوطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ رہی مگر باوجود اس دلچسپی کے ہماری کتاب مین گنجایش نہین کہ سوای مختصر حال کے کہ اسکو اسلامی تاریخ سے کیا واسطہ ہا کچہہ زیادہ لکھا جاوے۔ آرمینیا کی عملداری حملۂ عرب کے بعد بھی زندہ رہی اور نوین صدی عیسوی مین عروج پاکر قابل وقعت عملداری ہوگئی خلافت بغداد کے زمانۂ انحطاط مین اسکو ترقی رہی لیکن گیارہوین صدی عیسوی مین ترکان سلجوق نے اسکو غارت کیا۔ کچہہ لوگ بہاگے اور آرمینیا کوچک کی ریاست قائم کی لیکن چودہوین صدی مین یہہ بھی مٹ گئی۔ آرمینیا کے لوگون کی قومی زندگی باوجود اسکے کہ خودمختاری انکے ہاتہہ سے جاچکی تہی برقرار رہی اور جیساکہ ترکونکی حکومت مین یونان والون کا حال تہا آرمینیون کا مذہب اور قومی کلیسہ بھی انکی حمیت اور آرزوؤن کا مرجع عام بن گیا۔ چنانچہ ٹاورنیئر[1] نے گو اسکے قول مین غمخواری نہین پائی جاتی آرمینیون کی نسبت لکھا ہے کہ۔ ''شاید بہت کم ارمنی ایسے ہون جو نفع دنیا کے خیال سے اسلام قبول کرتے ہون۔ لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ ہٹیلے اور سرکش لوگون مین ہین اور تعصب کے اصولون مین سب سے بڑہکر مضبوط ہین''۔

جرجانی کلیسہ (جو چوتھی صدی عیسوی کے شروع مین قائم ہوا) یونان کے کلیسہ کی شاخ تہا چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خودمختاری حاصل کی لیکن جرجانی اور یونانی کلیسہ مین ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیون سے برباد ہوکر اور یونانیون۔ عجمیون عربون اور ترک و مغل کی متواتر یورشون کو سہکر جرجان کے بہادر باشندون کی تاریخ ایسی ہے جسمین بیرونی دشمنون سے معرکون کا تانتا

[1] ٹاورنیئر (۱) صفحہ ۱۷۳۔

اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے۔ البتہ دو ایک شاہان ذی قدر ان میں ایسے گذرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ امن پیدا کر دیا اور ملک کی بدرجۂ اوسط بدنظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی جرجانیوں کا شوق خودمختاری جو غیر کی حکومت کا متحمل نہ تہا بلا کی وحشت رکھتا تہا۔ چنانچہ جب مسلمان جو جرجان کے قریب رہتے تہے جرجانیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا انکو اپنے دین پر لانے میں ناکام رہے تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ جرجان والوں پر ایسا ایسا تیز ہوا کہ دیوانگی کو پہونچ گیا۔ تبدیل مذہب کے معنی تہے ملکی آزادی سے محروم ہونا اور یہہ ہی خیال جرجانیوں میں تہا جو اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ جرجانی کلیسہ نے جسقدر مسیحی شہیدوں کے نام اپنی تاریخ میں درج کیے ہمعصر کلیسہ یونان ایسے ہی معزز ناموں کی کوئی فہرست ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔

جس وقت تک جرجان پر غارتگر افواج مغل کا گذر نہ ہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا۔ لیکن جب انکا خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرتا اور آدمیوں کی کہوپریوں کے منارے چنتا ہوا آگے بڑہا اور اسکے کوچ کے نشان جابجا نظر آویں تو اسوقت البتہ مسیحی دین بازی ہارنے لگا کیونکہ جرجانی مدت سے دینی ضروریات سے مہیا نہ رہے اور قسیس کی تعداد اور لیاقت میں کمی ہوگئی[1]۔ ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قسیسوں کی تکلیفوں کو اسطرح اور بڑہا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع کے لیئے استعمال کیا اور اسطرح مسیحی دین کے زوال میں اور عجلت پیدا کر دی۔

سنہ ۱۳۸۶ عیسوی میں تیمور کا حملہ جرجان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تہا جو سب سے بڑہ گیا۔ سکندر اول بادشاہ جرجان (سنہ ۱۴۱۲ لغایت ۱۴۴۲ء) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو غیروں کے

---

[1] یوسلئن ۔ صفحہ ۱۲۵۔ اس زمانہ میں جرجانی قومیں الغاز ۔ جی خنتہ ۔ اوسیتہ ۔ کبار دس ۔ اور کستیہیتھر مسیحی دین چہوڑ بیٹھیں ۔ [2] یوسلئین صفحہ ۱۲۷۔

تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانون کو جرجان سے نکال دیا۔ لیکن سکندر کے مرنے کے بعد جرجان کی سلطنت حصہ ہوکر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہوگئی۔ اور جسقدر ملکی آزادی انکے پاس رہ گئی اوسکو بھی ذرا ذرا کرکے ترکون اور عجمیون نے چھین لیا۔ مسلمانون نے جرجان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا تھا جو ہمیشہ خفیف موقع پر بھی بغاوت اوٹھانے سے نہ چوکتا تھا۔ ترک و عجم دونون چاہتے تھے کہ جرجان کی رعایا کو مسلمان کرکے اپنا مطیع بنایا جاوے۔ قسطنطنیہ مین جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا۔ اور دیشیا کو جنگ مین ترکی قوت کو عروج ہوا تو اخل زیخی اور دیگر اضلاع کے باشندون نے جو اخل زیخی سے مغرب کی سمت مین آباد تھے اسلام قبول کیا[۵۱]۔ ۱۷۹۵ء عیسوی مین دو جرجانی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بنکر دو سو ملازمون کے ساتھ قسطنطنیہ مین آئے اور چھوٹے بھائی نے مع اپنے ساتھیون کے اسلام قبول کیا۔ جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر تصرف کرنا چاہتا تھا[۵۲]۔ عرصہ کے بعد چند اضلاع جو جرجان کے وسط مین تھے فتح ہونے کے بعد ترکون کے قبضہ مین آگئے اور وہان کے باشندون نے اپنے فاتحون یعنی مسلمانون کا دین قبول کیا[۵۳]۔ اسی زمانہ سے سمزخی نے جو جرجان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ٹرکی کو اپنا حاکم بالادست تسلیم کیا۔ والیان جرجان اور اوسکے باشندون کو ترکون نے مسیحی دین کی پیروی مین کامل آزادی دی۔ لیکن ۱۶۲۵ء مین جرجان کا فرمانروا خاندان مسلمان ہوگیا اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سردارون اور امیرون نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

عیسائی مذہب نے کسانون پر مدت تک اپنا قبضہ رکھا۔ لیکن جب سمزخی کے قسوس نے کارتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو باشندون کی دینی ضروریات کے لیے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کردیا گیا۔ جرجان کے بڑے لوگون نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤن کے اوقاف کو لوٹنا شروع کردیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور

---

۵۱ یوسلیئین - صفحہ ۱۴۳ ۵۲ کترتوس - صفحہ ۴۹ - ۵۳ یوسلیئین - صفحہ ۱۷۵ -

پر انھون نے گرجاؤن مین نذرین چڑہانی چھوڑدین - جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوئے تو انکی جگہہ مسجدین تعمیر ہوگئین[۵۱] -

جرجان کا جو حصہ ترکون کے قبضہ سے بچا اُسنے فارس کی اطاعت قبول کی اور جسوقت تاورنیئر نے جرجان کے اس حصہ کو دیکہا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ دو عملداریون مین منقسم ہے جو سلطنت فارس کے مطیع ہین اور اونپر دو جرجانی شہزادے فرمانروا ہین جنکو منصب حکومت کے لیے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا[۵۲] - ان شہزادون مین سے پہلا شہزادہ طاریوج قسطنطین تہا جو سکندر دوم بادشاہ خیت کا بیٹا تہا - قسطنطین نے شاہ فارس کے دربار مین پرورش پائی تہی اور سترہوین صدی کے شروع مین وہین اسلام قبول کیا تہا[۵۳] - پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا طاریوج رستم (۱۶۳۴ء سنہ ۱۶۵۸ء) تہا - اسنے بھی فارس مین پرورش پائی تہی اور وہ خود اور اسکے جانشین سترہوین صدی کے اختتام تک مسلمان تہے[۵۴] -

تاورنیئر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتون سے جرجان کے لوگ بالکل ناواقف ہین اور انکے قسیس جاہل اور شریر ہین - بعض افسران کلیسہ نے فی الواقع عیسائی لڑکون اور لڑکیون کو ترکون اور عجمیون کے ہاتہہ غلامی مین فروخت کردیا[۵۵] - اس زمانہ سے جرجان مین مذہب عیسوی سے برگشتگی عام ہوگئی خاص کر اونچے لوگون مین جو دربار فارس مین رسوخ پیدا کرنا چاہتے تہے[۵۶] - ۱۷۰۳ء مین کارتلی کا بادشاہ وختنگ پنجم مسیحی المذہب تہا - اوائل دورحکومت مین سات برس تک اصفہان مین قید رہا جہان بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہوجاوے مگر وختنگ نے کہدیا کہ تخت و تاج کو کفر کے بدلے مین خریدنے سے وہ حکومت سے محروم ہوجانا بہتر جانتا ہے - یہہ کہا جاتا ہے کہ اسکا چھوٹا بھائی اگرچہ جرجان کا وبطریق تہا لیکن

---

[۵۱] بروسے - حصہ ۲ - لوریزن صفحہ ۲۲۴ - ۲۳۵ - (دیسکرپسیون جیوگرافیق دی لا جورجی بارے طاریوج وکہوخ صفحہ ۹۷ (مطبوعہ سینٹ پیٹرزبرگ ۱۸۴۲ء) [۵۲] دی سکس وایج جز صفحہ ۱۲۳ - [۵۳] یوسلیئن صفحہ ۱۴۹ - [۵۴] یوسلیئن صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۱ - [۵۵] تاورنیئر (۱) صفحہ ۱۲۲ - ۱۲۶ - تاورنیئر نے مسلمانون کی تعداد کا تخمینہ قریب بارہ ہزار کے کیا ہے - [۵۶] بروسے حصہ ۲ - لوریزان ۱ صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۱ -

اسنے عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کارتلی کا تخت اسکو مل جاوے۔ اہل عجم نے اسکو شاہانہ اختیارات دیدیے لیکن جرجانیون نے اسکو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عملداری سے اسکو باہر نکال دیا۔[۵۱]

اٹھارہوین صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت مین دیدیا۔ جس وقت تک جرجانیون پر مسلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اُسوقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت نے مسیحی دین کو اپنے مین زندہ و سلامت رکھا لیکن اب چونکہ بیرونی سلطنت جسنے انکی آزادی کو چھیننا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع مین یہہ ہی جوش اس طرح صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہو گیا۔ داغستان مین ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قومون کو روسیون کے مقابلہ کے لیے متحد کر دے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور لوچستان اور داغستان کے عیسائی شہزادون اور رئیسون کو مسلمان کر لیا جو آجتک مسلمان ہین۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگون نے بھی منصور کا وعظ سنکر اسلام قبول کیا اور عیسائیونکی ماتحتی سے جلاوطنی کو بہتر جانا[۵۲] لیکن سنہ ۱۷۹۱ء مین منصور قید کیا گیا اور سنہ ۱۸۰۰ء مین آخرکار جرجان سلطنت روس مین شامل کر لیا گیا۔

---

۵۱ اصلی دستاویزات متعلق امور ڈپلومیٹک بین جرجان و فرانس۔ بادشاہ لوئی چہاردہم کے عہد سلطنت کے ختم کے قریب جنکو مسٹر بروسے خرد نے جمع کیا۔ توم ۹ صفحہ ۱۹۷-۱۵۱-۴۸۔ ۵۲ نکرنی صفحہ ۷۔ گارنے صفحہ ۱۹۴ سنہ ۱۸۶۴ء مین تقریباً پچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ مین چلے آئے۔

باب چہارم

افریقیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

افریقیہ مین اسلام کا آغاز سنہ ۶۴۰ عیسوی سے ہوا جب کہ عمرو ابن العاص کی سرکردگی مین سپاہ عرب نے مصر پر چڑھائی کی - تین برس کے بعد روم کی عیسائی فوجین مصر سے واپس بلا لی گئین اور انکی علیحدگی نے عیسائیون کی کثیر آبادی کو اسلامی فاتحون کے حوالے کر دیا - مبارزان عرب کی جلد کامیابی زیادہ تر اس بات کا نتیجہ تھی کہ مصر کے عیسائیون نے اہل عرب کا خیر مقدم کیا تھا کیونکہ روم کی سلطنت سے انکو منافرت تھی نہ صرف اس باعث سے کہ انصرام عدالت مین سختی تھی بلکہ مذہبی عناد کی درشتی بھی اس نفرت کا خاص سبب تھا - مصر کے عیسائیون مین زیادہ تر یعقوبی مسیحی تھے اور انپر کلیسہ یونان کے عیسائیون نے جو قیصر روم کے دربار مین رسوخ رکھتے تھے ایسا ظلم کیا اور انکی توہین و تحقیر اس درجہ ہوئی کہ آج تک انکی اولاد نے بھی ان بدسلوکیون کو فراموش نہین کیا ہے[۵۱] ان یعقوبیون مین سے کسی کو تو سخت اذیتین دی گئین اور کسی کو سمندر مین غرق کیا گیا - بہت لوگون نے اپنے بطریق کے ساتھہ جلاوطنی اختیار کی تاکہ ایذا رسانون کے پنجہ عذاب سے چھوٹ جاوین اکثر نے اپنے اصلی عقائد کا اخفا اس غلط بیانی سے کیا کہ مجلس کلیسدون کے عقیدے کو گویا انہون نے تسلیم کر لیا ہے[۵۲] - غرض مصر کے یعقوبی عیسائیون کو جنکا دوسرا نام قبطی ہے اسلامی فتوحات نے مذہب کی پیروی مین وہ آزادی بخشی جسکا تجربہ انکو ایک صدی سے نہین ہوا تھا - جس وقت انہون نے

---

۵۱ امیلینو صفحہ ۳ - قیصر جستینین کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُسنے دو لاکھ قبطیون کو سکندریہ مین قتل کرا ڈالا اور قیصر کے جانشینون نے جو ظلم کیے انکی وجہ سے اکثر قبطیون نے صحرا مین پناہ لی - ووانسلیبن " مصر کی موجودہ حالت " صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۶۷۸ء ۵۲ رنودو صفحہ ۱۶۱ -

جزیہ دیدیا تو عمرو ابن العاص نے گرجاؤن پر قطعاً مالکانہ حق کی ان کو اجازت دی اور امور صیغہ دینیہ مین انکو خود مختار کردیا۔ اور اسطرح عمرو نے یعقوبی عیسائیون کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے جو ان پر سخت بار تہا نجات دی۔ اسلامی سالار لشکر نے کسی گرجا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالا اور نہ کوئی کام غارتگری یا لوٹ کا کیا۔[۱] معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین قبطیون کی حالت خاصی امن کی تہی۔[۲] اور کوئی شہادت اس بات کی نہین ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہو کر قبطیون کا کثرت سے مسلمان ہوجانا اسلامی حاکمون کے جور وعقوبت کا نتیجہ تہا۔ مسلمانون کی فتح ابھی تکمیل کو نہ پہونچی تہی اور دار الحکومت اسکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تہا کہ اکثر قبطیون نے اسلام قبول کرلیا۔[۳] اور جو مثال ان لوگون نے قائم کی چند سال کے بعد دوسرون نے اسکی تقلید کی۔[۴] حضرت عثمان رض (۶۴۴ تا ۶۵۵ع) کے دور خلافت مین جو محصول آتا تہا اسکی رقم ایک کرور بیس لاکہہ کی تہی۔ چند سال کے بعد یہہ آمدنی پچاس لاکہہ کی رہگئی جسکا سبب یہہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہوگئے تہے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبد العزیز (۷۱۷ تا ۷۲۰ع) کے زمانہ مین اس آمدنی مین اور تخفیف ہوئی۔ یہانتک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آیندہ جو لوگ مسلمان ہون وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاوین لیکن صاحبدل خلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا "اگر کل عیسائی مسلمان ہوجاوین تو بھی مین خوش ہونگا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیون مین رسول کرکے بہیجا تہا نہ کہ محصولون کا جمع کرنیوالا"۔[۵] پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیون نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی اور عجلت سے ترک کیا جیسے چوتہی صدی عیسوی مین اسکو اختیار کیا تہا۔ چوتہی صدی عیسوی سے

---

[۱] یحیی نکیو کا یعقوبی بطریق (زمانہ۔ ساتوین صدی عیسوی کا اخیر نصف حصہ) صفحہ ۵۸۴۔ [۲] علامہ مقریزی کے قول کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیان اور مالی نقصان قبطیون کو اٹہانے پڑے وہ ایسے ہین کہ مذکورۂ بالا زمانہ امن کو مورخ فون رانکے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم مجاز نہین۔ فون رانکے لکہتا ہے "مصر کی نسبت ہمکو صاف شہادت ملتی ہے کہ حکومت عرب کے زمانہ مین صدیون تک جو فتح مصر کے بعد گذرین مصر کے باشندے بہت امن کی حالت مین تہے۔" (ویلٹ گشیشتے یا تاریخ عالم جلد ۵ صفحہ ۱۵۳ چوتہی اڈیشن) [۳] یحیی نکیوی صفحہ ۵۶۰۔ [۴] یحیی نکیوی صفحہ ۵۰۱۔ "اب بہت مصریون نے جو جہوٹے عیسائی تہے پاکیزہ مذہب عیسوی کو اور زندگی بخش اصطباغ کو ترک کیا اور مسلمانون کا مذہب جو خدا کا دشمن ہے اختیار کیا اور ...... محمد کو قابل نفرین دین کو قبول کیا۔ انہون نے ان بت پرستون (یعنی مسلمانون) کی غلطیون مین حصہ لیا اور عیسائیون کے خلاف ہتہیار اٹہائے"۔ [۵] دوزی (۲) توم ۱ صفحہ ۲۲۵

پہلے وادی نیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب تہا لیکن قیصر روم دیوکلیتین کے ظلم سے مسیحی شہدا کو جو آزار سہنے پڑے اور انکے معجزات کے قصون کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت غیر[1] کے احکام سے مخالفت کا نتیجہ تہی پیدا ہوئی اور انکو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت اُن شہیدان مذہب کے لیے کُھلی ہے جنہون نے موذیون کے ہاتہون کے نیچے اپنی جانین کہوئین تو ایسا جوش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد ان مین رواج پا گیا۔ ایک مورخ لکہتا ہے "بجاے اسکے کہ وعظ و ہدایت سے جیسا کہ مشرق کے اور ملکون مین ہوا تہا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہون نے عیسائی مذہب کو بیتابانہ جوش و خروش کی حالت مین بغیر وعظ سنے اور بغیر عیسوی دین مین تعلیم پائے اختیار کر لیا۔ نیے مذہب کا سواے اسکے انکو کچہہ علم نہ تہا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تہے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے[2]"

عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین وہ مصر کی عامہ خلائق پر کم قدرت رکہتا تہا۔ دینیات کی اصطلاح مین جنکو عیسائیان مصر کے سرگروہ حکومت روم کے خلاف نفرت و عناد کے ہیجان کے لیے استعمال کرتے تہے انکا مفہوم چند ہی لوگون کو معلوم تہا۔ اور احتمال ہے کہ اہل عرب کے شروع زمانہ تسلط مین اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانون کی جانب سے ایسی مخصوص کوششین نہ تہین جو مصر کے عیسائیون کو اس طرف متوجہ کرتین کہ انکے مذہب مین زیادہ موثر رہنے کی قدرت باقی نہین ہے۔ مذہبًا جس بناء پر یعقوبی عیسائی علحدہ فرقہ کی حیثیت رکہتے تہے یعنی انکے مسائل دین جن پر ثابت قدمی کے لیے اسقدر مدت تک اور نقصان کے ساتہہ انہون نے جد و جہد کی تہی ایسے مسائل پر مشتمل تہے جن مین علم حکمت کے دشوار خواص موجود تہے۔ اور کچہہ شبہہ نہین کہ ان نامختتم مباحثون سے جو اُن کے چارون طرف برپا تہے حیران اور پریشان ہو کر عیسائیون نے ایسا مذہب اختیار کر لیا ہو جسکو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سادے و سریع الفہم کلمہ رجوع مین مختصرًا بیان کر دیا گیا تہا۔ زمانہ مابعد مین خود قبطی کلیسہ مین ایسی تحریک کے آثار دریافت ہوتے

---

[1] کچہہ شک نہین کہ شہیدون کی کثرت سے کل قوم کا حکومت غیر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مین مصروف ہونا ظاہر ہوتا تہا۔ ایلینو صفحہ ۵۸۔ [2] ایلینو صفحہ ۵۷ ۔ ۵۸۔

ہین جو قطعاً اسلامی نہ تہے تو اسلام سے اونکو قریب کا واسطہ ضرور تہا۔ اور ایسی صورت مین جب کوئی اور مسیحی تدارک جسمین اس تحریک کا اظہار ہوتا موجود نہ تہا تو احتمال ہے کہ اس تحریک نے نومسلمون کی تعداد مین زیادتی پیدا کی۔ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین سینٹ انتھونی کی خانقاہ مین (جو اطفیہ کے قریب دریای نیل پر تہی) ایک راہب گذرا جسکا نام بلوطس تہا۔ وہ یہہ شخص مسیحی عقائد کا عالم تہا اور خانقاہی مشرب کے فرائض مین اور کلیسہ کے آئین پر عبور رکہتا تہا۔ لیکن شیطان نے اپنے جالون مین سے ایک جال مین اسکو پہانسا نعوذ باللہ اور اوسکے عقائد ان عقیدون سے مختلف ہوگئے جنکو تین سو اٹھارہ (یعنی مجلس نارسیا کے قسیسون نے ہدایت کیا تہا۔ اس راہب نے ایسے لوگون مین سے جو ارتہودوکس مسیحی دین کا علم اور تعلیم نہ رکہتے تہے اکثر کی طبیعتون کو بگاڑ دیا۔ اوسنے کفر کی تقریرون مین اپنے ناپاک منہ سے یہہ کہا کہ ہمارا خداوند مسیح جسکو جلال ہو مثل اور انبیا کے ایک نبی تہا۔ جب اس سے پوچہا گیا کہ تیرا کیا دین ہے تو اسنے توحید کا معتقد اپنے تئین بتایا۔ بلوطس کے عقائد ایک زمانہ تک جو سنہ ۱۱۲۳ عیسوی مین ختم ہوا شائع رہے۔ اسکے بعد بلوطس مرگیا اور اسکی یاد ہمیشہ کے لیے قطع ہوگئی[1]۔

مسیحی[2] زندگی کا اصول جسکا اعلی سے اعلی ظہور نہایت مذموم قسم کی رہبانیت مین ہوا ایسا نہین تہا کہ اسلام کے فائق تر انسانی اخلاق کی موجودگی مین لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتا[3]۔ قبطیون کی نسبت جنہون نے وقتاً فوقتاً کثرت سے اسلام قبول کیا اہل اسلام کا خیال ہے کہ انکو اور عیسائی قومون کے مقابلہ مین اسلام کیطرف زیادہ میلان ہے۔ اگرچہ اکثر دفعہ قبطیون پر سخت ظلم وستم ہوے لیکن کہا جاتا ہے کہ جو قبطی جبر کے طریقون سے مسلمان کئے گئے انکی تعداد ایسے لوگون کے مقابلہ مین کم تہی جنہون نے برضا و رغبت مذہب تبدیل کیا[4] اور اس زمانہ مین

---

[1] ابوصالح (عیسائی) صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ [2] اسلیبو-صفحہ ۵۲-۵۴ و ۶۹-۷۰ [3] ابوصالح نے چند راہبون کا ذکر کیا ہے جو مسلمان ہوے۔ یہہ رہبان غالباً ان بہت سے راہبون مین سے ہونگے جو مسلمان ہوے اور ابوصالح نے جنکا حال کچہہ نہین لکہا۔ جن راہبون نے دیار کو نقصان نہین پہونچایا یا جو مسلمان ہوکر پہر عیسائی نہین ہوگئے انکا ذکر اس عیسائی مورخ نے نظر انداز کیا۔ (ابوصالح نے رہبان کے مسلمان ہونیکا ذکر ضمنی طور پر کیا ہے کیونکہ اسکا موضوع تحریر کنائس اور دیار کا حال ہے) صفحہ ۱۴۲-۱۴۳ [4] لین

بھی جبکہ اسلامی ملکوں میں مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے ہر سال قبطیوں میں سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہیں[۵۱] - مگر اسمیں شبہہ نہیں کہ قبطی عیسائیوں کی تعداد کو کم کرنے میں ظلم اور سختیوں نے بڑا حصہ لیا - اور یعقوبی کلیسہ مصر کی داستان الم کہ خود عیسائیوں[۵۲] اور مسلمانوں نے اوسپر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے - اکثر عیسائیوں نے بھاری محصولوں اور ناقابل برداشت ذلتوں سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑا - ان مصائب کے لحاظ سے جو فرق قبطیوں اور شام اور فلسطین واندلس کے ہمعصر عیسائیوں میں تہا اسکی تصریح خود قبطیوں کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے - سلطنت روم کی خود مختاری اور امور دینیہ میں اسکی مطلق العنانی نے قبطیوں کے حامیوں کو مضبوط فریق بنا دیا تہا جسکو اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی رومی عیسائیوں کی اطاعت کی طرح ناگوار تہا - سنہ ۶۴۳ عیسوی میں قبطیوں نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی اور کچھ عرصہ کے بعد عربوں کو اسکندریہ سے نکال دیا - اور شہر کے دروازے رومی عیسائی سپاہ کے لیے کہول دیے مگر اس حال میں بہی رومیوں نے بدقسمت قبطیوں کو اپنا دشمن تصور کیا - کیونکہ وہ اس بات کو نہیں بہولے تہے کہ پہلے قبطیوں نے مسلمان لشکر کشوں کا خیر مقدم کیا تہا - غرض یہہ پہلی بغاوت ان مفسدوں اور ہنگاموں کے سلسلہ کی تہی جو قبطیوں نے برپا کیئے[۵۳] - ان ہنگاموں کو محصول کی سختی سے اکثر اشتعال ہوا جنکی پاداش میں خوفناک سزائیں انکو اوٹہانی پڑیں اور مصر کے یعقوبی عیسائیوں کی حالت ایسی دشوار بسر ہو گئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک میں کسی مسیحی قوم کی نہ تہی - لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانوں کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکہتا ہے نہ کہ اس کتاب سے - بہرنہج یہہ فرض نہیں کرنا چاہیئے کہ قبطیوں

---

۵۱ لونگیے (۱) پہلی جلد صفحہ ۳-۳۵ ۵۲ قبطیوں کو محصول کی زیادتی کی شکایت پہلی دفعہ اوسوقت ہوئی جبکہ شمالی مصر کے عیسائی حاکم میناس نے شہر سکندریہ سے بجائے بائیس ہزار طلائی سکوں کے جنکو عمرو ابن العاص نے محصول قرار دیا تہا تینتیس ہزار پچیس طلائی سکے وصول کیے (دیکھو نکیوی صفحہ ۵۸۰) رینودو (صفحہ ۱۶۹) لکھتا ہے کہ ارتھوڈوکس فرقہ کے قیوس کا جب پہر دورہ ہوا تو اسلامی فتوحات مصر کے تہتر برس بعد قبطیوں نے ان عیسائیوں کے ہاتہوں بہی ہی ظلم اوٹہائے جو مسلمانوں نے کیئے ۵۳ مقریزی نے قبطیوں کے پانچ اور ہنگاموں کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہوسکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی میں گذرے - مقریزی (۲) صفحہ ۷۶-۸۲ -

کی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی رہی - بلکہ اسکے خلاف ایسے زمانے آئے کہ انکو ثروت ہوئی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے - سرکاری دفترون[1] مین معتمد اور محرر مقرر ہوے ملک کے محصول کا ٹھیکہ انکو دیا گیا[2] - اور بعض صورتون مین انہون نے دولت خوب جمع کرلی[3] - قبطی کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالین مسیحی علما کی دریافت ہوتی ہین جنپر سلاطین مصر نے اپنے وقت مین بہت التفات ظاہر کیا - اور ان سلاطین مین سے اکثر کے دور حکومت مین عیسائیون کو نہایت درجہ امن میسر رہا[4] - مصر کے کلیسہ کا یہہ زمانہ امن تہا کہ ایک واقعہ جس سے بہت عیسائی مسلمان ہوگئے پیش آیا -

سلطان صلاح الدین (١١٦٩-٩٣ء) کے عہد حکومت مصر مین اس صلح کل بادشاہ کے ظل حمایت مین عیسائی بہت خوش حال تہے - اُن پر جو محصول جاری ہوے تہے وہ کم کردیے گئے - اور بعض بالکل موقوف ہوے - سرکاری دفترون مین عیسائی ہجوم کر آئے اور معتمد - محاسب اور رجسٹرار کے عہدون پر کثرت سے مقرر ہوے - تقریباً ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے جانشینون کے زمانہ مین عیسائیون کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر رہا کہ خدام کلیسہ کی خواری اور رشوت ستانی کے سوای انکو کسی بات کی شکایت نہ تھی - کلیسہ مین منصب فروشی کا دستور بہت ترقی پکڑ گیا تہا - اور قسیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگون کے ہاتہہ بیچا جاتا تہا - اس منصب کے امیدوار باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علٰحدہ رکہے جاتے تہے کہ قسیس کو اپنی تقرری کے وقت جو روپیہ دینا ہوتا تہا اسکو وہ ادا نہ کرسکتے تہے - نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائیون کی دینی اور اخلاقی تعلیم کیطرف سے بالکل غفلت ہونے لگی - اور مسیحی زندگی مین قابل افسوس تنزل ہوئی[5] کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوئی کہ جب یحیی یعقوبیون کا چہتروان بطریق مرا اور ١٢١٦ عیسوی مین اسکی جگہہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوئی تو اس موقع پر فریقان مقابل نے اپنے

---

[1] رنود و صفحہ ۹۸ و ۴۷ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ - [2] رنود و صفحہ ۶۰۳ - [3] رنود و صفحہ ۴۳۲ و ۶۰۷ - سفرنامہ ناصر خسرو چارلس شیفر صفحہ ۱۵۵-۱۵۶ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۱ء) [4] رنود و صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۵ و ۲۴۱ و ۳۴۳ و ۳۴۵ [5] رنود و صفحہ ۳۸۹ -

اپنے امیدوار کی فضیلت حقوق مین تقریباً بیس برس تک سخت مجادلہ و مباحثہ رکھا اور اس رنج افزا فضیحت کا اور اپنے شرمناک مناقشون کے مضر نتایج کا خیال نہ کیا بلکہ بیس برس تک سینہ زوری اور سنگ طینتی سے اس حریفانہ شور و شغب کو قائم رہنے دیا۔ اکثر موقعون پر سلطان وقت نے کوشش کی کہ فریقین مین کسی طرح مصالحت ہو جاوے۔ عیسائیون نے تین ہزار اور پانچ ہزار اور دس ہزار اشرفیون تک بادشاہ کو رشوت مین دینی چاہین تاکہ رعب حکومت سے اُنکے امیدوار کا انتخاب ہو جاوے۔ لیکن سلطان نے انکار کیا بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنے جھگڑون کو کسی طرح طے کرلین اور آپس مین رضامند ہو جاوین سلطان نے وہ روپیہ بھی معاف کر دیا جو نیے منتخب بطریق کو حسب دستور ادا کرنا ہوتا تھا۔ مگر یہہ سب کوششین عبث تھین۔ اس بیس برس کے عرصہ مین اسقف (بشپ) کے اکثر علاقے خالی ہوے۔ لیکن جو اساقف و قسیس مرے انکی جگہہ دوسرا آدمی مقرر نہ ہو سکا۔ سینٹ ماکاریوس کی خانقاہ مین فقط چار قسیس رہ گئے تھے حالانکہ اخیر بطریق کی زندگی مین انتی قسیس سے زیادہ موجود تھے[۵۱]۔ مغربی علاقہ مطران کے عیسائیون کی طرف سے ایسی غفلت ہوی کہ وہ سب مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ مذکورۂ بالا حالات کے سوای جنکو قبطی کلیسہ کے ایک مورخ نے تحریر کیا ہے ہمارے پاس اور کوئی ذخیرۂ معلومات ایسا نہین جس سے خود اہل اسلام کے مساعی دریافت ہون جو انہون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین صرف کیے۔ اسمین بہت کم شبہہ ہے کہ مسلمانون کی جانب سے اس قسم کی کوششین عمل مین آئین کیونکہ مذہبی مناظرون اور ادیان متقابل کے محاسن پر تحریری بحثون مین عیسائیون کا مصروف ہونا تحقیق ہوتا ہے[۵۳]۔ اِن عیسائیون کا مذہب تبدیل کرنا جبر و اکراہ کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ

[۵۱] رنودو صفحہ ۵۶۰ و ۵۱۰ و ۵۴۳ – ۵۷۵ – [۵۲] ونسلیبن صفحہ ۳۰ – ونسلیبن نے مختلف صورت حال مین ایک ورثال جزیرۂ قبرس مین قبطی کلیسے کے تنزل کی بیان کی ہے – یہہ کلیسہ پہلے یعقوبی بطریق (اسکندریہ) کے علاقہ مین تھا۔ ارتھودوکس مسیحی قسوس جو قیصران روم کی امان مین تھے انہون نے یعقوبیون پر قبرس مین ایسے ظلم کیے کہ یعقوبی بطریق اپنے فرقہ کے قسوس کو اس بات پر آمادہ نہ کر سکا کہ وہ قبرس مین جاوین پس جسقدر رقبطا اس جزیرہ مین تھے انہون نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا مجلس کلیسیدن کے عقیدہ کو (یعنی ارتھودوکس مسیحی مذہب کو) تسلیم کیا اور قبطیون کے یعقوبی گرجا جزیرہ قبرس مین بند کر دیے گئے – ونسلیبن صفحہ ۳۱ – [۵۳] رنودو صفحہ ۲۷۰

صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ مین بطریق کا منصب خالی پڑا رہتا تو عیسائیون کو اپنے مذہب کی علانیہ پیروی مین تمام و کمال آزادی تھی۔ اور انکو اجازت تھی کہ گرجاؤن کی مرمت کرین بلکہ نیے گرجا بھی تعمیر کرین۔ جو قیدین اُنپر ایسی تھین کہ گھوڑون اور خچرون پر سوار نہون اُن سے بھی اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ رہبان و قسیس جزیہ سے بری ہوے اور خاص اختیارات بھی انکو ملے[۵۱]

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ (جس مین منصب بطریق خالی رہا) کس حد تک قبطی عیسائیون کے مسلمان ہونیکا باعث ہوا مسیحی دین کیطرف سے ایسی غفلت کی مثال دو کیاپچی مشنریون نے بیان کی ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی مین دریای نیل کے کنارے لکسر تک سفر کیا۔ ان مشنریون کو دریافت ہوا کہ لکسر کے قبطیون مین کوئی قسیس موجود نہین ہے اور اُن مین سے بعض لوگون کو پچاس برس ہوتے آیے ہین کہ انہون نے رسم قربانی نہین ادا کی اور مسیحی عشا مین شریک نہین ہوے[۵۲]۔ پس ایسی حالت مین قبطی عیسائیونکی تعداد مین کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسہ مسیحی مذہب مین نہ رہا۔ یہہ کلیسہ اسکندریہ کے بطریق کو اپنا افسر کہتا تھا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے ہین۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین نوبیہ کے لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب عربون نے مصر فتح کیا تو یہہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگون اور عربون مین ایک عہدنامہ ہو گیا تھا جسکے بموجب ہر سال تین سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ کے لوگ عربون کو بھیجتے تھے اور عرب اسکے معاوضہ مین غلہ روغن اور کپڑے روانہ کرتے تھے۔ خلیفہ معتصم (۲۱۸-۲۲۷ھ ۸۳۳-۸۴۲ء) نے اپنے عہد حکومت مین نوبیہ کو سفارت روانہ کی تا کہ اس عہدنامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دار الخلافہ مصر مین آیا۔ بہت تزک و احتشام سے

---

[۵۱] رنودو۔ صفحہ ۵۷۵ — [۵۲] رلاسیون دو ویاژ دو سعید فیت این ۱۶۶۸ ا یار پردتے اے جال فرانصوی دو رپیان۔ صفحہ ۳۔ (ایتونو۔ دوسری جلد)

اوسکا استقبال ہوا اور بیشبہا تحائف دیکر رخصت کیا گیا[۱] بارہوین صدی عیسوی مین نوبیہ کے کل باشندے عیسائی مذہب رکہتے تہے[۲]۔ اور باوجود متعدد عزیمتون کے جو مصر سے روانہ کی گئین وہ بدستور خود مختار رہے[۳]۔ ۱۲۷۵ء مین بادشاہ نوبیہ کی بہتیجے نے سلطان مصر سے کچہہ سپاہ طلب کی تاکہ چچا سے بغاوت کرنے مین مدد ملے۔ چنانچہ اس سپاہ کی مدد سے بہتیجے نے چچا کو تخت سے اوتار دیا اور کمک کے معاوضہ مین ملک نوبیہ کے دو شمالی صوبجات سلطان مصر کے نذر کرنے پڑے۔ چونکہ ان صوبون کے باشندون نے اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہا اس لیے فی کس ایک دینار کا سالانہ محصول اُنپر جاری ہوا[۴]۔ لیکن مسلمانون کی یہہ حکومت عارضی تہی کیونکہ صوبجات مفوضہ کے لوگ پر جلد خود مختار ہو گئے[۵]۔

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین ابن بطوطہ[۶] نے لکہا ہے کہ نوبیہ کے باشندے اسکے زمانہ تک عیسائی تہے۔ سلطان ناصر کے عہد مین (جس سے غالبًا ناصر ابن قلاون سے مراد ہے جو مصر کے سلاطین مملوک مین سے تہا اور جس نے ۱۳۴۱ء مین انتقال کیا) نوبیہ کے خاص شہر ڈنگولہ[۷] کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تہا مسلمانون نے نوبیہ کو پندرہوین صدی تک اکثر معرکے کیے۔ لیکن دریای نیل کے پہلے آبشار سے آگے جہان تک اخیر قلعہ تہا وہ اپنی فتوحات کو ترقی نہ دے سکے[۸]۔ حالانکہ عیسائی مذہب کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیل کے کنارے جنوب مین سنار تک شائع ہو گیا تہا۔ لیکن احتمال یہ ہے کہ نوبیہ مین اسلام کی ترقی مسلمان تاجرون اور اور لوگون سے جو وہان آمد و رفت رکہتے تہے

۱ کرونیون دے یکل لے گرانڈ صفحہ ۲۷۲-۲۷۳ ۲ ادریسی صفحہ ۳۲ ۳ مقریزی (۲) توم دوسرا حصہ صفحہ ۱۳ ۴ مقریزی صفحہ ۱۲۸-۱۳۰ ۵ برخارت (۱) صفحہ ۴۹۲ ۶ برخارت چوتہی جلد صفحہ ۳۹۶ ۷ سلاتین یا بیشانی ایک واقعہ بیان کیا ہے جو ڈنگولہ کے عربون مین مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان عربون کے گسٹی گ نے اس شہر کو بنایا تہا اور اسکا نام بہی اپنے نام پر رکہا تہا۔ (لیکن یہ بات ناممکن ہے کیونکہ قدیم مصر کے زمانہ مین یہ شہر موجود تہا چنانچہ مصر کی قدیم کتبون مین اسکا ذکر ہے۔ (دیکہو ودیمن دی ٹن رٹن دوسری جلد صفحہ ۵۸) ان عربون کی قول کے مطابق انکا مورث اعلی ڈنگل اگرچہ ابتدا مین غلام تہا لیکن ترقی کرکے وہ نوبیہ کا بادشاہ ہوا مگر بادہ نیسا قبطی بطریق کا باجگزار تہا۔ اس بطریق کا علاقہ سنار اس اور دریا کے موجودہ شہرون کے بیچ مین واقع تہا۔ (سوڈان مین آگ اور تلوار صفحہ ۱۳ مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ عیسوی۔

۸ ابن سلیم الاسوانی منقولہ مقریزی۔ کتاب الخطط۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۹۰۔

ہوتی رہی۔ (پندرہوین صدی عیسوی کے شروع زمانہ مین) علامہ مقریزی نے اشاعت مذہب کے[1]
لطیف واقعات مین سے جنکو مصنفین عرب شاذ لکھتے ہین ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ
کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دلچسپ ہے کیونکہ اوسمین ایک داعی اسلام کا نقشہ
جبکہ وہ تبلیغ مین مصروف تہا ہو بہو دکہایا گیا ہے۔ جس نومسلم کا ذکر اس قصہ مین ہے اگرچہ
پہلے وہ عیسائی نہ تہا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تہا تاہم اوس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ
پندرہوین صدی مین اسلام قبول کرنیکا واقعہ نوبیہ مین پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ
نوبی سردار مقرہ سے اسنے ملاقات کی۔ مقرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے
جو دریای نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اوسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو
اوسنے جواب دیا کہ میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنیوالا
ایک ہے اور اوسکے رہنے کی جگہہ آسمان پر ہے"۔ جب کبہی مینہ نہین برستا یا ہم مین یا
ہمارے مویشیون مین وبا پہیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑہ جاتے
ہین اور وہان خدا سے دعا مانگتے ہین۔ خدا ہماری دعاون کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اترنے
نہین پاتے کہ ہماری ضروریات مہیا ہو جاتی ہین۔ جب مقرہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبہی کوئی
بنی اون پاس نہین بہیجا تو ابن سلیم نے اسکے سامنے حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوے
مقرہ نے جواب دیا۔ "انہون نے جب یہ معجزات کیے تو ضرور سچائی انکے ساتہہ تہی۔ اگر
انہون ایسا کیا تو ان پر مین یقین کرتا ہون"۔

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ مین اور بتدریج عیسائی مذہب سے اسلام کی طرف آ لیے۔
انکے کلیسہ کی روحانی زندگی نہایت ادنی ہو گئی تہی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک
ان مین پیدا نہین ہوی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیساؤن سے انکا تعلق قطع ہو گیا

[1] مقریزی کتاب الخطط پہلی جلد صفحہ ۱۹۳۔

اس لیے یہ مقتضای قدرت تہا کہ روحانی شوق کی تسکین کے لیئے وہ اسلام کو تلاش کرتے جسکے پیرو مدت سے شاہد چلے آتے تہے کہ اسلام اُن مین زندہ قوت ہے اور ایسا دین ہے جس نے نوبیہ کے باشندون مین سے بہی بعض کو اپنا معتقد کیا ہے۔ سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۶ء تک ایک پرتگیزی پادری نے حبشہ مین سفر کیا اور ہمارے علم کے لیئے ایک کیفیت اُس وقت کی لکہہ گیا جس مین نوبیہ کے لوگ انقلاب مذہب کی حالت مین تھے۔ اس شخص نے لکہا ہے کہ نوبیہ کے رہنے والے نہ عیسائی تہے نہ یہودی نہ مسلمان۔ یہہ لوگ بغیر دین و آئین کے رہ گئے تہے مگر اس حال مین بہی "انکو عیسائی بننے کی آرزو تہی" اپنے قسیس کی غلطیون سے وہ جہالت مین ڈوب گئے تہے۔ اور اب اُن مین اسقف اور قسیس کوئی باقی نہ تہا۔ پس انہون ایک سفارت جس مین چہہ آدمی تہے حبش کے بادشاہ کے پاس روانہ کی اور درخواست کی کہ رہبان اور قسیس انکی تعلیم دین کے لیئے بہیجے جاوین۔ لیکن بادشاہ نے یہ درخواست اس بنا پر منظور کی کہ بطریق اسکندریہ کی بلا اجازت وہ ایسا نہین کرسکتا۔ اور چونکہ اس سے اجازت حاصل نہ ہوسکی اس لیے بدقسمت سفیر اپنے ملک کو نامراد واپس آئے[۵۱]۔ اسی پرتگیزی کو ایک عیسائی سے جسنے نوبیہ مین سفر کیا تہا یہ خبر ملی کہ اسکے زمانہ سفر مین ڈیڑہ سو گرجا اس ملک مین موجود تہے۔ اور ہر گرجا مین مسیح مصلوب اور مریم عذرا اور اور مسیحی اولیا کی تصویرین دیوارون پر نظر آتی تہین تمام قلعجات مین جو ملک مین جابجا تہے گرجا موجود تھے[۵۲]۔ سترہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے عیسائی مذہب نوبیہ سے بالکل مفقود ہو گیا جسکی وجہ تہی کہ "قسیس نہ تہی"۔ لیکن گرجا جو بند پڑے تہے ابہی تک ملک مین موجود تہے[۵۳]۔ نوبیہ کے لوگ اسلام کے قوی اثر سے مغلوب ہوکر مسلمان ہوگئے اور بلاشبہہ ایسے مسلمانون کی داعیانہ کوششون نے

[۵۱] الدر لی کے لارڈ سٹینلی ڈی الوارز کی ترجمہ مین جسکو پرتگیزی زبان سے لارڈ موصوف نے کیا بادشاہ حبش کا جواب اسطرح بیان ہے "انہی سفیرون سے کہا کہ خود میری ملک مین ابونا اسلامی ملک سے آتے ہین یعنی بطریق اسکندریہ انکو روانہ کرتا ہے...... پس ایسی حالت مین جبکہ یہ لوگ دوسرون کی بہیجے ہوئے اس ملک مین آتے ہین تو وہ دوسرون کی لیے رہبان و قسیس کیسے بہیج سکتا ہے" صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ لندن

[۵۲] "پرتگیزی ایلچی کی خدمت مین حبشہ کا سفر" مصنفہ فرانسسکو الوارز (سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۷ء) راموسیو - توم ۱ صفحہ ۲۵۰-۲۰۲

[۵۳] ونسلین صفحہ ۳۰

بھی جو صدیون پہلے سے اس ملک مین سیر و سفر کیا کرتے تہے اس نتیجہ کو زیادہ تر پیدا کیا۔ نوبیہ کے شمال مین مصر تہا جہان سے اہل عرب نے منبع نیل کیطرف بڑہ کر دریا کے کنارے کنارے حکومت قائم کی تہی[51]۔ جنوب مین بلیو قوم کی اسلامی عملداری تہی جو نوبیہ کو حبش کے ملک سے جدا کرتی تہی — سولہوین صدی کے شروع مین بلیو کی قوم باوجود مسلمان ہونے کے حبش کے عیسائی بادشاہ کی معاون و باجگذار تہی[52]۔ اور اگر یہ قوم وہی ہے جسکو بلیون لکہا گیا ہے اور جسکا حال بارہوین صدی عیسوی مین مؤرخ ادریسی نے لکہا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ قوم باجا کے ساتہہ (جسکو جزیرہ میرو کا باشندہ کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب رکہتی تہی[53] تو احتمال ہے کہ قوم بلیون باجا کی قوم سے صرف چند سال پہلے مسلمان ہوی۔ باجا کے لوگ فنج کی اسلامی عملداری مین اسوقت شامل کر لیے گئے جب سنہ ۱۴۹۹ اور سنہ ۱۵۲۰ عیسوی مین اس عملداری نے جنوب سے لیکر نوبیہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی زبردست ریاست قائم کی۔ جسوقت احمد گرانی کے لشکر نے حبشہ پر چڑہائی کی اور جنوب سے شمال کی طرف ملک کے بیچ سے رستہ کرتا ہوا نکلا تو سنہ ۱۵۳۴ء مین احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگا یا مازاگا کی سپاہ ایک جگہہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک مین بہی جو حبشہ اور سنار کے وسط مین واقع تہا اسلامی عملداری تہی لیکن وہ حبشہ کی باجگذار تہی سلطان مازاگا کے لشکر مین پندرہ ہزار نوبی سپاہی تہے اور جو کیفیت انکی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تہے[54]۔ نوبیون کے تبدیل مذہب کا حال جو اوپر بیان ہوا اجستہ جستہ ہے اور کافی نہین لیکن جسقدر حالات سے انکی خود مختارانہ خصلت و جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہین کہ جبتک عیسوی مذہب اُن مین زندہ رہا وہ اوسکے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا و رغبت سے عمل مین آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبہی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندون مین اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہین۔ حبش کے لوگون نے نوبیون سے دو صدی پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تہا۔ اور نوبیون کی طرح یعقوبی کلیسہ کے

[51] برخارت (۱) صفحہ ۱۳۲ [52] الوارز صفحہ ۲۵ [53] ادریسی صفحہ ۳۲ [54] زطینی۔ صفحہ ۵۷ اور غیرہ وغیرہ۔

پیرو تھے۔

بحیرہ احمر کی سمت سے جسکے مغربی سواحل حبش کی سلطنت مین شامل تھے اہل عرب کے گروہ وطن چھوڑ کر حبشہ مین داخل نہین ہوے بلکہ جب ملک عرب مین اسلام شائع ہو گیا تو صدیون کے بعد یہ واقعہ پیش آیا دسوین صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے ساحلی شہرون مین آباد ہوے۔ لیکن بارہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر ایک مسلمان سلطانی خاندان کے قائم ہونے سے سلطنت حبش کے چند حصہ جو ساحل بحر احمر پر تھے اسکے قبضہ سے نکل گئے۔ سنہ ۱۳۰۰ عیسوی مین ایک داعی اسلام جسکا نام ابو عبد اللہ محمد تھا حبشہ مین پہنچا اور لوگون کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ دوسرے برس دو لاکھ آدمیون کی سپاہ نے حاکم امہرہ پر کئی دفعہ حملہ کیا[1]۔ چودہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر خانہ جنگیون کی وجہ سے ملک پرآشوب ہوا۔ چنانچہ عربون کی بستیان جو بحیرہ احمر کے مغربی کنارون پر تھین کل ساحل کی مالک بن گئین اور حبش والون کو ملک کے وسط مین ہٹا دیا۔ سولہوین صدی کے شروع زمانہ مین اول کی زبردست اسلامی عملداری جو حبش کی حدود اور بحیرہ احمر کی جنوبی حد کے درمیان واقع تھی اور اور کئی ریاستین عیسوی سلطنت حبشہ کی سخت دشمن تھین لیکن ایسی صلح پسند ریاستین بھی موجود تھین جو بر پیستر یحییٰ یعنی حبش کے بادشاہ کی معاون اور باجگزار تھین۔ مثلاً ماسوہ مین ایسے عرب تھے جو حبشی سردارون کے گلون کو چرتے تھے۔ یہہ حبشی سردار تیس تیس چالیس چالیس کے غول مین مع اہل وعیال کے خانہ بدوش رہتے تھے۔ اور ہر غول کا ایک عیسائی ”سالار“ ہوتا تھا[2]۔ بعض مسلمانون کا ذکر ہوا ہے کہ بادشاہ حبش کی ملازمت مین تھے اور بادشاہ نے انکو بڑے عہدون پر مقرر کیا تھا[3]۔ ان مسلمانون مین سے بعض تو اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے ملک کے دین مروجہ (یعنی عیسائی مذہب) کو اختیار کر لیا۔ یہہ بات معلوم کرنی دشوار ہے کہ یہہ اسلامی گروہ کس مراد سے سلطنت حبش کے باجگزار تھے۔

لہ مقریزی - (۲) توم ۲- دوسرا حصہ صفحہ ۱۸۲ ۔ ۲لہ الوارز (رہوسیو - توم اصفحہ ۲۱۸ و ۲۳۲ و ۲۴۹) ۳لہ زطینی صفحہ ۳۲ و ۹۲۔

ادیا کے مسلمان علاوہ خراج کے بادشاہ حبش کو ہر سال ایک بن بیاہی جوان عورت بھیجتے تھے جو عیسائی کر لی جاتی تھی - یہہ رسم ایک قدیم عہدنامہ کے بموجب جاری تھی اور بادشاہ نے ہمیشہ خیال رکہا کہ مسلمان اس رسم کے پابند رہین کیونکہ بادشاہ اُن سے زبردست تہا[۵۱] علاوہ اسکے مسلمانون کو ہتیار رکہنے اور لباس جنگ پہننے کی ممانعت تہی اور حکم تہا کہ اگر گہوڑون پر سوار ہون تو زین نہ لگائین - مسلمان کہتے تہے کہ ان احکام کی ہمنے ہمیشہ پابندی کی ہے تاکہ بادشاہ ہمکو قتل نہ کرے اور ہماری مسجدون کو جلا نہ دے - ہر برس حبشہ کا بادشاہ جوان عورت کے لیے لینے آدمی بہیجتا ہے - ہم اس عورت کو لیجاتے ہین اور غسل دیتے ہین اور بستر پر لٹا کر اسکو چادر سے ڈہک دیتے ہین - تب ہم دعائیں پڑہتے ہوئے جو میت کی دیجاتی ہین اسکو گہر کی دراز تک لیجاتے ہین اور پہر بادشاہ کے آدمیون کے حوالے کر دیتے ہین اور یہی کیا ہمارے آبا نے اور ہمارے اجداد نے ہمسے پہلے[۵۱]-

مسلمانون کی باجگزار ریاستین خاصکر نشیبی ملک مین تہین اور یہہ نشیبی ملک سلطنت حبش کی شمالی سرحد بحیرۂ احمر سے مغرب کی سمت مین سنار تک قائم کرتا تہا[۵۲] اور جنوبی سمت مین حبش کے جنوب مشرق تک پہیلا ہوا تہا[۵۳] - اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہے کہ ان ریاستون کے مسلمانون نے جو عیسائیون سے ملاپ رکہتے تہے عیسائیون پر کیا اثر پہونچایا اور اوس زمانہ مین بہی موجودہ صدی کی طرح انہون نے عیسائیون کو مسلمان کیا یا نہین - مگر یہ بات یقینی ہے کہ جب ۱۵۲۸ء سے ۱۵۴۳ء تک اول کے خودمختار بادشاہ احمد گراگنی نے (جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنجو کے قسیس کا بیٹا تہا اور اس قسیس نے ترک وطن کر کے آدیون کے ملک مین اسلام قبول کیا[۵۴]) ملک حبش پر چڑہائیان کین تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت احمد کے فتحمند لشکر کے ساتہہ ہو کر مسلمان ہو گئے - اور گو بعض اضلاع کے عیسائیون نے

۵۱ زطینی - صفحہ ۱۲۷ - ۵۲ زطینی صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۵۳ زطینی - صفحہ ۱۱ و ۱۴ و ۵۲ و ۱۲۷ -

۵۴ پلاوڈن - صفحہ ۳۶ -

جزیہ دینا مناسب سمجہا۔[۵۱] مگر اور عیسائیون نے فاتحون کا دین قبول کر لیا۔[۵۲] ایک ہمعصر مورخ لکہتا ہے کہ بعض صورتون مین یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تہا۔ اور اونکی طرف سے شبہہ تہا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوے ہین یا نہین[۵۳]۔ لیکن ظاہرا یہ کیفیت عام نہ تہی بلکہ اکثر اضلاع مین عیسائی اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ اسلام قبول کرنا ملک مین عام تحریک نظر آئی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوے انہون نے بلاشبہہ اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ اور اس غرض سے کہ انکے ماتحتین بہی انکی تقلید کرین انہون نے صرف اپنے ذاتی رسوخ اور ترغیب کی تدبیرون سے کام لیا ہوگا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تہے[۵۴] اور اس لیے تبدیل مذہب انکے لیئے زیادہ دشوار کام نہ تہا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب مین وہ مسلمان سردار زیادہ ممد و معاون ہوے جو بادشاہ حبش کی ملازمت مین داخل ہو چکے تہے اور ایسے عیسائیون نے بہی جو سابق مین مسلمان تہے اس کام مین مدد دی ور مسلمانون کی لشکر کشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب ور عیسائی بادشاہ کی طاعت کو فوراً ترک کرکے پہر مسلمان ہو جاوین[۵۵]۔

اس قسم کے لوگون مین سے ایک سردار نے سنہ ۱۵۳۱ عیسوی مین احمد گراگنی کے نام مفصلہ ذیل خط لکہا "مین پہلے مسلمان تہا۔ لوگ مجہہ کو قید کرکے لیگیئے اور زبردستی عیسائی کر لیا۔ لیکن ہمیشہ مین دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب مین تیرے اور دین محمدی کے قدمون مین اپنے تئین ڈالتا ہون۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچہہ گذرا اسکو فراموش کر کیونکہ اب مین تجہپر اور اپنے خدا پر لوٹتا ہون۔ جو سپاہی میرے تحت مین ہین وہ بادشاہ حبش کے ہین لیکن مین احتیاط سے اور رفتہ رفتہ انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دونگا۔" غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تہی اُسکے بڑے حصہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہہ لوگ

---

[۵۱] زطینی صفحہ ۱۵۵-۱۶۶ و ۱۷۲ [۵۲] زطینی - باسم [۵۳] زطینی صفحہ ۳۷ و ۴۸ و ۸۵ و ۱۱۳ [۵۴] زطینی صفحہ ۴۲ - [۵۵] زطینی صفحہ ۱۷ و ۴۹ و ۷۷ و ۱۱۱ و ۱۶۰

عورتون اور بچون سمیت بیس ہزار تھے[۱]۔

حبش کے لوگون نے پرتگیزون کی مدد سے اسلامی فاتحون کے جوئے کو اُتار پھینکا اور سنہ ۱۵۴۳ عیسوی مین احمد گرا گنی بھی مارا گیا۔ بہرحال ملک حبش مین اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولھوین صدی کے باقی حصہ اور سترھوین صدی مین ملکی معاملات کی برہم حالت نے موقع دیا کہ اسلام ملک مین قائم رہے۔ مسیحی کلیسہ آپس کی لڑائیون مین مصروف تھے اور ایسے مذہب کی طرف جو دونون کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے۔ فرقۂ یسوعی اور جاثلیق کے مشنریون کی کامیابی نے جو حبش والون کو اپنے مذہب مین شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم ونسق ملکی مین پرتگیزون کے دخل نے حبش کے عیسائیون مین ان لوگونکی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا۔ اور فی الواقع باہمی عناد کو اسقدر ترقی ہوی کہ بعض حبشی سردارون نے صاف کہدیا کہ پرتگیزون سے اتحاد رکھنے کی جگہہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کرلین گے[۲]۔ مذہب کے بچاؤ اور ملک کی حمایت مین یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوی کہ سنہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگون نے پرتگیزون اور غیر ملک کے عیسائیون کو اپنے ملک سے خارج کیا۔ اس واقعہ کے بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بدنظمی کی ہوگئی کہ قوم گالا کے چند گروہون نے اوس سے نفع اُٹھایا اور حبش کے بالکل وسط مین پہونچ گئے جہان انکی بستیان ابتک موجود ہین۔

مذکورۂ بالا زمانہ مین جو ترقی اسلام کو ہوی اسکا اندازہ سترھوین صدی کے ایک سیاح کی تحریر سے ہوتا ہے۔ یہہ شخص لکھتا ہے کہ اوسکے وقت مین پیروان اسلام حبش کے کل ملک مین موجود تھے اور انکی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی[۳]۔ اٹھارھوین صدی مین دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگون نے جابجا اسلام

[۱] زطینی صفحہ ۱۷۰، ۱۷۲۔ [۲] یوبی لودلفی او سلام ہٹوریا ایتھوپیکا م کیپٹاروس صفحہ ۴۷ ہم (مطبوعہ فرینکفرٹ سنہ ۱۶۹۱ء)۔ [۳] ہستویر دے لاوت ایتیوپے پار مانوئل دالمیڈا صفحہ ۷۔ (تیونو۔ دوسری جلد)

قبول کیا - چونکہ ملک مین مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تہا اس لیے چہوٹے چہوٹے خود مختار
سردارون کو قوت ہو گئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو آئین سلطنت کی رو سے عیسائی
مذہب کا پیرو ہونا لازم تہا ان سردارون مین سے اکثر کو مسلمانون کے ساتہہ بہت ہمدردی تہی
مسلمانون نے بہی اس شوق مین کہ خود مختاری کا درجہ حاصل کرین اپنے مذہب کو جسمین پیدا ہوے
تہے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہو گئے ہین تا کہ اعیان ملک کے طبقہ مین شمار ہون اور
حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہو کر انہون نے اپنا رسوخ تبلیغ اسلام مین صرف کیا لیکن اسلام کی اشاعت
مین کامیابی کا خاص سبب یہہ تہا کہ حبشی عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان اخلاقی برتری
رکہتے تہے - رویل لکہتا ہے کہ حبش کے سفر مین اسنے اکثر یہ بات دیکہی کہ جب کوئی
منصب ایسا خالی ہوا کہ جسکے لیے معتمد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوی تو ہمیشہ
مسلمان منتخب ہو کر مقرر ہوا - عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان زیادہ چست اور محنتی تہے -
ہر ایک مسلمان اپنے بیٹون کو پڑہنا لکہنا سکہاتا تہا لیکن عیسائیون کے بچے اسی وقت
تعلیم پاتے تہے جبکہ ان کو قسیس بنانے کی خواہش ہوتی تہی[۵۲] مسلمانان حبش کا اخلاقی
حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکہنا اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ کس طرح مسلسل لیکن دیر
مین موجودہ اور گذشتہ صدی مین اسلام نے حبش کے ملک مین ترقی کی - حبش کے
قسیسون کی خرابی و جہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادون نے اسلامی آثار کو
بلا مزاحمت ملک مین اپنا کام کرنے دیا - مسٹر پلاوڈن نے جو سنہ ۱۸۴۴ء سے سنہ ۱۸۶۰ء تک
حبش مین انگلش سفیر رہے ہین جہان قوم ہبب کا ذکر کیا ہے جو کاشتکار قوم ہے اور ۱۶ درجہ

[۵۱] ماسایا - دوسری جلد - صفحہ ۲۰۵ - ۲۰۶ - "ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ جب مسیحی دین قبول کرنے مین ان لوگونکی غرض حکومت کا
حاصل کرنا تہا تو وہ اس مذہب کے صرف ظاہر مین پابند ہونگے - نو مسلم البتہ دل سے اور رسوم مین پکے مسلمان تہے اس وجہ سے
ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنہون نے حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا اس کے تہہ کو پہونچے تو انہون نے مسلمانون کو
اپنی گرد و پیش کہا اور ملکی عہدون مین سے زیادہ تر عہدے مسلمانونکو دیے اور انکو خطاب دیے اور انعام و اکرام سے مالامال کر دیا اسی طرح
حبش کی عیسوی ملک پر قوم مومنین سے اس قدر ترقی مذہب کا اور ملک مین آباد ہو گئی اور کچہہ زمانہ کے بعد یکایک اسلام کو جو وہ کر نکل گیا" ماسایا

[۵۲] رویل پہلی جلد صفحہ ۳۲۸ و ۳۶۶

اور ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسوواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہے وہان لکہا ہے کہ یہہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوی ہے - اور سب آدمی سوای اخیر نسل کے لوگون کے عیسائی نام رکہتے ہین - ہبب کی قوم مسلمانون سے تجارت کرتی ہے اور انکے اثر صحبت سے مسلمان ہوی - دوسری وجہ اسکی مسلمان ہونے کی یہ ہوی کہ حبش سردارون نے ہمسایہ قومون سے متواتر لڑائیون مین اکثر مصروف رہ کر اپنا ملک قطعی چہوڑدیا تہا[51] - ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی مین سے بعض گروہون نے مذکورۂ بالا وجوہ سے اور اس باعث سے کہ قسیسون نے اُن مین رہنا ترک کردیا تہا اور گرجا بوسیدہ ہوکر گر پڑے تہے اسلام اختیار کیا - ان باتون کا ظاہر سبب صرف قسیسون کی غفلت تہا کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تہے اور کوئی خاص خصومت انکو عیسوی مذہب سے نہ تہی[52] - ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ مین اور سیاحون[53] کی تحریر سے ملتی ہے جنہون نے دیکہا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چہوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین - حبش کے نائبان سلطنت مین سے ایک نائب رس الائی نے جو بادشاہ تہیوڈور کی تخت نشینی (۱۸۵۳ء) سے پہلے کل ملک کا عملاً مالک تہا مسلمانون پر بہت التفات کیا اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکہتا تہا لیکن اُسنے ملکی عہدے یہانتک کہ گرجاؤن کا مال مسلمانون مین تقسیم کیا اور اُسکے زمانہ نیابت مین حبش کے اضلاع متوسطہ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی[54] - حبش مین مسلمانون نے ایسی گہری جڑ پکڑی ہے کہ غیر ملکون کی تجارت اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضے مین ہے - بڑی بڑی جایدادین رکہتے ہین اور بڑے شہرون اور منڈیون کے مالک ہین - اور ملک کی رعایا پر قدرت رکہتے ہین ایک عیسائی مشنری جو بتیس برس تک حبش مقیم رہا اُسنے دعاۃ اسلام کی کامیابی اور جوش تبلیغ

---

[51] بلاوڈن صفحہ ۵۱ - [52] بلاوڈن صفحہ ۸ و ۹ - [53] بیک صفحہ ۱۵ - ۵۲ - ایلسبرگ صفحہ ۳۶ - [54] رکلو دستون جلد صفحہ ۲۴۲ - مساياگیارہوین جلد - ۱۲۵ -

کا نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گرا گئی اور پیدا ہو جاوے اور
اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے [1] ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۲ء تک
سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہی۔ اس جنگ و جدال نے ملک
حبش مین مسلمانون کی طرف سے بُری خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت و شمن
ہو گئی اور آپس مین منافرت ہوئی تو اسکا اثر حبش کے مسلمانون پر پڑا۔ ۱۸۷۸ء مین اس ملک
کے بادشاہ یحییٰ ثانی نے حبشی قسیسون کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور
دینیہ مین سرپنچ مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کل سلطنت مین صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا۔ تمام
مسیحی فرقون کو سوای فرقہ یعقوبی کے دو برس کی مہلت دی گئی کہ اس زمانہ مین وہ قومی کلیسہ
مین شامل ہو جاوین۔ مسلمانون کو تین برس اور بت پرستون کو پانچ برس دیے گئے کہ اس
عرصہ مین وہ عیسائی ہو جاوین۔ کچھہ عرصہ کے بعد بادشاہ یحییٰ نے فرمان جاری کیا جس سے
ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانون نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب
بادشاہ نے مسلمانون کو یہی حکم نہین دیا کہ جہان ضرورت ہو مسلمان اپنے روپیہ سے گرجا بنوائین
اور آمدنی کا دسوان حصہ پادریون کو جو اُنکے علاقہ مین رہتے ہون دین بلکہ یہ اشتہار بھی جاری کیا
کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو اصطباغ لین نہین تو استعفا داخل کرین۔ اسطرح
زبردستی عیسائی بنانا (جسمین فقط اصطباغ کی رسم اور عشر ادا کرنا ہوتا تھا) قدرتی طور پر بے تاثیر
ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہرا اس حکم کی تعمیل کرکے مسلمان اپنے مذہب کے دل سے پابند رہے۔ ماسایا
نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا سے نکلکر جس مین انکو اصطباغ ملا سیدھے مسجد مین گئے
اور کسی باخدا مسلمان سے اس جبریہ اصطباغ کے اثر کو دور کرا دیا [2] عیسائی بنانے کا یہ طریقہ
اس وجہ سے اور فضول ثابت ہوا کہ فقط مردون کے لیے اُسکا حکم جاری ہوا تھا اور عورتون
کے مذہب سے کسی طرح کا تعرض نہ تھا۔ یہہ بات ایسی تھی جو حبش کی آیندہ تاریخ اسلام

[1] ماسایا گیارھوین جلد صفحہ ۱۲۴۔ [2] ماسایا گیارھوین جلد صفحہ ۲۰۷۔

مین غالباً اپنے تئین قابل وقعت ثابت کریگی کیونکہ ماسایا نے قوی شہادت پیش کی ہے کہ حبش
کے ملک مین مسلمان عورتون نے تبلیغ اسلام مین مہتم بالشان کوششین صرف کین[51] بادشاہ
یحیی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۰ء مین اسنے پچاس ہزار مسلمانون کو اور بت پرستون
مین سے ایک قوم کے بیس ہزار آدمیون کو اور گالا کی قوم سے پانچ لاکھ لوگون کو اصطباغ
دیا۔ غرض جب ان لوگون کا عیسائی مذہب اختیار کرنا اصطباغ اور عشر کی رسمون سے آگے
نہ بڑھ سکا تو ان سختیون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مسلمانون اور بت پرست حبشیون کو عیسائی مذہب سے
خصومت اور زیادہ ہوگئی[52] سنہ ۱۸۸۹ء مین شووا کا بادشاہ منیلک یحیی کی موت پر کل حبش کا
فرمانروا ہوا۔ منیلک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ یحیی کی طرح متعصب عیسائی نہین ہے بلکہ دوسرے
مذہب کی توقیر کرتا ہے اور انکو امان دیتا ہے اور ایماندار سچے لوگون پر بلا امتیاز دین و ملت مہربانی
کرتا ہے[53]۔ اس لیے احتمال ہے کہ حبش مین اسلام کی ترقی کو خفیف صدمہ پہنچا ہے۔

اب افریقہ کی تاریخ کی طرف جو ساتوین صدی عیسوی مین گذری ہم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اس زمانہ
مین اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر شرق سے مغرب کی سمت مین اپنی فتوحات کو ترقی دے رہے
تھے۔ جس طرح اہل مصر کی مدد سے جو سلطنت روما کا خاتمہ چاہتے تھے عربون کو مصر مین آسانی
سے فتح حاصل ہوگئی تھی شمالی ساحل افریقہ پر ایسی سہولیت سے کامیابی نہین ہوئی۔ یہان خونریز
لڑائیون اور مدت دراز کے مقابلون نے انکی ترقی کو کچہہ زمانہ تک مسدود رکہا۔ اور جبتک نصف
صدی ان محاربات مین نہ گذرلی اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مصر سے بحیرہ اطلانٹک تک مسلط
نہ ہوسکے۔ سنہ ۶۹۸ عیسوی مین کارتہج کی ہزیمت سے افریقہ مین حکومت روما کا خاتمہ ہوا اور
جب قوم بربر مطیع ہوگئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔

ان لڑائیون کا مفصل حال لکہنا ہمارا کام نہین ہے۔ ہماری کوشش فقط ان مراتب کو تحقیق

---

[51] ماسایا صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ [52] اوپل صفحہ ۳۰۷- رکلو- قوم ۱۰- صفحہ ۲۴۴ [53] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۷۹-۸۱- [54] [55] ماسایا نوین جلد صفحہ ۶۱-۶۲- دسوین جلد صفحہ ۱۲- گیارہوین جلد صفحہ ۸۴-

کرنا ہی جنسی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کے لیئے جو ذخیرہ معلومات دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے - افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (اولیا) اور عالم دنیا مین پیدا ہوئے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سیریان اور اوگستین کے کلیسا جو اقدر ظلم وستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہون نے ارتہودوکس مسیحی دین کی حمایت نہایت اولوالعزمی سے کی تہی معلوم ہوتا ہے یہہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہوکر غائب ہوگئے -

لوگون کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب - یافت نہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہوجانے کو مسلمانون کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا - اور اس بات کا نتیجہ سمجہا کہ مسلمان فاتحون نے جبر سے انکو مسلمان کر ڈالا - لیکن بہت سی غور طلب باتین ایسی ہوتی ہین جو اس مسئلہ کو ایسے بر جستہ اور ناملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہوجاتی ہین - سب سے اول یہہ کہ اس دعوے کے ثبوت مین کوئی خاص شہادت موجود نہین - قتل و غارت اور ردت کی خونریز محاربات کے اوعلائق شدومد سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہین ہے - اور عربون کی فتوحات کے بعد خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹہہ صدیون سے زیادہ سلامت رہنا اہل اسلام کیطرف سے مذہبی آزادی دلینے کا ثبوت ہے جسکے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تہی -

شمالی افریقہ مین جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا انکو اسلامی فرمانرواؤن کے تعصب مین نہین بلکہ کہین اور تلاش کرنا چاہیے - لیکن ان اسباب کو بیان کرنیسے پہلے یہہ سمجہہ لینا بہتر ہوگا کہ ساتوین عیسوی صدی کے اخیر مین عیسائیون کی تعداد شمالی افریقہ مین کم تہی - ان تہوڑے سے عیسائیون کا اسلامی عہد حکومت مین برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہونے پر دلالت کرتا ہے - ہان - اگر کوئی کثیر الآباد کلیسہ عربون کو شمالی افریقہ مین ملتا تو پہر اس دعوے کا ثابت کرنا دشوار رہتا کہ انہون نے عیسائیون کو بجبر مسلمان نہین کیا -

افریقہ کے صرف ومی صوبجات مین عیسائی آباد تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت مین جہان صحرای اعظم سے انکی حد قائم ہوتی تہی زیادہ دور تک نہ تھے - پس ساحل کا عرض اسّی یا سو میل سے

زیادہ شاذ تھا[1]- اگرچہ قوم واندل کی فتح سے پہلے اُساقف کے پانچ سو علاقے اس ساحل پر تھے لیکن یہہ تعداد عیسائیون کے شمار کے لیے معیار نہین ہو سکتی - وجہ یہہ ہے کہ افریقی کلیسہ مین دستور تھا کہ کم آباد شہرون اور اکثر گمنام دیہات مین اُسقف (بشپ) مقرر کردیے جاتے تھے[2] اور یہہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب مین قوم بربر کے گروہون مین کبھی شائع ہوا تھا[3]- پانچوین عیسوی صدی مین جب سلطنت روما کی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر کے مختلف گروہ جنکو روما کے لوگ مور - نمدین لبیان وغیرہ وغیرہ کے نامون سے پکارتے تھے قتل و غارت کی غرض سے ساحل کے دولتمند شہرون پر اُمنڈ آئے - یہہ فاتح گروہ یعنی بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے جسکی غارتگری کو سیرینی کا سائنیسیس بہت رویا ہے گرجاؤن کو لوٹا اور پھونک دیا - اور گرجا کے متبرک ظروف اپنی بت پرستی کی رسمون کے لیے لے گئے[4] اور صوبہ سیرنیکا گروہ لبیان کی تاخت و تاراج سے پھر نہ پنپا - اور غلب یہہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانون کی لشکرکشی سے پہلے ہی اس صوبہ سے مفقود ہو چکا تھا - قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب رہتا تھا واندل کے بادشاہ تھورسمند (۵۲۳-۴۹۶ء) سے وہ برسر جنگ تھا - لیکن فرقہ ارتھودوکس کے گرجاؤن کی وقعت اور تسیس کی توقیر کرتا تھا جنکے ساتھہ واندلون نے سخت برتاؤ کیا تھا - اس سردار نے اس قول سے اپنی بت پرستی ظاہر کردی کہ "مین نہین جانتا عیسائیون کا خدا کون ہے - اگر وہ ایسا قوی ہے جیسا کہ اسکو ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ اُن لوگون سے انتقام لیگا جو اوسکی توہین کرتے ہین اور اونکی مدد کریگا جو اوسکی عزت کرتے ہین[5]"، کسی قدر احتمال ہے کہ موریتانیا کے لوگ بھی اکثر بت پرست تھے - بہرحال مسیحی کلیسا کی کچھہ ہی وسعت ہو مگر قوم واندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ جانبر نہو سکا - تقریباً ایک صدی تک قوم واندل کے ایک حصہ نے جو آرین[6] مذہب رکھتا تھا

[1] گبن پہلی جلد صفحہ ۱۶۱ [2] گبن دوسری صفحہ ۲۱۲ [3] کاستیلونی بشیر شمالے بربیر اتمانتیق صفحہ ۹۶ - ۹۷ (مطبوعہ میلان ۱۸۲۶ء)
[4] شیبیئی کتاستیس - (ین - توم ۶۶ - صفحہ ۱۵۶۹) [5] نیاندر (۲) صفحہ ۲۰۳ [6] یہ مذہب عیسوی مذہب کی شاخ تھا اسکا بانی آریوس نامی ایک شخص تھا اور مذہب یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خدا سے کم درجہ رکھتے ہین اور روح القدس خدا نہین ہے - ۱۲ مترجم

ارتهودوکس فرقه پر نهایت سنگدلی سے ظلم کیے۔ اُنکے استقفون کو جلاوطن کیا اور مذہب
کی علانیه پیروی کی ممانعت کردی اور جن لوگون نے آرین مذہب مین شامل ہونے سے
انکار کیا انکو بڑی بیرحمی سے اذیت پهونچائی [1] ۵۳۴ء عیسوی مین جب سلطنت روما کے
سالار بلی ساریوس نے وندلون کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقه کو پهر روما کے قبضه مین
شامل کر دیا تو صرف (۲۱۷) اسقف کارتیج کی مجلس مین جمع ہوے [2] تاکه کلیسه کا انتظام پهر شروع
کرین۔ یهه سخت و متواتر صعوبتین جو عیسائیون کو اُٹهانی پڑین اُنهون نے انکی تعداد کو بہت کم
کر دیا ہوگا۔ عربون کے حمله سے ایک صدی پہلے موری وحشیون نے عیسائیون کو شهرون
مین مقید کر کے پہاڑون اور صحراؤن اور کشاده ملکون پر قبضه کیا اور یورشین شروع کردین [3]۔
آشوب اور بدنظمی ہر طرف تهی اور ان سب سے بڑهکر سخت وبائین آئین جنهون نے چهٹی عیسوی
صدی کو اپنی یادگار بنایا۔ غرض ان سب آفتون نے ملک شمالی افریقه کی تباہی کو پورا کیا۔ کها گیا
ہے که پچاس لاکه افریقی قیصر روم جسٹینین کی حکومت اور لڑائیون سے ضایع ہوے۔ دولتمند
لوگون نے ایسے ملک کا رہنا چهوڑ دیا جسکی زراعت و تجارت کسی زمانه مین ایسے عروج پر
تهی ہمیشه کو غارت ہوی۔ غرض افریقه کی بربادی اس درجه ہوی که ملک کے اکثر حصون مین
آدمی دن دن بهر پهرے اور نه کسی دشمن کی صورت نظر آئی نه کسی دوست کی۔ واندل کی قوم
بهی غائب ہوگئی۔ ایک زمانه مین عورتون بچون اور غلامون کو چهوڑ کر اس قوم کی ایک لاکه
ستر ہزار تعداد تهی۔ اور اس تعداد سے کهین زیاده موری خاندانون کا شمار تها جو لڑائیون مین مر
کهپ گئے۔ اسی طرح روما کے عیسائیون اور اونکے معاونون پر بهی موسم کی سختی اور آپس
کی لڑائیون اور وحشیون کے قهر سے تباہی آئی [4]۔

۶۴۶ء عیسوی مین جسکے ایک برس [5] بعد عربون کا فتحیاب لشکر مصر سے اوٹهکر مغربی ممالک

[1] گبن جلد ۴۔ صفحه ۱۳-۳-۲۳۳۔ [2] گبن پانچوین جلد صفحه ۱۱۵ [3] التجانی۔ صفحه ۱۰۔ [4] گبن پانچوین جلد صفحه ۲۲۱
[5] گبن پانچوین جلد صفحه ۲۱۴۔

افریقہ کو مطیع کرنے کے لیے بڑہا تو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعوں پر مسیحی عقائد کی پاکیزگی کا حامی بنا تہا مسئلہ مونو تھیلیٹزم کے مناظروں سے تہ و بالا ہو رہا تہا۔ لیکن جس وقت کارتیج کی قلمرو مطرن کے چار علاقجات دینیہ (یعنی موری طانیہ۔ نومدیا بیزکینا اور افریقہ پروکنسولارس) کے اسقف نے مسئلہ مونو تہیلیٹزم کی تردید مین مجلسین قرار دین اور قیصر روم اور پوپ کو ان مجالس کی طرف سے خطوط روانہ کیے تو اُس وقت صرف اٹھسٹھ اسقف علاقہ افریقہ پروکنسولارس سے اور بیالیس اساقف بیزکینا کے علاقہ سے وکیل ہو کر کارتیج مین جمع ہوے۔ علاقجات مورتانیا اور نومدیا کے اُسقفون کی تعداد بیان نہین ہے۔ بلا شبہہ مسیحی آبادی کو ان دو علاقون مین بہ نسبت باقی علاقجات کے جو دار الحکومت کے قریب تہے سخت نقصان پہونچا تہا[ا]۔ یہہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہے کہ کوئی اسقف ان مجالس مین غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پہیلا ہوا تہا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی معاملات مین دربار بازنتیم (روم) سے رعایا کی خصومت نے اس تحریک کو اور قوت دے رکہی تہی۔ مخالفت کے اشتعال مین سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تہا جسکا نتیجہ آخر کار ۶۴۸ عیسوی مین مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ اہل فریقی اسقفون کی تخفیف تعداد یقینی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیحی رعایا کے شمار مین شدت سے کمی واقع ہوی۔ عیسائیون کی قلت تعداد کے اسباب پر غور کرتے وقت اسقفون کے شمار پر زیادہ زور بہی نہ ڈالنا چاہیے کیونکہ علاقہ اسقف کے بے حقیقت ہو جانے کے بعد بہی اسقف بدستور مقرر ہوتے تہے۔

مذکورۂ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کے حملہ کے وقت عیسائیون کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تہی۔ پچاس برس کی لڑائیون مین جنکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح

ملا نیاندر (ا) پانچوین جلد صفحہ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ولتش۔ کلیسہ کے جغرافیہ اور کیفیات کی کتاب ا (مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ء)

پہلی جلد صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ پیور نیشن لنوازیون مسلمان این افریق۔ صفحہ ۲۲ - ۲۳ (پترس ۱۸۹۰ء)

کا یقین ہوگیا - عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہوی ہوگی - افریقی طرابلس کا شہر چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گیے - جو لوگ باقی رہے اُنکو قید کر کے مصر و عرب روانہ کیا[۵۱] - ایک شہر کو جو بمندیا کے صحرا کے کنارے پر واقع تہا رو ما کے ایک رئیس نے کثیر سپاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تہی بچانا چاہا - اس محصور سپاہ نے سال بہر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا - لیکن اسکے بعد شہر فتح ہوگیا اور تمام مرد قتل کیے گیے[۵۲] - عورتوں اور بچون کو قید کیا - جو لوگ اسطرح قید ہوے اُنکی تعداد کی نسبت لکہا گیا ہے کہ کئی لاکہہ کی تہی[۵۳] - اکثر عیسائی پناہ کے لیے بہاگے - کچھہ اٹلی[۵۴] مین کچھہ ہسپانیہ[۵۵] مین چلے گیے - پوپ گریگوری[۵۶] ثانی کے خط سے جو علاقہ سینٹ بونیفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بہاگتے بہاگتے جرمنی تک پہونچے - رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیون سے خالی ہوکر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کہنڈر ہوگیے[۵۷] - بعض صورتوں مین مسلمان فاتحون نے بالکل نیے موقعے اپنے خاص شہرونکی تعمیر کیلیے منتخب کیے[۵۸] - کلیسہ افریقہ کے منتشر حصے جو ملک مین ساتوین صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر اُنکے نابود ہو جانے کی نسبت یہ فرض نہین کیا جا سکتا کہ مسلمانون کا ظلم اُنکے مٹ جانیکا ذمہ دار ہے خاص کر ایسی صورت مین جبکہ سولہوین صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا متوطن تہا پتہ چلتا ہے - ادریس جو مراکو کے مسلط خاندان ادریسی کا بانی ہوا اُسکی نسبت کہا گیا ہے

---

۵۱ لیو افریکانوس - (رموسیو - توم ۱ صفحہ ۷) D ۵۲ یہہ شہر دیسین نامی تہا جو رومانکی باشندونکا بنایا ہوا قدیم شہر تہا اور ریاست بگیا اور ینودی صحرا کی حدود پر واقع تہا (رموسیو صفحہ ۷۵) F ۵۳ بادی - پہلی جلد - ۵۴ جن لوگون نے اسلام قبول نہین کیا اور اپنے مذہب پر قائم رہکر) جزیہ دینا بہی نہین چاہا تو انکو اسلامی سپاہ کے خوف سے بہاگنا پڑا - التجانی - صفحہ ۱۰۲ - ۵۵ لیو افریکانوس - (رموسیو - توم ۱ صفحہ ۷) ۵۶ "بونیفیس کو نہین چاہیے کہ کسی صورت مین ان افریقیون کا جو دینی مراتب کا اپنے تئین مستحق جانتے ہین استقبال کرے - کیونکہ ان افریقیون مین سے بعض مینیقی مذہب رکہتے ہین اور بعض ایسے ہین جنہون نے دوبارہ اصطباغ پایا ہے" چوتہا خط - (مین - توم ۸۹ صفحہ ۵۰۲) ۵۷ لیو افریکانس - (رموسیو صفحہ ۶۵ - ۶۶ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۶) ۵۸ قیروان - سنہ ۵۰ ہجری - فز سنہ ۱۸۵ ہجری - المہدیہ - سنہ ۳۰۳ ہجری - مسیلہ سنہ ۳۱۵ ہجری - مورا کو سنہ ۴۲۴ ہجری (ابو الفدا - توم ۲ صفحہ ۱۹۸ و ۱۸۶ - ۱۹۱ و ۱۸۷)

کہ جب تلوار کے زور سے وہ اپنے لیئے ایک سلطنت قائم کرتا تھا تو ۱۱۵۹ سنہ عیسوی میں اُسنے[۱]
عیسائیون اور یہودیون کو زبردستی مسلمان کیا۔ لیکن جہانتک مجھکو تحقیق ہوا شمالی افریقیہ
کے ملکی کلیسہ مین اوریس کی مثال کسی اور شخص مین نہین پائی جاتی[۲]۔

افریقیہ کے کلیسہ مین جس طرح آہستہ آہستہ سے زوال آیا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے
اسکے ساتھ مذہبی آزادی برتی۔ اسلامی فتح کے تین سو برس بعد اسقفون کے چالیس
علاقے باقی تھے[۳] اور ۱۰۵۳ سنہ عیسوی مین جب پوپ لیو نہم نے تاسف ظاہر کیا کہ افریقیہ کے
کلیسہ سے جو کبھی ایسی رونق پر تھا صرف پانچ اُسقف وکیل بنکر آئے[۴] تو اس کمی کا سبب غالباً یہہ تھا
کہ چند سال پہلے عربون کے چند گروہ ملک مین گھس آئے تھے اور سخت خونریزی کرکے تمام
ملک مین فساد اور بدنظمی پہیلا دی تھی[۵]۔ ۱۰۷۶ سنہ عیسوی مین افریقیہ کا کلیسہ اس قابل نہ رہا کہ تین
اسقف اس مین موجود ہوتے جنکی ضرورت آئین کلیسہ کے بموجب ایک جدید اسقف کی تقرری کے
وقت ہوتی تھی۔ جب یہ اسقف نہ مل سکے تو پوپ گریگری ہفتم نے دو نیے اُسقف کارتیج

---

[۱] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۰۲۔ [۲] بجبر مسلمان کرنیکا ایک مشتبہ واقعہ عبدالمومن کیطرف منسوب کیا جاتا ہی جسنے تونس کو ۱۱۵۹ع مین فتح کیا
دیکھو دے ماس لاتری (۲) صفحہ ۷۷۔ ۸۰۔ دو عربی مورخ جنمین ایک ابن الاثیر ہے (جو اس واقعہ کا ہمعصر تھا اور دمشق مین اُس زمانہ مین تھا
تہا کہ سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے مذہبی جوش بہت پیدا کر رکھا تھا) اور دوسرا مورخ التجانی ہی (جسنے چودہوین صدی عیسوی مین
مشرقی افریقیہ کا سفر کیا) ان دونون مورخون نے لکھا ہی کہ سلطان صلاح الدین جس زمانہ مین تونس کا مالک ہوا تو اُسنے عیسائیون اور یہودیون
پر جبر کیا کہ وہ اسلام قبول کرین۔ جن لوگون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بیرحمی سے قتل کیئے گئے۔ ہمکو اس بیان مین شبہہ ہے۔ اگر چاہی یہ
حکم فتح کی خوشی یا اور کسی فوری ضرورت کی غرض سے فی الواقع نافذ ہوا تو اسکو ضرور ترک یا منسوخ کر دیا ہوگا کیونکہ یہ حکم آزادی مذہب کے اصول
کے خلاف تہا اور اس مذہبی آزادی کی اصول کا مغرب کی کل فرمانروا بہت لحاظ کرتے تھی۔ یہ امر یقینی ہی کہ عیسائی اور یہودی تونس مین
پہر جلد نظر آنی لگی اور تحقیق ہوتا ہی کہ عہد حکومت عبدالمومن کی خاتمہ سے پہلے عیسائی تونس مین آباد ہو چکے تھی اور اُنکو آزادی اور تجارت اور
حقوق مذہب کی سلامتی حسب دستور سابق حاصل تھی۔ ایک قدیم مغربی مصنف نے لکھا ہی۔ "جبکہ خدا خود ساتھ تھا تو اسنے (یعنی
سلطان نے) نصرت کی ساتھ زاب اور افریقیہ کی سرزمین کو طی کرکے ملکون اور شہرون کو فتح کیا۔ جن لوگون نے امان چاہا انکو امان دی
اور جو منافق ہوئی انکو قتل کیا۔" اس اخیر کی عبارت سے ہماری اُس رای کی جو سلطان کی حکمت عملی کی نسبت عیسائیون سے متعلق ہے
جنہون نے اپنی مقسوم کو برداشت کیا پختہ ہو جاتی ہے۔ [۳] دے ماس لاتری۔ (۲) صفحہ ۲۷۔۲۰۔ [۴] لیونہم کا خط نمبر ۸۳۔ (مین
توم ۱۴۳ صفحہ ۷۲۸) اس خط مین گومی اور کارتیج کے اساقف کی نزاع کا بیان ہی کہ دونون مین کسکو سبقت حاصل تھی۔ یہ بالکل ممکن ہے
کہ افریقیہ کی پرآشوب حالت نے افریقی اساقفہ کو اپنے اور اپنے قریب کی علاقون کی علاوہ دیگر اسقفی علاقجات کی حال سے لاعلم رکھا ہو اور
اسوجہ سے رومہ کو یہ باور کرایا گیا کہ جو اطلاع روانہ کی اُسمین اساقف کی تعداد اصلی تعداد سے کم ظاہر ہوئی۔ [۵] مولر دوسری جلد صفحہ ۶۲۸-۶۲۹

کے مطران کی معاونت کے لیے مقرر کیے تاکہ رسوم تقرر ادا ہو جاوین ۔ لیکن عیسائیون کی تعداد ابھی تک اسقدر تھی کہ نیے استقفون کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوی تاکہ کام ہلکا ہو جاوے کیونکہ تین آدمی دینی معاملات کا انصرام بغیر مدد کے نہ کر سکتے تھے[۵۱] ۔ دو صدیون مین جو اس زمانہ کے بعد گذرین مسیحی کلیسہ اور ابتر ہوتا گیا ۔ سنہ ۱۰۷۶ عیسوی مین صرف مورا کو کا اسقف کل عیسائیون کا دینی افسر رہ گیا[۵۲] ۔ اسی زمانہ تک الجزائر کی قوم کبل مین کچھہ نشانات عیسائی مذہب کے دریافت ہوتے ہین[۵۳] ۔ اس قوم کے گروہون کو زمانہ سابق مین کسی قدر اسلام کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب اُن پر زیادہ قابو نہ پا سکا ۔ اور جون جون زمانہ گذرا انکو اسلام کا اتنا علم بھی نہ رہا جسقدر پہلے تھا یہانتک کہ نماز پڑہنی بھی بھول گئے ۔ پہاڑی قلعون اور حصارون مین بند اور اپنی خود مختاری پر نازان انہون نے عرب کے عنصر کو اپنے مین شامل نہ ہونے دیا اور کامیابی کے ساتہہ اُسکا مقابلہ کیا ۔ پس ان لوگون کو مسلمان کرنے مین سخت دشواریان تہین ۔ خانقاہ سجیت الحمرا کے لوگون نے جو فرقہ قدریہ سے تھے چند بار کوشش کی قوم کبل مین تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کرین ۔ لیکن کامیابی نہ ہوی ۔ اس کام کی عزت کے لیئے کہ ان مین اسلام کی بنیاد پڑے چند مورش مسلمان نامزد ہوے تھے ۔ جو سنہ ۱۴۹۲ عیسوی مین جبکہ غرناطہ کو عیسائیون نے فتح کر لیا تہا اندلس سے نکالے گئے تھے ۔ اور سجیت الحمرا مین انہون نے پناہ لی تھی شیخ خانقاہ نے سمجھہ لیا کہ یہ اندلسی مسلمان اُس دشوار کام کو کر لینگے جس مین خود شیخ کے مریدون کی کوششین مطلقاً بے سود ثابت ہوی تہین ۔ غرض اس کار حسنہ کے لیئے روانہ کرنے سے پہلے شیخ نے اندلسیون سے کہا وہ یہہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی مشعل ان ملکون مین لیجاوین جنہون نے مذہب کی دولت سے اپنا ورثہ گم کر دیا ہے ۔ کیونکہ ان بدقسمت کبل مین نہ مدارس ہین اور نہ کوئی شیخ ہے جو انکے بچون کو آئین اخلاق و محاسن اسلام کی تعلیم دے ۔ پس یہ لوگ جانورون کی طرح بغیر خدا اور دین کے رہتے ہین ۔ اس ناشاد حالت کو دور کرنے کے لیے مین نے مصمم ارادہ کیا ہے

[۵۱] گرنیوبی ہفتم انیسوین خطابین رقم ۴۳ ۔ صفحہ ۲۴۹ [۵۲] ڈی ماس لاٹری صفحہ ۲۲۶ [۵۳] ترنہائی بین دی اسلام (مطبوعہ پیرس) صفحہ ۳۴

کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دون - پس ان پہاڑون کے بسنے والون کو ہمارے دین کے حقائق سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو - جاؤ اور اونکے مذہب کی بجھتی اگ کو پہونکو اور اسکی بی چنگاریون کو پہر شعلہ کا دو عیسائی مذہب رکہنے کی وجہ سے جو غلطیان اُن مین پہلے سے ابتک چلی آتی ہین اُنکو رفع کرو اور انکو سمجہا دو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین انجیل کو خدا کی نظرون مین وہ نہین کہا جاتا ۔مین تم سے یہہ بات پوشیدہ نہ رکہونگا کہ تمہارے کام مین سخت دشواریان پیش آئینگی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا شوق مذہب خدا کے لطف کے ساتہہ شامل ہوکر کل مشکلات پر غالب آئیگا میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول پر پہیر لاؤ ان لوگون کو جو جہالت اور انکار کی غلاظت مین آلودہ ہین میرے بچو نجات کا پیغام اُن مین لیجاؤ اور خدا تمہارے ساتہہ ہو اور تمہاری مدد کرے "

غرض یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چہہ چہہ کی جمعیت سے مختلف سمتون مین روانہ ہوگئے - پہٹے پُرانے کپڑے پہن عصا ہاتہہ مین لے یہ دعاۃ اسلام کوہستان مین نکل گئے - غیر آباد اور پریشان منظر موقع تلاش کر کے پہاڑون کے غارون اور کہوؤن مین رہنے لگے - انکی پرہیزگاری اور کثرت زہد سے کبیل کے لوگون کو شوق پیدا ہوا کہ انکو چلکر دیکہین - زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہون نے مسلمانون سے رسم دوستی پیدا کی - علم طب فنون صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے کبیل کی قوم پر ان دعاۃ نے حسب مراد اثر پہونچایا - انکے حجرے اسلامی تعلیم گاہ بن گئے - اور طالب علم انکے علم کا شہرہ سنکر جمع ہوگئے - آخر الامر یہ طلباء اپنی قوم کے لئے داعی اسلام بنے اور کبیل کے تمام ملک مین اور الجزائر کے صحرائی دیہات مین اسلام شائع ہوگیا[۲]-

مذکورہ بالا واقعہ بلا شبہہ اس بات کی مثال ہے کہ اندرونی ملک کی خود مختار اقوام کے ایسے حصون مین اسلام کی ابتدا کیونکر ہوی جنکو کسی زمانہ مین عیسائی مذہب کی تعلیم ملی تہی لیکن یہ مذہب

---

[۱] مادرِد (دار الحکومت اسپین مین) جو مجلس ۱۵۶۶ء مین مورسکی لوگون کی اصلاح کے لیے قائم ہوی اُسکے نقصان مین کا اوپر کی عبارت سے مقابلہ کرو منجملہ اون کے ایک مضمون حسب ذیل ہے - "یہہ کہ نہ اونکو اور نہ اونکی عورتون کو اور نہ کسی آدمی کو گہر یا گہر سے باہر کہین نہانے اور دہونے کی اجازت ہوگی اور یہہ کہ اونکے کل حمام یا غسل خانے ڈہا کر منہدم کر دیے جاوینگے" (جے مورگان - دوسری جلد صفحہ ۲۵۶) [۲] ترومے - لے سین دے اسلام صفحہ ۲-۳۶-

صرف چند وہمی رسموں کی شکل میں باقی رہ گیا تھا[1]۔ چونکہ ان مسیحی اقوام کا تعلق عیسوی دنیا سے قطع ہو گیا تھا اور مسیحی دین کے معلم اُن میں موجود نہ تھے اس لیے ایسے مسلم الثبوت عیسوی مسائل سے وہ واقف نہ تھے جن سے اعیان اسلام کی تعلیم کا جواب دے سکتے۔

شمالی افریقہ میں کلیسہ کے تنزل کی نسبت جو منتشر واقعات بیان ہوئے ان میں اب کچھ اضافہ کرنا باقی نہیں ہے۔ چودھوین صدی عیسوی کے شروع میں ایک مسلمان سیاح[2] نے تونس کے ضلع الجرید کا سفر کیا۔ اس سیاح نے لکھا ہے کہ مسیحی کلیسہ اگرچہ برباد پڑے ہیں لیکن ابھی تک موجود ہیں۔ عرب فاتحوں نے انکو برباد نہیں کیا کیونکہ انہوں نے صرف یہ کافی سمجھا کہ ہر گرجا کے سامنے ایک مسجد بنا دیں۔ پندرہوین صدی کے خاتمہ تک تونس میں افریقی عیسائیوں کا ایک گروہ موجود تھا جو حوالی شہر میں ایک جگہہ آباد تھا اور یہہ جگہہ غیر ملک کے عیسائی تاجروں کی آبادی سے علحدہ تھی۔ جبر اور ظلم کا تو کیا ذکر ہے یہ عیسائی گروہ سلطان تونس کا باڈی گارڈ تھا[3] اور یہ وہی عیسائی تھے جنکو ۱۵۳۵ء میں فتح تونس کے بعد بادشاہ چارلس پنجم نے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کی مبارکباد دی تھی[4]۔

یہہ اخیر واقعہ تھا جو شمالی افریقہ کے دیسی کلیسہ کی نسبت سنا گیا شمالی افریقہ میں جو اسلامی سلطنتیں تھین انکے عربی سلاطین کے طریق صلح کل کی نسبت اگر متعدد شہادتیں موجود بھی ہو تین کہ کسطرح عیسائیونکو انہوں نے سپاہ میں مقرر کیا[5] اور متعدد عہد ناموں سے نو آباد عیسائیوں[6] اور عیسائی تاجرونکو مذہبی امور میں آزادی اور رسائی بخشی اور کیونکر روما کی پوپ[7] افریقہ کی عیسائی رعایا کو انکی امان میں سونپتی تھی اور خود عیسائیونکو اسلامی بادشاہونکی خیر خواہی کی ہدایت کرتی تھی[8] تو بھی فقط یہ بات کہ افریقہ کا کلیسہ کسقدر مدت دراز تک قرار با جبر تبدیل مذہب کے فرضی دعوی کا مقابلہ کر سکتا ہے

---

[1] لیو افریکانس نے لکھا ہے کہ پندرہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر الجزیرہ اور بجایا کی پہاڑی دہی اگرچہ مسلمان تھی مگر اپنی خسارون اور دستیلیوں پر سیاہ صلیب نقش کرتی تھی (راموسیو - اصفحہ ۱۴) اسیطرح بنو غرب کی لوگ آج تک مذہب سے خارج گذر اور اتوار کی سوچ عیسوی سوم سی شابہ بین کہتی ہین (اویل صفحہ ۲۹۹) صحرای اعظم کی بعض خانہ بدوش گروہ اصطباغ کی شکل ایک رسم کو پابند ہین اور صلیب کا نشان ہتیارون اور کپڑون پر زیبایش کی لیئے بناتی ہین (دی ماس لاتری (۲) صفحہ ۸)
[2] التجانی صفحہ ۲۰۲ - [3] لیو افریکانوس (راموسیو - تمام صفحہ ۷۴) [4] ہاجی پہلی جلد صفحہ ۵ دی ماس لاتری (۲) صفحہ ۶۱ - ۶۲ و ۲۶۶ - ۲۶۷ -
[5] ایل و اول رسول کا راوجل دی لا افریق - توم دوم صفحہ ۴۵ (مطبوعہ پیرس ۱۶۶۷ء) [6] دی ماس لاتری - (۲) صفحہ ۱۹۲ [7] مثلاً پاپا انوسینٹ سوم - پاپا غریغوری ہفتم - پاپا غریغوری نہم - پاپا انوسینٹ چہارم [8] دے ماس لاتری - (۲) صفحہ ۲۰۳ -

باب پنجم

ہسپانیہ یا اندلس کے عیسائیون مین اسلام کی اشاعت

سنہ ۷۱۱ء عیسوی مین اہل عرب نے ہسپانیہ (یا اندلس) مین اسلام کی ابتدا کی اور سنہ ۱۵۰۲ء مین بادشاہ فردنند اور ملکہ ازابلہ کا فرمان جاری ہوا کہ تمام ملک مین کوئی شخص اسلام کی پیروی نہ کر سکے ان دو سنون کے درمیان جو صدیان گذرین اُن مین اسلامی اندلس نے یورپ کے زمانہ وسطی کی تاریخ مین تابندہ ترین ورق لکھا۔ اسلامی ہسپانیہ نے جیولری کا عہد شروع کیا اور اپنا اثر ملک پرووَنس مین پہونچایا او وہان سے یورپ کے دیگر امصار و اقطار مین اسی اثر سے نئی شاعری اور جدید ترقی علم کا بانی ہوا۔ اور زمانہ رنیسانس سے پہلے مسیحی شایقین علم نے یونان کے علم و حکمت کو قوت عقل کے لیے جسقدر سیکھنا چاہا اوسی سے سیکھا۔ لیکن تہذیب و تمدن کے ان کارنامون کو یعنی علم و فن شاعری و حکمت کو ہم یہین چھوڑتے ہین اور ہسپانیہ کے مذہبی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین جبکہ یہ ملک مسلمانون کی حکومت مین تہا۔

پہلی ہی مرتبہ جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ مین لائے تو جاثلیقی عیسائیت آرین عیسائیت پر غالب آکر کل ملک پر مسلط تہی۔ طلیطلہ کی چھٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تہا کہ کل شاہان ہسپانیہ اسبات پر حلف لیا کرینگے کہ جاثلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک مین جائز نہ ہوگی اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہہ تہا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسہ یا انجیلی قواعد یا آبا کی تعریف یا کلیسا کے فتاوے اور مقدس سکرامنٹ کو معرض بحث مین لائیگا اُسکی جایداد ضبط ہوگی اور

جبس دوام کی سزا ملیگی - ملکی معاملات مین قسوس نے اپنے طبقہ کے لیے بہت قوت حاصل کی تہی[۵۱] - اساقف اور خاص خدام کلیسہ قومی مجالس مین جو انصرام سلطنت کی غرض سے تہین شریک ہوتے تہے - بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تہے اور انکو دعوی تہا کہ اگر بادشاہ نے ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اُسکو تخت سے معزول کر سکتے ہین - مسیحی قسوس نے ان اختیارات کے زور پر موقع پایا کہ یہودیون پر جنکی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ مین آباد تہی ظلم کرین - اور نہایت جابرانہ قوانین اُن یہودیون کے خلاف جاری کیے جو اصطباغ لینے سے انکار کرین[۵۲] - چنانچہ اِن سختیون کا نتیجہ ہوا کہ یہودیون نے عیسائیون کے جور و عقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع جانکر مسلمانون کا خیر مقدم کیا - اور جن شہرون کو اہل اسلام نے تسخیر کرلیا تہا انکی حفاظت کے لیئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تہے اُنکے دروازے کہول دیئے[۵۳] -

اسیطرح ہسپانیہ کے غلامون نے عربون کے آنے کو اپنے حق مین مبارک جانا کیونکہ گاتہہ کی حکومت مین انکی حالت مظلومی کی تہی اور مسیحی دین کا علم اُن مین ایسا ادنی تہا کہ اسلام لانے کی صوت مین جو آزادی اور اَور فائدے ان کو میسر آسکتے تہے ان کے مقابلہ مین یہ علم کچہہ وقعت نہ رکہتا تہا -

ہسپانیہ کے یہ درماندہ غلام پہلے لوگ تہے جنہون نے اسلام قبول کیا - اور ملک کے بت پرستون نے بہی جنکے کچہہ لوگون کا باقی رہنا ۶۹۳ عیسوی تک بیان کیا گیا ہے غلامون کی مثال کا اتباع کیا[۵۴] - اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے مسلمان ہوگئے[۵۵] ادنی اور متوسط درجے کے عیسائیون مین سے اکثر لوگ ظاہرا طریق پر نہین بلکہ سچے دل سے اپنے مذہب کو ترک کرکے اسلام لائے جسکے پیشواؤن نے علم دین سے انکو جاہل رکہہ کر دینی باتون مین انکی غور پرداخت نہ کی تہی اور خود دنیا کمانے مین مصروف ہوکر

۵۱ بودرس صفحہ ۲۲ - ۵۲ ہفرخ - صفحہ ۶۸ - ۵۳ المکاری - پہلی جلد - صفحہ ۲۸۰ - ۲۸۲ - ۵۴ بودرس صفحہ ۷ - ۵۵ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۴۵ - ۴۶ -

اپنی امت کو لوٹا اور ستایا تہا[51]۔ جب یہہ عیسائی مسلمان ہوے تو اسلام کے سچے معتقد اور پرجوش حامی بنے۔ اور خود انکو اور اونکی اولاد کو علمای اسلام کے اُس حلقہ سے ارادت ہوئی جو شریعت کا نہایت پابند تہا اور امرای عرب کی طرح امیرانہ اور آزاد مشرب نہ رکہتا تہا۔ فتوحات اسلامیہ کے وقت قدیم نسل گاتہہ کے[52] عمدہ اوصاف ہسپانیہ کے عیسائیون مین باقی نہ رہے تہے۔ بلکہ انکی جگہہ ایسی عیش پرستی اور بداعمالی پیدا ہوگئی تہی کہ اسلامی دور حکومت کو علمای مسیحی نے گمراہ عیسائیون کے حق مین قہر خدا سمجہا[53]۔

وقت گذرنے پر بہی عیسائیون کی حالت بہتر نہ ہوی اور جب مسیحی اساقف مسلمان امیرون کی رنگ رلیون مین شریک ہونے لگے اور اُنکے علاقون کا نیلام ہوا اور عیسائیون کے پیشوایان دین منکرین خدا مقرر ہونے لگے اور انہون نے اپنی طرف سے قسیس کے عہدے[54] نااہل اور ذلیل لوگون کو دینے شروع کیئے[55] تو ایسی حالت مین فرض کیا جاسکتا ہے کہ صوبہ البوریا کے علاوہ اور صوبجات ہسپانیہ مین بہی عیسائیون نے ایسے مذہب سے کنارہ کش ہوکر جسکے معتقد اپنی بدکاریون سے اس مذہب پر حرف لائے تھے[56] اسلام کی روح پرور فضا کو تلاش کیا ہوگا*

اگر کلیسای مصنفین نے ان باتون کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلاشبہہ ہسپانیہ مین

---

۵۱ اے سولر۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۴۴۳۔ ۵۲ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۴۴ - ۴۶۔ ۵۳ سینٹ بونیفیس نے ۷۴۵ء سنہ عیسوی مین اپنے خط نمبر ۶۲ مین ایسا ہی تحریر کیا ہے۔ وہ لکہتا ہے "پس ایسا ہی ہوا ہسپانیہ اور پرووِنس اور برگندی کے باشندون کے حق مین جنہون نے خدا کی اطاعت سے گردن پہیری۔ یہانتک کہ خدای قادر نے جو انکے گناہون کو دیکہتا تہا اُنپر عذاب بہیجا اور یہہ عذاب آئین الہی سے لاعلمی کی صورت اور سارا سین کی شکل مین نازل ہوا تا کہ انکو نیست کردے" (مین توم ۸۹ صفحہ ۷۶) الوگوس (پہلی کتاب۔ فقرہ ۳۰ مین) لکہتا ہے "ہماری گنہگاری کا نتیجہ ہے کہ ہسپانیہ کی حکومت سارا سین کے قبضے مین آگئی۔" اسی طرح الورسنے (۲ فقرہ ۱۸ مین) تحریر کیا ہے۔ "مین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہون کہ یہ عذاب ہمپر ہمارے ہی قصور سے نازل ہوا ہے۔ ہان بہائیو۔ ہماری ہی بد عمل نگاری۔ ہماری ہی ناپاکی۔ ہمارا ہی تلون اور ہمارے ہی اخلاق کی خرابی ہے جسنے ہمکو ان مصیبتون تک پہونچایا ہے...... پس خدا نے جو انصاف کو عزیز رکہتا ہے اور جسکا چہرہ عدل کہلاتا ہے ہمین جانورون کے حوالے کر دیا کہ وہ ہمکو نگل جاوے" (صفحہ ۵۰۱ - ۵۲۲) ۵۴ سامسن صفحہ ۳۷۷ - ۳۸۸ و ۳۸۱۔ ۵۵ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۱۰۲ ۵۶ وشبہ اگیلا نے جسکو آٹہوین صدی کے آخر مین پوپ ایڈرین اول نے جنوبی ہسپانیہ مین اس مقصد سے روانہ کیا کہ اسلامی خیالات سے جو عیسائیون مین پیدا ہو رہا تہا اُسکا انسداد کرے ہسپانیہ کے شوہرون پر الزام لگایا کہ وہ بیاہی عورتون سے آشنائیان کرتے ہین (ملفوظ صفحہ ۳۰)

اکثر مثالین بودو کی سی دریافت ہوتین جو بادشاہ فرانس لوئی دے بائیس کے عہد مین دربار کا پادری تہا اور ۸۳۸ء مین عیسائی مذہب چہوڑ کر یہودی ہو گیا تہا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کرکے "خدا کے آئین کا پابند ہو جاوے"[۱]۔

یہہ بہی ممکن ہے کہ قوم گاتہہ کی آرین عیسائیت کا جو کچہہ بقیہ رہ گیا تہا اور اہل عرب کی فتح سی[۲] کچہہ پہلی جسکی طرف ہسپانی کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوئی تہی اس نے عیسائیون کو پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکہا ہو جس مین مسیح علیہ السلام کے حالات آرین اعتقادات سی بہت مشابہ تہین[۳]۔ زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ مین جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہین مذکور نہین۔ بلکہ احتمال یہہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانون کی بے تعصبی ہی وہ شے تہی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے مین انکے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اگر نیے حاکمون سے عیسائیون کو کوئی شکایت اس بات کی تہی کہ مسلمانون کی طرح اُن سے برتاؤ نہین کیا جاتا تو وہ یہ تہی کہ عیسائیون کو جزیہ دینا پڑتا تہا جسکی شرح امیرون سے ۴۸ درہم۔ متوسط الحال لوگون سے ۲۴ درہم اور پیشہ ورون سے ۱۲ درہم کی تہی۔ چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض مین لیا جاتا تہا اس لیے صحیح الجثہ مردون پر وہ جاری ہوا تہا عورتین اور بچے۔ رہبان اور فقیر اندہے۔ لنگڑے۔ بیمار اور غلام اس سے مستثنے تہے[۴]۔ عیسائیون کو جزیے کے ادا کرنے مین اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوئی ہوگی کہ عیسائی حکام اوسکی تحصیل کے لیئے مقرر کیے جاتے تہے[۵]۔

بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہون عیسائیون کے کل مقدمات

---

۱ الواری کورڈوبنیس انیسوان خط۔ "چونکہ مین ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب تہا تو مین نے اقرار کیا کہ "خدا کے آئین کا ہمیشہ پابند رہونگا"۔ ۲ بلفرخ صفحہ ۷۹-۸۰۔ ۳ اگر ہم صرف اس بات پر غور کرین کہ جرمن مذہب آرین مین مسیح علیہ السلام کے متعلق نبوت کا خیال جو توریت کی مستحکم یادگار ہے ابتک باقی تہا اور قوم وسی گاتہہ کے عقائد مین باوجود اسکے کہ اونہون نے حقیقی عیسائیت اختیار کر لی تہی اس خیال نبوت کو کیسا دخل تہا تو یہ بات سمجہنی آسان ہو جائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو شاہی خیالات اسلام کی تہے وہ عربون کے تسلط ہی کے بعد ہسپانیہ کی رعایا مین کیونکر ظاہر ہوئی (بلفرخ صفحہ ۸۲) ۴ دوزی - (۲) توم ۲ صفحہ ۴۱ ۵ دوزی (۲) توم ۲ - صفحہ ۳۹-

اُنھی کے ججون کے سامنے اور اُنھی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے[۵۱] - مذہب کی پیروی مین عیسائیون کا کوئی مزاحم نہ تھا[۵۲] - قربانی کی سکرامنٹ بخور و ناقوس اور دیگر رسوم جاتلیقی سے ادا ہوتی تھی - کوائر مین مسیحی سرود گایا جاتا تھا مسیحی واعظین لوگون کو وعظ سناتے تھے اور گرجا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تھے - ہسپانیہ کے عیسائیون کی نسبت یہ دریافت نہین ہوتا کہ وہ شام و مصر کے عیسائیون کی طرح مخصوص لباس پہننے پر جو اُنکی ذلت کی علامت قرار دیا گیا ہو مجبور تھے - بلکہ نوین صدی عیسوی مین عام عیسائی (جنکو کلیسہ مین خدمت حاصل نہ تھی) بالکل عربی لباس پہنتے تھے[۵۳] - ایک مرتبہ انکو نیئے گرجا بنانے کی بھی اجازت ہوئی تھی[۵۴] اور یہ بات ان شرائط کے خلاف تھی جو کسی عیسائی شہر کی فتح کے وقت بالعموم منظور ہوتی تھین -

عیسوی معابد کے علاوہ جن مین عورتین اور مرد رہبانیت کی زندگی بغیر اسلامی حکام کی دست اندازی کے بسر کرتے تھے چند جدید مسیحی خانقاہون کی تعمیر کا ذکر بھی دیکھنے مین آتا ہے[۵۵] - رہبان اپنے اونی لباس کو جو اونکی جماعت کے لیئے مخصوص تھا علانیہ پہنتے تھے اور قسوس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگون سے پوشیدہ رکھین[۵۶] - اور نہ مذہبی مراتب سلطنت کے ممتاز عہدون سے عیسائیون کو محروم کرتے تھے[۵۷] -

---

۵۱ بودوسن صفحہ ۱۱۰-۱۳ و ۱۹۶ - ۵۲ الوگوس پہلی کتاب فقرہ ۳۰ و ۳۲ "مذہبی معاملات مین بغیر کسی کی دست اندازی کے ہم آئین (یعنی مسلمانون مین) آباد ہین" (صفحہ ۱۶۷) ایضاً ایضاً فقرہ ۱۰ "اسلامی گورنمنٹ کیطرف سے کسی طرح کی سختی نہ کی تھی کہ عیسائی اپنے مذہب سے انکار کرتے یا اپنے مقدس دین کی پیروی سے علیحدہ کیے جاتے" - (صفحہ ۱۷۵) یحیی گورزی (جسنے دسوین صدی عیسوی کے وسط مین ہسپانیہ کا سفر کیا اپنی کتاب کے فقرہ ۱۲۲ مین لکھتا ہی "اُنکی حکومت مین عیسائی آزادی سے اپنے مذہب کے پابند تھے اور اپنے مال سے نفع اُٹھاتے تھے" ایک ہسپانی اسقف نے یحیی گورزی سے عیسائیون کی حالت اسطرح بیان کی "ہم اپنے گناہون سے اس وجہ کو پہونچے کہ اب کفار کی حکومت ہم پر ہے ہمکو پولوس رسول کے حکم سے حاکم وقت کا مقابلہ کرنا منع کیا گیا ہے لیکن صرف ایک بات تسکین کی ہے جو ہمارے لیے باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام مصیبتون مین بھی ہمکو ہمارے دین کی پیروی سے مسلمان منع نہین کرتے بلکہ وہ ایسے عیسائیون پر جو اپنے مذہب کے سخت پابند ہین مہربانی کرتے ہین اور ان سے رسم دوستی پیدا کرتے ہین اور ملکر خوش ہوتے ہین - پس جبتک یہ وقت ہمپر ہے ہمنے اس بات کو مصلحت جانا ہی کہ جب مسلمانون نے ہمارے دین کو کچھہ نقصان نہین پہونچایا تو باقی باتون مین ہم بھی انکی فرمانبرداری کرین اور انکے احکام کی جہان تک وہ ہمارے مذہب مین مخل نہون تعمیل کرین" فقرہ ۱۲۲ (صفحہ ۲۰۰) ۵۳ بودوسن صفحہ ۱۶-۱۷ - ۵۴ الوگوس نے گرجاؤن کا حال لکھا ہے جو نئے تعمیر ہوئے تھے ایک تاریخ مین جو غلطی سے لنٹ پرانڈ سے منسوب ہے لکھا ہے کہ ۹۹۵ء مین قرطبہ مین نیا گرجا تعمیر ہوا - (صفحہ ۱۱۳)

۵۵ الوگوس تیسری کتاب باب ۱۱ (صفحہ ۱۲۰) ۵۶ بودوسن صفحہ ۱۶ ۵۷ بودوسن صفحہ ۱۲ اور یحیی گورزی فقرہ ۱۲۰ صفحہ ۲۰۶

جن عیسائیون نے اس نقصان کو برداشت کرلیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے انکو ملکی قوت حاصل نہین رہ سکتی تو انکو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی - اور یہہ امر قابل وقعت ہے کہ آٹھوین صدی عیسوی کے کل زمانہ مین صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیون کی طرف سے بیجا کے شہر مین ہوی - اور اس بغاوت مین بہی ایک عرب سردار نے اشتعال پیدا کیا تہا -[1]

عیسائی جو فرانس کی حکومت مین اس غرض سے چلے گئے تہے کہ عیسوی حکومت کی پناہ مین رہین گے تو انکی حالت بہی اپنے ہم مذہب بہائیون سے جنکو ہسپانیہ مین چہوڑکر وہ بیوطن ہوے تہے بہتر ثابت نہ ہوی - سنہ ۸۱۲ عیسوی مین بادشاہ شارل مین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے ان عیسائیون کی حمایت مین کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت بادشاہ کے ساتھہ ہو گئے تہے - تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دے پائیس نے ایک اور حکم ان عیسائیون کی حفاظت کے لیئے جاری کیا لیکن باوجود اسکے امرای فرانس سے ان کو جلد شکایت پیدا ہوی کیونکہ جو زمینین ان غریب الوطن عیسائیون کو ملی تہین ان پر یہہ امیر قابض ہو گیے تہے - یہہ مصیبت تہوڑے دن کو بند ہوی تہی کہ پہر عود کر آئی اور کل فرامین جو دولت فرانس نے ان عیسائیونکی سرپرستی کے لیئے جاری کیئے ان مین سے ایک نے بہی ان بدنصیبون کی حالت کو بہتر نہ کیا - قوم کاگٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد مین ایک مظلوم اور افتادہ قوم ظاہر ہوی دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قوم انہی نوآباد عیسائیون کی تہی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بہاگ کر فرانس مین چلے آئے تہے کہ ہم مذہب عیسائیون کو انکی حالت پر رحم آئیگا -[2]

ہسپانیہ مین عیسوی رعایا کی طرف سے سلطنت اسلامیہ کی بے تعصبی اور مسلمانون اور عیسائیون کے ربط و اختلاط نے دونون قومون مین کسی قدر یگانگت پیدا کردی تہی مسلمانون اور عیسائیون مین اکثر شادیان ہونے لگین[3] بیجا کے آئیسو ڈور نے جو مسلمانون پر بہت زہر اگلتا ہے بادشاہ

---

(۱) دوزی - (۲) توم صفحہ ۴۲ بوردن صفحہ ۹۶ - ۹۷ (۳) دیکھو لوپ ہپنین کا خط ہسپانی اسقف کے نام "علاوہ اسکے ان ملکونکی چند عورتین ہمنے دیکہی ہین اور وہ یہہ ہین کہ بہت لوگ جو خلیق مذہب کا انکو پابند بتاتے ہین وہ یہودیون اور بے اصطباغی کفار (مسلمان)

رازرِدق (روڈرک) کی بیوہ سے موسیٰ کے فرزند عبدالعزیز کی شادی کا حال لکھا ہے اور ایک لفظ بھی اعتراض کا تحریر نہین کیا[1]۔ اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے اور ظاہرا رسوم مین بھی ایک حد تک مسلمانون کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً بہت عیسائی ختنہ کراتے تھے[2] اور کھانے پینے مین وُہ بے اصطباغی کافرون کا مشرب انہون نے اختیار کیا تھا[3]۔

ستعربین کا لفظ جو حکومت عرب کے محکوم ہسپانی عیسائیون سے مراد رکھتا تہا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عیسائیون کا میلان خاطر کیا تہا۔ عربی زبان سیکھنے کے شوق نے ایسی ترقی کی کہ بہت جلد تمام ملک مین وہ لیٹن زبان کی جانشین بن گئی[4]۔ اور جس زبان مین مسیحی دینیات مدون تہین اوسکو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے اور اُسکی طرف سے غفلت کرنے لگے عیسوی مذہب کے بعض بلند رتبہ قسوس نے صحیح لیٹن زبان کی لاعلمی سے اپنا مضحکہ کیا۔ اور جب پیشوایان مذہب عیسوی کا یہہ حال ہو تو عوام الناس کی نسبت یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ لیٹن زبان سیکھنے مین انکو قسوس سے بہی زیادہ شوق ہوتا۔ ۸۵۴ء عیسوی مین ہسپانیہ کے ایک عیسائی مصنف نے اپنے ملک کے عیسائیون کی شکایت ذیل کی عبارت مین کی ہے۔ "جبکہ ہم انکی (یعنی مسلمانون کی) پاک شریعت کو امتحان کرتے ہین اور جمع ہوتے ہین کہ اُنکے حکما بلکہ حمقاء کو مسائل کو عیب چینی کی نظر سے نہین بلکہ انکی زبان کی لطافت و فصاحت کو امتحان کرنے کے لیئے تحقیق کرین اور اناجیل کا پڑہنا چھوڑ دیتے ہین تو اس کام مین ہم حیوان کے عدد کو پرستش کے لیئے اپنا بت بناتے ہین۔ (عہد جدید مکاشفات باب ۱۳ ورس ۱۸) عیسائیون مین ایسا ذی علم کہان پیدا ہے جو انجیل پڑہنے مین مصروف ہو کر لیٹن آبا کی تصانیف کی پروا کرے؟ کون ہے جسکو انجیلیون

بقیہ صفحہ ۱۵۰۔ کی صحبت مین رہتے ہین اور انکو ہم پیالہ و ہم نوالہ ہین۔ اور انکی اکثر غلطیون مین حصہ لیتے ہین اور یہ بہی عیسائی کہتے ہین کہ ان باتون سے ہم ناپاک نہین ہوتے اب بادو سرا ممنوع فعل یعنی کافر سے شادی کرنا تو اسکے متعلق یہ حالت ہے کہ خود عیسائی اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہی کافر ہو جاتی ہین۔ (مین۔ توم۔ ۹۰ صفحہ ۳۰۵) [1] ہسٹوری آف اسپین ڈنکن۔ فقرہ ۲۳ صفحہ ۲۲۶ [2] اوفقرہ ۲۵ صفحہ ۲۳۵ ہسٹی گورزی فقرہ (۲۳) صفحہ ۳۰۳ [3] ہیڈرین اول کا خط صفحہ ۵۰۸ ہسٹی گورزی فقرہ (۲۳) صفحہ ۳۰۳۔ [4] گیارہوین صدی عیسوی کے ایک عیسائی شاعر کی عربی اشعار ابتک مشہور ہین جنسے زبان و عروض پر کامل دستگاہ ہونی ثابت ہوتی ہے (فون شاک ۲۔ ۹۵)

اور نبیون اور رسولون کی تصانیف کو دیکہنے کا شوق باقی رہا ہو آج کل کے عیسائی نوجوان جو تکلف
اور شایستگی کے انداز رکہتے ہین اور خوش تقریر بنتے ہین وہ لباس اور وضع مین بڑے نمود ہیے ہین
وہ اسلامی علوم کی تحصیل مین شہرت رکہتے ہین۔ فصاحت کے نشہ مین سرشار وہ بدنیت بن کر
ہر جزو اوٹہا لیتے ہین اور شوق سے جڑہا جاتے ہین اور سعی ہن مین کلدانیون (یعنی مسلمانون
کی کتابون پر بحث کرتے ہین اور صنائع بدائع آمیز تحریرون سے اُنکو شہرت دیتے ہین۔ ان عیسائیون
کو کلیسہ کے علم ادب کا حسن کچہہ نہین معلوم اور کلیسہ کے چشمون کو جو بہشت سے بہتے ہین وہ
حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین۔ افسوس عیسائی اپنے دین و آئین سے ایسے ناواقف ہین اور
لیٹن کے لوگ اپنی زبان کی طرف سے ایسے بے پروا ہین کہ تمام عیسائی آبادی مین ہزار
عیسائیون مین سے ایک شخص بہی ایسا نہ ملیگا جو لیٹن زبان مین اپنے دوست کو مزاج پرسی کا
خط لکہہ سکے۔ لیکن ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہین جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتین
بڑی طمطراق سے پڑہنے کو موجود ہو جاتے ہین۔ اور نظم بہی لکہہ سکتے ہین جسمین ہر مصرعہ ایکہی
حرف پر ختم ہوتا ہے اور جسمین یہ عیسائی مسلمانون سے بہی زیادہ خیال کی رفعت اور عروض پر
قدرت رکہتے ہین[۱]۔

فی الواقع لیٹن زبان کے علم کو ہسپانیہ کے ایک حصہ مین اس قدر تنزل ہوا کہ ہسپانی
کلیسہ کے قدیم آئین و انجیل کو عیسائیون کے لیئے عربی زبان مین ترجمہ کرنا پڑا[۲]۔
عربون کے ادب نے تو عیسائیون پر یہ جادو کر رکہا تہا اور عربی زبان بڑے شوق سے
سیکہی جاتی تہی۔ مگر جو لوگ عیسوی علم ادب کی تحصیل چاہتے تہے اُنکے لیئے تعلیم کا سامان
اس سے زیادہ موجود نہ تہا جو وحشی قوم گاتہ کی تعلیم کے لیئے استعمال ہوتا تہا۔ اور اس ادنی تعلیم
کے درجہ تک پہونچانے کے لیئے بہی پڑہانے والے مشکل سے ملتے تہے۔ جون جون وقت
گذرا عیسوی تعلیم کم ہوتی گئی سنہ ۱۲۵۰ء مین ستعربین نے الفانسو بادشاہ ایروگن کو لکہا کہ ہمنے

۱ الور۔ فقرہ ۳۵۔ (صفحہ ۵۵۴۔۵۵۶) ۲ فون شاک دوسری جلد صفحہ ۹۶۔

اور ہمارے آبا نے اس وقت تک مسلمانون مین بود و باش رکھی ہے - ہمکو اصطباغ ملا تہا اور
مسیحی شریعت کے آزادی سے پابند ہین - لیکن یہہ بات ہماری قدرت مین کبہی نہین ہی کہ اپنے
پاک مذہب مین کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے - اور وجہ یہہ ہے کہ کافرون کے محکوم تو ہم
چلے ہی آتے ہین جنہون نے ہم پر مدت تک سختیان کین ہمکو اس بات کی بہی ہمت نہ پڑی کہ
روما یا فرانس سے معلمان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے
جنکے ہم مطیع ہین آ ئے ہین [۵۱]"

جب عیسائیون کو اہل اسلام کے ساتہہ ایسا ربط تہا اور عربی کا علم ادب عیسائی اسقدر
شوق و محنت سے سیکہتے تہے کہ اسلام کے متعصب دشمن [۵۲] الور کو بہی قرآن کی فصیح عبارت کی
نسبت یہی کہتے بن پڑا کہ عیسائی بہی اسکو بغیر پڑہے اور تعریف کیے نہین رہ سکتے تو قدرتاً
خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی آثار نے عیسائیون مین سرایت کی ہوگی - اور فی الحقیقت یہی حال
تہا بہی - الیاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تہا اور عیسائی مذہب مین مسئلہ تبنی کا بانی ہوا ہے
جسکے بموجب انسان مسیحی فطرتاً نہین بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا - اس اُسقف کی
نسبت صاف صاف کہا گیا ہے کہ یہہ مسئلہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اسکے ذہن مین
پیدا ہوا [۵۳] - اور تحقیق ہوتا ہے کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہو گیا اور سبطیمانیہ
مین جو حکومت فرانس کی حفاظت مین تہا اورگل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی
کے ساتہہ رائج ہوا - اورگل صوبہ کاتیلونیہ [۵۴] مین واقع تہا - پیشوایان دین عیسوی کی مجلس کے
سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس مین شہنشاہ شارلیمین صدر انجمن تہا - فیلکس سے کہا گیا کہ اس
مسئلہ کفر کو ترک کرے - لیکن فیلکس جب ہسپانیہ کو واپس آیا تو پہر اپنے مذہب کو اُسنے اختیار کیا
اور اسکا سبب (جیسا کہ پوپ لیو سوم نے خیال ظاہر کیا ہے) بلا شبہہ یہ تہا کہ فیلکس کافرون

[۵۱] اوردیکی وتالس صفحہ ۹۲ و [۵۲] الور فقرہ (۲۹) "ہر روز ہم اپنی آنکھون سے انکی لطافت زبان اور دعامی جملون کے
حسن کو بلاغت و فصاحت کی خوبیون کے لیے پڑہتے ہین اور انکی تحسین کرتے ہین" سلیمن لوم ا- صفحہ ۵۴۶ [۵۳] اینو میر فقرہ
(۲۶) صفحہ ۳۵۲ - [۵۴] بلفرغ صفحہ ۳۰۰ -

(یعنی مسلمانون) سے جو مسیح علیہ السلام کی نسبت اسی قسم کا خیال رکھتے تھے خلوص کہتا تھا[1]۔
جب مسیحی مذہب کے ذی وقعت پیشوا مسلمانون کی صحبت سے اسقدر متاثر ہوے تو ہم فیصلہ کر سکتے ہین کہ ہسپانیہ کے عام عیسائیون پر اسلام کا اثر اس سے کہین زیادہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ سنہ ۹۳۶ء مین طلیطلہ مین ایک مسیحی مجلس قرار پائی تاکہ بہترین تدابیر اس امر کے متعلق سوچے کہ مسلمانون کے میل سے عیسوی دین کی پاکیزگی مین جو فرق آجاتا ہے وہ کسی طرح رفع ہو[2]۔

اب یہ بات سمجھنی آسان ہو جاویگی کہ ظاہر طریقون مین تو عیسائی مسلمانون کے مشابہ ہوتے ہی جاتے تھے جس وقت اہل اسلام نے تبلیغی کوششین ان پر صرف کی ہونگی[3] تو عیسائی کثرت سے اسلام لا کر نو مسلمون کی افزایش تعداد کا باعث ہوے ہونگے چنانچہ انکی اولاد جسکو مولدین اس مراد سے کہتے تھے کہ وہ عربی النسل نہ تھے ایک قومی فریق کی صورت مین ظاہر ہوی جسکی تعداد ہسپانیہ کی باقی آبادی سے زیادہ تھی[4]۔ اور نوین صدی عیسوی مین اسی فریق نے اہل عرب کی حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کی۔ اور زمانہ مابعد مین کئی موقعون پر یہ گروہ مسلمانان ہسپانیہ کا قومی فریق بنکر ظاہر ہوا۔

ان نو مسلمون کی تفصیلی حالات کہ کسطرح وہ اسلام لائی یا تو نہایت قلیل ہین یا بالکل ہی موجود نہین بعض عیسائیون نے سزاؤن سے بچنے کیلیے جو عدالت سے انکو ملی تہین اسلام قبول کیا[5] لیکن اکثر عیسائی خود مذہب اسلام کی بارعب اثر سے متاثر ہوی جبکہ وہ تہذیب و تمدن کی روشنی سے چمکتا تہا۔ اور شاعری و حکمت اور ایسے علم سے معمور تہا جو

---

[1] اسکے بعد خدا کی شریعت کو توڑ کر وہ کفار سے جا ملا اور انہون نے اس سے اتفاق کیا اور اسنے روح علفی کی فقرہ ۲۴ مین قوم (۵۱) صفحہ ۳۱۲۔

[2] سیو ڈولٹ پراڈی کرونکن فقرہ (۴۲۳) صفحہ ۱۱۵ "یاسلیوس نے طیطلہ مین ایک مجلس قرار دی اور اس مجلس نے قاعدے مرتب کیے کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے عیسائی آیندہ نقصان نہ اوٹھانے پاوین"۔

[3] تبلیغی کوششون کا ذکر کہین نہین ہے لیکن اولوگیوس کے مندرجہ ذیل فقرون سے جو اوسنے محمد صلعم کی نسبت لکھی ہین دعوت اسلام کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ کوئی عیسائی جو اسکی غلطیون کے جنون اور اسکے جنون کے حمق کو اور اسکی نامقدس بدعت کو دریافت کرنا چاہیے تو اسکے فرقہ کی کسی ایک آدمی سے دو قدح کر کے ان سب باتون پر اسکو علم ہو سکتا ہے کیونکہ مسلمان یقین کر کے کہ جو کچھ انکا اعتقاد یقین ہے وہ مقدس اور متبرک ہے وہ اپنی پیغمبر کے دین کا پوشیدہ ہی نہین بلکہ علانیہ وعظ کرتے ہین۔

[4] دوزی (۲) قوم ۲ صفحہ ۳۷

[5] صفحہ ۲۷۹

عقل کو اپنی طرف کہینچے اور تصور کو جکا چوند مین رکہے۔ عرب کی فن سپہ گری مین دلیری و شجاعت اور سپاہیانہ نیکیون کا میدان کہلاتا تہا۔ لیکن یہ نعمتین ہسپانیہ کے اون باشندونکو میسر نہ تہین جو عیسائی مذہب پر ثابت قدم رہے تہے۔ اسکے سوا عیسائیون کے علوم مسلمانون کے علوم و فنون کے مقابلہ مین کم اور ادنی نظر آتے ہونگے اور انکا یہ کہنا ہی اسلام لانے کا باعث ہوا ہوگا علاوہ ازین ہسپانیہ کی ایماندار طبیعتون کے لیئے اسلام ایسی کشش رکہتا تہا جیسے کوئی پاک فرقہ ہو کہ جسکے پیشوا شریعت اسلام کے سخت پابند ہون اور ان عالمون کو بعض وقتون مین بہت قوت اور رسوخ سلطنت مین پیدا ہوتا تہا اور وہ صدق دل سے ساعی ہوتے تہے کہ مذہب و اخلاق کی تہذیب و اصلاح کرین۔

اس بات پر غور کرکے کہ مذہب کے پرجوش خیالات نے ہسپانی مسلمانون مین بالعموم کیسی روح پہونک دی تہی اور اس لحاظ سے کہ عیسائیون نے جو ہسپانیہ مین اسلامی حکومت کے محکوم تہے اپنے ہم مذہب عیسائیون سے ملکر جو سرحد ہسپانیہ پر آباد ہوگئے تہے سلطنت اسلامیہ کے ساتہہ کیسی کیسی دغابازی سے سازشین کین مسلمانون کے دور حکومت مین ہسپانیہ کی تاریخ ظلم سے پاک ہے۔ تین یا چار عیسائیون نے جنہون نے فی الحقیقت مذہب کے لیئے اپنی جانین فدا کین اور سوای ان سخت قوانین کے جسکو اسلامی گورنمنٹ نے اس غرض سے اختیار کیا تہا کہ نوین صدی عیسوی مین قرطبہ مین جو جان کہو کر شہید بننے کا جنون عیسائیون کو اوٹہا تہا اسکا انسداد ہو اہل عرب کے کل زمانہ حکومت مین کوئی بات جو ظلم کیطرف مائل تک ہو نظر نہین آتی۔ نوین صدی عیسوی مین عیسائیون کا ایک نہایت متعصب فریق قرطبہ مین پیدا ہوا (جسکے ساتہہ دیگر صوبجات ہسپانیہ کے عیسائیون کو ظاہرا طریق پر کسی طرح کی ہمدردی نہ تہی) اس متعصب فریق نے اپنا یہ مسلک ٹہرایا کہ مسلمانون کے مذہب کی بلا اشتعال اور علانیہ توہین کرے اور پیغمبر خدا صلعم کی شان مین سخت کلامی کرے۔ اس فریق کے لوگ شروع ہی سے یہ نیت رکہتے تہے کہ اس عیسوی تعصب سے جو بیجا صرف کیا جاتا تہا سزای

موت کا اپنے کو مستوجب بنائین ۔

سنہ ٨٥٠ء سے لیکر سنہ ٨٦٠ء تک قسوس اور رہبان مین جنمین عورتین بہی شامل تہین مذہب پر سے جان قربان کرنے کا یہہ عجب جوش قائم رہا معابد اور کنائس مین بند پڑے پڑے عیسوی دین کے زوال اور دینی حمیت کے تنزل پر دل ہی دل مین پیچ وتاب کہاکر یہہ قسیس ورہبان عالم حزن سے اوٹہے اور اسلام اور بانی اسلام پر سختی سے معترض ہوے تاکہ شہادت کا تاج حاصل کرین ۔ جس سے مسلمانون کی بے تعصبی اونکو محروم کیے دیتی تہی ۔ ان لوگون مین سے ایک شخص کا حال ہم بیان کرتے ہین ۔ اسحاق نامی ایک راہب تہا جو قاضی کے پاس آیا اور دہوکا دیکر کہا کہ وہ تعلیم اسلام سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے ۔ جسوقت قاضی نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایتین اسکے سامنے بیان کین تو اسحاق دفعتاً یہ کلمے زبان پر لایا "اوسنے تم سے جہوٹ کہا ۔ خدا کی لعنت اسکو تلف کرے ۔ وہ کفر سے بہرا تہا اور اتنے لوگون کو اوسنے عذاب کی رہنمائی کی ۔ اور اپنے ساتہہ اونکو بہی قعر جہنم کا سزاوار کیا ۔ شیطان سے پر ہوکر اور شیطانی شعبدے دکہاکر اوسنے مہلک شراب کا پیالہ تمکو دیا کہ تم مین مرض پیدا کردے اور اپنے گناہ کا بدل ہمیشہ کے عذاب سے وہ کرے گا ۔ جب تمکو سمجہہ دی گئی ہے تو کیون نہین تم ان خطرون سے اپنے تئین نجات دیتے ۔ کیون نہین تم اسکے وبائی عقیدون کے پہوڑے کو اپنے سے علیحدہ کرتے اور دین مسیح کی انجیل سے اخروی نجات تلاش کرتے[1]" ایک اور موقع پر دو عیسائی زبردستی مسجد مین چلے گئے اور وہان اسلام کی بے ادبی کی اور کہا کہ اسلام بہت جلد اپنے معتقدون پر نار جہنم کی تباہی لائیگا[2] ۔ اگرچہ ایسے متعصب لوگونکی تعداد زیادہ نہ تہی[3] لیکن اسلامی گورنمنٹ پریشان ہوی اور اوسنے خوف کیا کہ حکام وقت کی یہہ توہین اور آداب مذہب کے قانون سے یہ بے پروائی اسبات کی دلیل ہے کہ رعایا مین عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے ۔

---

١ الوگیوس فقرہ (٦) (مین توم ٥ ١٦ صفحہ ٧٤٣) ٢ الوگیوس باب ١٣ صفحہ ٤٩ ٣ عیسائی شہیدونکی تعداد پچاس سے زیادہ نہ تہی (پریسکوٹ تاریخ عہد فرونند وازبلہ پہلی جلد صفحہ ٣٤٢) (لندن ١٨٣٦ء)

چنانچہ ۸۵۳؁ع مین محمد اول نے طلیطلہ کے عیسائیون کی سرکوبی کے لیئے فوج روانہ کی یہہ عیسائی الوگیوس کے اشتعال سے جوان شہیدی عیسائیون کا افسر تہا اپنے ہم مذہب عیسائیون کی ایذاؤن کا حال سُنکر بغاوت کر بیٹھے تہے[۵۱] ملک محمد اول کی نسبت بیان ہے کہ اُسنے عیسائیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ مگر جب اُس سے کہا گیا کہ عیسائیون سے کسی شخص نے جو کچہہ بہی عقل اور مرتبہ رکہتا تہا ان کامون مین حصہ نہین لیا[۵۲] (چنانچہ خود الورو نے شکایت کی ہے کہ مسیحی قسوس مین سے اکثر لوگ شہیدون کو مجرم قرار دیتے تہے[۵۳]) تو بادشاہ نے اسپر اکتفا کیا کہ توہین مذہب کے بارے مین جو قوانین تہے اون پر سختی کے ساتہہ تعمیل کا حکم نافذ کیا عیسائیون کے اس گروہ نے جو حاکم و محکوم مین مصالحت چاہتا تہا گورنمنٹ اسلامیہ کی کوششون مین اعانت کی اور اساقفہ نے اون متعصب عیسائیونکو جنکو شہادت کا شوق ہوا تہا کلیسا سے خارج کیا۔ ۸۵۲؁ع مین عیسائیون ایک مجلس قرار پائی تاکہ اس تعصبی تحریک کی تدابیر انسداد پر غور کرین[۵۴]۔ چنانچہ اس مجلس نے جو کچہہ انتظام کیا اُس سے یہہ تحریک مٹ گئی ایک یا دو شہادت کے واقعات جو زمانہ مابعد مین پیش آئے اور بیان ہین۔ اخیر واقعہ ۹۸۳؁ع مین ہوا اور اُسکے بعد جبتک اہل عرب کی حکومت ہسپانیہ مین رہی کوئی مسیحی شہید نہین ہوا[۵۵]۔

البتہ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین المرابطین مین سے خاندان بربر کے عہد حکومت مین

---

۵۱ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ ۵۲ الوگیوس باب ۷ صفحہ ۵۰۸ "اس بات پر غور کرکے کہ کسی فہم اور ذی علم اور نہ عیسوی فرقہ کے کسی پیشوای مذہب نے ان کامون مین حصہ لیا وہ یقین کرتے ہین کہ سکو ہلاک کرنا نہین چاہیے کیونکہ انکا کوئی سرغنہ تہا جو انہین لڑائی پر لیجاتا" ۵۳ الورو فقرہ ۱۴ "جن لوگون کو کلیسا کا پہاڑ اور ستون سمجہا جاتا تہا اور منتخب لوگون مین وہ شمار کیے جاتے تہے کیا خود یہہ لوگ بغیر جبر اور طلبی کے قاضی کے پاس نہین گئے کہ خداوند کے شہیدون کو ان ترشرو بلکہ نفس پرور مسلمانون کے سامنے متہم کرین۔ کیا مسیح کے گلہ بانون اور کلیسا کے عالمون نے اساقفہ آبا اور قسوس نے اور سر آوردہ عیسائی امیرون نے ان شہیدون پر قتل شہادت کو برگشتہ مذہب نہین قرار دیا" (مین بعیم ۱۷ صفحہ ۵۲۹) ۵۴ الورو فقرہ ۱۴ "ہم ان لوگون کے سامنے کیا عذر پیش کرسکتے ہین جنکو ہمنے کلیسا سے خارج کیا اور قسم لی کہ وہ کبہی شہادت کی عزت حاصل نہ کرین؟ جنکو ہمنے منع کردیا کہ کافرونکی غلطیون پر معترض ہون اور لعنت کہکر ملعون شخص کو برا کہین۔ ہمنے گناہ کیا کہ انجیل و صلیب لیکر انکو زبردستی حلف دیا اور گناہ ہی نہین کیا بلکہ وحشیانہ جنگجوئی سی اور ایسی سزاؤن کا انکو خوف دلایا جو کبہی سنی تہین۔ ہاتہہ پیر کٹنے اور کوڑی لگنی کی سخت اور ہولناک تکلیفون سے ڈرا کر ہم نے ان کو مجبور کیا (مین توم ۱۱ صفحہ ۵۰۳) ۵۵ بودمین صفحہ ۱۹۹۔

علمای اسلام مین تعصب کا جوش پیدا ہوا اور عیسائیون اور یہودیون اور آزاد خیال مسلمانون نے جنمین حکیم شاعر اور عالم شامل تہی یکسان تکلیفین اُٹہائین لیکن ایسے واقعات سلاطین اسلامیہ کے طریق صلح کل مین جس کا پاس عیسوی رعایا کے ساتہہ ان کو ہمیشہ تہا مستثنیات سے تہے۔

ہسپانیہ کے ایک مسلمان نے جو سنہ ۱۶۱۰ء مین مسلمان قوم مورسکو کے استیصال کیوقت اپنے وطن ہسپانیہ سے نکالا گیا تہا محکمہ انکیوزیشن (احتساب مذہب) کی سختیون پر اعتراض کیا ہی اور مسلمانونکی بے تعصبی اور صلح کل طریق کی حمایت اس عبارت سے کی ہی کیا ہمارے بزرگان فاتح نے جبکہ انکو کامل قوت حاصل تہی کبہی اس بات کی کوشش کی کہ وہ عیسوی مذہب کو ہسپانیہ کے ملک سے قطعاً نیست و نابود کردین کیا تمہارے باپ دادا کو جبکہ ہمارے بزرگون کی زنجیرون مین وہ جکڑے ہوے تہے اس بات کی تکلیف نہین دی گئی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کے پابند ہین۔ کیا ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہین ہی کہ مسلمانونکی تلوار جس قوم کو فتح کرے وہ ایک قلیل سالانہ محصول دیکر اپنے مذہب پر سلامت رہنے کی مجاز ہو خواہ وہ مذہب کیسا ہی مہمل ہو اور جو مذہب اسکو پسند ہو وہ اختیار کرے۔ اگر زبردستی مسلمان کرنے کی بہی چند مثالین ہین تو وہ اسقدر کم ہین کہ بیان کی ضرورت نہین۔ اور اس فعل کے مرتکب وہ لوگ تہے جنکو خدا اور رسول کا ڈر نہین تہا۔ اور جنہون نے اس کلام مین اسلام کو مقدس ہدایتون اور احکام کے بالکل خلاف اور برعکس عمل کیا۔ اور یہہ ہدایتین اور احکام ایسے ہین جنکے خلاف بغیر توہین اسلام کے کوئی شخص جو مسلمان کہلائے جانے کا شایان ہے نہین کرسکتا۔ عیسائیو تم کوئی ایسی خون کی پیاسی عدالت جو مختلف فرقون کا ایمان پرکہنے کے لیے بنائی گئی ہو اور جو تمہاری ظالم عدالت انکیوزیشن کی مانند ہو یا اوس سے ذرا بہی مشابہ ہو ہم مسلمانون کے ہان نہین بتا سکتے۔ یہہ سچ ہے کہ ہم ہر شخص سے جو ہمارا دین قبول کرے ہاتہہ پہیلا کر گلے ملنے کو تیار ہین۔ لیکن قرآن پاک ہمکو اجازت نہین دیتا کہ لوگون کے کانشنس (ایمان) پر ظلم و تعدی کرین۔ ہم جن لوگون کو مسلمان کرتے ہین انکو ہر طرحکی ہمت دلاتے ہین ہماری بیٹیون سے وہ نکاح کرتے ہین اور اعتماد اور عزت کے منصبون پر وہ مقرر کیے جاتے ہین۔ ہم انکو صرف اپنا سا لباس پہننے پر مجبور کرتے ہین تاکہ وہ ظاہر مین بہی سمجہے

مومن نظر آوین - اگر وہ علانیہ ہمارے مذہب کی توہین اور بے ادبی نہ کرین تو ہم انکے کانشنس کا امتحان نہین کرتے - البتہ اگر ایسا قصور اُنسے ہو تو ہم اُنکو اُنکے لائق سزا دیتے ہین - کیونکہ اُنکا مذہب تبدیل کرنا خود اُنکی مرضی سے تہا نہ کہ جبر سے[لہ] -

مسلمانون کی یہہ بہی بے تعصبی ایک عرضداشت کا مضمون قرار پائی جسکو سنہ ۱۶۰۲ء مین بلنسیہ کے مطرن نے بادشاہ فلپ سوم کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ مسلمان قوم مورسکی کو ہسپانیہ سے خارج کرنیکی صلاح دے - عرضداشت کا عنوان "قوم مورسکی کا کفر اور بغاوت" تہا - اور مسلمانون کی بے تعصبی کی نسبت یہ فقرہ تہا کہ "مسلمان کسی بات کو ایسا روا نہین جانتے جیسا کہ کانشنس کی آزادی کو وہ جائز رکہتے ہین اور سب ترک اور اور مسلمان اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دیتے ہین[ٹہ] -

مسلمانان ہسپانیہ کے دلون مین اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ سنہ ۱۶۱۱ء مین جب مورسکی قوم کے لوگ جو وطن ترک کرنے سے باقی رہ گئے تہے ہسپانیہ سے نکالے گئے تو باوجود اس بات کے کہ ایک صدی تک ان پر جبر ہوا تہا کہ ظاہر مین عیسوی مذہب کے پابند رہین وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے - سنہ ۱۶۱۰ء مین تقریباً دس لاکہہ مورسکی مسلمان وطن سے بیوطن کیے گئے جو مورخین کہ اس تعداد کا کم اندازہ کرتے ہین وہ بہی چہہ لاکہہ لکہتے ہین - غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لیئے سخت صدمہ اور نقصان کا باعث تہا جس مین پہلے بہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تہے[تلہ] شہر کے شہر اور گانون کے گانون آدمیون سے خالی ہو گئے - گہر بوسیدہ ہو کر کہنڈر ہو گئے کیونکہ اُنکا کوئی بنانیوالا نہ تہا[ٹہ] - یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تہے جن مین عربون کا خون کم یا بالکل نہ تہا - اس دعوے کے ثبوت مین کہ اُن مین عربون کا

لہ مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۳۴۵ ٹہ مورگن دوسری جلد صفحہ ۱۰۳ - تلہ مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۲۲ - ٹہ مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۴۳ -

میں کم یا بالکل نہ تھا جو دلائل ہین وہ طویل ہین اور یہان انکو درج کرنے کی ضرورت نہین ہم
صرف ایک بات بیان کرتے ہین جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو سنہ ۱۳۱۱ع
مین تحریر ہوا تھا - اُس مین لکھا ہے کہ دو لاکھ مسلمانون مین سے جو اُس وقت غرناطہ کے
شہر مین آباد تھے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی النسل نہ تھے - باقی کل مسلمان ہسپانیہ
کے خاص نومسلم باشندون کی اولاد تھے[۱] - یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ مین جبکہ
اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تھا تو ایسے وقت مین بھی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے - اسلامی
سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد سنہ ۱۴۹۹ع مین جو واقعات پیش آئے -
اون کے لکھنے مین ایک مورخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند
عیسائیون نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا[۲] -

---

[۱] سورگن دوسری جلد صفحہ ۲۸۹ - [۲] سٹرلنگ ماکس ول (پہلی جلد صفحہ ۱۱۵ -

باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکونکے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

عثمانی ترکون کا حال تیرہوین صدی عیسوی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ وہ تہا کہ تقریبا پچاس ہزار ترکون کا ایک گروہ مغلون سے بہاگ کر سلطانِ قونیہ کی مدد کو آیا اور یونانیون اور مغلون کے مقابلہ مین جو خدمات اس گروہ نے کین اُنکے صلہ مین سلطان قونیہ نے ایشیاے کوچک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ اُسکو دیدیا۔ اور یہہ ہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی جسکی ترقی اول سلجوقیون کی سلطنت کو جسکے ٹکڑے ہوگئے تہے شامل کرنے سے ہوئی اور پہر جب سمندر طے کرکے یہہ ترک یورپ مین پہونچے تو عیسائیون کی سلطنتون پر قابض ہوتے گئے یہانتک کہ سنہ ۱۶۸۳ء مین شہر وائنا کے دروازون کے سامنے اُنکی ترقی مسدود ہوئی۔[۱]

عیسائیون پر ترکون کی حکومت تو اوسی وقت سے ہوگئی تہی جبکہ ایشیاے کوچک مین اُنکی

---

[۱] یہان ترکون کی ملکی فتوحات کو تفصیل سے بیان کرنیکا موقع نہین ہے لیکن مختصر حال یہہ ہے کہ سنہ ۱۳۵۳ء مین ترک یورپ مین داخل ہوئے اور چند سال کے بعد ایڈریانوپل فرنگستان مین انکا دارالحکومت قرار پایا۔ سلطان بایزید (سنہ ۱۳۸۹-۱۴۰۲ء) کے دور حکومت مین سواے چلکی دانیک اور اُن اضلاع کے جو قسطنطنیہ کے گرد تہے ترکونکی عملداری بحر ایجیین سے دریاے ڈینوب تک ہوگئی جس مین بلغاریا۔ مقدونیا۔ تسلی۔ اور تہریس شامل تہے۔ سلطان مراد (سنہ ۱۴۲۱-۱۴۵۱ء) نے چلکی دانیک پر قبضہ کیا اور بحیرہ ادریاٹک کی طرف فتوحات کو ترقی دی۔ سلطان مراد ثانی (سنہ ۱۴۵۱-۱۴۸۱ء) قسطنطنیہ۔ البانیا۔ بوسینا۔ اور سرویا کو فتح کرکے جنوب مشرقی جزیرہ نما کا مالک ہوگیا۔ ساحل کی طرف ملک کے ایسے حصے جو وینس اور ریاستہاے جینوا کے قبضہ مین تہے چہوٹ گئے۔ سلطان سلیمان ثانی (سنہ ۱۵۲۰-۱۵۶۶ء) نے ہنگری کو قلمرو عثمانیہ مین شامل کیا اور بحر ایجیین کو ترکون کا سمندر بنا لیا۔ سترہوین صدی عیسوی مین جزیرہ کریٹ فتح ہوا اور پادولیا پولینڈ کی سلطنت نے ترکون کو دیدیا۔

سلطنت کو وسعت حاصل ہوئی تہی لیکن جبتک مشرقی سلطنت روما کا دار الحکومت یعنی قسطنطنیہ اونکے تصرف مین نہ آگیا اسلامی گورنمنٹ اور عیسوی کلیسا مین تعلقات پختہ بنیاد پر قائم ہو سکے سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر مین امن ہونے کے بعد پہلا انتظام یہ کیا کہ یونانی کلیسا کا حامی اور سرپرست بنا تاکہ عیسائی اُسکی اطاعت قبول کرین - عیسائیون پر سختی ہونے کی ممانعت کردی اور ایک فرمان جاری کیا جسکے بموجب قسطنطنیہ کے نیے بطریق کو اور اُسکے جانشینون اور ماتحت اسقفون کو تمام اختیارات جو حکومت سابقہ مین انکو حاصل تھے دیے گئے اور جو ذریعے اونکی آمدنی کے تہے وہ بحال ہوے اور جن قواعد سے وہ مستثنے تہے اون سے بدستور مستثنے کیے گئے - گنادوس کو جو ترکون کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریق ہوا سلطان نے اپنے ہاتہہ سے وہ عصا عنایت فرمایا جو اُسکے منصب کا نشان تہا اور ایک خریطہ جسمین ایک ہزار اشرفیان تہین اور ایک گہوڑا جسپر بہت تکلف کا سامان تہا اُسکو دیا اور اجازت دی کہ وہ اپنے قدیم سامان جلوس کے ساتہہ شہر مین سوار ہو کر دورہ کرے - ترکون نے صرف یہی نہین کیا کہ کلیسا کے سب سے بڑے افسر کی وہی عزت اور وقعت قائم رکہی جو اُسکو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت مین حاصل تہی بلکہ عدالت کے وسیع اختیارات بہی اوسکو دیے بطریق قسطنطنیہ کی عدالت ایسے کل مقدمات کو جس مین فریقین مسیحی المذہب ہون فیصلہ کرتی تہی جرمانہ کرنے اور مجرمون کو قید کی سزا دینے کے اختیارات جسکے لیے علحدہ قید خانے بنے ہوے تہے اور خاص صورتون مین سزای موت کے حکم دینے کا اختیار بہی اسکو حاصل تہا وزرای سلطنت اور ٹرکی حکام کو ہدایت تہی کہ اس عدالت کے فیصلون کی تعمیل کرین سابق کی عیسوی سلطنت نے رعایا کی مذہبی امور مین طرح طرح کی دست اندازیان کی تہین لیکن ترکون نے انمین کچہہ دخل نہین دیا بطریق اور اُسکی مذہبی مجلس کو پوری اختیارات مذہب اور مذہبی انتظام کے بارہ مین حاصل ہوی بطریق مجاز تہا کہ مذہبی شوری کی مجلس کو جب چاہے جمع کرے اور اُسکے ذریعہ سے عیسوی فقہ و اصول کے تمام مسائل کو بغیر سلطنت کی مداخلت کے طے کرے

۵۱ زانطیس صفحہ ۳۰۵-۳۰۶ -

اور یونان ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ دار بھی تھا اس لیے اُسکے اختیار مین تھا کہ مصیبت زدہ عیسائیون کی حالت کی اصلاح اسطرح کرے کہ نامنصف ترکی گورنرون کے کامون سے سلطان کو اطلاع کردے یونانی اُسقف جو اضلاع مین تھے اُنکی بھی بہت عزت تھی اور عدالت کے اختیارات اُنکو بقدر دیے گئے تھے کہ موجودہ زمانہ تک انہون نے اپنے علاقون مین عیسائیون پر ترکی حاکمون کی طرح حکومت رکھی - گویا اُنکو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تھا جو عیسوی سلطنت سابقہ مین عیسائی اُمراکو تھا لیکن ان امراکو ترکون نے قطعاً نیست و نابود کر دیا تھا - دریافت ہوتا ہے کہ طبقہ اعلیٰ کے قسیس بجاے اسکے کہ عیسائیون کے پیشواے مذہب ہون زیادہ تر ترکون کے اہلکار ہوتے تھے - اور عیسائیون کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑہاتے تھے کہ سلطان کو خدا کی طرف سے کلیساے یونان کی حفاظت سپرد ہوی ہے - چنانچہ کچھہ زمانہ کے بعد سلطان کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیساے یونان کے معتقد عیسائی گرجاؤن کو اپنے صرف مین لائین جنکو مساجد کے لیئے ضبط نہین کیا گیا تھا اور عیسائیون کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی رسوم اپنے اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان[1] ادا کرین -

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کے اُن صوبجات مین جو یورپ مین واقع تھے عیسائیون کی تعداد ترکون سے بہت زیادہ تھی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت نے جو اُنکو بخوبی حاصل ہوی عیسائیون کو نیے حاکمون کا بالکل مطیع بنا دیا - اور اُنہون نے سلطان کی حکومت کو ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی - فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصون مین یونانی عیسائیون نے فرینک اور وینس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی نیس اور اور حصون پر قبضہ کرنے کے لیے مدت تک تنازع رکھا تھا ترکون کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا - فرینک اور وینس والون نے یونان مین فیوڈل سسٹم جاری کیا تھا (یعنی رعایا کو گورنمنٹ اس شرط پر زمین دیتی تھی

[1] فنلے - تیسری جلد صفحہ ۲۰۵ - نظیبوس - دوسرا حصہ صفحہ ۵۷ - ہیم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۵۲ - ۵۴ -

کہ ضرورت کے وقت اس عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جاوے ۱؎ اس انتظام سے رعایا کی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی - اور چونکہ یہ حاکم زبان اور قوم اور مذہب مین رعایا سے اختلاف رکھتے تھے اس لیے رعایا اون سے سخت نفرت کرتی تھی ۲؎ - وہ جانتی تھی کہ اگر کوئی اور قوم اوس پر مسلط ہوئی تو اوسکی حالت کچھہ بہتر ہو جاویگی کیونکہ جیسی ابتر حالت اسوقت تھی اس سے زیادہ بدتر ہونی ناممکن تھی - اگرچہ ترک بھی غیر تھے جنہون نے وینس کی ظالم حکومت سے اونکو نجات دی تھی لیکن رومن کیتھولک عیسائیون کے مقابلہ مین جو وینس والون کا مذہب تھا کافر ترک کو انہون نے ترجیح کے قابل سمجھا ۳؎ - یونانی عیسائی جنکو روم کی عیسوی سلطنت سے بہت تعلقات تھے وہ بھی عیسوی سلطنت پر غیر کی حکومت ہونے کو بری نظر سے نہین دیکھتے تھے - "پالیولوگی کے شاہی خاندان نے اپنے عہد مین جو ظلم اور سختیان کین اونکے خیال تک سے خوف آتا ہے ۴؎ امرا فرنگی خیانت اور بد اعمالی - قسیسون کا غلبہ اور ظلم - قانون کی تخریب سے رعایا پر تشدد - گورنمنٹ کا لالچ - تجارت کے اختیارات - مالی انتظام اور محصول جمع کرنے والون کا لشکر - غرض ان سب چیزون نے مظلوم رعایا کے تمام حقوق تلف کر دیئے تھے اور اسکو ترقی یا تلافی کی امید باقی نہین رہی تھی" ۵؎ - شاید لوگ خیال کرین کہ طرفداری کے جوش سے ایسا تحریر ہوا ہے اس لیئے ایک عہد نویس مورخ کے قول سے اس عبارت کی تصدیق کرتے ہین - وہی مورخ جسنے عیسوی

۱؎ ایک سیاح جسنے ۱۵۰۸ء مین جزیرہ قبرص کا سفر کیا وینس والون کے ظلم کا حال لکھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقبوضہ ملکون پر کس طرح جور و ستم کرتے تھے قبرص کے ذکر مین لکھا ہے "قبرص کے تمام باشندے وینس والون کے غلام ہین - زمین کی پیداوار اناج شراب - تیل - مویشی غرض جس چیز سے رعایا کو آمدنی ہو یا جسقدر ریال بڑھے اوسکا تہائی حصہ وینس کی گورنمنٹ رعایا سے وصول کرتی تھی - رعایا مین سے ہر شخص مجبور تھا کہ ہفتہ مین دو دن تک سرکاری بیگار مین جہان اوسکو بتا دیا جاوے کام کرے - اگر کوئی شخص اپنے کام کی وجہ سے یا بیماری سے معذور ہو کر ایسا نہ کر سکا تو جسقدر دن تک وہ غیر حاضر رہا ہو اسکے حساب سے جرمانہ دینا ہوتا تھا علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی سالانہ محصول بھی وضع جاری رہتا تھا اور اسکی وجہ سے غریب رعایا اسقدر مظلوم اور پریشان رہتی تھی کہ جسم اور جان دونون کو وصل رکھنا بھی اب انکو دشوار تھا" ۲؎ مارٹن ہادم گارٹن کا سفر نامہ صفحہ ۳۷۳ ۳؎ فنلے - تیسری جلد صفحہ ۵۰۲ ۴؎ اور کوہارٹ منقولہ کلارک ۵؎ یورپین ٹرکی کی توہین صفحہ ۹۲ -

قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسیطرح کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرتا ہے - اور لکھتا ہے کہ "بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہے جیسے بے لگام گھوڑا شہنشاہ قسطنطین اور اُسکے جانشینون نے اپنے امیرون کو اجازت دی کہ رعایا پر ظلم کرین اُنکی عدالتون سے انصاف اُٹھہ گیا اور اُنکے دلون مین ہمت باقی نہ رہی - جنہون نے بیگناہون کے آنسوؤن اور خون سے خزانے جمع کر لیئے - یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پر ناز کرتے تہے - رعایا کو سلطنت سے بغاوت کرکے ندامت نہ ہوتی تہی اور سپاہی کو لڑائی سے بہاگنے مین غیرت نہ آتی تہی - آخرکار خدا نے ان نالائق حاکمون پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فاتح کو پیدا کیا جسکے لڑانے والے لڑائی سے خوش ہوتے ہین اور جسکے جج امانت مین خیانت نہین کرتے"[1] - اس تعریف[2] کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانون کو کھٹکے گا جنکو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکون کی بے انصافیون کے شاکی رہین - لیکن ترکون کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعدد مورخون سے دستیاب ہوتی ہے - بازنتیم کا مورخ جسنے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہے لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک سلطان بھی عیسائیون کے ساتھہ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا عیسائیون کو اپنے دربار مین داخل کرکے اُنکے دلون کو تسخیر[3] کیا - سلطان مراد ثانی کو عدالتون کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوئی اور اُن تمام خرابیون کی اصلاح ہوگئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تہین - ترکی حکام مین سے ایسے لوگون کو جنہون نے رعایا پر ظلم کیے سخت سزائین دین[4] - فتح قسطنطنیہ

---

[1] کارسین پانچوین جلد صفحہ ۳۴۳ [2] ڈن کر ویوس نے بھی ایسی ہی تعریف کے جوش مین لکھا ہے "یہہ تعجب کی بات ہے کہ اُن حبشی لوگون مین (یعنی ترکون مین) اور ایسے بڑے اور گنجان شہر مین قتل کے واقعات سننے مین نہین آتے اور بے انصافی کسی کے ساتھہ نہین ہوتی - ہر شخص کے ساتھہ انصاف کیا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ سلطان روم اپنے دار الحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دار الامن کہتا ہے - کیونکہ جسقدر آفت زدہ لوگ ہین انکو اس شہر مین پناہ ملتی ہے - انصاف سب کے ساتھہ خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ عیسائی ہو یا کافر یکسان ہوتا ہے (ترکو گریکیا صفحہ ۴۸۶) (مطبوعہ بازیل ۱۵۸۴ء) [3] فرنظیس صفحہ ۱۰ [4] فرنظیس صفحہ ۹۲ -

کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوط اور مستحکم انتظام سے تمام قلمرو مین امن قائم رکھا اور ملکی نظم ونسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا۔ اگرچہ یہہ انتظام ایسا نہ تہا کہ مسلمانون اور عیسائیون کو یکسان انصاف ملتا لیکن اوسنے یونانیون کی حالت کو سابق کی حالت سے بدرجہا بہتر کر دیا۔ اب عیسائیون پر بیگار کی مصیبتین کم ہو گئین اور غیر معمولی محصول اُن سے شاذ لیے جاتے تہے جو محصول وہ ادا کرتے تہے وہ اُن آفتون کے مقابلہ مین کچہہ حقیقت نہ رکہتا تہا جو فرنک اور بازنتیم کے عہد حکومت مین فیوڈل انتظام کے جاری ہونے سے رعایا پر ہمیشہ نازل رہتی تہین۔ یورپ کے کل عیسائی ملکون کے مقابلہ مین ترکون کی سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شایستہ تہی۔ اور سلطانی گورنمنٹ کے زراعت پیشہ عیسائیون کو عیسائی بادشاہون کی زراعت پیشہ رعایا کے مقابلہ مین زیادہ آزادی حاصل تہی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر ملتا تہا۔ ملک[51] کی تجارت کو بہی مسلمانون کے عہد حکومت مین زیادہ ترقی ہوئی۔ کیونکہ زمانہ سابق کے ترکی سلاطین رعایا مین تجارت کو ترقی دینے کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکون کے دور حکومت مین عیسائیون کو بازنتین گورنمنٹ کے ظلم اور ستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہرون کے لیئے ترقی اور بہبودی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ ان مین سے پہلا شہر نارسیا کا تہا جو سنہ ۱۳۲۶ع مین مدت کے محاصرہ کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہو کر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم[52] باشندگان روما کی طرح ترکون کو بہی سڑکون اور پلون کی تعمیر کا شوق تہا اور ان ذریعون سے وہ اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی دیتے تہے۔ غیر حکومتین دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگرون کو اپنے بندرگاہون مین داخل ہونے دیتی تہین اور عیسوی سلطنت روم[53] کے زمانہ کی طرح انکو روکتی نہین۔ اب عیسائی سوداگر عثمانی نشان اپنے جہازون پر لگا کر ترکون کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تہے اور مغربی یورپ کی تمام قومین انکی وہ عزت اور توقیر کرتی تہین جو رومن کیتہولک عیسائیون نے کلیسای

---

۵۱ فنلے۔ پانچوین جلد صفحہ ۵ – ۱۲۳ – ۵۲ ہیز برگ۔ صفحہ ۴۶ و ۴۷ و ۵۰ و ۶۵ – ۵۳ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۶–۱۵۷

یونان کے عیسائیون کی اب تک نہ کی تھی -

لیکن ان خوبیون کے ساتھہ کہ ترکون نے عیسائیون سے بالعموم اچھا برتاؤ کیا اور انکو مذہبی آزادی دی ایک بات مستثنی بھی ہے اور وہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے بچے خراج مین وصول کیے جاتے تھے جنکو کم عمری مین اُنکے ماباپ سے چھین کر نیگچری کی مشہور ومعروف فوج کے لیے تیار کیا جاتا تھا - سنہ ۱۳۳۰ء مین سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تھا جو صدیون تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی - یہہ فوج اسطرح قائم رکھی گئی کہ ہر چوتھے برس اُس کے لیے لڑکے جمع کیے جاتے تھے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع مین دورہ کرتے تھے جن پر بچون کا خراج لگایا گیا تھا - چھہ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تھے - مفتیون نے اس وحشیانہ خراج کے جائز ہونے کی تاویل یہ کی تھی کہ یہہ لڑکے پانچوان[۱] حصہ اُس مال غنیمت کا ہین جو قرآن کے بموجب بادشاہ کا حق ہے - اور انہون نے یہہ بھی فتویٰ دیا تھا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت مین ہے اُسکا[۲] لحاظ ان لڑکے کے ساتھہ بھی ہونا ضرور ہے لیکن یہ لڑکے ایسے صغر سنی مین مسلمان معلمون سے تعلیم و تربیت پاتے تھے کہ یہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکھتی تھی[۳] - یورپ کے عیسائیون نے اس وحشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکھا اور ترکی سلطنت مین جن سیاحون نے سیر سفر کیا انہون نے نہایت دلسوز حالات اُن اجڑی ہوئی گھرون اور روتی پیٹتی ماباپون کے لکھے ہین جنکی گودون سے یہ بچے چھین لیے جاتے تھے - لیکن نیگچری فوج جب اول ہی دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیون نے خود اپنی مرضی سے داخل ہو کر اُسکی تعداد کو بڑھا دیا - جن صورتون مین یہ خراج شروع ہوا اُنکو تحقیق کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود یونانیون نے اُسکی طرف سے کیون بے پروائی ظاہر کی - تمام ملک لڑائیون سے ویران

---

[۱] قرآن - سورہ (۸) آیت ۴۲ [۲] قرآن سورہ (۱۰) آیت ۹۹ - ۱۰۰ [۳] ان نو عمر عیسائیون کو مجبور نہین کیا جاتا تھا کہ اپنا مذہب تبدیل کرین - کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہے کہ غیر مذہب والون کو زبردستی مسلمان کیا جاوے - البتہ اگر کوئی ترکی حاکم اپنے تعصب کی وجہ سے اسکے متعلق کسی پر سختی کرتا رہتا تو اُسکی یہ حرکت گوارا کی جاتی تھی - مگر حکام بالا کی طرف سے ایسے اختیارات ہرگز نہین دیے گئے تھے (ایم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۴۹ و ۹۲ و ۱۵۲ و ۱۵۳ نظیر کے مضمون)

بڑا تہا اور خاندان کے خاندان بہوک پیاس سے مرجانیکا خوف رکہتے تہے۔ عیسائیون کے بچے جو فوج کے واسطے لیئے جاتے تہے وہ اکثر یتیم ہوتے تہے جو بغیر اسکے ضائع ہوجاتے علاوہ اسکے عیسائیون کو غلام بناکر فروخت کرنیکا جو دستور اس زمانہ مین ہوچلا تہا اُسکے مقابلہ مین یہہ خراج ایسا خوفناک نہ تہا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ قدیم تہا۔ اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ مین بہی اُسکی مثل ایک قاعدہ جاری تہا جسکو اب ترکون نے اختیار کیا ۵۱ مورخون نے لکہا ہے کہ عیسائی لڑکون کی مقررہ تعداد جمع کرنیمین جبر کرنیکی بہت کم ضرورت پڑتی تہی بلکہ ماباپ خود آرزو کرتے تہے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت پر مامور ہون جو عموماً اُنکی ترقی کا باعث ہوتی تہی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت مین ہوتا تہا کہ اُن کے بچون کی غور وپرداخت ایسی ہوگی کہ اُنکی زندگی آرام سے بسر ہوجائیگی کیونکہ ان کم عمر قیدیون کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تہی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہین ۵۲ اگر یہہ بات سچی ہے کہ ماباپ اپنے لڑکون کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تہے تو اس خراج کی صورت کم وحشیانہ ہوجاتی ہے ۵۳ غرض ان حالات کو دریافت کرکے جو اس خراج کے ظلم مین تخفیف پیدا کرتے ہین اور یہہ سمجہکر کہ جب کوئی بات رسم ہوجاتی ہے تو انسان اسکو آسانی سے برداشت کرتا ہے (گو یہہ بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہین ہوسکتی) ہم خیال کرسکتے ہین کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیون کی حالت بہت ترقی پاجاتی تہی عیسائی کیونکر رضامند رہے۔

علاوہ اسکے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاوضہ اور فوجی خدمات سے

---

۵۱ لیکن یہہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جس طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچون کو جو ذہانت و لیاقت مین اورون سے بڑہکر ہوتے تہے ملکی اور فوجی عہدونکی تعلیم پانے کے واسطے لیلیتے تہے اسیطرح ترکون نے بہی جب وہ بازنتین سلطنت کے مالک بنے اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیون سے اُنکے کم عمر لڑکے جو ذہین اور لائق ہون لے سکتے ہین"۔ (داوُد کتر بویس صفحہ ۱۲-۱۳)

۵۲ کریسی صفحہ ۹۹۔ دہوسن۔ توم۔ ۳ صفحہ ۲۹۷ ۵۳ لیکن ماباپ کو اجازت ہی کہ روپیہ دیکر اپنے لڑکون کو ان ترکی حاکمون سے واپس لیلین جو لڑکون کو جمع کرتے ہین" (داوُد کتر بویس صفحہ ۱۳)۔ دی لاگولیتر نے بیان کیا ہے کہ ۱۶۶۹ء مین یہہ اختیار کہ روپیہ دیکر بچون کو واپس لیا جاوے ایتہنز کے باشندونکو حاصل تہا۔ (سفر ایتہنز کے حالات صفحہ ۱۶۲) (مطبوعہ لندن ۱۶۷۶ عیسوی)

بری رہنے کی عوض مین جزیہ دینا ہوتا تھا - ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرح[1] ڈھائی، پانچ، دس غرش ہر صحیح الجثہ مرد کے لیئے اُسکی آمدنی کے حساب[2] سے تھی - سترہوین اور سولہوین صدی عیسوی کے عیسائی مورخون نے عموماً یہ لکھا ہے کہ جزیہ کی رقم فی شخص ایک ڈکٹ[3] کی تھی - لیکن مختلف رقمین بیان کی گئی ہین - تین - پانچ اور ۸[4] کراون یا ڈالر بھی جزیہ کی رقم لکھی گئی ہے اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترہوین صدی مین ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تھی اس امر کا صحیح اندازہ کرنے مین کہ عیسائیون کو جزیہ کی رقم کا ادا کرنا کس حد تک بار تھا نہایت طویل بحث اس بات پر کرنی پڑیگی کہ اس زمانہ مین روپیہ سے کس قدر سامان خریدا جاسکتا تھا - اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رقم کو کیا مناسبت[5] تھی - لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے اگر صرف اُسکا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا مذہب تبدیل کرنے کیلئے ہرگز صحیح عذر نہین ہو سکتا - چنانچہ سنہ ۱۷۰۰ء عیسوی مین تورنفور نے جہان قوم کاندیت کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ " اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہہ بدبخت (عیسائی) اپنے ایمان کو کوڑیون کے مول بیچتے ہین اور مذہب کے عوض جو کچھہ انکو ملتا ہے وہ ایک توعبا ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہو گئے - جزیہ کی رقم پانچ کراون سالانہ سے زیادہ نہین ہے[6] " مصنف شیفلر نے بھی جس نے ترکون کی سلطنت مین عیسائیون کی حالت کو ایسا سیاہ کرکے بیان کیا ہے جسقدر سیاہ کرکے بیان کرنا ممکن

۱؎ جوزف فون ہامر (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۵۱ - ۲؎ مارٹن کروسیوس صفحہ ۲۳۸ - سانسووینو صفحہ ۲۶ - جرجبیز صفحہ ۹۸-۹۹ شیفلر فقرہ (۵۶) ہیزبرگ صفحہ ۳۳۲ - ڈی لاجونقیر صفحہ ۲۶ - ۳؎ جرجرنیس صفحہ ۹ - تورنفور پہلی جلد صفحہ ۹۱ - تاورنیر (۳) صفحہ ۱۱ - ۴؎ ساموس کے مطران جوزف جرجرنیس نے سنہ ۱۶۷۶ء مین جبکہ وہ لندن مین مقیم تھا ایک تصنیف لکھی اس کتاب مین اُسنے اپنے علاقہ مطران کی آمدنی کا حال لکھا ہے اس آمدنی کی تفصیل جو انگریزونکی اطلاع کیلیئے لکھی گئی مقدار کے لحاظ سے زیادہ قصہ نہین جو ملی جو تعین بیان کی گئی ہین انکو مقابلہ کرتے وقت یاد رکھنا ضروری ہے کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراون یا ڈالر لکھی ہے (صفحہ ۹) مطران لکھتا ہے کہ جب مین مقرر ہوا تو میری کلیسا کے ہر قسیس نے پندرہ یا بیس ڈالر ادا کیے - اور کلیساؤن نے بھی اپنے مقدور کے موافق روپیہ یا پہلی برس ہر ایک قسیس چار ڈالر اور دوسرے برس مین دو ڈالر دیتا ہے جن لوگون کو کلیسا مین خدمت حاصل نہین ہے اُن مین سے ہر شخص پہلے برس مین ۸ آنہ اور دوسرے برس مین ۴ آنہ بھیجتا ہے - ۵؎ سنہ ۱۶۷۵ء مین جو تجارت کا عہدنامہ انگلستان سے ہوا اُس مین ڈالر کی قیمت آٹھ آنہ تسبر لکھی گئی تھی فیلے پانچوین جلد صفحہ (؟) ساموس کے لوگ نکاح کی رسم کیلیئے ایک ڈالر اور باہر والے دو ڈالر ادا کرتے ہین لیکن جو شخص دوسری یا تیسری دفعہ نکاح پڑھواتا ہے وہ تین یا چار ڈالر دیتا ہے (صفحہ ۳۳ - ۳۴) ۶؎ تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۹۱ -

ہے لکہا ہے کہ فی شخص ایک ڈکٹ دینا خفیف بات تہی لیکن لڑائی کے محصولون اور غیر معمولی محصولون پر جو عیسائیون کو دینے پڑتے تہے اُسنے زیادہ زور دیا ہے[۵۱] زمین کا محصول عیسائیون اور مسلمانون کے لیے یکسان تہا[۵۲]۔ کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کے لیے عشر دین اور جو مسلمان نہین ہین وہ خراج ادا کرین ترکون نے تسلیم نہین کیا تہا[۵۳]۔ عیسائیون نے جو کچہہ مصیبتین اُٹہائین وہ خاص خاص حاکمون کے تشدد سے پیش آئین جو منصب اور حکومت کے بل پر اپنے ماتحت لوگون سے روپیہ وصول کرتے تہے۔ اس قسم کی زیادتیان اسلامی قوانین کے خلاف ہی نہین بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ انحطاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تہین جبکہ مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیون سے جنکی یاداش نہ ہو سکتی تہی گورنمنٹ خراب نہ ہوئی تہی[۵۴]۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول دو صدیون مین جو حالت عیسائیون کی تہی اور اسکے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا جو حالت عیسائیون کی ہوئی اُن مین بہت فرق ہے۔ لیکن یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ عیسائیون کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تہی اشاعت اسلام کے واقعات تہات کم پیش آئے۔ اٹہارہوین صدی مین جبکہ عیسائی ایسی سختیون مین مبتلا تہے کہ کبہی ایسی سختیان کسی زمانہ مین اُنپر نہ بیتی تہین عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ذکر کہین دیکہنے مین نہین آتا بلکہ اس زمانہ مین ترکون کی نسبت یہہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہین اور بد اعتقادی

---

۵۱ شیفلر فقرہ (۵۶) اس ڈکٹ کی معاملہ کو سخت ہوکا ہوگا یہ توضیح ہے کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے ایک ڈکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن چونگی اور غیر معمولی محصولون مین ترکی حکام کیا کچہہ وصول نہین کرتے۔ لڑائیون کے کونسے محصول ہین جو دینے نہین پڑتے... لیکن غیر معمولی محصولونکا انحصار بڑے یا چہوٹے وقت پر منحصر ہے اور مسلمانون کو بہی یہ محصول اسیطرح ادا کرنے ہوتے ہین جیسے عیسائیون سے وصول کیے جاتے ہین"

۵۲ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۴۔۲۵ ۵۳ ہامر (۲) پہلی جلد صفحہ ۳۴۲ ۵۴ سلطان کی عیسائی رعایا پر سختیان ہونیکا خاص سبب یہہ تہا کہ اصلی گورنمنٹ جو جسکا صدر مقام قسطنطنیہ مین تہا اُسکے اختیارات بیرونجات مین اچہی طرح تسلیم نہین کیے جاتے تہے۔ یہ حکام اضلاع کا ظلم تہا جسنے ذاتی عداوتون سے ترقی پکڑکے وہ سختیان پیدا کردین جو سلطنت عثمانیہ کی عیسائیون کو زمانہ سابق مین پیش آئین اور اب اور زیادہ پیش آتی ہین کسی قوم کے زمانہ عروج مین محکوم قوم کے ساتہہ فیاضی و انصاف ہونا ممکن ہے لیکن ایسے وقت مین جبکہ اس حکمران

اور مذہبی شکوک مین مبتلا ہو گئے ہین ۔ یہہ امر کہ عیسائیون کی تکلیفین گورنمنٹ کی خرابی سے تہین نہ کہ مذہبی ظلم سے اس سے ثابت ہے کہ مسلمان اور عیسائی یکسان سختیون مین مبتلا تہے البتہ مسلمانون کے مقابلہ مین عیسائیون کو زیادہ برُے برتاؤ اور مالی نقصان کا سامنا رہتا ہوگا کیونکہ انکو اپنی شکایتون کی تلافی مین قانونی مشکلات درپیش تہین اس لیے احتمال ہے کہ مفلس عیسائیون نے مذہب تبدیل کر کے ان مصیبتون اور سختیون سے پیچہا چہڑایا ہوگا اگر اب ہم عیسائی بچون کے خراج کو مستثنٰی کردین جسکو یونانی عیسائیون نے بغیر مقابلہ آمادہ ہوے گوارا کر لیا اور جسکی منسوخی اس وجہہ سے پیش نہین آئی کہ عیسائیون نے اُسکے جاری رہنے

بقیہ صفحہ ۱۷۰ ۔ قوم پر زوال آ رہا ہو تو ان اوصاف کا پتہ چلنا مشکل ہے ۔" پادری فنٹن ۔ سریا اور سریا کے لوگ ۔" (صفحہ ۵ ۔ لندن ۱۸۶۳ عیسوی) ۵ لو بون لو صفحہ ۴۳ ۔ ۴۴ "۵ سلطانی گورنمنٹ نے مسلمانون کے ساتہہ بہی عموماً وہی ظلم اور بے انصافی کا برتاؤ کیا جو مفتوح عیسائیون کے ساتہہ ہوا تہا ۔ یونانی عیسائیون کی تکلیفین حاکمون کے ظلم اور غرور اور ایسی بدنظمیون سے تہین جو دولت عثمانیہ کے انتظامی صیغون مین پہیلی ہوئی تہین لیکن سلطان کی طرف سے براہ راست ایسے احکام جاری نہین ہوتے تہے جن سے یہ ظلم برپا ہون مسلمانون کو اپنے قاضی سے اسقدر انصاف پانے کی توقع نہ ہوتی تہی جسقدر ان کے معاملات مین عیسائیون کو اپنے اسقف یا مذہبی حکام سے انصاف ملنے کا موقع حاصل تہا ۔ (فنلے چہٹی جلد ۔ صفحہ ۴ ۔ ۵) " یہہ خیال کرنا غلطی ہے کہ سلطانی رعایا مین صرف عیسائی مظلوم اور ستم رسیدہ ہین نہین ۔ ترکی بدنظمیان سب کے لئے مساوی ہین ۔ اور سب پر یکسان مصیبتین ڈالتی ہین ۔ سلطنت کے بعض حصون مین مسلمانون کا افلاس عیسائیون کے افلاس سے فی الحقیقت بڑہا ہوا ہے اور مسلمانون کی خراب حالت ہوتی ہے جسپر سیاحون کو ترس آتا ہے " (ولیم فورسیتہہ ۔ دریائی ڈانیوب کے جنوبی سالونا تک صوبے صفحہ ۱۵۰ ۔ ۱۵۸ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء) " شمالی ایشیا کوچک مین ہر طرح کا ظلم و ستم مسلمانون اور عیسائیون پر یکسان ہے (جیمس برائس ۔ ٹرانس قافوسیہ اور ارارات صفحہ ۱۴۰ ۔ ۳۸) " یورپ کا خیال ہے کہ صرف عیسائی ہین جو ترکی کی حکومت اور سختیون اور ذلتون کو جو اسکے ظلم سے ہوتی ہین برداشت کرتے ہین لیکن یہ بات نہین ہے مسلمان خاص کر اس وجہہ سے کہ غیر حکومتون کو انکے ساتہہ کوئی دلچسپی نہین ہے نہایت بیباکی سے لوٹے جاتے ہین اور خاص مسلمانون پر ان لوگون سے زیادہ ظلم ہوتے ہین جو پیغمبر عرب کے منکر ہین ۔" (دی لاجو نقییر صفحہ ۵۰ ۔ ۷) " جو کچہہ ہمنے اوپر لکہا ہے اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ادنی سے ادنی درجہ کے عیسائی بہی ایسی بُری حالت مین نہین ہین جیسے کہ ایشیا کوچک مین اُسی درجہ کے ترک ہین ۔ اگر یورپین ترکی کے عیسائی اسوجہ سے کسی قدر نفع مین ہین کہ انکی تعداد ترکون سے زیادہ ہے تو ایشیا کے عیسائیون کو یہ اطمینان ہے کہ ایشیا مین ترکون پر بہی حاکمون کا وہی ظلم ہے جو عیسائیون پر ہے ۔ اور انکو ایسے مسلمانون سے سابقہ پڑتا ہے جو یورپ کے مسلمانون سے زیادہ حلیم زیادہ پابند مذہب اور بہتر اصول کے لوگ ہین ۔" ڈبلیو ایم لیکی ۔" ایشیا کوچک

(باقی صفحہ ۱۷۲)

کے خلاف کوئی ہنگامہ برپا کیا بلکہ ترکی رعایا کے بڑے حصے اور عیسائیون کے مسلمان
ہوکر فوج مین شامل ہونے سے وہ منسوخ ہوا تو جو برتاو سلاطین عثمانیہ نے عیسائی رعایا کے ساتھ
کم سے کم دو صدیون مین یونان کی فتح کے بعد کیا اُس سے ظاہر ہے کہ ترکون نے
عیسائیون کے ساتھہ مذہبی آزادی اور صلح کل کے طریقے ایسے برتے کہ جنکی مثال اُس وقت
تمام یورپ مین موجود نہین تھی - ہنگری کے کالوینی عیسائی اور ٹری سلوانیا کے مواحد
عیسائی متعصب شاہی خاندان ہاپسبرگ کے ہاتھون مین پڑنے سے ترکون کی اطاعت
قبول کرنے کو ترجیح دیتے تھے[۵۵] - سائلیسیا کے پروٹسٹنٹ عیسائی اشتیاق کی آنکھون سے
ترکون کی راہ تکتے تھے - اور اسلامی حکومت کی اطاعت کو قیمت مین لگا کر ترکون سے
مذہبی آزادی خریدنے کے لیئے تیار تھے[۵۶] - یہ ترکون ہی کی سلطنت تھی کہ پندرھوین صدی
کے اخیر مین اسپین کے بے شمار یہودی اُسمین پناہ کے لیئے آئے[۵۷] - اور یہ عثمانیہ حکومت
تھی جسکے سایہ مین کاسک قوم کو جو قدیم طرز کا عیسوی مذہب رکھتی تھی اور جسپر روس کے
شاہی کلیسا نے سخت ظلم کیئے تھے وہ مذہبی آزادی ملی جسکو ہم مذہب عیسائیون نے
دینے سے قطعی انکار کردیا تھا[۵۸] - جب قوم پول کے لوگون نے جو رومن کیتھولک (جاثلیقی)
عیسائی تھے قدیم مشرقی کلیسا کے عیسائیون پر ظلم کیئے تو سترھوین صدی عیسوی مین مکاریوس
انطاکیہ کے بطریق نے اپنے تئین اس عبارت مین مبارکباد دی کہ ہم اُن ہزارون شہیدون کے

بقیہ [illegible] کے حالات سفر صفحہ [illegible] مطبوعہ لندن [illegible]) مقابلہ کرو لارنس اولیفونٹ کی کتاب "ارض گلید" صفحہ ۳۰۱ -
۳۰۳ مطبوعہ لندن [illegible] [۵۴] [illegible] کا خراج سترھوین صدی عیسوی مین بالکل منسوخ ہوگیا - ۱۶۷۶ عیسوی مین اخیر دفعہ
وصول کیا گیا تھا - [۵۵] دیکھو تقیہ صفحہ [illegible] [illegible] شیفلر فقرہ [illegible] [۵۶] "مین نہایت تعجب سے دیکھتا ہون کہ عام عیسائیون
[illegible] نہین کہ ترکون کی سلطنت مین رہنا اچھا ہے کیونکہ جب ایک [illegible] دیاجاتا ہے تو عیسائی بالکل آزاد ہوجاتے ہین اور ترک
اُنکو مذہبی آزادی دیتے ہین اور وہ اپنے گرجاؤن مین نماز کے لیئے جا سکتے ہین بلکہ علی رسمہ کے عیسائی بھی ایسے ہین جنکو ترکون کی نسبت
یہ اچھے خیالات رکھنے ہرگز مناسب نہ تھے لیکن وہ ان باتون سے خوش ہوتے ہین گویا اپنی مصیبتون پر خوش ہین - یہ بات خطرناک ہی
نہین ہے بلکہ کافرانہ بھی ہے اور [illegible] خیالات کے حالات کسی دوسری چیز سے پیدا نہین ہوتی اس بات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عیسائی اپنے مذہب
برگشتہ ہوجائینگے اور عیسوی دین بیخ و بنیاد سے اکھڑ جائیگا" (شیفلر فقرہ - ۴۸) [۵۷] ہیز طبرگ صفحہ ۶۵ - [۵۸] دیکھو تقیہ صفحہ ۳۲

روے جنکو ان ناپاک لوگون نے (پول) جو مذہب کے دشمن ہین چالیس یا پچاس برس مین قتل کیا۔ مقتولون کی تعداد ستر اور اسّی ہزار کے قریب تہی - اے کافرو - اے ناپاکی کے شیطانو - اے پتہر کے دل رکہنے والو - عورتون نے تمہارا کیا لیا تہا - لڑکیون اور لڑکون اور معصوم بچون نے تمہارا کیا کیا تہا کہ تمنے اُنکو مار ڈالا ...... اور مین قوم پول کو کس لیئے ملعون کہتا ہون؟ مین اسلیئے انپر لعنت کرتا ہون کہ عیسائیون پر ظلم کرکے اور یہ سمجہکر کہ یونان کے کلیسا کو وہ مٹا دینگے اونہون نے اپنے تئین اُن لوگون سے بہی زیادہ ذلیل اور شریر ثابت کیا جو بتون کے پوجنے والے ہین - خدا ترکون کی سلطنت کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیئے قائم رکہے - وہ جزیہ لے لیتے ہین اور ہمارے مذہب سے کچہہ بحث نہین رکہتے - خواہ اُنکی رعایا عیسائی ہو یا نصرانی - یہودی ہو یا سامارتی - لیکن اس ملعون قوم پول کے لوگون نے عیسائی بہائیون سے جنہون نے اُنکی خدمت اور غلامی تک قبول کی محصول اور آمدنی کا دسوان حصہ ہی لیکر بس نہین کی بلکہ عیسائیون کو مسیح کے دشمنون یعنی ظالم یہودیون کے حوالے کیا جنہون نے اُنکو گرجا تعمیر نہ کرنے دیئے اور کسی قسیس کو اُن مین رہنے نہ دیا جو اُنکے مذہب کے بہیدون سے واقف ہوتا"۔ سترہوین صدی مین موریا کے یونانی عیسائیون نے چودہ برس تک وینس والون کے پنجہ عذاب مین رہ کر اپنے قدیم فرمانروا ترکون کا خیر مقدم کیا جنکی حکومت کا اُنکو پہلے تجربہ ہو چکا تہا - اٹلی[۱] کے ملک مین بہی ایسے لوگ موجود تہے جنکو ترکون کا اس امید مین انتظار رہتا کہ مسلمانون کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اُنکو بہی وہ آزادی مل جائیگی جسکا عیسائی گورنمنٹ سے ملنا امید لاحاصل تہا - پس[۲] یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سلطان

---

[۱] مکاریوس پہلی جلد صفحہ ۱۰۳ - ۱۶۵ [۲] دی لاجو تقیر صفحہ ۳۴۴ - فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۲۲ [۳] عیسائیون نے اپنے دل مین آزادی کا عجب خیال پیدا کر رکہا ہے - اگر عیسوی حکومت مین اُن عیسائیون نے کوئی بات حاصل کرنی چاہی اور اُس مین مایوسی ہوئی تو در حقیقت وہ ترکون کو سب پر ترجیح دینے لگتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ ترک اس آزادی کو دینے مین بہ نسبت عیسائیون کے زیادہ فیاض ہین" - "دیونس لوٹرو کی ودیوس کونڈیتیونی دیئے کرستیانو رم" تیسرے کا صفحہ ۲۲ - ۲۲۵ (مطبوعہ باسیلیے ۱۵۳۸ء) بعض عیسائی یہ پالیس کرتے ہین کہ ترکون کی حکومت مین مذہب آزاد رہیگا" - داو تورش بیروو نقلاؤ فرکبیہ کی آنگت کرستیانورم اور تیو صفحہ ۳۱ (مطبوعہ باسیلیے ۱۵۳۸ء)

ٹرکی کی سلطنت مین اسلام ہرگز تلوار کی زور سی نہین پہیلا - شاید انحطاط سلطنت کے زمانہ مین ٹہیک ٹہیک انصاف کی نہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکمون کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کر کے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوئے ہون لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیون مین شاذ تہے - مگر ان ہی دو صدیون کا زمانہ وہ تہا جس مین عیسائیون نے کثرت سے اسلام قبول کیا - اور ترکون کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تہا - لیکن اپنے قانون کے مطابق اُنہون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی دے رکہی تہی - اگر اس حالت مین ترکون نے اپنے قوانین سے تجاوز نہین کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے - مگر ایک عیسائی نے جو بائیس ۲۲ برس تک ترکون مین قید رہا یہ لفظ لکہے ہین کہ ترکون نے کسی شخص کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہین کیا[۱]" اور عیسائیون سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے - ایک انگریز جس نے سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین ٹرکی کا سفر کیا لکہتا ہے[۲] - کہ ایمان کسی شخص کے ایمان (کونشنس) پر جبر نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو بہی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت مین دلایا جاتا" - ۱۶۶۳ء مین اس تحریر کے ۳۰ برس بعد شیفلر نے لکہا کہ[۳] "ترک عیسائیون کو جبر سے نہین بلکہ چالاکی سے مسلمان کرتے ہین اور عیسائیون کے دل سے مسیح کو فریب دیکر چہین لیتے ہین کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ مین ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر و اکراہ استعمال نہین کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہین جن سے مسیح مذہب کی جڑین چپ چاپ اکھاڑ پہینکتے ہین ...... اب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائی ان ملکون سے کہان غائب ہو گئے ملک سے وہ نکالے نہین گئے اور نہ ترکون کے مذہب مین انکو زبردستی شامل کیا گیا - پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے"

ترک سمجھتے ہین کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہین یہ ہے کہ انکو

---

[۱] ترکی سپور کیپتے سگا نبو صفحہ ۱۷ - [۲] بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۹۸ - [۳] شیفلر - فقرہ - ۵۱ - ۵۲ -

اسلام کی برکت دین اور اس کام کے لیئے اُنہون نے کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چہوڑا[۵۱]۔ سولہوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے ایک سیاح نے لکہا کہ جب وہ مسجد ایا صوفیا مین کہڑا اُسکی خوبصورتی کی تعریف کرتا تہا تو اس حالت مین چند ترکون نے میرے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنا چاہا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جبتک زندہ ہو اس خوبصورت مسجد مین ہر روز آ سکتے ہو۔ سترہوین صدی[۵۲] عیسوی مین ایک انگریز سیاح کو بہی اسیطرح کا تجربہ ہوا۔ چنانچہ اُسنے لکہا کہ بعض وقت ترک اسلام کے جوش مین عیسائیون سے بہت اخلاق کے یہ سوال کرتے ہین اور مجہہ سے بہی ایک دفعہ جب مین مسجد ایا صوفیہ مین موجود تہا اُنہون نے پوچہا تہا کہ "تم مسلمان ہو کر ہم جیسے کیون نہین ہو جاتے" جب ترک کسی شخص کو مسلمان کرتے ہین تو اُسکی تہنیت مین جو عام خوشیان منائی جاتی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو لوگون کی آخرت اور عاقبت بالخیر ہونے کا کس درجہ خیال ہے۔ اور اسی خیال نے اُنکو اسقدر پرجوش داعی بنا دیا ہے۔ نومسلم کو گہوڑے پر سوار کرتے ہین اور شہر کے بازارون مین بڑی خوشیان مناتے ہوے نکلتے ہین۔ اگر دریافت ہوتا ہے کہ یہہ شخص سچے اعتقاد سے مسلمان ہوا ہے اور شریف آدمی ہے تو اُسکی نہایت درجہ عزت کرتے ہین اور اُسکی گذر اوقات کے لیئے بندوبست کر دیتے ہین[۵۳]۔ الاکساندر روس کے اس قول کی تصدیق مین مضبوط شہادت موجود ہے کہ "ترک عیسائیون کے تبدیل مذہب یا تخریب مذہب مین نہایت سرگرم ہین تاکہ عیسائی اُن کے مذہب مین جو لا مذہبی کا دین ہے داخل ہون۔ (نعوذ باللہ) ہر روز اپنی مسجدون مین وہ دعا مانگتے ہین کہ عیسائی قرآن کو تسلیم کرنے لگین اور مسلمان ہو جاوین اس کام مین ترکون نے کوئی طریقہ خوف یا خوشامد جزا یا سزا کا بغیر آزمایش کیے نہین چہوڑا ہے[۵۴]

---

[۵۱] دوسا صفحہ ۳۰۳ - بوسبک صفحہ ۱۹۰ [۵۲] طامس سمتھہ صفحہ ۲۰۳ [۵۳] طامس سمتھہ صفحہ ۲۰۴ بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۳۰۴ [۵۵] جرجیونز صفحہ ۲۰۲ [۵۴] الاکساندر روس صفحہ ۹ مقابلہ کرو رکیوٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۶ - "ترک سمجہتے ہین کہ کسی غیر مذہب والے کو مسلمان کرنا بڑی بات ہے۔ کوئی ترک جسکے پاس اتنا روپیہ بہی ہو کہ ایک غلام رکہہ سکے ایسا نہین ہے جسکو ایسی کم عمر غیر مذہب کے آدمی کی ضرورت نہو جو بغیر مشکل کے ہر قسم کی باتین قبول کرے تاکہ آقا کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اُسکو مین نے مسلمان کیا ہے اور مسلمانون کی تعداد بڑہانیکا مستحق ہون"

عیسائیون کو مسلمان کرنے کے یہ طریقہ ایسے تھے جنکو عیسائیون کی سوسائٹی کی حالت نے بہی زیادہ تر موثر اور کارگر ثابت کیا۔ ان حالتون مین سب سے بڑہکر کلیسای یونان کی خراب حالت تہی۔ اول تو بازنتین سلطنت یعنی روم کی عیسوی سلطنت سابقہ اختیارات مین مطلق العنان رہ چکی تہی اور پہر مورد مینہ مین قسیسون کو وہ خودمختاری ملی تہی کہ رعایا کی عقلی قوتین مذہبی احکام کے بوجہہ سے جنہون نے اخلاقی اور دینی مسائل پر ہر طرح کی بحث کو ممنوع قرار دیا تہا بالکل کچل گئی تہین۔ صرف ایک بات البتہ ایسی تہی جس نے عیسائیون کو اس مفلوج حالت مین حس وحرکت دے رکہی تہی۔ اور وہ یہ تہی کہ رومن کیتہولک کلیسا کے خلاف سخت مباحثے برپا تہے جس مین وہ تمام بےلطفیان جو مذہبی مناظرون اور قومی منافرت کا خاصہ ہین جاری تہین۔ عام عیسائیون کا مذہب خراب ہوتے ہوتے ظاہر رسوم کی پابندی رہ گیا تہا۔ اور سارا مذہبی جوش اس مین صرف ہوتا تہا کہ حضرت مریم اور مسیحی اولیا کی پرستش کرین اور تصویرون اور تبرکات کو پوجین۔ جب کلیسا کی روحانی زندگی اس درجہ خراب ہوی اور اس قسم کے مسائل پر مباحثے ختم نہ ہوے کہ روح القدس خدا سے یا مسیح سے نکلا ہے اور یہ کہ عشاء ربانی مین خمیری روٹی کہانی چاہیے یا سادی تو بہت عیسائی ایسے تہے جو ان باتون سے بیزار ہوکر توحید کی اسلامی تعلیم کو جو بہت صاف اور جلد سمجھ مین آتی تہی تسلیم کرنے لگے۔[۵۱] یہ بیان کیا گیا ہے کہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا جن مین عام لوگ ہی نہ تہے بلکہ ہر طبقہ اور درجہ کے عام اور شریف عیسائی شامل تہے۔ جن قسیسون اور رہبانون نے اسلام قبول کیا انکے فائدہ کے لیئے ترکون نے سامان مہیا کردیے تاکہ اور عیسائیون کو بہی انکی مثال سے مسلمان ہونیکی ترغیب ہو[۵۲] ۱۴۵۳ء عیسوی سے پہلے کہ ابہی ترکون

۵۱ یہ بیان ایک گمنام شخص کا ہے جو ترکی مین ۱۴۳۶ء مین ۱۴۵۸ء تک قید مین رہا ترکلے سیو رکیتیے سگلا تو صفحہ ۱۷ (الف) ۵۲ ترکلے سیو رکیتیو سگلا تو صفحہ ۱۱۔ (ب) متیلینی کے مطران لیونارڈو نے جو قسطنطنیہ کی فتح کے وقت موجود تہا ان عیسائیون کا حال لکہا ہے جو مسلمان ہوگئے تہے اور محاصرہ کرنیوالی فوج مین شامل تہے مطران کا بیان یہ ہے کہ "قسطنطنیہ کو کسنے فتح کرایا؟ مسلمانون کو حکومت کرنی کس نے سکہائی ہے کمینے عیسائیون نے۔ مین گواہ ہون کہ یونانیون۔ جاتینی عیسائیون جرمن اور ہنگری کے لوگون اور عیسائی

کا دارالحکومت اوریہ نوبل تہا سلطان کے دربار مین ایسے عیسائیون کا ہجوم رہتا تہا جو مسلمان ہوگئے تہے۔ اوران ہی نومسلمون مین سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے ارکین تہے روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہوگئے۔ اور مسلمانون نے انکا خوشی سے استقبال کیا ان عیسائی شہزادون مین سب سے پہلا شہزادہ جو ۱۱۴۰ع مین مسلمان ہوا جان کمنینر کا بھتیجا تہا اور اسلام لانے کے بعد سلطان مسعود والی قونیہ کی بیٹی سے اوسنے شادی کی[۱] فتح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیون کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت رکہتے تہے۔ عیسائی امرا مین سے جن امیرون نے اسلام قبول کیا اُن مین بہت لوگ وہ تہے جو شاہی خاندان پے لیولوگی کا نام رکہتے تہے طربزوند کے جارج امیر وظیر نے جو بڑا عالم متبحر تہا اخیر عمر مین عیسائی مذہب ترک کیا اور اسی طرح اور بڑے درجہ کے عیسائیون کے نام دریافت ہوتے ہین جنہون نے اسلام قبول کیا[۲] اسلام مین صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرین[۳] چنانچہ ایک گمنام مصنف لکہا ہے کہ جو کچہہ مشکل تہی وہ اسی بات مین تہی کہ اس کلمہ کا اقرار کیا جاوے۔ "اگر کسی آدمی نے اسکا یقین اپنے دل مین پیدا کرلیا کہ وہ ایک خدا کا معتقد ہے تو مذہب کے بہیس مین اس غلطی کا زہر اُس مین دوڑ جاتا تہا۔ یہ وہ گناہ کا چپان تہا جس سے بہت لوگون نے ٹکر کہائی اور اس دام مین گرفتار ہوگئے جو انکی روحون پر عذاب لایا۔ (نعوذ باللہ) یہہ بہی وہ جکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگون کے گلے کا طوق بنا اور جسنے ان کو مایوسی کے غار مین گرادیا۔ کیونکہ جب یہ احمق سنتے ہین کہ ترک بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور ہر تصویر اور مورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین گویا وہ

بقیہ صفحہ ۱۷۶۔ قومونکے آدمیون نے (باوجودیکہ عیسوی مذہب مین انکو تعلیم ملی تہی) ترکونکی صحبت سے انکا مذہب اور انکے کام اختیار کیے اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرکے اسکو چہینا۔ ای ناپاک لوگو جنہون نے مسیح سے انکار کیا ای مسیح کے دشمنون کے ساتہیو تم دوزخ کی آگ کے مستحق اب تمہارا ہی ور ورہ ہی (سانسوو دینو صفحہ ۲۵) [۱] گروسی ٹی بیزنٹینر ولیس ٹیلا اٹرز صفحہ ۳۰۵-۳۰۶ (مطبوعہ ہالے ۱۸۸۴ع) [۲] ہیمر جلد ۴ صفحہ ۱۲۶۔ فنلی پانچوین جلد صفحہ ۱۱۹۔ [۳] ترک کی بابت کتیبے سنگلا تیو صفحہ ۱۹ (الف)

دوزخ کی آنچ ہے اور ہمیشہ ایک ہی خدا کا اقرار اور وعظ کرتے ہین تو پھر ان لوگون کے دل مین کسی شبہہ یا بدگمانی کی جگھہ باقی نہین رہتی (انتہی)"

مشرقی کلیسا کے عیسائیون کو جسوقت اس بات کی خواہش ہوئی کہ مذہب کا کوئی صاف اور سادہ اصول ایسا دریافت ہوجاوے جیسا فرقہ پالیسیس کا اصول تہا جسکو چند صدیان گذری تہین کہ خود عیسائیون نے بدعت قرار دیکر مٹا دیا تو ایسی صورت مین اسلام ہی وہ مذہب تہا جسمین عیسائیون نے قدرتی طور پر اپنے لیئے پناہ تلاش کی۔ پالیسین تحریک کا مضمون یہہ تہا کہ کلیسای یونان کے تعصبات پر اور تصویرون اور تبرکات اور بزرگان دین کی پرستش پر اعتراض کیا جاوے اور اس بات کی کوشش ہو کہ مذہب زیادہ صاف ہوجاوے اور مذہبی زندگی مین زیادہ پاکیزگی پیدا ہوجاوے چونکہ سترہوین صدی عیسوی تک بلغاریہ مین فرقہ پالیسین کے لوگ موجود تہے[1] اس لیئے مسلمان فاتحون کو بہت عیسائی ایسے ملے جو کلیسای یونان کے عقائد اور عمل سے مطمئن نہ تہے۔ اور چونکہ کوئی صورت ایسی نہ تہی جس سے پروٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا جاری ہوسکتے جیسے یورپ کے مغربی ملکون مین جاری ہوے تہے اس لیئے ان غیر مطمئن طبیعتون کو اسلام بلاشبہہ بہتر مذہب معلوم ہوا۔ سترہوین صدی کے شروع مین یونان کے کلیسا کو جو پروٹسٹنٹ مذہب مین شامل کرانے کی عبث کوشش کی گئی اسکے نتیجے کی طرف سے بہر نہج یہ خیال ہوسکتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا ہوگا۔ اس تحریک کا بڑا حامی سرل لوکاریوس تہا جو سنہ ۱۶۲۱ سے سنہ ۱۶۳۸ع تک قسطنطنیہ کا پانچ دفعہ بطریق ہوا۔ سرل لوکاریوس جوانی کی عمر مین وٹن برگ اور جنیوا کی یونیورسٹیون مین جہان پروٹسٹنٹ علوم کا چرچا تہا دینیات کی تعلیم کے لیئے گیا تہا۔ اور جب وہان سے واپس آیا تو جنیوا ہالنڈ۔ اور انگلستان کے علمای پروٹسٹنٹ سے اسنے خط و کتابت رکہی۔ لیکن نہ تو کلیسای انگلستان کے عقائد کی طرف اسکو توجہ ہوئی اور نہ فرقہ لوتہر

[1] ریکوٹ۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۷۔ ۱۱۔ بیزی۔ ۴۹۔ (ب)

کی طرف اسکو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف[۵۱] اسکو بہت رغبت پیدا ہوئی - اور اسی مذہب کو اُسنے یونان کے کلیسا مین جاری کرنا چاہا - اس کوشش مین جنیوا کے کالوینی فرقہ نے اسکی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالوینی کو جسکا نام لیجر تہا اور جو دینیات کا بڑا عالم تہا قسطنطنیہ بہیجا تاکہ کالوینی دینیات کو یونانی زبان مین ترجمہ ہونے کے وقت وہ مدد دے - قسطنطنیہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور ڈچ سفیر رہتے تہے[۵۲] انہون نے بہی بڑی فیاضی سے روپیہ دیکر اس کام مین سرل کی مدد کی - لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جنکے معاون رومن کیتہولک سفیر تہے سرل کی مخالفت کے لیئے تدبیرین سوچنے لگے - یہانتک کہ یونانی قسیسون نے سرل کو مار ڈالنے کی تجویز کی - سنہ ۱۶۲۹ عیسوی مین سرل نے مذہب کے اقرارات شائع کیئے تہے جسکا مقصد ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کلیسا یونان کے عقائد کو مذہب جاثلیقی (رومن کیتہولک) کے خلاف دکہا کر پروٹسٹنٹ مذہب سے اسکی مطابقت ثابت کرے[۵۳] - کالون کے مذہب سے اُسنے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس کیا تہا کلیسا کے معصوم ہونے کو اُسنے تسلیم نہ کیا تہا اور انجیل کی تفسیر مین کلیسا کے اختیارات سے بہی انکار کیا تہا تصویرونکی پرستش کو بُرا کہا اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچہہ سرل نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسای یونان کے تعلیم کے زیادہ رغبت رکہتا تہا - جب یہہ اقرارات[۵۴] شائع ہوے جن سے ظاہر ہوتا تہا کہ گویا کل کلیسای یونان کے جسکا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہین تو یونانی کلیسا کے تمام قسیسون کو سرل سے سخت مخالفت پیدا ہوئی - اور سرل کی موت کے چند ہفتہ بعد ان قسیسون کی مجلس قرار پائی جسمین سرل کے عقائد اور راے کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ سب ملکر اُسپر لعنت کرین - سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ مین اسی

---

[۵۱] نجلر صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۲ - [۵۲] نجلر صفحہ ۱۴۳ ۱۴۴ [۵۳] نجلر صفحہ ۱۴۸ - [۵۴] نجلر صفحہ ۱۸۳ - ۱۸۹ -

مقصد سے جمع ہوئی اور اس مجلس نے سرل کے ایک ایک قول کو رد کرنے کے
بعد اس عبارت مین سرل اور سرل کے معتقدون کو ملعون کیا۔ "ہم سب ایک رای
اور بغیر مشروط الفاظ کے سرل کے تمام اقرارات پر لعنت کرتے ہین کہ وہ بدعتون سے
پر ہین اور ہمارے کلیسا سے بالکل مختلف ہین۔ اور ہم اعلان کرتے ہین کہ ان اقرارات کا
مؤلف ہمارے مذہب کی کوئی بات اپنے مین نہ رکہتا تہا۔ بلکہ اوسنے عداوت اور دروغ
بیانی سے اپنے کالوینی عقائد کو ہمارے ساتہہ منسوب کیا۔ تمام وہ لوگ جو ان اقرارات کو
پڑہین اور انکو سچا اور بے عیب سمجہین اور تقریر یا تحریر سے اونکی طرفداری کرین تو ہم ایسے لوگون
کو ایمان والون کی جماعت سے خارج کرتے ہین کہ وہ سرل کی بدعت مین شریک اور عیسوی
کلیسا کے مخرب ہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ ایسے لوگون کو خواہ اُنکا کیسا ہی درجہ اور منصب ہو
کافر اور مرتد خیال کیا جاوے۔ پس وہ کلیسا سے ہمیشہ کے لیئے خارج کیئے جاتے ہین
اور اُنکا تعلق اس زندگی مین باپ اور بیٹے اور روح القدس سے قطع ہو گیا۔ اُنپر لعنت ہو
اور وہ کلیسا سے خارج رہین اور موت کے بعد غارت ہو جاوین اور ہمیشہ کے عذاب سے
انکو حصہ ملے" (قولہ انتہی) ۱۶۷۲ء عیسوی مین ایک تیسری مجلس بیت المقدس مین قرار پائی
تا کہ سرل کی بدعتی اقرارات کے خلاف اپنی رائے ظاہر کرے اور کلیسای یونان کی سچائی
کو اُن لوگون کے مقابلہ مین قائم رکہے جو یونان کے کلیسا کی نسبت رکہتے تہے کہ اُس
مین کالون کے عقائد موجود ہین۔ پس اس کلیسا کو پروٹسٹنٹ مذہب مین لانے کے
لیئے جو کوششین کی گئین اُن مین مطلق کامیابی نہوئی۔ مذہب کالون کے عقائد
کلیسای یونان کی تعلیم سے بالکل مختلف تہے۔ بلکہ اُس مین بہت سے مسائل فقہ
ایسے تہے جو بہ نسبت یونانی کلیسا کے اسلامی علماء کے عقائد سے زیادہ موافقت رکہتے
تہے۔ اور جنکے خلاف کلیسا نے مسلمانون سے اکثر مناظرہ کیا تہا۔ اور یہی موافقت

۱۔ نجلر صفحہ ۲۲۶۔

تھی جس سے اس بات کی ضرورت داعی ہوئی کہ اشاعت اسلام کی تاریخ مین اس تحریک کو جو یونانی عیسائیون مین کالون کے مذہب کو رائج کرنے کے واسطے ہوئی لکھا جاوے۔ پس وہ عیسائی جو تصویرون کی پرستش کو بہت برا کہتے تہے اور قسیسون کے احکام بلکہ قسیسی سررشتہ کو قطعاً ناجائز سمجھتے تہے اور جو انسان کو فاعل مختار نہ جانتے تہے اور جنکو کالون کے سخت مذہبی مسائل سے پوری عقیدت تہی اور جن مین عہد جدید کی بہ نسبت عہد عتیق کی باتون کا زیادہ چرچا تہا تو ایسے عیسائیون کو کلیسای یونان کے مقابلہ مین جیسا کہ سترہوین صدی مین اس کلیسا کا حال تہا اسلام بہتر مذہب معلوم ہوا ہوگا۔ اور کچھہ شبہہ نہین کہ اُس زمانہ مین جو عیسائی مسلمان ہوئے انکو پہلے ہی سے اپنے بزرگون کے کلیسا اور مذہب سے علیحدگی ہو کر کالون کے مذہب کی طرف میلان خاطر ہوا[۱]۔ کوئی ٹھیک اطلاع اسکی متعلق نہین ملتی کہ سرل کے معتقد تعداد مین کسقدر تہے اور یونانی کلیسا پر کالون کے مذہب کا کسقدر اثر پڑا۔ یونانی قسیس اپنے کلیسا کے نہایت حامی تہے اور اُنہون نے نہایت فخر و مباہات کے ساتھہ اپنے کلیسا کی سچائی کو قائم رکھا تہا اور بدعت سے اسکو پاک ثابت کیا تہا۔ لیکن جب اُسپر کالونی مذہب سے اتفاق رکہنے کا اتہام لگا تو انہون نے بے دین سرل کو ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ اپنے عقائد مین تنہا تہا اور کوئی اسکا ہم خیال نہین ہے[۲]۔ مگر اس مین شبہہ نہین کہ سرل کے پیرو موجود تہے۔ اور جو اقرارات اُسنے شائع کیے تہے انکو ایک مذہبی مجلس نے جس مین صرف سرل کے پیرو جمع تہے تسلیم کیا تہا[۳]۔ جن لوگون نے اُسکی بدعت سے اتفاق ظاہر کیا تہا انکو ۱۶۳۸ع مین قسطنطنیہ کی مجلس نے اور ۱۶۷۲ع مین بیت المقدس کی مجلس نے کلیسا سے خارج کیا[۴]۔ اگر سرل کے پیرو اور ہوا خواہ موجود نہ ہوتے تو دوبارہ مجلس کے جمع کرنے کی ضرورت کیون ہوتی؟ علاوہ

---

[۱] ترکون مین عیسائی غلامون کی نسبت مشہور تہا کہ جو پروٹسٹنٹ مذہب رکہتے ہین انکو نسبت رومن کیتہولک عیسائیون کے اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ (گلمن صفحہ ۱۲) [۲] نجار صفحہ ۲۲۱-۲۲۲ [۳] نجار صفحہ ۲۲۰ و ۱۸۰ [۴] نجار صفحہ ۲۰۲-۲۰۶

اسکے سرل کے ماننے والون مین سے چند لوگون کے نام بہی تحریر ہوے ہین - ان مین سے ایک شخص سوفرونیوس شہر اتینا کا مطران[1] تہا جو پروٹسٹنٹ[2] مذہب کا بڑا طرفدار تہا - دوسرا شخص نیکودیموس متیاراس تہا جو چہاپے کی ایک کل لندن سے لایا تہا اور مذہبی رسالے شائع کرکے مشتہر کرتا تہا - اس خدمت کی عوض مین سرل نے اسکو ایک علاقہ کا مطران کر دیا تہا[3] - کوریدالیوس فلسفی نے جو سرل کا دوست تہا کالوینی مذہب کی تعلیم کے لیئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کہولا تہا - ایک یونانی جرجایوس نامی نے سوال و جواب کی ایک کتاب چہاپی تہی جسکا مقصد یہہ تہا کہ کالون مذہب کو اپنے ہموطنون[4] مین شائع کرے - سرل نے ایک خط جسپر جولائی سنہ ۱۶۳۶ عیسوی کی تاریخ تہی جنیوا کی یونیورسٹی کو لکہا کہ لیجر نے بہت سے لوگون کو کالوینی دین مین وعظ اور تلقین[5] کے ذریعہ سے شامل کر لیا ہے ایک اور خط مین جو سرل نے لیجر کے نام بہیجا لکہا تہا کہ جزیرہ کاندیا[6] مین اُس نے اپنا رسوخ کس طرح پیدا کیا - سرل کے بعد جو شخص بطریق مقرر ہوا وہ جلاوطن کرکے کارتیج کو روانہ کیا گیا جہان سرل کے معتقدون نے گلا گہونٹ کر اُسکو مار ڈالا[7] - بارتی نیوس دوم جو سنہ ۱۶۴۴ع مین سنہ ۱۶۴۶ع تک قسطنطنیہ کا بطریق ہوا کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تہا - اگرچہ اُسنے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگون کو نہین دی لیکن اُسکو اس مذہب کے ساتہ ایسا حسن ظن تہا کہ آخر کار وہ بطریق کے عہدہ سے معزول ہو کر جلاوطن[8] کیا گیا - پس اس سے ظاہر ہے کہ کالوینی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پہیلا ہوا تہا جس حد تک سرل کے دشمن اسکو تسلیم کرتے تہے - اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی جن عیسائیون نے مذہبی مجلسون کے فیصلون سے انکار کیا جنکے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تہا تو اُن مین مسلمانون کی باتین زیادہ موجود تہین اور یونانی قسیسون کا اثر بہت کم تہا - یہہ سچ ہی کہ کوئی مسلم الثبوت شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ ٹرکی مین کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت

---

[1] نجار صفحہ ۱۷۲ ۔ [2] نجار صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ ۔ [3] نجار صفحہ ۱۴۴ ۔ [4] نجار صفحہ ۱۷۱ ۔ [5] ہنفل پہلی جلد صفحہ ۳۰۴ ۔
[6] لی قین ۔ توم ا صفحہ ۲۲۵ ۔ [7] لی قین توم ا صفحہ ۲۲۳

مین آسانی پیدا ہوئی[۵۱] - لیکن جب کوئی اور وجہ ترویج اسلام کی موجود نہین تو یہہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جن اسباب سے سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین کثرت سے عیسائی مسلمان ہوے اُن مین سے ایک سبب کالون کا مذہب بھی تہا - یہ زمانہ وہ تہا کہ جس مین نومسلم عیسائیون کی تعداد ہر ایک زمانہ سے بڑہی ہوی تہی[۵۲] - اور جبکہ قسیسون مین سے اکثر لوگون کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا گیا تہا بلکہ یہہ تحریر ہوا تہا کہ کلیسا کے بڑے بڑے افسر اور عہدہ دار بھی مسلمان ہو گئے ان بڑے لوگون مین سے جزیرہ روڈس کا مطران تہا جسنے اسلام قبول کیا[۵۳] - ۱۶۷۶ عیسوی مین کورنتہ کے عیسائی باشندونکی نسبت تحریر ہو کہ اُن مین سے ہر روز چند آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور ایک برس پہلے ۱۶۷۵ء مین تین قسیسون نے قبول کیا[۵۴] - ۱۶۷۹ء مین ایک عیسائی راہب کی موت کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہو کر مرا[۵۵] - سلطان محمد چہارم کے فرزند مصطفے کا جب ختنہ ہوا تو تیرہ دن کے زمانہ تہنیت مین دوسو عیسائیون کے قریب اسلام لائے[۵۶] - غرض اس زمانہ کی تاریخ مین عیسائیون کے مسلمان ہونے کے واقعات بکثرت نظر آتے ہین - ۱۶۶۳ء کے ایک مؤرخ نے ایسے عیسائیون کے دل کا حال جو اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمان ہو جاتے تہے ذیل کی عبارت مین لکھا ہے "جب تم ترکون سے انکی روزمرہ کی زندگی مین ملو گے اور دیکھو گے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ زبور گاتے ہین - غریبون کو خیرات دیتے ہین اور مسیح (علیہ السلام) کی نسبت نہایت اعلی درجہ کے خیالات اُن مین موجود ہین اور انجیل کا وہ نہایت ادب کرتے ہین اور ایسی ہی اور نیک باتین اُنسے ہوتی رہتی ہین اور پہر یہ کہ

---

۵۱ قونگلن (۱۵۷۳-۱۵۷۲ عیسوی) کے پروٹسٹنٹ عالمون نے جو یونانی کلیسا مین پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت کیلیے کوششین کین اُن سے یہ نتیجہ ہوا کہ ملک جرجان مین سمرخیت کے افسر قارقارنے اگزبرگ کے اقرار (یعنی پروٹسٹنٹ مذہب) کو قبول کیا لیکن ۱۵۸۰ عیسوی مین یہہ شخص مسلمان ہوگیا - (جو سلین صفحہ ۱۴۰)

۵۲ شیفلر - فقرہ - ۵۳ - ۵۶ - فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ ۵۳ ہامر (۱) چہٹی جلد صفحہ ۹۴ - ۵۴ سپون دوسری جلد صفحہ ۵ - ۵۵ ہامر (۱) چہٹی جلد صفحہ ۳۴۲ ۵۶ بحیرہ شام کا ابتدائی سفر مؤلفہ تہینہ وزنٹ صفحہ ۱۴ مطبوعہ لندن ۱۶۹۳ء

ایک گدہا بہی پادشاہوں کو تحفہ دیکر قسیس کا عہدہ حاصل کر سکتا ہے جو عیسوی تعلیم کی تمکو زیادہ ہدایت نہ کریگا تو تمکو خیال پیدا ہوگا کہ ترک اچہے لوگ ہین اور غالبًا نجات کے مستحق ہین پہر یہہ سونچوگے کہ اگر تم بہی ترک ہوجاو تو تمکو بہی نجات ملیگی۔ پس اس خیال کے آتے ہی مقدس ثالوث اور خدا کا مصلوب فرزند اور مذہب کے اور راز جو سوای نورانی عقلون کے کوئی نہین جانتا ہمارے دل سے محو ہوجاوینگے اور مسیحی دین بغیر معلوم ہوے ہمارے دل سے غارت ہوجائیگا۔ اور تم سمجہوگے کہ عیسائی ہونا اور مسلمان ہونا تو ایک ہی سی بات ہے [۵۱]"

کلیسای یونان کی دوسری حالت جسکی وجہ سے عیسائیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوئی یہہ تہی کہ قسیس خاص گروہ جو اعلی درجہ رکہتے تہے ذلیل اور خوار ہوگئے تہے اسقفون کے عہدے کا نیلام ہوتا تہا اور جو شخص سب سے بڑہکر بولی بولتا تہا اُسکو اسقف کا عہدہ ملجاتا تہا۔ اور یہہ خریدار اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ لیکر اپنے نقصان کی تلافی کرتے تہے۔ غریب عیسائیون پر یہہ اسقف معمولی اور غیر معمولی محصول لگاتے تہے اور انکو اصطباغ۔ اقرار۔ عشا۔ تدفین کے وقت اور نجات نامون کے لیئے روپیہ دیکر یہہ مذہبی فرائض ادا کرنے ہوتے تہے۔ بعض نے ینگچری فوج کے لوگون سے سازش کر رکہی تہی۔ اور اسقفون نے اپنے کنبہ والون کے نام ینگچری کی رجمٹون مین لکہوا لیئے تہے تاکہ لوگون کو جو کچہہ آزار پہونچائین اُسکے انجام سے محفوظ رہین۔ اور جو کچہہ جرائم اُن سے سرزد ہون اس فوج کی حمایت سے جسکو سلاطین ترک نے بہت زور پکڑنے دیا تہا انکو کچہہ سزا نہ مل سکے [۵۲]۔ اس زمانہ کے ایک عیسائی موءرخ نے جو یونانی قسیسون کے ظلم کے واقعات چشم دید لکہے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون کی حالت نہایت دردناک تہی۔ تورنفور نے ۱۷۰۰ء مین بطریق کے

---

[۵۱] شیفلر۔ فقرہ ۵۵۔ [۵۲] بطیبوس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۳-۸۷۔ نجار صفحہ ۲۹۔

انتخاب کی نسبت لکھا ہے کہ ”اسمین شبہہ کرنے کی مطلق ضرورت نہین کہ بطریق منتخب ہونے کے بعد چین کرتا ہے - کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت کے ظلم اور سختیون کا دور شروع ہوتا ہے - پہلا فرض یہ ادا کیا جاتا ہے کہ تمام اسقفون اور بڑے درجہ کے قسیسون کو سلطانی احکام سے اطلاع دی جاتی ہے - پھر بطریق کے غور و تجسس کے لیئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک اسقف کی آمدنی کو تحقیق کرے - پہلے اسقفون پر ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے اور پھر ایک پروانہ تاکید کا روانہ ہوتا ہے کہ زر مطلوبہ فوراً روانہ کیا جاوے ورنہ اُن کے علاقون کا نیلام ہو کر سب سے بڑھکر بولی بولنے والے کو وہ دیدیئے جاوین گے - اسقف جو پہلے ہی اس بیچ بیوپار سے واقف ہوتے ہین قسیسون سے محصول وصول کرتے ہین قسیس پادریون پر روپیہ کی سختی کرتے ہین اور پادری عیسائیون سے جو انکے علاقون مین ہوتے ہین روپیہ اُگاتے ہین - اور جبتک دام نہین لے لیتے مقدس پانی کی ایک بوند تک نہین چھڑکتے

” اگر اسکے بعد بھی بطریق کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تو روپیہ وصول کرنے کے اختیارات وہ کسی مسلمان کے ہاتھہ بیچ ڈالتا ہے اور جس کسی ترک نے ان اختیارات کے مول لینے کے لیے سب سے زیادہ روپیہ دیا وہ یونان پہونچتا ہے اور قسیسون سے روپیہ وصول کرنا شروع کرتا ہے - اگر قسیسون پر بیس ہزار کراؤن محصول لگا ہے تو یہ ترک بائیس ہزار وصول کرتا ہے - جنمین دو ہزار کراؤن تو اُسکی محنت کا معاوضہ ہوے اور باقی اخراجات اسقفون کے ذمہ پڑے - معاہدہ کے مطابق جو قسیس محصول نہین دیتے اُنکو یہہ ترک دینی کامون اور منصبون سے بے اختیار اور معزول کر سکتا ہے[1]“ قسیسون کی نسبت یہان تک لکھا گیا ہے کہ وہ عیسائیون کے بچون کو بیچ ڈالتے ہین اور غلام بنا کر بھیجتے ہین تا کہ جو کچھہ روپیہ اس طرح وصول ہو اُس سے کلیسا کے عہدونکی

---

[1] تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱ - مورخ سیون نے بھی ایسی ہی عبارت لکھی ہے پہلی جلد صفحہ ۵۶ -

خرید و فروخت کی جاوے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین جن سختیون سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل موجودہ صدی مین زیادتیان ہوئین۔ بوسینا کے کلیسا مین آسٹریا کے تسلط سے پہلے جو تکلیفین عیسائیون کو اٹھانی پڑین وہ تورنفور کے مذکورہ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہین۔ سراجیو کا مطران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقے کے عیسائیون سے لیا کرتا تھا۔ یہ رقم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹھیک دوگنی تھی۔ اور اسکو وصول کرنے کے لیے بدنصیب عیسائیون پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے مین قسیسون کی مدد کرین۔ اگر عیسائیون نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوے کہ جسقدر روپیہ قسیسون نے طلب کیا ہے[۵۲] وہ دے سکین تو دیہات کی وہ کیفیت ہوتی تھی جو لڑائی کے وقت محصور شہرون کی ہوتی ہے۔ جب خود افسران کلیسا کے ظلم اس درجہ کو پہونچے جنکا فرض تھا کہ عیسائیون کی حفاظت کرین تو ان ظلمون کی وجہ سے جب کبھی عمدہ موقع ملا بغاوتین برپا ہوگئین[۵۳]۔

پس یہہ تعجب کی بات نہین ہوسکتی کہ بہت عیسائیون نے ان ظلمون سے بچنے کے لیے اسلام قبول کرلیا ہو[۵۴]۔

---

۵۱ لزلی صفحہ ۱۳۰۔ ۵۲ ایوانس پہلی جلد صفحہ ۲۶۷۔ اسیطرح سیکنزی اور اربی نے لکھا ہے کہ "قدیم ملک سائبیریا کے اکثر حصون مین اسقف کے نام کے ساتھہ یہ خیال شامل ہوتا تھا کہ ترکون کی لوٹ سے جو کچھہ روپیہ بچے اسکا مالک اسقف ہوتا ہے" صفحہ ۲۵۸۔ یونانی قسیسون کے حال مین ایک مصنف نے "ریویو دے دو کس موندیس" (توم ۹ صفحہ ۳۳۶) مین ذیل کا قصہ لکھا ہے۔ "اس صدی کے شروع مین تربونا کے مقام کے ایک پادری کے ساتھہ جسکا نام جاجیم تھا اور جسکے ساتھہ اُسکے ماتحت عیسائی بہت محبت کرتے تھے اسقف کو عداوت پیدا ہوئی۔ ایکدن اسقف نے پادری کو حکم دیا کہ ہمارے اصطبل مین بیگار پر کام کرے۔ پادری نے انکار کیا۔ انکار کرتے ہی اسقف کے نوکرون نے لاٹھیون سے پادری کی خوب خبر لی لیکن پادری بھی مضبوط تھا۔ کچھہ دیر تک اپنے تئین بچاتا رہا۔ پھر وہ اپنا جبہ چھوڑ کر قاضی کے پاس پہونچا۔ اور آفتاب غروب نہوا تھا کہ یہہ عیسائی پادری پکا مسلمان ہوگیا"۔

۵۳ پنطقیوس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۷۔ ۵۴ پنطقیوس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۷۔ نیچلر صفحہ ۲۹۔

ادنی درجہ کے قسیس اگرچہ ایسے الزامون سے بری تھے جو اُن کے افسرون پر عائد ہوتے تھے تاہم اُن مین سے اکثر لوگ جاہل اور ناخواندہ تھے[1]۔ یہہ لکھا گیا ہے کہ سترہوین صدی کے اخیر مین مشکل سے بارہ عیسائی تمام قلمرو عثمانیہ مین ایسے تھے جو قدیم یونانی زبان کے پورے طور پر ماہر ہون قسیسون مین یہ بڑی لیاقت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ وہ پڑہنا جانتے ہون حالانکہ نماز کی کتاب مین جو الفاظ ہوتے تھے اُنکے معنی تک اُنکو معلوم نہوتے تھے[2]۔

عیسائیون کی سوسائٹی مین جیسی قابل نفرت باتین تہین ویسی ہی ترکون کی زندگی اور خصلتون مین وہ خوبیان موجود تہین جو لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتی تہین۔ قدیم ترکونکی لیاقت اور عمدہ خصائل کو جب کلیسا کے پیشواؤن اور معلمون سے مقابلہ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ان باتون کا قدرتی طور پر ایسے عیسائیون کے دلون پر اثر ہوا ہوگا جو یونانی کلیسا کے عہدہ دارون کی خودغرضی طمع اور خیانت سے متنفر ہو گئے تھے عیسائی مصنفون نے ہمیشہ ترکون کی تعریف کی ہے کہ انکی زندگی مین نہایت خلوص ہے اور بڑے جوش عقیدت سے وہ اپنے مذہب کے فرائض ادا کرتے ہین۔ اُنکے لباس اور طرز معاشرت مین نہایت متانت اور نفاست پائی جاتی ہے۔ اور اُنکی زندگی ایسی سیدہی سادی ہے کہ بڑے اور اختیار والے لوگون مین بھی غرور یا نمود کا نشان نہین شہنشاہ لیوپولڈ اول نے جو سفارت سلطان روم کے پاس سنہ ۱۶۶۵ع مین بہیجی تو اس سفارت کے مورخ نے ترکون کے مذہبی جوش اور پابندی وقت سے نماز پڑہنے کی بہت تعریف کی اور لکھا کہ عیسائیون کو شرم دلانے کے لیئے ہمکو اسوقت یہہ کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون کے مقابلہ مین ترک اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین۔ اور انکی یہ بات عیسائیون سے کہین بڑہکر ہے کہ نماز کے وقت کسی

[1] فنلے۔ چوتھی جلد صفحہ ۱۵۳-۱۵۴ [2] تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۰۴ مقابلہ کرو ونچلر صفحہ ۲۹-۱ [3] سیون پہلی جلد صفحہ ۴۴-

[3] ترگلے سپورکیتیے نگاتیو صفحہ ۱۳-(ب) ۱۵-(ب) ۱۷-(ب) ۲۰ (الف) ویفیر وصفحہ ۳۲-۳۶- بوسبک صفحہ ۱۴۰

ترک کا دہیان دوسری چیز کی طرف نہین ہٹتا - کوئی مسلمان ایسا نظر نہ آئیگا جو عبادت کے وقت عبادت مین ہمہ تن مصروف نہو اور ادب اور تعظیم کی وہ کل علامتین اُسکی صورت سے ظاہر نہوتی ہون جن علامتون کا اپنے خالق کے لیئے ظاہر کرنا اُسکی مخلوق کا فرض ہے[ا۵]

ترکی سپاہ کو بہی اُس تعریف کا حصہ ملا ہے کہ جسکی وہ مستحق تہی - جب چارلس دوم نے سلطان کے پاس سفارت روانہ کی تو سفارت کے سکرٹری نے لکہا کہ جس وقت ترکی فوج ملک مین سے گذری تو ملک کے باشندون کو کوئی شکایت اس قسم کی نہین ہوئی کہ سپاہیون نے اُنکا مال لوٹا ہو یا اُنکی عورتون کو بعزت کیا ہو جس رستہ سے فوج کا گذر ہوا تو فوج کے گذرنے سے دو یا تین دن پہلے سب شرابخانے مقفل کر دیے گئے اور اُن پر مہرین لگا دی گیئن اور حکم تہا کہ کوئی آدمی کسی سپاہی کے ہاتہہ شراب نہ بیچے ورنہ سزاے موت کا مستوجب ہوگا -[۵۲]

ایسے عیسائی مصنفون نے بہی جنکو ترکون کے ساتہہ عشق نہ تہا ترکی ملکون کی تعریف کا فرض ادا کیا ہے - ان مین سے ایک مصنف نے جس نے مسلمانون کے مذہب کی نسبت نہایت سخت توہین کے کلمے لکہے ہین ترکون کی نسبت لکہا ہے کہ "قرآن کی کیچڑ (نعوذ باللہ) مین بہی تمکو مسیحی نیکیون کے جواہرات بکہرے ملین گے - مسلمانون کی شریعت اور اُنکی تاریخ کو اگر عیسائی دقیق نظر سے پڑہین اور اُنپر غور کرین تو اُنکو غیرت آئیگی کہ مسلمان عبادت اور پرہیز گاری اور خیرات دینے کے کیسے پابند ہین جسوقت وہ مسجدون مین ہوتے ہین تو کس محویت سے خدا کی بندگی مین مصروف ہوتے ہین - پاکیزگی اور تقدس اُن مین کس درجہ ہوتا ہے - اپنے علمای دین کے وہ کیسے مطیع ہوتے ہین - سلطان بہی سوائے اسکے کچہہ نہین کر سکتا کہ مفتی سے فتوی لے لے پنج وقتہ نماز کے خواہ کہین اور کسی کام مین ہون مسلمان کیسے پابند ہین کس طرح صبح سے رات تک کے روزے مہینہ بہر تک رکہتے

[ا۵] لزلی صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۲ [۵۲] ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۸۹ - دیکہو جرجیوز صفحہ ۵۳ - ۵۴ - مناویو صفحہ ۷۳ -

ہین - اُن مین آپس مین کسقدر محبت اور سلوک ہے - اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھہ کیسا مخیر ہے - اُنکے شفاخانون سے جو غریبون اور مسکینون کے لیئے اُنہون نے بنائے ہین معلوم ہوتا ہے کہ غیرون کے ساتھہ بہی اُنکو کس قدر ہمدردی ہے - اگر اُنکے انصاف اور اُنکی پرہیزگاری اور نیکیون کا خیال کرین تو ہمکو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک مین ہم کیسے سست قدم ہین - ہمکو اپنی بے انصافیون پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آنی چاہیئے - بیشک انصاف کے دن مسلمانون کا پلہ ہم سے بھاری رہے گا - بیشک اُنکا ایمان اُنکی نیکیان اُنکی رحمدلی وہ چیزین ہین جن سے اسلام کو فروغ ہوا"

زمانۂ حال کے ایک مورخ نے بھی یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے[۱] - وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے لائق اور نیک بخت یونانی عیسائیون کو خیال ہے کہ مسلمان اُنسے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین عیسائی اگر بچپن مین خراج کے طور پر وصول ہو کر سلطان کے ہان اسلامی تربیت پانے سے بچ گئے تو زیادہ عمر مین" انہون نے خود اسلام قبول کر لیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسائیٹی کی عمدگی کو بہی عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیئے جیسے خاص خاص عیسائیون کے حب جاہ کو اُسکی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے"

آجکل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُسکی سلطنت سے ملکون کے نکلنے کو دیکھہ رہے ہین اور اُسکا لقب "بیمار آدمی" سننے کے عادی ہو گئے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ سلطنت بہت جلد مٹ جائیگی اُنکے لیئے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ نے اپنے زمانۂ عروج مین یورپ کے ملکون مین پیدا کیئے تھے بہت دشوار ہے -

اُس زمانہ مین ترکون کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگون مین سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کر دی تہی - عیسائی عملداریان ترکون کے قبضہ مین آتی جاتی

---

[۱] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۹ -

بلغاریہ - سرویہ - بوسینا - ہنگری کی ریاستین عیسوی ریاستین ہونے کی حیثیت سے اپنی آزادی ترکون کے حوالے کر بیٹھین - وینس کی نہایت مغرور سلطنت نے دیکھا کہ اُسکے ملکون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھہ نہین کر سکتے - یہان تک کہ وینس کا نشان جسپر سینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تہا صرف بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر اُڑتا رہ گیا - جب اوٹرانٹو کو ترکون نے فتح کیا تو روماۃ الکبرے کی بہی خیر نظر نہین آتی تھی - پندرہوین صدی عیسوی کے عیسائی اپنی تصانیف مین لکھتے تھے کہ اگر ترکون کی ترقی کو نہین روکا گیا تو عیسوی یورپ کی قسمت پہوٹ جائیگی - ترکون کی نسبت لکہا کہ وہ خدا کے ہاتہہ کا کوڑا ہین تاکہ بندون نے جو گناہ کیے ہین اُنکی سزا دی جاوے - یا یہہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب کے جہوٹے بہیس مین عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیئے پہوٹ پہرتی ہے - لیکن جو بات سب سے زیادہ غور کی ہے وہ یہہ ہے کہ بعض عیسائیون کے دل مین حسب ذیل سوال پیدا ہوے - کیا یہہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانون کو بغیر کسی معقول وجہ کے اسطرح بے شمار تعداد مین بڑہنے دیتا - کیا یہہ لاکہون مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعوذ باللہ) مبتلای عذاب ہونگے خداکی اسقدر مخلوق سچے دین کی کس طرح مخالف ہوسکتی ہے - کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات ہے اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ الفت رکہتے ہین اور جسکی زیادہ خواہش کرتے ہین - یہہ کسی طرح ممکن نہین کہ اسقدر آدمی حق بات کی مخالفت پر آمادہ ہون - وہ کس طرح حق بات کے خلاف فروغ پاسکتے ہین کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے - اگر غلطی کی کمزور اور بوسیدہ بنیاد پر مسلمانون کا مذہب قائم ہوتا تو اُسکو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہوسکتی تہی؟" غرض اس قسم کے خیالات تھے جو ترکی سلطنت مین عیسائیون کے دل پر برابر اثر ڈالتے تھے - اور

۵۱ لارڈ ہفنٹن نے اپنے کلیات مین ترکون کی فتوحات پر چند شعر انگریزی مین لکہے ہین جنکا نثر مین یہ ترجمہ ہے "اور چمکتا ہوا ہلال یورپ کی آنکہون مین آسیب کی طرح پہرنے لگا - یہانتک کہ روما کی آخری پوپ یقین رکہتے تھے کہ ہم مرنے نہ پائینگے اور ایک دن یہ جنگی ترک روما کے عالیشان محلون اور کلیساؤن کی بہی صفائی بول دینگے" لارڈ ہفنٹن کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۴۴۲ - ۱۴۸۱ - ۵۲ ترکگے سپور کینٹیئے سگلاتیو - ۱۲ (ب) ۱۳ (الف)

خاص کر اُن مصیبت زدہ عیسائی غلامون پر اِن خیالات کا اثر پڑتا تھا جو برسون سے غلامی کی حالت مین مبتلا مایوسی کے ساتھہ زندگی کاٹتے تھے اور جنکو غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی تکلیفون سے چھوٹنے کی امید باقی نہ رہی تھی۔ پس کیا تعجب ہو کہ کسی عیسائی غلام نے اپنے دل سے یہہ پوچھا ہو کہ "اگر خدا ایسے دین سے خوش ہوتا جسکا تو سہارا لیئے ہے تو وہ کبھی تجھہ کو اِس بیکسی کی حالت مین نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور اپنے قدیم مذہب مین داخل رہنے کے لیئے تیری مدد کرتا۔ لیکن اب خدا نے آزادی کا رستہ تجھہ پر بند کر دیا ہے اب شاید خدا کی یہی مرضی ہے کہ تو اپنا دین و آئین چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر نجات حاصل کرے[۵۱]"

یہ مذہبی وسوسے ایک عیسائی غلام کے دل مین پیدا ہوے تھے جسکو برسون بیت گئے تھے اور غلامی کی مصیبتون سے چھٹکارا نہ ملتا تھا۔ پس کوئی شبہہ نہین کہ اس قسم کے خیالات اُن بدنصیب عیسائیون کے دل مین بھی گذرے ہونگے جو قیدخانون مین قید تھے اور اِن خیالات سے مجبور ہو کر انھون نے اپنے قدیم مذہب کی بندشون کو توڑ ڈالا ہوگا اور مسلمان ہو گئے ہونگے۔ اگر یہہ غلط قصہ کہ مسلمان غیر مذہب والون سے کہتے تھے کہ یا تو قرآن کو مانو یا تلوار او ٹھاؤ سچ ہوتا تو بہت عیسائی ایسے تھے جو مسیحی دین کے لیئے لڑکر اور مر کر شہادت کا رتبہ حاصل کرتے مگر اب یہہ عیسائی برسون کی غلامی اور اسیری کی حالت مین اسلامی خیالات سے متاثر ہوتے رہے اور مہربانیون نے اُن عیسائیون کو مسلمان کر ڈالا جنپر ظلم کچھہ اثر نہ کر سکتا تھا[۵۲]۔ عیسائی غلامونکی حالت اگرچہ بہت رحم کے قابل تھی مگر وہ غلام جو ترکون کے گھرون مین خدمتگارون کی طرح رہتے تھے اُنکی حالت اُن غلامون سے

---

۵۱ ترگلے سیور کیتیئے۔ سگلا تیو صفحہ ۷۔ (الف) ۵۲ ترک جسم کو ایذا نہین دیتے بلکہ پرہیزگاری کے بھیس مین ظاہرا طریق پر اُسکی خدمت کرتے ہین۔ اپنے شیطانی فریب سے وہ روح کو جو جسم کے اندر ہے اُسکا ایمان لیکر اُسکو تلف کر دیتے ہین۔ بیشمار عیسائی اس بات کی تصدیق مین موجود ہین۔ اُن مین سے بہت عیسائی ایسے تھے جو عیسوی مذہب کی حمایت مین اور روحانی نجات کی خواہش سے مرنیکو طیار ہو جاتے لیکن جسم کی موت سے بچا لیے لیئے انکو قید مین ڈالدیا اور کچھہ وقت گذرنیکے بعد اسلام کا زہر اُنمین پھیلنے لگا اور مسلمانونکی ترغیب سے عیسائیون نے نہایت سفلے پن سے مسیح کا دین ترک کیا۔" ترگلے سیور کیتیئے سگلا تیو صفحہ ۱۔ مقابلہ کرو ۳۔ (الف)

زیادہ خراب نہین تہی جو یورپ گئے اور ملکون مین خدمتگاری کرتے تہے ۔ اسلامی شریعت مین جو قواعد غلامی کے تہے انہون نے غلامی کی شدید سختیان دور کردی تہین ۔ علاوہ اسکے ٹرکی مین غلامون کے ساتہہ وہ ظلم اور بے رحمیان نہین ہوتی تہین جو شمالی افریقہ کی قزاقی عملداریون مین گذرا کرتی تہین ترکون مین غلامون کو مثل آزاد لوگون کے حقوق حاصل تہے یہانتک کہ غلام کے ساتہہ اگر آقا نے سختی کی تو غلام اپنے آقا کو قاضی کے سامنے بلا سکتا تہا ۔ یا اگر غلام نے شکایت کی کہ آقا کا اور اُسکا مزاج ایسا مختلف ہے کہ اُن دونون کا ساتہہ نبہہ نہین سکتا تو قاضی آقا کو مجبور کرتا تہا کہ غلام کو کسی اور شخص کے ہاتہہ فروخت کردے ۔[۵۱]

عیسائی غلامون کی حالت مختلف تہی اور اُسکا اچہا یا برا ہونا اس بات پر منحصر تہا کہ یہہ غلام غلامی کی سختیون کو اپنی حالت کے موافق کس درجہ تک برداشت کر سکتے تہے ۔ بڑی عمر کے عیسائیون اور قسیسون اور رہبانون اور ایسے عیسائی غلامونکی حالت جو شریف نسل سے تہی سب سے زیادہ خراب تہی جو عیسائی غلام طبابت یا کوئی اور پیشہ جانتے تہے انکے ساتہہ آقاؤن کا برتاؤ اچہا ہوتا تہا کیونکہ انپر جسقدر روپیہ صرف ہوتا تہا اُسکا معاوضہ بخوبی مل جاتا تہا[۵۲] جو غلام کشتیان چلانے پر مقرر تہی انکو سب سے زیادہ اذیت پہنچتی تہی ۔ اُن کی حالت فی الحقیقت ایسی تہی کہ اگر حد سے زیادہ سلوک اور مہربانی بہی اُن کے ساتہہ کی جاتی ۔[۵۳]

---

۵۱ مناویہو صفحہ ۹۶ ۔ جان ہیرس ۔ ناویگان تیوم اٹکوی ایٹیران تیوم بائیبلیکا ۔ دوسری جلد صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ لندن سنہ ۱۷۶۴ع

۵۲ ترکونکی تعریف مین یہہ کہنا ضروری ہے کہ وہ اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتہہ جنکی محنت سے وہ کسی قدر نفع اٹہاتے ہین اچہا سلوک کرتے ہین اور اکثر اوقات انکا برتاؤ عیسائیون کے برتاؤ سے جو وہ اپنے غلامون اور نوکرون کی ساتہہ کرتے ہین بہتر ہے مسلمانون مین اگر کوئی غلام کسی طرح کا پیشہ سیکہہ لیتا ہے تو اُسکو سوائے آزادی کی اور کسی بات کی ضرورت نہین رہتی ۔ سوائے آزادی کے اُسکو تمام ایسی چیزین میسر ہوتی ہین جنکی ایک آزاد آدمی کو ضرورت ہوسکتی ہے ۔" (فون ٹورنیش صفحہ ۱۳۲) ۵۳ سر ولیم سٹرلنگ میکسول نے ڈان جون کا حال لکہا ہے کہ "ان آفت زدہ غلامونکی زندگی جو ترکون کے جنگی جہازون پر تپوارون سے بندہے ہوے تہے اُن غلامونکی زندگی سے بہتر یا بدتر نہین تہی جو عیسائیون کے جہازون پر صلیبی نشان کے سایہ مین جہاز چلاتے تہے سخت کام برا کہانا گہونسے اور طمانچے انکی قسمت مین ہوتے تہے زمین پر جب اُترتے تہے تو شاید نیپلز اور بارسیلونہ کے قیدخانونکے مقابلہ مین ٹرکی کے قیدخانے زیادہ غلیظ اور پرشور معلوم ہوتے ہون لیکن اگر مصیبتون کے بہی درجہ قائم ہوسکتے ہین تو سمندر پر عیسائی غلامون کو ترکونکی زنجیرون مین بہ نسبت عیسائیون کی قید کے زیادہ نفع رہتا تہا وجہ یہہ تہی کہ سلطان کے جہازون پر جہاز کے کہینے والے غلام بلحاظ کامل ہوتے تہے اور مالک کو اپنے مال کا خیال ایسا ہوتا تہا کہ بعض وقت اُسکے منصبی فرض مین یہ خیال مخل ہوجاتا تہا ۔" (پہلی جلد صفحہ ۱۰۲ ۔ ۱۰۳) ۔

توبھی جو دشوار کام اُن کے ذمہ تھا اُس کی سختیاں کم نہ ہوتین - علاوہ اس کے جو غلام ترکی سلطنت کا مال تھے اُن کی حالت اُن غلامون سے نہایت خراب تھی جن کو معمولی لوگون نے خریدا تھا[۱۵۱]- قاعدہ کے بموجب عیسائی غلام اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد تھے - سلطنت ٹرکی کے سرکاری قیدخانون مین گرجا بنے ہوے تھے اور عیسائی قیدیون کے لیئے قسیس مقرر تھے اور اُنکو حکم تھا کہ غلامون کو جو کشتیان چلانے پر مقرر رہین مذہبی دلجوئی اور اطمینان ضرورت کے وقت دین[۱۵۲]- عیسائی غلام جو مسلمان ہو گئے اُنکی تعداد بہت تھی - بعض واقعات ایسے بیان کیے گئے ہین جنمین مذہب چھوڑنے کے لیئے ان غلامون پر سختی کی گئی[۱۵۳]- لیکن قاعدہ عموماً یہہ ہی تھا کہ مذہب چھوڑنے پر آقا اپنے غلامون کو بہت کم مجبور کرتا تھا - البتہ غلامی کے شروع زمانہ مین عیسائی غلامون پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرلین لیکن اسکے بعد اگر اُنپر کچھہ اثر نہوا تو اُنکو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے[۱۵۴]- اس لیئے اکثر غلامون نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا - جس حالت مین قسطنطنیہ مین عیسائی سفیرون کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا

---

[۱۵۱] گملن صفحہ ۱۶۰ [۱۵۲] گملن صفحہ ۲۳۳ [۱۵۳] جان ہیرس - ناویگان تیوم اتکوی اتینیران تیوم بلیوتیکا دوسری جلد صفحہ ۱۸

[۱۵۴] ان بدقسمت لوگون کے لیئے اگر وہ جوان ہوے تو غلامی کا ابتدائی زمانہ خاصکر سخت ہوتا ہے کیونکہ ترک انکو یا تو خوشامد سے اور اگر خوشامد نہ چلی تو سختی سے مسلمان کرنا چاہتے ہین لیکن جب اس طوفان سے وہ صحیح سلامت نکل آتے ہین تو غلامی کی حالت جیسی کون مین گوارا ہو سکتی ہے کہین نہین ہو سکتی " (فون ڈ ریش صفحہ ۱۴۳) جرجیویز نے لکھا ہے کہ جو غلام عیسائی مذہب پر قائم رہتے تھے وہ کچھہ زمانہ کے بعد آزاد کردیے جاتے تھے - یہہ مصنف لکھتا ہے کہ " اگر یہہ لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے تو ایک زمانہ مقرر کردیا جاتا تھا جسکے بعد وہ آزاد ہو جاتے تھے - لیکن اُن عیسائی غلامون کے لیئے جنھون نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرلیا تو اُنکی غلامی ختم ہونے کے لیئے نہ تو کوئی وقت مقرر تھا اور نہ اُنکو وطن واپس جانے کا حق رہتا تھا - بلکہ آزادی کی جو کچھہ امید انکو ہو سکتی تھی وہ اُنکے آقاون کی خوشی پر منحصر ہوتی تھی" (صفحہ ۸۷) اسی طرح مصنف میناویتو نے ۶۵ صفحہ پر لکھا ہے - کان تکزنی نوس نے عیسائی غلامون کے آزاد ہو جانے کا زمانہ سات برس لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ " ترک اپنے غلامون کا بہت اعتماد کرتے ہین کیونکہ اُنکے پیغمبر نے اور احکام کے ساتھہ یہہ حکم بھی دیا تھا کہ غلام سات برس سے زیادہ غلامی کی حالت مین نہ رہین کوئی مسلمان ایسا نہین جو اس حکم کا پابند نہو" (صفحہ ۱۴۸)

کہ اُنکے وطن کا کوئی عیسائی جو نوکری کرکے اُنکے ساتھہ آیا ہے کہین مسلمان نہ ہو جاوے تو آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے[۱] کہ وہ عیسائی غلام جنکو پہر وطن پہونچنے کی قطعی امید جاتی رہی تہی اور اُن کے لیئے وہ سامان نہ رہے تہے جو مدت تک سیکھے ہوے مذہب کو مضبوط رکھین اور جو اُنکو نئی سوسائٹی مین شامل نہ ہونے دین وہ کس طرح اسلامی اثر سے جو ہر وقت اُنکے لیئے موجود تہا متاثر ہو کر مغلوب ہو گیئے اور کوئی روک ٹوک نئے مذہب اور نئی سوسائٹی مین شامل ہونیکی اُن کو محسوس نہ ہوئی۔ سترہوین صدی عیسوی کے ایک انگریز سیاح نے ان عیسائیون کی نسبت لکہا ہے[۲] کہ "بہت کم عیسائی ایسے ہین جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہون اور اُن سے بہی کم وہ لوگ ہین جنکو عیسائی مذہب پر جسکی اُنہون نے تعلیم پائی تہی قائم رہنے کی ہمت اور جرأت باقی ہو اُنکی دینی تعلیم ناقص تہی اور مذہب کے اصولون اور دلائل کے متعلق اُنکا علم نہایت قلیل تہا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عیسائی تو اس خیال سے کہ کہین غلامی کی مصیبتین نہ اُٹھانی پڑین ایسے بے صبر اور خوف زدہ ہو گئے کہ اُنہون نے فوراً ترکون کا مذہب قبول کر لیا اور بعض اسطرح اپنے مذہب سے برگشتہ ہوے کہ اسلامی قانون نے جن لذائذ نفسانی کو جائز رکہا تہا اُنکی طرف اُنکو رغبت ہوئی۔ علاوہ اسکے سامان ایسے موجود ہی تہے کہ تبدیل مذہب سے وہ اپنی حالت کی اصلاح کرلین۔ پس جب اُنکو اپنی نجات کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اُنہون نے اپنے نجات بخشنے والے کو اور اپنے مسیحی دین کو ترک کیا اور اپنے وطن اور ملک کو بہول گئے اور اب وہ غیر ملک والے نہین معلوم ہوتے بلکہ ٹرکی کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین۔

---

[۱] یہ عیسائی جو ٹرکی یا اور اسلامی سلطنتون مین آباد ہو گئے تہے اون کے لیئے کافی وجہ تہی کہ اپنے ہم مذہبون کے اکثر مسلمان ہو جانے پر افسوس کرین۔ اس زمانہ کے قسیسون کی تحریرین ایسی شکایت سے بہری پڑی ہین۔ غلامون کی حالت پر رحم آتا تہا اگرچہ اُنسے نفرت بہی ہوتی تہی لیکن آزاد عیسائیون کے حالات سخت افسوس اور رنج کے قابل تہی۔ عیسائی سفیرون کو کسی دن اس بات کا یقین نہین ہوتا تہا کہ اُنکے ملازم اُنکو چہوڑ کر نہ چلدینگے۔ اور جبتک شام نہوتی تہی وہ یہہ نہین کہتے تہے کہ دن خیریت سے گذرا دگملن صفحہ ۲۲۴ مقابلہ کرو فون ڈ ورنیش صفحہ ۱۰۶[۲] ملاس مہتھہ صفحہ ۱۴۲ ۱۴۵

عیسائی غلامون کا مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جانا خود اُنکی مختلف طبیعت اور حالت پر منحصر تہا۔ جس گمنام عیسائی غلام کی عبارتون کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اور جو عرصہ دراز تک حالت غلامی مین رہنے کی وجہ سے ان امور کی نسبت صحیح راے دے سکتا تہا اُسنے عیسائی غلامون کی تین قسمین بیان کی ہین "پہلی قسم کے غلام تو وہ تہے جو اپنے آقاؤن کے مذہب کو سمجہنے کی طرف سے بالکل بے پروا تہے اُن کے لیئے صرف اس بات کا علم کافی تہا کہ ترک کافر ہین اور جہانتک اُنکی اسیری کی حالت اور غلامی کی تکلیفین اجازت دیتی تہین وہ ترکون سے اور ترکون کے مذہب سے پرہیز کرتے تہے اور ڈرتے تہے کہ کہین اُنکے مذہب کی تحقیق اور تفتیش مین پڑکر وہ گمراہ نہو جاوین۔ بس یہ لوگ جہانتک اُنکو علم اور قوت حاصل تہی اپنے مسیحی دین کے پابند رہے۔ دوسری قسم کے عیسائی غلام وہ تہے جنکو ترکون کے افعال کی چہان بین کا شوق تہا۔ اگر خدا کی مدد سے اُنکو اس قدر وقت ملا کہ ترکون کے بہید اُن پر کہل گئے اور اُنکو اتنی سمجہ ہوی کہ ترکون کے مذہب کو بخوبی تحقیق کر کے اُسکا مطلب سمجہ گئے تو وہ بہی اس مرحلہ کو بغیر نقصان کے طے کر لیتے تہے اور اپنے مسیحی دین مین زیادہ پختہ ہو جاتے تہے۔ تیسری قسم کے غلام وہ ہین جو مسلمانون کے دین کو بغیر احتیاط کے تحقیق کرتے ہین۔ اور اُسکی تہ کو نہین پہونچتے اس لیئے وہ اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمانون کے جہوٹے (نعوذ باللہ) دین کو اختیار کر لیتے ہین اور اپنے ہی اوپر عذاب نہین لاتے بلکہ دوسرون کے حق مین بھی بری مثال پیدا کرتے ہین۔ ایسے عیسائیون کی تعداد بیشمار ہے[۵]"

بعض مورخون کا خیال ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا تہا[۱] لیکن ویسا نہ تہا اس لیئے کہ آزادی کا دینا آقا کی مرضی پر موقوف تہا۔ البتہ غلامون کے مسلمان آقا اکثر اس بات کا اقرار کرتے تہے کہ اگر اُنکے غلام مسلمان ہو جاوین تو بغیر روپیہ دیئے وہ آزاد

[۵] ترکی کے سپوس گیتیے سگلاتیو۔ ۲۵۔ (الف) [۱] دہوسن تیسری جلد صفحہ ۱۳۲۔ جرجیوز صفحہ ۸ منیاویز صفحہ ۹۵۔

کردیے جاوینگے[۵۱] - لیکن اگر عیسائی غلام اپنے تئین خیرخواہ نوکر ثابت کرتے تھے تو اُنکے مسلمان آقا انکو آزاد کردیتے تھے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہون اور ضعیفی کی عمر مین اُن غلامون کی گذر اوقات کے لیے آقا کوئی سامان مہیا کردیتے تھے[۵۲] -

عیسائی غلامون کی طرح بہت سے آزاد عیسائی ایسے تھے جو اپنے قدیم سوسائٹی اور حالات سے علیحدہ ہوکر پرانے تعلقات سے اپنے کو آزاد پاتے تھے - اور اب ایسی سوسائٹی مین اُنکی زندگی بسر ہوتی تھی جو بالکل نیے مذہبی اور سوشل خیالات سے مملو تھی

پندرہوین صدی عیسوی مین عیسائی پیشہ ورون کے گروہ مفتوحہ ملکون سے اور یہ تو پل اور ٹرکی کے اور شہرون مین کام ڈہونڈہتے ہوے آئے اور مسلمانون کی ترغیب سے وہ ان شہرون مین آباد ہوکر مسلمان ہوگئے[۵۳] - یہہ ہی کیفیت غالباً اُن عیسائی خاندانون کی ہوی جنکو سلطان محمد ثانی نے یورپ کے مقبوضہ ملکون سے نکال کر ایشیا کوچک مین آباد کیا تہا[۵۴] - یہہ خاندان بہی اسلام لاکر مسلمانون مین اسطرح مل جُل گئے جس طرح آرمینیا کے عیسائیون کا حال ہوا تہا جنکو شاہ عباس اول بادشاہ فارس (سنہ ۱۵۸۷-۱۶۲۹ء) نے ایران مین آباد کردیا تہا - ان ارمنی عیسائیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ دوسری نسل مین سب مسلمان ہوگئے[۵۵] -

اب یہہ تجویز ہے کہ ممالک البانیا - سرویا - بوسینا اور کریٹ کے عیسائیون مین جس طرح اسلام کی اشاعت ہوی اُسکے مفصل حالات لکھے جاوین - کیونکہ ان ملکون مین سے ہر ایک ملک کی تاریخ جب سے ترکون نے اُسکو فتح کیا اشاعتِ اسلام کے متعلق خاص واقعات بیان کرتی ہے جو دلچسپ ہین -

---

۵۱ فون ون دیرش - صفحہ ۲۵ - ۵۲ فون ریتس صفحہ ۱۳۱-۱۳۲ - ۵۳ ترکلے سپور گیتی سگلاتیو صفحہ ۱۱ - ۵۴ ہیرٹزبرگ صفحہ ۶۲

۵۵ جب بوڑہے مرجاتے ہین تو جوان آدمی اکثر اسلام قبول کرلیتے ہین - چنانچہ آج کل (سنہ ۱۶۵۵ عیسوی) ان زرخیز میدانون مین تمکو اُن ارمنی عیسائیون مین سے دو آدمی بہی نہین مل سکتے جنکے باپ دادا ان میدانون مین کہاد ڈالنے کے لیے آباد کیئے گئے تھے - تاورنیر (۱) صفحہ ۱۶ -

البانی قوم کے لوگ سواے اُنکے جنکی آبادیان یونان مین ہین[۱] اُس کوہستانی ملک مین آباد ہین جو مانٹ نیگرو (جبل الاسود) سے خلیج ارتا تک بحرادریاتک کے مشرقی ساحل پر واقع ہے - یہہ قوم یورپ کی سب سے قدیم اور صحیح النسل قومون مین سے آرین قوم کے پلاسجک شاخ سے ہے - البانیون کے ملک کو اول سلطان بایزید اول نے پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین فتح کیا - جارج کاستریوت کے وقت مین جسکا مشہور اسلامی نام سکندر بیگ ہے البانیا پھر خود مختار ہو گیا - جارج جس زمانہ مین لڑکا تھا تو اُسکے باپ نے جو ایپرس کا خود مختار حاکم تھا جارج اور جارج کے بھائیون کو خراج کے عوض مین قسطنطنیہ بھیجدیا تھا - یہان جارج کا ختنہ کیا گیا اور سلطان کی خاص نگرانی مین مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاکرو ہ پانچہزار ترکی سوارون کا کمانڈر مقرر ہوا - جب جارج کا باپ مر گیا تو اُسکے بھائی قتل کر دیے گئے اور ملک البانیا سلطان کے تصرف مین آگیا - سلطان نے خیال کیا تھا کہ سکندر بیگ کو اُسنے اپنا طرفدار اور خیر خواہ بنا لیا ہے لیکن اس نوجوان البانی نے جو انتقام کا پیاسا تھا اسلام ترک کیا اور تئیس برس تک نہایت بُردباری اور کامیابی سے ترکی فوجون کا مقابلہ کیا - سنہ ۱۴۶۷ عیسوی مین سکندر بیگ مر گیا اور ترکون نے پھر البانیا پر قبضہ کرنا شروع کیا - گیارہ برس کے بعد کاستریوت خاندان کا دارالحکومت کرویا ترکون نے فتح کر لیا اور اس زمانہ کے بعد کوئی مقابلہ جو تمام ملک البانیا نے ملکر ترکون کا کیا ہو تحقیق نہین ہوتا البتہ بغاوتین اکثر ہوئین اور کامل طور پر یہہ ملک کبھی ترکون کا محکوم نہین ہوا - ساحل کے بعض شہر مدت تک ترکون کا مقابلہ کرتے رہے - سنہ ۱۵۰۱ء مین درازو کا شہر ترکون نے فتح کیا اور انتی واری جو ملک البانیا کے ساحل کا سب سے شمالی بندرگاہ ہے سنہ ۱۵۷۱ء سے پہلے فتح نہ ہو سکا - فتح کے بعد جو شرائط ہوے وہ یہہ تھے کہ شہر والون کو اپنے قدیم مجسٹریٹ اور قدیم قانون رکھنے کا اختیار ہوگا - اور یہہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ

[۱] اگر ان آبادیون کی فہرست دیکھنی ہو تو فقلے جلد ۲ صفحہ ۲۹ دیکھو -

اور آزادی سے ہوگی۔ گرجاؤن کو کوئی نقصان نہین پہونچیگا اور اگر وہ گرجائین گے تو دوبارہ تعمیر ہوسکین گے۔ شہر والے اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہینگے اور جو محصول وہ دیتے ہین اُس سے زائد محصول اُنپر جاری نہ ہونگے۔

ترکون کے دور حکومت مین البانیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ نیم خود مختاری کی حالت مین رہے اور اُن کے بعض فرقہ تو ایسے ہی خودسر رہے جیسے ترکون کی فتح سے پہلے تھے۔ اگرچہ وہ سلطان کی رعایا تھے لیکن ترکی حکام کو ملک کے اندرونی انتظام مین دست اندازی نہ کرنے دیتے تھے۔ اور کافی وجہ اس یقین کے لیئے موجود ہے کہ ترکی گورنمنٹ کبھی اس قابل نہوئی کہ البانیا مین کسی ایسے شخص کو جو البانیا کا باشندہ نہ ہوتا اور جسنے فوجی خدمات یا اپنی حکمت عملی اور تعلقات سے ملک مین نیکنامی پیدا نہ کی ہوتی اس ملک کی گورنری پر مستقل کرسکتی[1]۔ البانیا کے لوگون کا قومی غرور بہت بڑھا ہوا ہے اور اس زمانہ مین بھی اگر کسی البانی سے پوچھا جاوے کہ وہ کون ہے تو عیسائی یا مسلمان بتانے سے پہلے وہ کہتا ہے کہ مین سکتیپار ہون جسکے معنی پہاڑون کے رہنے والے کے ہین۔ یہہ قومی خیال کے مضبوط ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ اس سے عیسائی یا مسلمان ہونے کا وہ مذہبی فرق جو سلطنت عثمانیہ کے باقی ملکون مین ہر جگہہ شدت سے پایا جاتا ہے مٹ جاتا ہے عیسائی البانی اور مسلمان البانی جسطرح ایک زبان بولتے ہین اسی طرح اُنکی پرانی قومی باتین بھی ایک ہی ہین اور اُنکے رسوم اور ظاہر طریقے بھی یکسان ہین۔ ایک ہی قوم سے ہونے کا خیال اُن مین ایسا مستحکم ہے کہ اُس نے مذہبی اختلافات کی بناپر قوم مین تفرقہ ڈالکر اسکو علیحدہ علیحدہ جماعتون مین تقسیم نہین ہونے دیا ہے[2]۔ مسلمان اور عیسائی البانی ساتھہ ساتھہ بیقاعدہ

---

[1] لیک صفحہ ۲۵۔ [2] ایک البانی عیسائی نے بلغاریہ کے عیسائیون اور مسلمانون مین عداوت کے ہونے پر لکھا ہے لیکن البانیا مین حالت ادر ہے البانیا کے مسلمان ایسے ہی البانی ہین جیسے عیسائی ہین ایک ہی زبان بولتے ہین ایک ہی طرح کی رسمین اور طریقے رکھتے ہین اور اُنکے قومی اتحاد بھی ایک ہی سے ہین مسلمان البانیون اور عیسائی البانیون مین کبھی نفرت یا عداوت نہین رہی ہے۔ صدیون سے کسی طرح کی دشمنی اُن مین نہین ہے۔ مذہب کے فرق نے اُن مین

فوجون مین بہرتی ہوتے ہین جن پر ترکی فتوحات کے بعد سے ملک کے اندرونی انتظام کا انحصار رہا ہے۔ اور البانی خواہ مسلمان ہون یا عیسائی بادشاہون کی ملازمت مین فوراً داخل ہو جاتے ہین۔ کیونکہ سلطنت ترکی مین البانی سب سے زیادہ بہادر سپاہی تصور کیے جاتے ہین[۵۱]۔ جنگ کریمیہ مین عیسائی البانی سلطان کی طرف سے لڑے اور اگرچہ یہہ لوگ اپنے مسلمان بہائیون کے مقابلے مین امن کے طریقون اور زراعت کے پیشہ کو زیادہ پسند کرتے ہین تاہم ان دونون مین جو کچہہ فرق ہے وہ بہت کم ہے۔ عیسائی البانیون نے بھی اپنی فوجی قابلیتون اور جوانمردی کو ہمیشہ قائم رکہا ہے اور انہون نے بھی وہی شجاعت تمکنت اور خود مختاری کا جوش اور وہی قومی حمیت دکھائی ہے جو اُنکے مسلمان بہائیون مین موجود ہے[۵۲]۔

البانیا مین اشاعت اسلام کے حالات کے لیئے جو واقعات اوپر بیان ہوئے اُسکا لحاظ کرنا ضروری تہا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ملک کے لوگون نے اسلام کو رفتہ رفتہ ترقی دی اور باہر کے لوگون کی طرف سے کوئی مذہبی دباؤ نہین پڑا اس کے متعلق مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین کیونکہ پندرہوین صدی عیسوی سے لیکر علی پاشا کے وقت تک جو تین سو برس کا زمانہ ہوا اُس مین البانیا کی تاریخ بالکل کوری پڑی ہے پس جو کچہہ علم ہمکو اس بات کا ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ مین عیسائیون نے کیونکر اسلام قبول کیا تو وہ ایسی تاریخون سے جو پادریون نے اپنے مختلف علاقون مین لکہین اور اُن رپورٹون سے جو اُنہون نے پوپ کی اطلاع یا سوسائٹی دے پروپیگاندا فیدے[۵۳] "کے لیے روانہ

(بقیہ صفحہ ۹۹) کوئی قومی تفرقہ نہین پیدا کیا۔ مسلمان اور عیسائی بجز چند لوگون کے ایک حالت مین مل جلکر رہتے ہین ایک ہی طرح کے حقوق انکو دئیے گئے ہین اور ایک ہی سے فرائض منصبی انہون نے ادا کئے ہین (روا سا آفندی البانین اینڈ دی البانیس صفحہ ۹۵ مطبوعہ برلن ۱۸۷۷ء) ۵۱ فنلے تاریخ یونان جلد ۵ صفحہ ۴۹ ۵۲ کلارک صفحہ ۱۷۰ ، ۱۷۱ ۵۳ میرڈتی قوم کے لوگ جو الیسو کے علاقہ کے سخت متعصب رومن کیتہولک عیسائی تھے انکو یہ بات بہی گوارا نہ تہی کہ جن پہاڑون مین وہ رہتے سہتے تھے وہان کوئی مسلمان آباد ہو سکے اس قوم کے کسی عیسائی نے کبہی اپنا مذہب ترک نہین کیا اگر انمین سے کوئی شخص اس بات کا قصد بہی کرتا تو میرڈتی یقینی اسکو ہلاک کر دیتے البتہ اگر البانیا سے کوئی شخص بہر ارادہ سے بہاگ کر کہین اور چلا گیا تو اسکا مسلمان ہونا ممکن تہا (ہستوریوے لا دوت اربانی صفحہ ۴۴) ۵۴ تاریخ فالاتی کا اکیم ساکرم مین شائع ہوئی ہین

کہین حاصل ہوتا ہے[51]۔ اس امر کے اعتراف کی چندان ضرورت نہین ہے کہ جسقدر تاریخین یا رپورٹین ہین اُن مین جو کچھہ اطلاعین ملتی ہین اُنپر خاص کر جہان پادری عیسائیون کے مسلمان ہونے کا سبب بیان کرتے ہین سچائی کا پورا اطلاق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اُس زمانہ کے کسی پادری کی نسبت ہرگز یہ یقین نہین ہو سکتا کہ اُسنے کسی عیسائی کے مسلمان ہونے کو سچی نیت اور ایمان سے سمجھا ہوگا اور اگر سمجھا بھی ہو تو پادریون کو اپنے افسرون کے سامنے تحریر کے ذریعے سے اس بات کے ظاہر کرنے کی ہمت نہین پڑی ہوگی۔

سولھوین صدی عیسوی مین اسلام نے کم اشاعت پائی حالانکہ عیسائیون مین اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۶۱۰ء عیسوی مین عیسائی رعایا کی تعداد مسلمانون سے دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[52] اور چونکہ دیہات مین اکثر عیسائی آباد تھے اور مسلمان کہین کہین[53] تھے اس لیئے شہرون کے رہنے والے عیسائی زیادہ تر مسلمان ہوئے[54]۔ مثلاً انتی واری کے شہر مین جب بہت سے عیسائیون نے وطن چھوڑ کر قریب کے عیسوی ملکون مین رہنا اختیار کیا تو جو عیسائی شہر مین رہ گئے اُن مین اعلیٰ اور ادنیٰ سب نے اسلام قبول کیا یہانتک کہ عیسائیون کی تعداد روز بروز کم ہوتی گئی[55]۔ جون جون عیسائی مسلمان ہوتے گئے گرجا مسجدون سے تبدیل ہوے۔ یہ انتظام اگرچہ شرائط کے خلاف تہا لیکن جب عیسائی ہی باقی نرہے تو گرجاؤن کا مسجد بن جانا انصاف کے خلاف نہ تہا۔ سنہ ۱۶۱۰ء مین جاثلیقی (رومن کیتہولک) عیسائیون کے پاس صرف دو گرجا رہ گئے تہے اور انکی ضرورت کے لیئے یہہ ہی کافی تہے[56]۔

---

[51] کمولیو۔ بیزی سنہ ۱۶۱۰ء مارکو کرمیسیو سنہ ۱۶۵۱ء فرابونا دنیورادی لنیوٹینو سنہ ۱۶۵۲ء رسیئوخ سنہ ۱۷۳۰ء۔ [52] بیزی صفحہ ۶۰ (ب) [53] بیزی صفحہ ۵۳ (الف) [54] فارلانی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۷۔ [55] یہی شکایت کی گئی تہی کہ مطران کے محل پر مسلمانون نے اپنا قبضہ کرلیا لیکن آٹھہ برس سے یہ محل خالی پڑا تہا (سنہ ۱۵۹۰ء تا سنہ ۱۵۹۸ء) کیونکہ مطران امیر وسینیوس نے جلا وطنی اختیار کی تہی اور وجہ یہ ہوئی تہی کہ اُسنے اسلام پر کم احتیاط اور زیادہ جوش سے حملہ کیا تہا اور پیغمبر کی شان مین سخت کلامی کی تہی ۔ (فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۷) [56] بیزی صفحہ ۹۔ یہہ مصنف لکہتا ہے کہ ان گرجاؤن مین دو ایک دن مین نے خود صبح کے وقت سب رومن کیتہولک عیسائیون کو نماز پڑہائی تہی ۔ "زمیسوخ نے جو نقشے صفحہ ۲۲ پر لکھے ہین اُن سے مین قیاس کرسکتا ہون کہ اس زمانہ مین عیسائیون کی تعداد ایک ہزار کے قریب تہی۔

اس واقعہ سے یہہ اندازہ کرنا کہ کس قدر عیسائی مسلمان ہوئے مارکو بیزی کی عبارت سے کسی قدر
معلوم ہوسکتا ہے۔ بیزی لکھتا ہے کہ مسلمانون اور عیسائیون کے چہہ سو گہر ہین۔ عیسائیون
مین جا ثلیقی اور کلیسا یونان کے عیسائی ہین۔ اب مسلمانون کی تعداد عیسائیون سے کسی قدر
زیادہ ہے اور جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے عیسائیون سے تعداد مین بڑہے ہوے ہین
عیسائیون اور مسلمانون کے جو سوشل تعلقات دریافت ہوتے ہین اور اُن مین کسی حد
فاصل کے نہونے سے کسی قدر نشان اُن طریقون کا ملتا ہے جنہون نے عیسائیون کو اسلامی
اثر سے مغلوب کرکے مسلمان کرلیا اور جون جون کلیسا کی مذہبی زندگی خراب ہوتی گئی عیسائی
کثرت سے اسلام قبول کرتے گئے۔

عیسائیون مین یہہ ایک عام بات ہو چلی تہی کہ اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے
تہے اور عیسائی عورتون کو ایسی شادیون سے کوئی عذر نہ ہوتا تہا۔ شادی کے بعد اگر اُنکے ہان
لڑکا پیدا ہوا تو وہ مسلمان ہو کر پرورش پاتا تہا اور اگر لڑکی ہوئی تو وہ اسکو ماں کے مذہب پر تربیت
پانے کی اجازت ملتی تہی۔ لیکن یہہ اجازت بالکل فضول ثابت ہوتی تہی کیونکہ کلیسا کے افسر
ان عورتون کو پہلے ہی کلیسا سے خارج کردیتے تہے اور مسیحی رسوم مین شریک نہین ہونے
دیتے تہے۔ اگرچہ معمولی درجہ کے پادری افسران کلیسا کے حکم کو کہ یہہ عورتین کلیسا سے خارج
کی جاوین تعمیل نہین کرتے تہے لیکن یہہ عورتین اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کرلیتی
تہین۔ مگر اس صورت مین بہی وہ بعض مسیحی رسمون کی پابند رہتی تہین مثلاً اصطباغ اون مین جاری تہا
جسکی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ کوڑہ کے مرض اور جڑیلون کے جادو اور بہیڑیون کے گزند سے
محفوظ رہنے کا مجرب علاج ہے۔ پادری اُن توہمات کو اور بہی زندہ رکہتے تہے اور اگر کوئی

سلہ بیزی صفحہ ۲۰ - (ب) ۲۰۰ (ب) ۵۲ دی نیو صفحہ ۴۴ البانیا کے بعض دیہات مین تو یہہ رواج اس صدی کے شروع تک جاری ہا
دیکھو ڈنماؤ جایانی ... فن فرلزکی ہیلی جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ (مطبوعہ لندن) لیک لکھتا ہے کہ بعض گاؤن مین مسلمان عیسائی
عورتون سے شادی کرتے ہین انکے لڑکے تو مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہین اور لڑکیان عیسائی ہوتی ہین اور
گوشت اور سور کا گوشت ایک ہی برتن مین پکایا جاتا ہے ۵۲ بیزی صفحہ ۲۰ (ب) فلاؤقی توم صفحہ ۱۵ ۵۲ بیزی صفحہ ۱ (ب) دی نیو صفحہ ۴۳

مسلمان عورت اپنے بچہ کو اصطباغ دلانا چاہتی تھی تو خوشی سے اوسکو اصطباغ دیدیتے تھے لہ مسلمانون اور عیسائیون کے باہمی تعلقات اس بات سے اور دریافت ہوسکتے ہین کہ مسیحی بزرگان دین کے جو تہوار عیسائیون مین منائے جاتے تھے اُن مین مسلمان بھی شریک ہوتے تھے۔ مثلاً مارکو بیزی نے لکھا ہے کہ سنٹ الیاس کی ضیافت کے دن (جسکو البانی عیسائی خاص طور پر مناتے تھے) گرجا مین مسلمان بھی اتنے ہی موجود تھے جسقدر کہ عیسائی ٹہ تھے۔ البانی مسلمانون کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ ابتک حضرت مریم اور مسیحی اولیا کو مانتے ہین اور اُنکے مزار دن کی زیارت کو جاتے ہین۔ اور اسیطرح عیسائی بھی منتین پوری کرنے اور امراض کے دفعیہ کے لیئے مسلمان درویشون اور فقرا کے مقابر کی زیارت کرتے تہ ہین۔ کالیوا کے شہر مین جہان عیسائیون کے ساتھ اور مسلمانون کے دس گھر ہین پادری کے گذر اوقات کیلئے مسلمان بھی چندہ دیتے ہین کیونکہ وہان اکثر مسلمانون کی بیویان عیسائی ہین ھ۔ ایسی حالت مین تعجب نہین کہ بعض عیسائی ظاہر مین اسلام کے پابند ہون مگر اپنے ایمان کو انہون نے تسلی دے رکھی ہو کہ دل مین وہ عیسائی مذہب رکھتے ٹہ ہین۔ مارکو بیزی نے اس خراب حالت کے تین سبب بیان کیئے ہین۔ اول دنیوی نفع کا خیال۔ دوسرے جزیہ سے بریت۔ اور تیسرے ایسے پادریون کا اُن مین بود نہ ہونا جو ملک کی مذہبی ضروریات کو مہیا کر سکین شہ۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ عیسائیون پر محصول کا سخت بار تھا اور گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جو ان محصولون سے بچنے کے لیئے عیسائی مذہب سے برگشتہ ہوگئے۔ چونکہ مفصل کیفیت ان محصولون کی نہین بیان کی گئی اس لیئے ہم فیصلہ نہین کرسکتے کہ اس شکایت کے لیئے کافی وجوہ موجود تھی یا نہین

لہ مارکو بیزی کو انتی واری کے شہر مین آئے ہوئے چند روز ہوئے تھے کہ ایک معزز مسلمان خاتون نے یہہ خواہش ظاہر کی کہ وہ سطران اُسکے بچہ کو اصطباغ دے۔ سطران نے لکھا ہے کہ اس خاتون نے شہر کے ایک عیسائی رئیس سے سخت شکایت کی کہ سطران نے اُسکی خوشی نہین کی حالانکہ اسی سطران کے قسیس اُن لوگون کی درخواست پر جو عیسائی نہین ہین بچون کو اصطباغ دیدیتے ہین" (صفحہ ۲ ب)

ٹہ ایسے عیسائیون اور مسلمانون کے باہمی تعلقات جو ایک ہی گاؤن مین رہتے تھے اگر دریافت کرنے ہون تو ہیکار کی تصنیف تاریخ البانیا دیکھو صفحہ ۱۵۲-۱۶۲-۲۰۰ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۸ء) تہ بیزی صفحہ ۳ (الف) کہ گارنٹ صفحہ ۲۶۰ ھ بیزی صفحہ ۳۶ (ب)

ٹہ بیزی صفحہ ۳۰-(ب) ۳۷-(الف) شہ بیزی صفحہ ۳ (ب) صفحہ ۱۶ (الف) صفحہ ۳۳ (ب)

❖

یا نہین اور عیسائیون کا یہہ عذر معقول ہی تہا یا نہین یا فقط حیلہ تہا کہ اپنے قدیم ہم مذہب لوگون
کے سامنے اپنے مسلمان ہوجانے کا کچہہ نہ کچہہ عذر بیان کرین۔ یا یہہ بیان افسران کلیسا کا مبالغہ
ہے جنکے نزدیک عقلا اور سچی نیت سے کسی عیسائی کا مسلمان ہونا قطعی ناممکن تہا۔ ایک صدی کے
بعد سنہ ۱۷۰۰ء[۲] مین جزیہ کی رقم فی شخص چند ریال سالانہ تہی اور (سواے سکیا تاراکیو کے محصول کے
جو تین ریال سالانہ کا تہا۔) یہہ ہی محصول ایسا تہا جو خصوصیت کے ساتہہ عیسائیون پر جاری تہا۔
اگر صرف اس خفیف جرمانہ ہی کے ڈر سے عیسائیون نے اپنا مذہب چہوڑ دیا تو مذہب سے
اُنکو بہت ہی کم تعلق اور واسطہ ہوگا۔ لیکن البانیا مین ابتک کثرت سے عیسائیون کا موجود
ہونا ظاہر کرتا ہے کہ چہہ ریال سالانہ کا محصول ایسا ظلم نہ تہا جو بغیر کسی اور سبب کے عیسائیون
کو اُنکے دین سے پہیر کر مسلمان ہوجانے دیتا۔
"ترکی ظلمون" کی نسبت جو عامیانہ اور غیر واضح شکایتین کی گئی ہین اگر وہ کسی قدر صاف طریقہ
پر بیان ہوتین تو ہم دریافت کر سکتے تہے کہ جزیہ کی وجہ سے جو عیسائیون کا بکثرت مسلمان ہونا
لکہا گیا ہے وہ کس حد تک درست تہا۔ لیکن جسقدر حالات تحقیق ہوتے ہین اُن سے نتیجہ
نہین نکلتا کہ فقط جزیہ کی وجہ سے عیسائی بکثرت مسلمان ہوگئے۔ ترکی سلطنت مین یہہ طریقہ البتہ
نہایت بیہودہ جاری تہا کہ سرکاری عہدے نیلام کئے جاتے تہے اور جو شخص سب سے زیادہ روپیہ
دیتا تہا وہ اُنپر مقرر کر دیا جاتا تہا۔ جب اسطرح عہدے ملتے تہے تو عہدہ دار نوکری پر بہروسا
نہ کرتے تہے اور نتیجہ اکثر یہہ ہوتا تہا کہ ہر طرح کے ظلم اور سختیون سے یہہ لوگ جسقدر روپیہ جمع کرنا
ممکن تہا جمع کر لیتے تہے لیکن ان مصیبتون مین عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مبتلا تہے۔
البتہ یہہ یقینی بات ہے کہ نامنصف حاکمون کو مسلمانون کی بہ نسبت عیسائیون پر ظلم کرنا آسان
معلوم ہوتا ہوگا خاص کر ایسے زمانہ مین جبکہ عیسائی اس جرم مین اکثر ماخوذ ہوتے تہے کہ دولت

(۱) زینیوخ صفحہ ۵۔ اٹھارہوین صدی مین وینس کا سکہ ریال ایک ترکی غرش کے برابر ہوتا تہا (پوسنلو صفحہ ۱۹۴) (۲) بزی صفحہ ۱۲-۱۳ و زینیوخ صفحہ ۵۔

عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کرنے کے لیئے وہ اہل وینس اور عیسوی سلطنتون سے تعلقات رکہتے ہین۔

بہرکیف یہہ جو کچہہ حالات ہون مگر اس مین شبہہ نہین کہ مسلمانون کی مذہبی حمیت اور پاکیزہ زندگی نے مسیحی قسیسون کی جہالت اور تنزل کے مقابلہ مین اپنا اثر غالب کیا۔ اگر البانیا کے ملک مین وہان کے ایک شیخ کی مثل چند لوگ اور ہوتے جسکے حسن اخلاق کی تعریف مارکو بیزی نے بہت کی ہے اور لکہا ہے کہ مذہبی مسائل پر مجہہ مین اور اُس مین اکثر مباحثے رہے تو اسلام کو اس ملک مین بہت عروج ہوتا[۵۱] مسیحی قسیسون مین سے اکثر لوگ بالکل ناخواندہ ہوتے تہے۔ اُن مین بہت لوگ ایسے تہے جو اگرچہ پڑہنا جانتے تہے تو انکو لکہنا نہ آتا تہا۔ اور اپنے منصبی کامون سے انکو اسقدر لاعلمی تہی کہ نجات کا کلمہ تک انکو زبان یاد نہ ہوتا۔ اگرچہ لیٹن زبان مین وہ نماز پڑہتے تہے[۵۲] لیکن بہت کم لوگ ایسے تہے جو نماز کا مطلب سمجہتے ہون سوا اپنی مادری زبان کے انکو کسی اور زبان کا علم نہ تہا اور مذہب کے حقائق سے انکو قلیل معلومات سنی سنائی باتون کی تہی[۵۳]۔ مارکو بیزی کی رائے مین ان تمام خرابیون کی جڑ قسیسون کی قلت اور انکو اپنے کامون سے لاعلمی تہی اور یہہ ہی سبب تہا کہ سیکڑون عیسائی بڈہے ہوجاتے تہے اور انکو مذہب مین پختہ نہ کیا جاتا تہا اور وہ دین سے برگشتہ ہوکر مسلمان ہوجاتے تہے[۵۴] چنانچہ اُسنے لکہا ہے کہ اگر ان خرابیون کا تدارک نہ کیا گیا تو مسیحی دین کو ملک مین بہت جلد زوال ہوجائیگا[۵۵]۔ چند قسیسون پر اس بات کا الزام ہی تہا کہ بغیر نکاح کیے وہ عورتون کو اپنے تصرف مین رکہتے ہین اور کثرت سے شراب خوار ہین[۵۶]۔

یہہ بات بہی لکہنی ضرورہے کہ کلیسای یونان کے اُن قسیسون کی طرح جو ملک البانیا کے

---

[۵۱] بیزی صفحہ ۱۰۱۔ [۵۲] بیزی صفحہ ۱۳۰ (ب) [۵۳] بیزی صفحہ ۷۰ (ب) [۵۴] بیزی صفحہ ۲۳ (ب) اس ملک مین یہہ خرابی قسیسون کی کمی کے سبب سے اور اس وجہ سے ہے کہ قسیس اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے مین نہایت کم عقل ہین بہت عیسائی ایسے ہوتے تہے کہ جو بڈہے ہوکر مرجاتے تہے اور عیسوی دین مین مستحکم نہین کیے جاتے تہے اور وہ عیسائی مذہب سے ہر جگہہ منحرف ہوگئے تہے۔ [۵۵] اگر البانیا مین مذہبی امداد زیادہ نہ پہونچیگی تو چند سال کے بعد اس ملک سے عیسائی مذہب بالکل اُٹہہ جائیگا کیونکہ لائق اسقفون

علاوہ دیگر ممالک عثمانیہ مین رہتے تھے اور جنہون نے باوجود جاہل ہونے کے عیسائی مذہب کا جوش اپنے لوگون مین زندہ رکھا تھا اور یونانی عیسائیون کی قومی زندگی کا چشمہ خیال کیئے جاتے تھے البانیا کے قسیس اپنے ملک والون کے قومی حوصلون اور خیالات کا مخزن اور مرکز نہین تھے[1] بلکہ اسکے برعکس البانیون مین قومی خیال مذہبی عقائد سے جدا چیز تصور ہوتا تھا کیونکہ یہ لوگ فیوڈل انتظام کے موافق اپنا آقا سمجھکر یہہ جانتے تھے کہ جسقدر اُنکے احکام ہون اُنکی پابندی ضروری ہے[2]۔

عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ایک عجیب واقعہ عیسائی قسیس اور اُسکے ماتحت عیسائیون کی باہمی رنجش کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ بہت برس ہوئے جبکہ ملک کے کل باشندے عیسائی تھے تو سقوطاری کے شہر مین حضرت مریمؑ کا ایک نہایت خوبصورت بت بنا ہوا تھا اور اُسکی زیارت کے لیئے ملک کے ہر گوشے سے لوگ نذرین چڑہاتے اور دعائین مانگنے آتے تھے اور اُنکی شکایتین رفع ہو جاتی تہین ۔ وو کسی نہ کسی سبب سے عیسائیون اور اُنکے قسیس مین جھگڑا ہوا اور ایکدن بہت سے عیسائی گرجا مین جمع ہوے اور کہا کہ اگر قسیس ہمارا کہا نہ سنیگا تو ہم اسیوقت اور اسی جگہہ عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کر لینگے قسیس خواہ حق پر تہا یا ناحق پر اپنے ارادہ مین مضبوط رہا عیسائیون نے اپنی گردنون کی تسبیحین اور صلیبین نوچ کھسوٹ کر زمین پر پھینکدین اور پیرون سے انہین کچل ڈالا اور قریب سے قریب جو مسجد ملی اوس مین چلے گئے اور مسجد کے ملانے اُنکو مسلمان کر لیا"۔

قسیسون کی غفلت اور مخالفت سے بہت سی بیہودہ اور بیقاعدہ رسمین عیسائیون مین پیدا ہو گئی تہین ۔ منجملہ اُنکے ایک رسم یہہ تہی کہ بغیر کلیسا کی اجازت اور مذہبی رسوم کے لوگ نکاح کر لیتے تھے جس سے اسلامی شریعت کی طرح عیسائیون مین بھی نکاح ایک طرح کا مالی

بقیہ صفحہ ۲۰۴ ۔ اور قسیسون کی تعداد بہت کم ہے" بلیو بک صفحہ ۱۶ (الف) [5] بلیو بک صفحہ ۳ (الف) صفحہ ۴ (ب)
[1] فلے - پانچوین جلد صفحہ ۱۵۳ - ۲ ڈی۔ کلارک صفحہ ۲۹ [2] اور ان بدبخت لوگون نے اپنے ایمان کو ایسا اندہا کر لیا کہ وہ اسطرح شادی کرنیکو مطلق گناہ نہ سمجھتے تھے ۔ انکا خیال تھا کہ ترک چونکہ ملک کے بادشاہ ہین اسلیئے ہمکو نہین اور نہ اُنکے لیئے کسی طرح جائز ہے کہ وہ ترکون کی کسی بات مین حکم عدولی کرین بلیو بک صفحہ ۳ ب [3] گارنٹ صفحہ ۲۴۶

معاہدہ ہو گیا تھا۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے اگر بیوی اور خاوند نے مسیحی شریعت کے بموجب دوبارہ نکاح نہیں پڑہایا تو یہہ دونون کلیسا سے خارج کر دیے جاتے تھے[۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے ان حالات اور واقعات نے جو اوپر بیان ہوے اپنے نتیجے پیدا کیئے اور عیسائیون کی تعداد بہت جلد کم ہونی شروع ہوئی۔ سنہ ۱۶۲۴ عیسوی مین صرف دو ہزار جاثلیقی عیسائی انتی واری کے اسقفی علاقہ مین رہ گئے اور شہر مین صرف ایک گرجا باقی رہ گیا اور یہہ بہی عیسائیون کی عبادت کے لیئے برتا نہ جاتا تہا کیونکہ آخر زمانہ مین جاثلیقی عیسائیون کے صرف دو خاندان انتی واری مین رہ گئے تہے[۲]۔ سنہ ۱۶۵۱ عیسوی مین عیسائی عورتون کی تعداد عیسائی مردون سے البانیا کے ملک مین بڑہ گئی کیونکہ مردون نے کثرت سے اسلام قبول کر لیا[۳]۔ اس صدی کے خاتمہ کے قریب عیسائیون کی حالت اور بدتر ہوئی۔ جاثلیقی عیسائی مسلمانون سے شمار مین کم رہ گئے اور دونون کی مردم شماری مین تین اور چار کی نسبت ہو گئی[۴]۔ حالانکہ سو برس پہلے جاثلیقی عیسائیون کی تعداد مسلمانون کے مقابلہ مین دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[۵]۔ درازو کے مطرانی علاقہ مین بیس برس مین عیسائیون کا شمار نصف رہ گیا[۶]۔ ایک اور شہر مین تیس برس کے اندر اندر سب عیسائی مسلمان ہو گئے[۷]۔ باوجودیکہ افسران کلیسا کی طرف سے بہت سخت تاکید رہتی تہی اور قواعد جاری ہوتے تہے لیکن پادریون نے اس حرکت کو جائز رکہا کہ جو عیسائی ظاہر مین مسلمان تہے اور دل مین اپنے تئین عیسائی مانے ہوے تہے انکو بہی مقدس سکرامنٹ مین شریک کیا۔ نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ان عیسائیون کی اولاد کو جنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر ہوئی مسیحی کلیسا سے کوئی تعلق نہ رہا[۸]۔ اسیطرح عیسائی ماباب اپنے بیٹون کا مسلمانون کے ساتہہ نکاح پڑہا دیتے تہے اور پادری ایسے نکاحون کو جائز سمجہتے تہے۔ اعلی درجہ کے

---

[۱] بیزی صفحہ ۳۰ صفحہ ۶۳ (الف) [۲] فارلاتی۔ توم ۷ صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵ [۳] مارکو کریسیو صفحہ ۲۰۲ [۴] زمیبوخ صفحہ ۲۲۷۔

[۵] بیزی صفحہ ۶۰ (ب) [۶] زمیبوخ صفحہ ۱۳۷ [۷] زمیبوخ صفحہ ۱۵۷ [۸] زمیبوخ صفحہ ۱۱ و ۱۵۹۔

قسیسون کی طرف سے سخت ممانعت تھی مگر پادری ان عورتون کا نکاح[۵۱] مسلمانون کے ساتھہ عیسوی طریقہ پر پڑھا دیتے تھے[۵۲]۔ پادریون کی ان حرکتون سے جنکے خلاف اور الزام بھی موجود تھے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو عیسائیون کی مذہبی غور پرداخت کا خیال یا شوق مطلق نہ تھا۔ ان پادریون مین اکثر لوگ نہایت بداخلاقی کی زندگی بسر کرتے تھے کبھی قرار کی مذہبی رسم ادا نہ کرتے تھے۔ اور تیوہارون کے دن خوب شرابین پی کر اٹل ہو جاتے تھے کلیسا کے مال بیچا کرتے تھے اور اپنے علاقون سے اکثر غیر حاضر رہتے تھے۔ اگر کوئی الزام عائد ہوتا تھا تو ترکون کی پناہ مین آکر اپنے تئین بچا لیتے تھے[۵۳]۔ فرانسسکن اور اوبزرونٹ مشنری جب ملک مین بھیجے گئے کہ عیسائیونکی مذہبی ضروریات مہیا کرین تو انہون نے سوای اسکے کچھہ نہ کیا کہ آپس مین فساد برپا کیے اور عدالتون مین لڑنے چلے گئے جسکی وجہ سے عیسائیون کو اور زیادہ نقصان پہونچا اور اُنکے بھیجنے سے جو مقصد تھا وہ فوت ہو گیا[۵۴]۔ سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین البانیا کے اسقفی علاقون مین سے جنکی تعداد بارہ تھی پانچ خالی پڑے تھے یعنی اُنپر کوئی اسقف مقرر نہ تھا۔ پلاتی کے علاقہ مین تیس برس کے عرصہ سے کسی اسقف نے دورہ نہین کیا تھا۔ اور چھہ ہزار تین سو اڑتالیس عیسائیون کی آبادی مین صرف دو پادری تھے[۵۵]۔ بعض چھوٹے علاقے جس مین پادری مقرر ہونے چاہیے تھے چالیس برس سے وہان کوئی پادری مقرر نہ ہوا تھا۔ مگر یہہ باتین سلطان کے تشدد کی وجہ سے نہ تھین جسکو "ترکی ظالم" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ فرانسسکن مشنری آخر کار ان علاقون کو روانہ کیئے گئے تو انہون نے اپنی رپورٹون مین لکہا کہ وہ تمام ملک مین اپنے مقدس کام کے لیئے دورہ کرتے رہے اور کسی قسم کی مزاحمت اُن سے نہ ہوئی[۵۶]۔ ساپا کے اسقف نے جو وینس مین مدت تک مقیم رہا تھا

[۵۱] زمیبیوخ صفحہ ۱۳ [۵۲] بیزی صفحہ ۳ (ب) فارلاتی ساتوین جلد صفحہ ۱۵ [۵۳] زمیبیوخ ۱۳-۱۴ [۵۴] الفونا لیسو ڈی کیرکا لاسیونی والبانیا صفحہ ۱۹۶ [۵۵] کریسیئو صفحہ ۲۰۴ [۵۶] فربونا وینیوز اصفحہ ۲۰۱

اور جسکی نسبت کہا جاتا تہا کہ وینس مین اُسنے نہایت آوارہ زندگی بسر کی ہے اخیر مین اپنے
علاقہ کے عیسائیون کو سخت نقصان پہونچایا ایک جاہل پادری کو اپنا نائب مقرر کیا جسکی
بداعمالی سب مین مشہور تہی - اس اسقف کی ماتحتی مین بارہ ہزار چار سو عیسائی تھے اور جس
مشنری نے اُس کے علاقہ کی رپورٹ لکہی ہے یہہ لکہا ہے کہ "بشپ کی غیر حاضری
سے خود بشپ کے کافر ہوجانے کے علاوہ اس بات کا خوف ہے کہ جو عیسائی اُسکے
تحت مین ہین وہ بے دین نہ ہوجاوین اور کلیسا کا کل مال ضائع ہوجاوے[۵۱] - سقوطاری
کے اسقف کی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ وہ اپنے ماتحت قسیسون اور عیسائیون کے حق مین نہایت
ظالم اور جابر ہے اور صرف ترکون کی مدد سے وہ اپنے عہدہ پر قائم رہنے مین کامیاب
ہوا ہے[۵۲] - زمیبوخ نے اسقفون کی شکایت مین لکہا ہے کہ یہہ لوگ اپنے ماتحت علاقون
کے عیسائیون سے زبردستی روپیہ لیکر انکو تنگ کرتے ہین[۵۳] - یہہ معلوم ہوتا ہے کہ افسران
کلیسا کو سلطان کی طرف سے اختیار ملا تہا کہ وہ اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ
وصول کیا کرین - چنانچہ انتی واری کے مطران (سنہ ۱۵۹۹-۱۶۰۷ع) کو اجازت ملی تہی کہ عیسائیون
کے ہر گہر پر دو آسپر کا محصول جاری کرکے اُسے وصول کرے - اور پہلے نکاح کی فیس ۱۲
آسپر دوسرے کی ۲۴ اور تیسرے کی ۱۰۴ آسپر عیسائیون سے وصول کرے اور ہر ایک
پادری کے علاقہ سے ایک اشرفی سالانہ حاصل کرے معلوم ہوتا ہے کہ ان رقمون کے
وصول کرنے مین ترکی حاکمون سے مدد ملنی بہی ممکن تہی[۵۴] - البانیا کے تمام ملک مین ایک مدرسہ
تک موجود نہ تہا[۵۵] اور قسیس نہایت جاہل ہوتے تہے - اُن مین سے بعض لوگون کو تعلیم
و تربیت کے لیے اٹلی بہیجا جاتا تہا لیکن بارکوکریسیو نے اس قاعدہ کی سخت مخالفت اس
بنیاد پر کی ہے کہ جو قسیس بہیجے جاتے تہے اُنکی نسبت ہمیشہ خوف رہتا تہا کہ اٹلی مین انکو بہی

---

[۵۱] بارکوکریسیو صفحہ ۲۰۵ [۵۲] زمیبوخ صفحہ ۱۳ [۵۳] فارلاتی - توم ۷ - صفحہ ۱۰۹ [۵۴] بارکوکریسیو صفحہ ۲۰۵ بیزی صفحہ ۱۹ - (ب) [۵۵] زمیبوخ صفحہ ۱۱ -

ایسے لہو ولعب مین بسر ہوگی کہ پہر وہ اپنے وطن واپس نہ آئین گے غرض جب قسیسون کی لیاقت کا یہہ حال ہو اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین انکو اسقدر بے پروائی ہتی تو اس بات کو سنکر کیا تعجب ہو سکتا ہے کہ تمام عیسائیون کو مذہب کی ابتدائی باتون کا بہی علم نہ تہا اور اُن مین ایسی بیہودہ رسمین اور خرابیان پہیل گئی تہین جو "خداوند کے اس انگورستان پر سخت سے سخت تباہی لائین"[1] اکثر عیسائیون کا یہہ حال تہا کہ عورتون کو بغیر نکاح پڑہائے برسون تک علانیہ اپنے تصرف مین رکہتے تہے لیکن اسپر بہی وہ سکرامنٹ مین شامل کیئے جاتے تہے[2] بعض عیسائیون کا کثرت ازدواج پر بہی عمل تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون اور مسلمانون کی عادات اور رسوم مین مطابقت ہو چلی تہی مسلمان عیسائی بچون کے اصطباغ کے وقت سپانسر بنتے تہے اور مسلمانون کے بچون کو اصطباغ دینے کا ٹوٹکا پادریون نے جائز رکہا تہا[3]۔

جب البانیا مین مسیحی کلیسا کی یہہ حالت سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین تہی تو خفیف تحریک بہی اس بات کے لیئے کافی ہو سکتی تہی کہ عیسائیون کو اپنے مذہب سے عام برگشتگی پیدا ہو جاوے۔ اسکے علاوہ سترہوین صدی کے اخیر زمانہ مین رومن کیتہولک عیسائیون کو بغاوت کے جرم مین جو سزائین اسلامی گورنمنٹ سے ملین اُنہون نے اُن تمام باتون کو پورا کر دیا جو عیسائیون کو اسلام کی طرف رجوع کرتی تہین۔ اور کثرت سے عیسائی مسیحی کلیسا سے علیحدہ ہو گئے۔ اس باغیانہ تحریک کو اُنتی واری کے اُنتالیسوین مطران جارج نے درازو سکودرا۔ اور الیسیو کے اسقفون کی مدد سے پیدا کیا جس سے مراد یہ تہی کہ عیسائیون کو دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی ترغیب دے تاکہ عیسائیون کا ملک ترکون کے قبضہ سے نکلکر وینس کی عیسوی ریاست مین شامل ہو جاوے۔ چونکہ جارج کے وقت مین وینس کی ریاست ترکون سے مصالحت رکہتی تہی اس لیئے یہہ منصوبہ یکایک تیار نہ ہو سکا لیکن سنہ ۱۶۴۵ء مین ترکون اور وینس کی ریاست مین لڑائی چہڑ گئی۔ اور وینس والون نے

۱؎ زمیایوخ صفحہ ۲۰۳ ۲؎ کرایعو صفحہ ۲۰۴ ۳؎ زمیںیوخ صفحہ ۱۱- فارلاتی ساتوین جلد صفحہ ۱۵۱-

انتی واری کے شہر پر جو ترکون کی فتح سے پہلے تین صدیون (۱۲۶۲-۱۵۷۱ء) تک اُنکے تحت مین رہا تہا پہر قبضہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہوئی۔ البانیا کے جاثلیقی عیسائیون کو جنہون نے دشمن کا ساتھہ دیا تہا اور اُسکو خفیہ کمک پہونچائی تہی ترکون نے سخت سزائین دین اور اُنکو تمام حقوق سے محروم کر دیا۔ لیکن یونانی عیسائی جنکو خوف تہا کہین پہر وینس کی حکومت اُنپر نہو جاوے ترکون کے خیر خواہ رہے اور ترکون نے اُنکو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا اور اُنکو اپنے ملک کا بچانیوالا کہا۔ بہت سے رومن کیتہولک عیسائی یا تو مسلمان ہوگئے یا یونانی کلیسا کے پیرو بنے۔ یہہ دوسری بات کہ جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے پیرو بنے ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیون پر اس خیال سے ہرگز ظلم نہین ہوا کہ وہ عیسائی تہے اور نہ اُن کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جو رومن کیتہولک اس موقع پر مسلمان ہوے اور انکا مقصد یہہ تہا کہ بغاوت مین ناکامیابی سے جو خفت اور ذلت ہوئی ہے اُسکو رفع کرین لیکن یہی مقصد بغیر عیسائی مذہب ترک کیئے اُنکو اس طرح حاصل ہو سکتا تہا کہ یونانی کلیسا مین شامل ہو جاتے جسکو ترکی گورنمنٹ سرکاری طور پر تسلیم ہی نہ کرتی تہی بلکہ انتیواری کے شہر مین یہہ کلیسا اس زمانہ مین بہت عام پسند تہا پس جن رومن کیتہولک عیسائیون نے یونانی کلیسا مین شامل ہونے کی جگہہ اسلام قبول کیا اُنکو عیسوی مذہب سے بہت کم تعلق اور واسطہ ہوگا۔ یہی راے اُن متعدد عیسائیون کی نسبت قائم ہو سکتی ہے جو اس واقعہ کے بعد کئی سال کے اندر مسلمان ہوے زمیبوخ نے اُنکے تبدیل مذہب کی وجہہ بعض صورتون مین جزیہ سے آزادی حاصل کرنا سمجہا ہے لیکن اس امر کے متعلق جو کچہہ ہم لکہہ چکے ہین اُس سے ظاہر ہے کہ فقط جزیہ سے پیچہا چہڑانا غالبًا تبدیل مذہب کا سبب نہ تہا۔

سنہ ۱۶۴۹ عیسوی مین جوزف مرایا بونالدو انتیواری کے مطران کی وجہہ سے دوبارہ سخت بغاوت ہوئی اور خود مطران اس بغاوت کا بانی ہوا۔ انتیواری۔ سکودرا اور اور شہرون کے عیسائی رؤسا نے اتفاق کر لیا کہ وینس کی فوجون کے لیئے اپنے شہرون کے

دروازے کہول دینگے - لیکن یہہ بغاوت بہی نہ چل سکی اور اس ہنگامہ کو ترکون نے نہایت سختی سے جسمین عیسائیون کا باہمی نفاق بہی شامل ہوا فرو کیا بہت سے البانی جنکا ملک مین رسوخ تہا اور اُنکی نسبت گمان ہوا کہ پہر سر اُٹہائینگے وطن سے علیحدہ کر کے ترکی سلطنت کے وسط مین آباد کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد تین ہزار البانی ترکی سرحد کو عبور کر کے وینس کی عیسائی ریاست مین آباد ہو گئے - جو عیسائی باقی رہے وہ خوف کی وجہ سے کچہہ نہ کر سکے کیونکہ ترکون نے باغی اضلاع مین سخت قلعے فوراً تعمیر کر دیے - ملک مین ترکی فوجین ورہ کرنے لگین اور باغیون پر سخت جرمانے کیے گئے[۱] -

عیسائی مصنف جو ترکون کی شکایت کرتے ہین کہ "جزیہ اور سختیون سے" ترکون نے البانیون پر ظلم کیے یہانتک کہ وہ اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمان ہو گئے[۲] ایسے لفظ استعمال کرتے ہین جنکے معنی بہت وسیع ہوتے ہین - وہ شکایتون کی کوئی تفصیل بیان نہین کرتے تاکہ ہم فیصلہ کر سکین کہ یہہ شکایتین اصلی واقعات کے مطابق بہی تہین یا نہین زمیسیوخ نے جہان دو ہزار عیسائیون کا مسلمان ہونا بیان کیا ہے وہان شروع مین یہہ لکہہ دیا ہے کہ بہت سے محصولون اور سختیون کی وجہ سے جو عیسائیون کو اُٹہانی پڑتی تہین یہہ لوگ مسلمان ہوے لیکن اسی موقع پر اس مصنف نے یہہ بہی لکہا ہے کہ یہہ سب سختیان سواے جزیہ کے جسکی رقم چہہ ریال سالانہ اور سواے سکیا تاریکو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا مسلمانون کو بہی عیسائیون کے ساتہہ یکسان اُٹہانی پڑتی تہین[۳] - زمیسیوخ نے خاتمہ پر لکہا ہے کہ "عیسائی قوم کو ان محصولون کے ادا کرنے مین ایسی جگہہ زخم پہونچتا تہا جو بہت نازک تہی یعنی اُسکی مالی حالت معرض خطر مین پڑتی تہی جسکی طرف اُسکو فطرتاً یا ضرورت کی وجہ سے بہت خیال رہتا تہا - پس اس قوم نے ہمکو اس بات پر افسوس اور رنج کرنے کے لیئے کہ دو ہزار

[۱] فارلاتی - ساتوین جلد - صفحہ ۱۲۶ - ۱۳۲ - زمیسیوخ - صفحہ ۴۵ [۲] قول "بہت عیسائی اس غرض سے کہ بے انصافی کے محصولون اور سختیون سے بچ جاوین رفتہ رفتہ مسیحی دین چہوڑ کر مسلمان ہو گئے" (فارلاتی - توم - صفحہ ۱۳۱) [۳] زمیسیوخ صفحہ ۵

عیسائیون نے ان محصولون سے بچنے کے لیے سچا مذہب چھوڑ دیا معقول وجہ پیش کی"[1]
زمیوخ کی رپورٹ مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ جو محصول عیسائیون کو
دینے پڑتے تھے انکی رقم ایسی کڑی تھی کہ عیسائیون کو اپنا مذہب چھوڑنا پڑا اگرچہ ایسی
مثالین اکثر بیان ہوی ہین کہ محصول سے بچنے کے لیئے عیسائیون نے اپنا مذہب ترک
کیا لیکن زمیوخ خود لکھتا ہے کہ ان عیسائیون کا اپنے مذہب سے پھر جانا خاص کر اس
باعث سے تھا کہ قسیس بالکل جاہل ہوتے تھے[2] اور وہ ایسے لوگون کو بھی سکرامنٹ
مین شریک کرتے تھے جو ظاہر مین مسلمان تھے اور دل مین عیسائی[3] - ایک اور موقع پر بھی
مصنف نے قسیسون کے حال مین لکھا ہے کہ وہ اپنے منصب کی لیاقت نہین رکھتے
اور بد اعتقاد اور خفیہ عیسائیون کو بھی سکرامنٹ دیتے ہین وہ لکھتا ہے کہ "صرف یہی دو
سبب ہین جس سے وہ تمام نقصان پیدا ہوے جو البانیا کے ملک مین مسیحی کلیسا کو پہونچے"[4]
اس مین بہت کم شبہہ ہے کہ عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا اُن اسلامی اثرون سے ہوا
جو مدت دراز تک جاری رہے اور جسکا ذکر ہم اوپر لکھہ چکے ہین - جزیہ سے پیچھا چھڑانا تو زنجیر
کی اخیر کڑی تھی -

اب رہی یہہ بات کہ خود مسلمانون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین کیا کوششین
صرف کین تو اسکا حال عیسائیون کے بیان سے ٹھیک ٹھیک نہین دریافت ہو سکتا - زمیوخ
نے ایک ضلع کی نسبت بیان کیا ہے کہ اُسکے عیسائی باشندون نے ترکون کے اثر صحبت سے
"اُن کافرون کی برائیان اختیار کین اور بڑا سبب جس سے عیسائی اپنا مذہب چھوڑتے تھے
یہہ تھا کہ وہ ترکی عورتون سے شادیان کر لیتے تھے"[5] - مسلمانون کا اثر اس ضلع مین اور
لسکا سیا اور بالیا کے علاقون مین بہت ہے اور ان دونون علاقون
کے عیسائیون کو جنکی تعداد دو ہزار ہے ہر وقت عیسوی مذہب سے علحدہ ہو جانیکا

(۱) زمیوخ صفحہ ۵ (۲) زمیوخ صفحہ ۱۹۷ (۳) زمیوخ صفحہ ۱۱ (۴) زمیوخ صفحہ ۱۲۷ (۵) زمیوخ صفحہ ۱۲۹

اندیشہ رہتا ہے کیونکہ اُن مین کوئی پادری موجود نہین ہے۔ مذہب مین وہ متزلزل ہین اور ضرورت ہے کہ ہوشیار اور لائق قسیسون سے اُنکے دین کو مضبوط کیا جاوے[۱]

زمیوخ نے عیسائیون کے شریف خاندانون مین سے ایک خاندان کا حال لکہا ہے جو انتیواری کے قریب رہتا تہا۔ اس خاندان مین دو بہائی تہے بڑے بہائی کو تو وطن کے معزز مسلمانون نے جو اُسکے رشتہ دار ہی تہے "بہلا پہسلا کر" عیسائی مذہب سے علٰحدہ کردیا تہا لیکن چہوٹے بہائی نے قسیس بننے کے لیئے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اسکا خاندان اگرچہ مفلس تہا لیکن شرافت کی وجہ سے ہر شخص اُسکی عزت کرتا تہا ترکون کے دل مین اُسکی نہایت وقعت تہی اس لیے اگر یہ شخص قسیس کے عہدہ پر مقرر ہوتا تو مسیحی کلیسا کو اُسکی وجہ سے بہت مدد پہونچتی"[۲] یہہ فی الحقیقت دوسرا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے عیسائیون کے ساتہہ بدسلوکی اسوجہہ سے نہین کی کہ وہ عیسائی تہے بلکہ عیسائیون پر سختیان اُسوقت ہوئین جبکہ ملکی معاملات مین اُنہون نے سرکشی اور بغاوت ظاہر کی۔ زمیوخ خود البانیا کا باشندہ تہا اور اسقف کا منصب رکہتا تہا۔ انتیواری کے اور اسقفون کی طرح وہ وینس کی ریاست مین نہین گیا تہا بلکہ اپنے علاقہ مین بدستور حاضر رہا۔ ترکی سلطنت نے زمیوخ کو غیر معمولی اعزاز بخشا تہا[۳] اور ترکی حکام ہی اسکے ساتہہ انتہا درجہ کے اخلاق سے پیش نہ آتے تہے بلکہ البانیا کا پاشا اُسی دیوان پر اُسکو بہاتا تہا جسپر خود بیٹہا ہوتا تہا۔ جب زمیوخ اُسکے پاس آتا تو پاشا بنفس نفیس دروازے تک اُسکے استقبال کو جاتا اور رخصت کے وقت دروازہ ہی تک پہونچاتا تہا[۴]۔

زمیوخ لکہتا ہے کہ اس "وحشی" پاشا نے بجاے ترک کے اپنے تئین فیاض عیسائی کی مثل اُس وقت ظاہر کیا جبکہ عیسائیون کے ساتہہ عمدہ خیالات رکہنے کے ثبوت مین مطران کی درخواست پر چار مختلف شہرون سے محصول کی کل رقم جو سال آیندہ مین واجب الادا ہونی تہی اُسنے خود جمع کرکے مطران کو روانہ کردی[۵] مسیحی قسیسون کے ساتہہ اگر ترکون نے کبہی برا برتاو کیا

۱ زمیوخ صفحہ ۱۴۳-۱۴۴۔ ۲ زمیوخ صفحہ ۱۴۲۔ ۳ فارلاتی توم ۷ صفحہ ۱۴۱ ۴ زمیوخ صفحہ ۱۴۱ ۵ زمیوخ صفحہ

تو وہ عموماً اس بدگمانی سے ہو کہ بغاوت کی غرض سے ترکون کی دشمنون سے عیسائی تعلقات رکہتی تہین جب کی سلطنت سے اُٹکی کو وابستہ ہوتی تہے تو انکی طرف سے بغاوت کا خیال ترکون کو ضرور پیدا ہوتا تہا اور اکثر صورتون مین یہ خیال صحیح ہوتا تہا لیکن سواے ایسے موقعون کے مسلمانون کے برتاؤ سے قسیسون کو شکایت کی کوئی وجہ نہ تہی زنیوخ نے ایک پادری کا حال لکہا ہے "جسکے ساتہہ معزز ترکون کو نہایت الفت تہی[۱]"

ہرزیگونیا کے اسقفی علاقے مین ایک پادری تہا جسکی نسبت اٹہارہوین صدی کے شروع مین عیسائیون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کی صحبت مین رہکر اسکی نیت اسلام قبول کرنے کی تہی چنانچہ اسی خیال سے اس پادری کے اسقف نے اسکو نظر بند کر کے روما کو روانہ کر دیا[۲] اور ایسے ہی واقعات لبانیا مین بہی بلاشبہہ پیش آئے۔

سرویا کی عیسائی سلطنت اول سنہ ۱۳۷۵ عیسوی مین ترکون کی باجگزار بنی اور سنہ ۱۳۸۹ع مین کسوبوا کی لڑائی کے بعد جسمین سرویا کا بادشاہ اور سلطان دونون میدان جنگ مین کام آئے سرویا کے ہاتہہ سے ملکی آزادی جاتی رہی۔ بادشاہ سرویا اور سلطان مرحوم کے جانشینون مین دوستانہ تعلقات قائم ہوے اور سرویا کے نوجوان بادشاہ سٹفین نے سلطان بایزید کی اطاعت قبول کی۔ اپنی بہن کی سلطان سے شادی کر دی اور اسطرح آپس مین رشتہ قائم ہوگیا۔ جنگ نیکوپولس (سنہ ۱۳۹۴ع) مین جسکے بعد کل جزیرہ نمای بلقان پر سواے قسطنطنیہ اور اُسکے گردنواح کے ترکون کا تسلط ہوگیا سرویا کی فوجون نے جو ترکون کی طرف سے لڑتی تہین لڑائی کا رنگ پلٹ دیا اور ترکون کو فتح دلوا دی۔ جس وقت انگورا کے میدان مین تیمور نے سنہ ۱۴۰۲ عیسوی مین ترکون کی طاقت کو بالکل توڑ دیا اور سلطان بایزید کو قید کرلیا تو سٹیفن جو سرویا کی فوجون کو لیے موجود تہا اپنے بہنوئی کے لیئے بڑی جوانمردی سے لڑا اور بجای اسکے کہ موقع پاکر ترکون کی حکومت سے آزاد ہوجاتا وہ اپنے قول کا پابند رہا اور سلطان بایزید کے بیٹون کو اُس وقت تک برابر مدد دیتا رہا جب تک کہ اُنہون نے

---

۱ زنیوخ صفحہ ۱۴۱۔ ۲ فارلاتی چہٹی جلد صفحہ ۳۱۷۔

اپنے باپ کا تخت حاصل نہ کر لیا اسٹیفن کے بعد جارج برانکووچ کے زمانہ مین سرویا کو کسیقدر خود مختاری حاصل ہوئی لیکن سنہ ۱۴۳۸ عیسوی مین جب اُسنے علم بغاوت بلند کیا تو ترکون نے پھر اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا اسکے بعد پھر کچھہ زمانہ تک سرویا نے ہنگری کو اپنا بالادست حاکم تسلیم کیا۔ لیکن وارنا کے مقام پر سنہ ۱۴۴۴ عیسوی مین جان ہنی ڈے کی شکست سے سرویا پر پھر ترکون کا قبضہ ہو گیا اور سنہ ۱۴۵۹ عیسوی مین وہ ترکی سلطنت کا صوبہ بنا لیا گیا۔

جسوقت سرویا کے عیسائیون کے سامنے یہہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو حکومت ہنگری کی وہ اطاعت قبول کرین جو رومن کیتھولک مذہب رکھتی تھی یا ترکون کی حکومت کو تسلیم کرین جو مسلمان تھے تو سرویا کے عیسائیون نے مسلمانون کی حکومت کو ترجیح دی۔ اس مضمون پر جو خیالات اُس زمانہ مین سرویا والون کے تھے وہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہو جاوینگے جب ترکون اور ہنگری والون مین لڑائی چھڑی ہوئی تھی تو جارج برانکووچ نے جان ہنی ڈے سے پوچھا کہ "اگر تم جیت جاؤ گے تو کیا کرو گے؟ ہنی ڈے نے جواب دیا کہ کیتھولک مذہب کو دور قائم کرونگا اسکے بعد برانکووچ سلطان کے پاس گیا اور پوچھا کہ "اگر تم فتحیاب ہوے تو ہمارے مذہب کے ساتھہ کیونکر پیش آؤ گے"؟ سلطان نے جواب دیا کہ "ہر مسجد کے پاس گرجا ہوگا اور ہر شخص کو آزادی ہوگی کہ اِن دو مکانون مین سے جس مکان مین چاہے خدا کی بندگی کرے[۵۱]"۔ سرویا کے بعض قسیسون کی دغابازی سے شہر بلغراد کی محصور فوج کو ترکون کی اطاعت قبول کرنی پڑی[۵۲] سمندریہ کا شہر جو دریای ڈانیوب پر واقع تھا اُسکے عیسائی باشندون نے بھی ترکون کی فتحمندی کو اپنے حق مین مبارک جانا اور سنہ ۱۶۰۰ عیسوی مین وہ رومن کیتھولک کی سلطنت سے آزاد ہو گئے[۵۳]

سرویا کے باشندون مین اسلام کی اشاعت جنگ کسوبو کے بعد ہی سے شروع ہو گئی

---

۵۱ امیز ریقے دو پوی دے یوم۔ لوس ایسلاوس ای تور کیا۔ (مطبوعہ میدرد سنہ ۱۸۷۶ع) صفحہ ۱۷-۱۸۔

۵۲ دے لاجونقیر صفحہ ۲۱۵۔ ۵۳ دے لاجونقیر صفحہ ۲۹۰۔

تھی۔ اُس ملک کے بعض شریف خاندان کے لوگون نے جو باقی بچے تھے باہر کے عیسائی ملکون مین وطن چھوڑکر آباد ہونا پسند نہ کیا بلکہ خوشی خوشی مسلمان ہو گئے تاکہ فیوڈل انتظام سے جو حقوق اُنکو ملے ہوے تھے اُن مین خلل نہ پڑے[۵۱] اور وہ بدستور قائم رہین سلاطین روم کو معلوم ہوا کہ یہہ عیسائی شرفا مسلمان ہو کر اسلام کے نہایت پرجوش حامی ثابت ہوتے ہین[۵۲] لیکن سرویا کے عام عیسائی رعایا باوجود سختیون اور مصیبتون کے عیسائی مذہب پر قائم رہی اور صرف سرویا قدیم مین جو اب البانیا کا شمال مشرقی حصہ ہے عیسائیون نے کسی قدر کثرت کی ساتھہ اسلام قبول کیا[۵۳] لیکن سرویا قدیم مین بھی سترہوین صدی تک اسلام کی اشاعت آہستہ آہستہ ہوئی اس زمانہ مین آسٹریا نے سرویا کو ترغیب دی کہ بغاوت کرے لیکن جب اس بغاوت سے سرویا کو کچھہ نفع نہوا تو ۱۶۹۰ء مین اس ملک کا بطریق ارسینوس سوم چالیس ہزار عیسائی خاندانون کو لیکر ترکی سرحد سے نکلا اور ہنگری مین آباد ہو گیا ۱۷۳۹ء مین ارسینوس چہارم کے زمانہ مین پندرہ ہزار عیسائی خاندانون نے اور وطن ترک کیا اور سرویا کے اُس حصہ کو جسمین یہہ لوگ آباد تھے قریب قریب خالی کر دیا[۵۴]

جب ملک خالی ہوا تو جنوب سے البانیا کے لوگ سرویا قدیم مین آکر بس گئے جس وقت یہ البانی سرویا قدیم مین داخل ہوے تو اکثر کا مذہب رومن کیتھولک تھا لیکن جب وہ آباد ہو گئے تو رفتہ رفتہ مسلمان ہونے شروع ہوے۔ آج کل جس قدر کیتھولک مذہب کے عیسائی البانی اس ملک مین موجود ہین اُنکی تعداد باوجودیکہ اُنکے ہم مذہب پہاڑون سے اُتر کر وقتاً فوقتاً اُن مین شامل ہوتے رہتے ہین بہت کم ہے۔ جو عیسائی نووارد ہوتے ہین وہ اپنے بزرگون کی تقلید کرتے ہین اور کچھہ عرصہ کے بعد مسلمان ہو جاتے ہین[۵۵]۔

جب سرویا قدیم مین البانی آباد ہوے تو سرویا کے اصلی باشندون مین جو کچھہ باقی بچے تھے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ سرویا کے پادری دستین جاہل اور ناخواندہ ہوتے تھے

۵۱ بانز صفحہ ۲۰۳ ۔ ۵۲ کانڈ صفحہ ۲۰۳ ۔ ۵۳ مونٹ اکنزی اور اربی سنہ سرویا قدیم کا نقشہ ۲۴۳ صفحہ پر دیا ہے اسمین پریزرن کا شہر جو سرویا کا دار الحکومت تھا اور ایک کا شہر جو سرویا کے سلطان کا شہر تھا اور کسوبو کا مقام جہان لڑائی ہوئی تھی دیا ہوا ہے ۔ ۵۴ کانڈ صفحہ ۳۰۳ ۔ ۵۵ ماکنزی اور اربی صفحہ ۲۵۰ ۔ ۲۵۱ ۔

نماز کی کتاب بہی مشکل سے پڑہ سکتے تہے۔ لکھنا کسی نے نہین سیکہا تہا۔ لوگون کے سامنے وعظ نہین کہہ سکتے تہے اور مذہبی کتابین پڑہانے کی قابلیت نہ رکہتے تہے۔ گاؤن کے گاؤن ایسے تہے جن مین مشکل سے ایک عیسائی بہی ایسا نہین ملتا تہا جس کو "خداوند کی دعا" یاد ہوتی یا "خداوند کے احکام" کا شمار اُسکو معلوم ہوتا قسیسون کی لاعلمی اور جہالت کا بہی یہہ ہی حال تہا۔[۵۱] سنہ ۱۶۸۹عیسوی کی بغاوت کے بعد ایک مین جو سرویا کا شہر تہا دولت عثمانیہ کی طرف سے بطریق مقرر کر دیا گیا تہا۔ لیکن سنہ ۱۷۳۷ع مین جب دوسری بغاوت ہوئی تو سرویا کے بطریق کو ترکون نے موقوف کر دیا اور سرویا کا کلیسا قسطنطنیہ کے بطریق کا ماتحت بنا دیا گیا۔ اور سرویا کے گرجاؤن مین یونانی کلیسا کے قسیس مقرر ہوے جنہون نے غریب عیسائیون کا خون بہانے مین ترکی حکام و پاشاؤن کا ساتہہ دیا۔ اُنکو اپنی قومی زبان مین نماز پڑہنے کی ممانعت ہوئی اور جو کتابین قدیم سلوانک زبان مین تہین اُنکو جمع کر کے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا۔[۵۲] جب قسیسون کی یہہ حالت ہو تو پہر عیسائی مذہب کے بگڑنے پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۶۹۰ع سے جبکہ سرویا والون نے اپنا ملک چہوڑا تہا تو شہر پریزرن کے ضلع مین عیسائی مسلمانون کے طریقے سیکہہ چلے تہے۔ ان عیسائیون نے پریزرن کے یونانی اسقف سے بار بار فریاد کی کہ قسیس اُنکے پاس ہمیشہ نہین تو کبہی کبہی تو بہیجے جاوین۔ مگر کسی نے نہ سنا اور عیسائیون کے بچون کو اصطباغ تک نہ مل سکا۔ تجہیز و تدفین کے وقت عیسائیون کے مُردے اور نکاح کے وقت عیسائی کلیسا کی دعا سے محروم رہ گئے اور گرجا بوسیدہ ہو کر گر پڑے[۵۳]۔ اور یوکچی کے ضلعے مین جو پریزرن سے ملا ہوا ہے سائہے نو ہزار مسلمان آباد ہین اور یہہ سب اُسی جگہہ کی قوم سلاو کی اولاد ہین[۵۴]۔ سترہوین صدی کے شروع مین بزی نے جاگنیو کے شہر مین دریافت کیا کہ رومن کیتہولک عیسائیون کے ۱۲۰

---

[۵۱] فارلاٹی۔ ساتوین جلد۔ صفحہ ۱۲۷۔۱۲۸ [۵۲] ماکرنزی اور اربی صفحہ ۲۷۳۔ ۲۷۵۔ کانٹز صفحہ ۳۹۔
[۵۳] کانٹز صفحہ ۲۹۔ ۳۰۔ [۵۴] کانٹز صفحہ ۳۱۔

خاندان اور یونانی عیسائیون کے ۲۰۰ خاندان اور مسلمانون کے ۱۸۰ خاندان ہین[۱]۔ سو برس کے بعد اس شہر مین جسقدر خاندان تھے وہ مسلمانون کے خاندانون مین شامل ہونے لگے کیونکہ ہر ایک خاندان کا سرپرست مسلمان تھا البتہ عورتین اور کچھہ بچے عیسائی مذہب رکھتے تھے[۲]۔ اٹھارہوین صدی کے وسط مین لیورس کے گاؤن مین سب لوگ رومن کیتھولک تھے۔ سنہ ۱۶۶۳ء مین ۹۰ مسلمانون اور ۲۳ عیسائیون کے خاندان وہان ہوگئے لیکن اب اس گانون کے عیسائیون اور گردونواح کے عیسائیون نے عیسائی مذہب بالکل ترک کردیا ہے[۳]۔ کچھہ عرصہ ہوا کہ کسی کسی گاؤن مین بعض ایسی رسمین جاری تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ گاؤن کے لوگ کسی زمانہ مین عیسائی تھے۔ لیکن اب وہ بھی موقوف ہوگئی

جنگ کسوبو اور عیسوی سلطنت سرویا کے زوال کے بعد سرویا کے ایسے لوگون کو جنہون نے ترکون کا مطیع بننا قبول نہین کیا اور جنہون نے مستقل ارادہ کرلیا کہ اپنی آزادی کو ہاتھہ سے نہ دینگے جبل الاسود (مونٹ نیگرو) کے پہاڑون مین پناہ ملی یہان موقع نہین کہ اس بہادر قوم کے حالات لکھے جاوین کہ کس دلیری اور جوانمردی سے اُسنے بیشمار دشمنون کے حملون کو رد کیا اور لڑائیون کے زمانہ مین جو صدیون تک جاری رہین اسقفون کی اطاعت[۴] اور ہدایت پر کاربند رہکر اُسنے کیونکر اپنی عیسائی حکومت کو ایسے زمانہ مین ترکون کے قبضہ سے آزاد رکھا جبکہ اور سب عیسوی ریاستین مجبور ہوکر ترکون کی اطاعت قبول کرنی چاہتی تھین۔ ایسی صورت مین جبکہ عیسائی مذہب پر قائم رہنا ہی وہ چیز تھا جسکی بلی پر سرویا کے عیسائی بذات خود حکمران اور آزاد ہونے کی حیثیت رکھہ سکتے تھے تو یہہ خیال مشکل ہے کہ ایسے وقت مین اسلام نے کسی طرح اُن مین اشاعت پائی ہوگی۔ لیکن سترہوین صدی عیسوی مین جبل الاسود کے بہت سے عیسائی جو سرحدی اضلاع مین آباد تھے مسلمان ہوگئے اور ترکی پاشاؤن کی ملازمت اُنہون نے اختیار کی سنہ ۱۷۰۳ء عیسوی مین وہ انیال ہیرزوویچ

---

[۱] بیزی صفحہ ۴۴ (ب) [۲] زمینوخ صفحہ ۱۸۲ [۳] کانط صفحہ ۳۰ [۴] مانٹ نیگرو پر سنہ ۱۵۱۶ء مین سنہ ۱۸۵۲ء تک اسقف حاکم رہے

نے جو اُس زمانہ مین اسقف کا عہدہ رکھتا تہا عیسائیون کے سب فرقون کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ اپنے ملک اور مذہب کی بہتری کے لیئے اب جو کچھہ امید اُنکو باقی ہے وہ یہہ ہے کہ جسقدر مسلمان ہم مین رہتے ہون اُن سبکو نیست و نابود کر دیا جاوے چنانچہ بڑے دن کی شام کو جبل الاسود کے وہ تمام عیسائی جو مسلمان ہو گئے تہے نہایت بے دردی سے قتل کیئے گئے ۔[۱]

اب ہم ملک بوسینا کا ذکر کرتے ہین ۔ اس ملک کے باشندون کے جو مذہبی اور سوشل حالات ترکون کی فتوحات سے پہلے تہے وہ خاص توجہ کے قابل ہین ۔ باشندگان بوسینا مین سے اکثر لوگ بگومائل فرقہ کے تہے جو عیسوی مذہب کا ایک بدعتی فرقہ تہا ۔ رومن کیتہولک عیسائیون نے اس فرقہ پر تیرہوین صدی عیسوی سے ظلم کرنے شروع کیے تہے اور روما کے پوپون نے کئی موقعون پر اس فرقہ پر صلیبی جہاد کا حکم جاری کیا تہا[۲] ۔ سنہ ۱۳۲۵ عیسوی مین روما کے پوپ جان بائیسوین نے بادشاہ بوسینا کو مراسلہ بہیجا "ہمارے عزیز فرزند اور امیر سٹیفن بادشاہ بوسینا کے نام ۔ تجہکو کلیسا کا خیر خواہ جانکر ہم حکم دیتے ہین کہ اپنی قلمرو سے بدعتی فرقہ کے لوگون کو غارت کر دے اور قاضیون جسکو ہم نے تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے اُسکی مدد کرے کیونکہ بدعتی لوگ بوسینا کی ریاست مین جمع ہو گئے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ یہہ لوگ اپنے گناہون کا بیج وہان بوئین گے اور اور امن سے آباد رہین گے ۔ ان لوگون پر شیطان کے مکر و فریب کا گہرا رنگ چڑہا ہوا ہے اور جہوٹ کا زہر اُنکے پاس ہے تاکہ ظاہر مین بہولے بنکر اور عیسائیون کا سا نام رکہہ کر وہ رومن کیتہولک عیسائیون کے ایمانون کو گمراہ کرین ۔ اُنکی تقریر کیکڑے کی طرح ٹیڑہی

---

[۱] کلارک صفحہ ۲۶۲ – ۲۶۳ ۔ [۲] جن پوپون نے لڑائی کا حکم دیا اُن کے نام یہہ ہین ۔ ہنوریوس سوم نے سنہ ۱۲۲۱ مین غریگوری نہم نے سنہ ۱۲۳۸ء مین انوسینٹ چہارم نے سنہ ۱۲۴۶ مین بینی ڈکٹ دوازدہم نے سنہ ۱۳۳۸ عیسوی مین مذہبی لڑائی کا حکم دیا ۔ سنہ ۱۲۹۱ء سے انکیوزیشن یعنی مذہبی تحقیقات کا محکمہ جاری ہوا ۔

چال چلتی ہے اور عاجزی ظاہر کرنے کے لئے وہ خاک پر رینگتے ہین - لیکن چھپ کر وہ لوگون کو قتل کرتے ہین - اور وہ گرگ ہین جنہون نے گوسپند کا بھیس اختیار کیا ہے اور انھون نے درندونکی خصلت کو چھپایا ہے تاکہ مسیح کی غریب اور بھولی بھیڑون کو دھوکا دین "- پندرھوین صدی عیسوی مین فرقہ بگومائل کی تکلیفین ناقابل برداشت ہوگئین اور اُنھون نے ترکون سے درخواست کی کہ اس بُری حالت سے اُنکو کسی طرح نجات دین - بوسیناکے عیسائی بادشاہ اور اُسکے قسیسون نے ظلم کو اُس انتہائی درجہ پر پہونچا دیا جو اس سے پہلے کبھی اس درجہ کو نہ پہونچا تھا - چنانچہ چالیس ہزار بگومائل بوسینا سے بھاگ گئے اور پاس کے ملکون مین اُنھون نے پناہ لی - جو لوگ بھاگ نہ سکے اُنکو بوسینا کے حاکمون نے پابزنجیر کرکے روما کو روانہ کیا - لیکن یہ سخت طریقے بھی بگومائل کی قوت کو بوسینا کے ملک مین نہ توڑ سکے - کیونکہ لکھا گیا ہے کہ سنہ ۱۴۶۲ء مین اس ملک مین بدعتی فرقہ اُسی پُرانے زور پر تھا ایک سال کے بعد سنہ ۱۴۶۳ء عیسوی مین جب سلطان محمد ثانی نے بوسینا پر فوجکشی کی تو بوسینا کے بادشاہ کو جسکا مذہب رومن کیتھولک تھا رعایا نے تنہا چھوڑ دیا - قلعہ کی کنجیان اور بوبواظ کا شاہی شہر بگومائل کے گورنر نے ترکون کے حوالے کر دیا اور قلعون اور شہرون مین بھی اسی مثال کی پیروی ہوئی - چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر سلطان محمدؐ کے قبضہ مین ستر شہر آگئے اور سلطان کے مفتوحہ ملکون مین بوسینا بھی شامل کیا گیا[۱]-

اس فتح کے بعد سے بگومائل فرقہ کا حال تاریخون مین بہت کم ملتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کے بعد ہی اس فرقہ کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور جو رہ گئے وہ بعد کو رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے - بوسینا کے کیتھولک عیسائی ہنگری اور آسٹریا کے ملکون مین جو قریب تھے جا بسے بعض مورخون نے فرض کیا ہے[۲] کہ اکثر بگومائل عیسائیون نے ترکی فتح کے ابتدائی زمانہ مین اسلام اس نیت سے اختیار کیا تھا کہ موقع پاکر پھر عیسائی ہو جاوینگے

[۱] اسپوتنہ صفحہ ۹۴ - ۹۵ - ایوانس صفحہ ۳۶ - ۴۲ - [۲] اسپوتنہ صفحہ ۹۶ - ۹۷ -

اور چونکہ اُنپر ظلم بہت ہوتے رہتے تھے اس لیئے اُنہون نے دفعۃ الوقتی کے لیئے اپنے مذہب سے انکار کرنا سیکہہ لیا تہا۔ لیکن جب پہر عیسائی ہونے کا موقع اُن کو کبھی نصیب نہین ہوا تو پہر اس بات کا ارادہ بہی رفتہ رفتہ کم ہوکر اُنکی اولاد کے دل سے قطعی محو ہو گیا۔ لیکن ایسا فرض کرنا محض قیاس ہی قیاس ہے۔ کوئی صحیح شہادت اُسکے ثبوت مین موجود نہین۔ بلکہ بگومائل کو مسلمان ہوکر مسلمانون مین شامل ہوجانے کی ترغیب شاید اس وجہ سے ہوئی کہ اسلامی عقائد اور اس فرقہ کے عجیب و غریب اعتقادات مین اکثر باتین مشابہت رکھتی تہین۔ حضرت مریم کی پرستش اور اصطباغ کی رسم اور قسیسون کے محکمہ سے فرقہ بگومائل کو قطعی انکار تہا[1]۔ صلیب کو مذہبی نشان سمجھنے سے اُنکو نفرت تھی۔ اور مذہبی تصویرون اور بتون کو پوجنے اور تبرکات اور مسیحی اولیا کی تعظیم و تکریم کو وہ بت پرستی خیال کرتے تھے۔ انکے معابد بہت سادے ہوتے تھے۔ رومن کیتھولک کے گرجاؤن کے برخلاف اُنکے گرجاؤن مین تکلف کا کوئی سامان نہ ہوتا تہا۔ مسلمانون کی طرح وہ بہی گرجا کے گہنٹے سے نفرت کرتی تہی اور انہون نے اُسکا نام شیطان کا صور رکہا تہا۔ اُنکا اعتقاد تہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مصلوب نہین ہوئے بلکہ اُنکی جگہہ کوئی اور ہوائی صورت مصلوب ہوئی تہی۔ اس مسئلہ مین وہ کسی قدر قرآن کی تعلیم سے موافقت رکہتے تہے[2]۔ شراب کو حرام سمجہنا اور معاشرت کے طریقون مین سختیان اختیار کرنی ظاہر مین نہایت خشک اور سخت مزاج ہونا وہ چیزین تہین جنہون نے اسلام سے اُنکو اور زیادہ تعلق پیدا کرا دیا[3]۔ چنانچہ بگومائل کی نسبت ایک مورخ نے لکہا ہے کہ "یہہ بدعتی لوگ ظاہر مین بہیڑون کی طرح خاموش اور مسکین ہین۔ مکاری سے

[1] فرقہ بگومائل کے لوگ مسیحی کلیسا کی رسوم اور کلیسا کی افسرون کو بہت برا کہتے ہین اور یونانی قسیسون کا نام انہون نے اندہا ریاکار رکہا ہے۔ اور اُنکو دیکہکر اس طرح غراتے ہین جیسے کتا گہوڑون کی طرف دیکہکر بہونکتا ہے۔ مسیحی عشا کی نسبت اُنکا خیال ہے کہ وہ خداوند کے حکم کے موافق نہین ہے اور جو روٹی اُسمین کہائی جاتی ہے وہ مسیح کا جسم نہین ہے بلکہ معمولی روٹی ہے۔ (اسکو سموس جسکو ایونس نے نقل کیا) (صفحہ ۳۰-۳۱) [2] قرآن سورۃ ۴ آیت ۱۵۶ [3] اس مضمون کا اُس عبارت سے مقابلہ کرو جو ترکون نے چارلس دوازدہم بادشاہ سویڈن کی نسبت تعریف و توصیف مین لکہی تہی عبارت یہہ ہے "شراب کی پرہیز اور روزانہ دو وقت کی نماز پڑہانے کی وجہ سے لوگون کو کہنا پڑتا ہے کہ بادشاہ گویا سچا مسلمان ہے۔"

روزے رکھہ کر صورت زرد بنا لیتے ہین کبھی زیادہ بولتے یا آواز سے ہنستے نہین۔ ڈاڑہی کو بڑہاتے ہین اور باقی صورت کی طرف سے بے پروا ہوتے ہین[۱]"۔ یہ لوگ پانچ وقت دن کو اور پانچ وقت رات کو نماز ادا کرتے تھے اور خداوند کی دعا بار بار رکوع کرکے پڑہا کرتے تھے[۲]۔ پس ان نمازون کی جگہہ مسجد مین جاکر نماز پڑہنے سے اُنکو کوئی تبدیلی نہین معلوم ہوئی ہوگی۔ غرض مین نے اس جگہہ بگومائل کی اُن مذہبی باتون کو جمع کردیا ہے جو اسلام کی تعلیم سے بہت مشابہ رکھتی تہین لیکن بعض مسائل جو عیسوی مذہب کے ساتھہ مخصوص تھے اُن مین ایسے بھی موجود تھے جنکو کوئی مسلمان تسلیم نہ کرسکتا تہا۔ لیکن جب اسقدر باتین مشترک ہون تو یہہ بات سمجھنی آسان ہے کہ کس طرح فرقہ بگومائل مین ایسے مسائل کو ترک کرنے کی ترغیب ہوئی ہوگی جنکو اسلام گوارا نہ کرتا تہا۔ مذہب مانویہ کا یہہ اعتقاد کہ خدا دو ہین اُن مین موجود تہا جو اسلامی عقائد سے کسی صورت مین مطابق نہ ہوسکتا تہا لیکن اسلام کا عموماً یہ قاعدہ رہا ہے کہ اُسنے اس قسم کے خیالات کی طرف صلح کل کا طریقہ برتا بشرطیکہ ان خیالات سے کوئی فرق اصلی مذہب مین نہ آیا اور اسلام کے حقیقی اصول اور عمل کا لوگون نے ہر حال مین اقرار کیا ترکون نے حسب عادت بوسنیا والون سے بہی مسلمان ہونے کے لیئے ہر قسم کے نفع کا وعدہ کیا۔ جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اُنکو اجازت ہوگئی کہ اپنی زمینون اور مال پر بدستور قابض رہین اور احتمال ہے کہ قدیم عیسائی خاندانون کے لوگون نے جنکو رومن کیتہولک عیسائیون نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے اُنکی جایدادون سے بے دخل کردیا تہا اب اُنہونے اسلام اختیار کرکے اپنے قدیم درجہ اور منصب کو بحال کرنیکا موقع پایا۔

ترکون کی ملکی فتوحات مین اخیر فتح جزیرہ کریٹ کی تہی جسکو سنہ ۱۶۶۹ عیسوی مین وینس کی سلطنت سے ترکون نے چہین لیا۔ کاندیا کا شہر تین برس کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا اور پچیس برس سے جو جہگڑے ان دونون مقابل کی قوتون مین اس جزیرہ پر قبضہ

۱؎ کوسماس منقولہ الیوانس صفحہ ۱۳ — ۲؎ اسپوتھہ ۱۰۶ — ڈیلطر اند ولیت دوسری جلد صفحہ ۹۷۵ —

کرنے کے لیئے چلے آتے تہے وہ آخرکار ختم ہوگئی -

یہہ پہلاہی موقع نہ تہا کہ جزیرہ کریٹ پر مسلمانون کا تسلط ہوا ہو - نوین صدی عیسوی مین اسپین کے مسلمانون کا ایک گروہ جو ادہر ادہر لڑتا پہرتا تہا اس جزیرہ پر دفعتًا قابض ہوا اور تقریبًا ڈیڑہ صدی (سنہ ۸۲۵ء - سنہ ۹۶۱ء) تک[1] یہہ جزیرہ مسلمانون کے قبضہ اور تصرف مین رہا - اس ڈیڑہ صدی مین جزیرہ کریٹ کی کل رعایا مسلمان ہوگئی تہی لیکن جب پہر بازنتین سلطنت کا وہان دور دورہ ہوا تو ایک ارمنی قسیس کے وعظ سے لوگون کو دوبارہ عیسائی بنایا گیا اور تمام جزیرہ مین سوای عیسائی مذہب کے اور کوئی مذہب نہ رہا[2] - تیرہوین صدی کے شروع مین بونیفیس مونٹ سیراٹ کے ڈیوک سے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خرید لیا - بونیفیس کے قبضہ مین یہہ جزیرہ اسوقت آیا تہا جبکہ بازنتین سلطنت کے حصہ ہوگئے تہے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خریدی ہوی چیز سمجہکر اپنی گورنمنٹ اور نوآبادیون کے نفع کے لیئے جس طرح چاہا برباد کیا - اور انکی حکومت اسقدر سخت اور ظالمانہ ثابت ہوی کہ رعایا نے کئی دفعہ بغاوتین کین جنکو نہایت بیرحمی سے فرو کیا گیا - ایک موقع پر سفاکیہ اور لاسیتی کے اضلاع رعایا سے بالکل خالی ہوگئے اور سرکاری طور پر حکم ہوا کہ ان اضلاع مین اناج نہ بویا جاوے بلکہ جو ایسا کریگا اُسکو موت کی سزا ملے گی - غرض تقریبًا ایک صدی تک یہہ اضلاع بغیر زراعت کے بنجر پڑے رہے[3] - سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین جزیرہ کریٹ کی اخیر بغاوت کو جس بیرحمی اور سفاکی سے وینس کی گورنمنٹ نے فرو کیا وہ سب سے بڑہکر اور اخیر مصیبت تہی جو کریٹ کے بدنصیب باشندون پر نازل ہوی اُسی صدی کے اخیر زمانہ مین وینس کی ملکی مجلس نے دو کمشنر مقرر کیئے کہ جزیرہ والون کے حال سے اطلاع دین - ان کمشنرون نے جو حالات اپنی رپورٹون مین لکہے اُن سے اصلی کیفیت

---

[1] اماری - پہلی جلد صفحہ ۱۶۳ - دوسری جلد صفحہ ۲۶ [2] کارنارو - پہلی جلد صفحہ ۲۰۵ - ۲۰۸
[3] پیرو - صفحہ ۱۵۱ -

باشندگان کریٹ کی مظلومی اور بیکسی کی معلوم ہوتی ہے - وینس کے امیرون نے جنکو فیوڈل طریقے کے اختیارات حاصل تھے کاشتکارون پر ایسے ظلم کیے کہ وہ بالکل پامال ہو گئے تھے - اور انکی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی - اور ان مین اتنی جرأت بھی باقی نہ تھی کہ ان مصیبتون کی شکایت کرین - ہر ایک کاشتکار کو اپنے امیر کے لیے برس مین بارہ دن بغیر اُجرت کے کام کرنا لازم تھا اور اسپر بھی امیر ان کاشتکارون کو مجبور کر سکتا تھا کہ جسقدر مدت تک چاہے ایک پینی فی یوم کے حساب سے برائے نام مزدوری دیکر ان سے اپنا کام لے - انگور کے باغون سے جو کاشتکارون کی ملکیت ہوتے تھے تہائی نفع امیر کا ہوتا تھا کاشتکارون کے بیل اور خچر بیگار مین پکڑ لیئے جاتے تھے اور بیسیون طرح کی دھوکے اور ظلم تھے جن سے ان غریبون کو آزار دیا جاتا تھا[۱] - کمشنرون نے جو کیفیت جزیرہ والون کے حالات کی لکھی ہے اُس سے وینس کی مجلس پر کچھ اثر نہوا کہ ان مصیبت زدہ کاشتکارون کی حالت بہتر کی جاتی اور امیرون کے ظلم بند ہوتے - بلکہ مجلس نے ایک شخص فرا ہوبو ساربی نامی کی ہدایتون پر کاربند ہونا پسند کیا جس نے سنہ ۱۶۱۵ء مین یونانی نوآبادیون کے بارے مین وینس کی سلطنت کو یہہ لکھا تھا کہ "اگر نوآبادیون کے یونانی امرا اپنی یاستون مین دیہات کے لوگون پر ظلم کرتے ہین تو بہتر طریقہ یہی ہے کہ انکی طرف کچھہ توجہ نہ کی جاوے تاکہ اُن مین اور اُنکی رعایا مین آشتی نہ پیدا ہو سکے[۲]"

مذکورہ بالا عبارت جس مصنف نے لکھی ہے اُسنے یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ جزیرہ کریٹ کے باشندے اپنے حاکمون کو بدلنا چاہتے ہین - "لیکن ترکون کی اطاعت کو بھی وہ بہت دن تک قبول نہ کرینگے کیونکہ اپنی ہی قوم کے اور لوگونکی مثالین اُنکی نظر کے سامنے موجود تھین - غرض کریٹ کے لوگ بھاگ بھاگ کر ترکون کی سلطنت مین چلے آئے تاکہ وینس کے محصولون سے بچ جاوین - اور اسمین اُنہون نے اُن بیشمار عیسائیون کی پیروی کی جو سلطنت عثمانیہ مین

---

۱ ہاشلی - پہلی جلد صفحہ ۳۰۳ - دوسری جلد صفحہ ۲۸۴ و ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲ ہاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۹۸ -

وقتاً فوقتاً اپنی ظالم گورمنٹ سے پناہ لینے کے سبب چلے آئے تھے[۱] عیسائیون کے بڑے بڑے گروہ مصر مین بھی بھاگ آئے جہان اُنہون نے اسلام قبول کر لیا[۲] کریٹ کے لوگون کو جو بات سب سے زیادہ ناگوار و تلخ معلوم ہوتی تھی وہ رومن کیتھولک قسیسون کا ظلم تہا کہ وہ ایسے روپیہ کو جو یونانی قسیسون کا حق ہوتا تہا اپنے کام مین لاتے تہے اور یونانی عیسائیون کو جنکی آبادی دس حصون مین سے نو حصے تہے جس طرح بن پڑتا تہا ذلیل اور خوار کرتے تہے[۳] اسکے برخلاف ترکون نے عیسائی رعایا کے دل اس طرح خوش کیے کہ یونانی کلیسا کی بطریقی وہان قائم کی۔ وینس کے ایک مؤرخ نے اسکا حال یہہ لکھا ہے کہ "کانیا کا ایک پادری ترکی جنرل قاسم کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اگر تم رعایا کی رضامندی حاصل کرنی اور وینس کے نام کو داغ لگانا چاہتے ہو تو تمکو اس بات کا یاد رکہنا ضرور ہے کہ مضبوط سے مضبوط گرہ جو کسی شائستہ سوسائٹی کو باندہے رکہتی ہے اور جدا نہین ہونے دیتی وہ گرہ صرف مذہب ہے۔ پس تمکو وہ طریقہ عمل اختیار کرنا ہوگا جو وینس والون کے طرز عمل سے مختلف ہو۔ وینس کی سلطنت کی یہ کوشش تہی کہ یونانی کلیسا کے مذہب کو بیخ و بنیاد سے اُکھیڑ ڈالین اور رومن کیتھولک مذہب اسکی جگہہ قائم کرین اور اس لیے اُنہون نے حکم دیا کہ کل جزیرہ مین کہین کوئی یونانی اسقف مقرر نہ ہونے پاوے اور یونانی عیسائیون کو منتشر کرنے کی غرض سے اُن واجب التعظیم اور با اختیار پیشوایان مذہب کو علحدہ کر کے وہ سمجھتے تہے کہ یونانی کلیسا کے عیسائیون پر انکو آسانی سے قابو مل جائیگا لیکن اس ممانعت نے کہ یونانی اسقف مقرر نہونے پاوین کریٹ کے باشندون مین ایسا جوش پیدا کیا کہ وہ خوشی خوشی ایسی حکومت کے منتظر ہو گئے جو اُنکے ہان پہر یونانی اسقفون کو مقرر کر دے جنکا موجود ہونا مذہبی ضروریات کے لیے لازمی تہا اس پادری نے قاسم سے کہا کہ اگر تم نے رعایا کو یہ یقین دلا دیا کہ اُسکے قدیم حقوق ہی برقرار نہین رکہے جاوینگے بلکہ جدید اختیارات بھی اُسکو

[۱] ہاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۸۵ - [۲] ہاشلی پہلی جلد صفحہ ۲۱۹ - [۳] پیرو صفحہ ۱۵۱ -

ملین گے تو رعایا تم سے اور زیادہ خوش اور رضامند ہوگی - یہہ باتین قاسم کو اسقدر معقول معلوم ہوئین کہ اُسنے فوراً انکو قسطنطنیہ لکھہ بھیجا یہان وہ بہت پسند کی گئین اور بطریق قسطنطنیہ کو سلطان سے حکم ملا کہ کسی لائق شخص کو کاندیا کا مطران فوراً مقرر کیا جاوے اور اس مطران کے ماتحت سات اسقف اور مقرر کیے جاوین[۱] -

معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کریٹ کے بعد ہی جزیرہ کے بہت عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا - یہہ بات قیاس کے خلاف نہین ہے کہ وہ ہی جبر جسنے وینس کے زمانہ حکومت مین جو غیر کی حکومت تھی عیسائیون کو اپنے قدیم یونانی کلیسا کا معتقد رکھا تھا جبکہ وینس کے لوگ ہمیشہ انکو اپنے سے علٰحدہ رکھتے تھے اور اُن سے کسی طرح کے تعلق کو اپنی نہایت بیعزتی سمجھتے تھے[۲] تو اُسی جبر نے اب عیسائیون کو مجبور کیا کہ اسلام قبول کرلین مسلمانون نے کریٹ کی عیسائی رعایا کو رعایا نہ سمجھا بلکہ گورنمنٹ کے انتظام مین اُسکو شریک کر کے اپنے برابر کا درجہ اُسکو دیا - کریٹ کے لوگون مین اسلام کی اشاعت کے کچھہ ہی اسباب ہون لیکن اسکا یقین نہین ہوسکتا کہ مسلمانون کے جبر واکراہ نے ایک ایسی قوم کا مذہب تبدیل کردیا ہو جو صدیون تک اپنے قدیم مذہب کے ساتھہ باوجود غیر مذہب والون کے جور وستم کے وابستہ رہی تھی - غرض کچھہ ہی اسباب ہون جس سے کریٹ کے عیسائی کثرت سے مسلمان ہوے لیکن یہہ ضرور دریافت ہوتا ہے کہ فتح کریٹ کے تیس[۳] برس بعد اکثر مسلمان وہ ہی لوگ تھے جو پہلے عیسائی تھے یا اُن عیسائیون کی اولاد تھے جو مسلمان ہوچکے تھے - ایک صدی سے کچھہ زیادہ زمانہ کے بعد جزیرہ کریٹ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی - جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہرون ہی مین نہین بلکہ قصبات مین اور وسط کے اضلاع مین یہانتک کہ جزیرہ کے بیچ مین جو بستیان تھین اُن مین بھی مسلمان بکثرت نظر آنے لگے جو شکل لباس وضع اور زبان مین بالکل یونانی تھے - جزیرہ کریٹ کی زبان یونانی ہے اور

[۱] چارلس ایڈوارڈس - کریٹ سی خطوط ۱۱ صفحہ ۹۰ - ۹۲ (مطبوعہ لندن) [۲] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ [۳] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۹

اس زبان کے سوا اور زبان اس جزیرہ مین کبھی رائج نہین ہی - یہانتک جو تھوڑے سی ترک وہان آباد ہین اُنکو بھی ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے - اور سلطانی فرامین اور پاشاؤن کے حکم ہمیشہ یونانی زبان مین تحریر اور شائع ہوتے ہین[۵۱] - اس صدی مین جو قابل افسوس اور سخت اختلاف کریٹ کے عیسائیون اور مسلمانون مین ہے وہ یونان کی بغاوت سی پہلے (جسمین یہہ ملک دولت عثمانیہ کے تحت سے آزاد کیا گیا) موجود نہ تھا - اور ایسے زمانہ مین جبکہ اکثر مسلمان عیسائیون کی بیٹیون سے جو اپنے مذہب پر قائم رہتی تہین نکاح کرتے تھے اور اصطباغ کے وقت اپنے عیسائی دوستون کے بچون کے گوڈفادر بنتے تھے[۵۲] - یہ باہمی عداوت اور خصومت ہرگز موجود نہ تھی - بلکہ اُس زمانہ مین ان دونون قومون کا اتحاد اس بات سے اور ظاہر ہوتا تھا کہ اُنکا لباس ایسا یکسان تھا کہ مسلمان اور عیسائی مین اُن لوگون کو بھی شناخت نہ ہوتی تھی جو قریب کے جزیرون مین رہتے تھے اور خود وہ لوگ بھی جو جزیرہ کریٹ مین مدت سے آباد تھے مسلمان اور عیسائی مین اکثر تمیز نہ کرسکتے تھے[۵۳] -

۵۱ پیرو صفحہ ۱۵۹ ۵۲ پاشلی پہلی جلد صفحہ ۱۰-۱۹۵ - ۵۳ سپراٹ - "کریٹ کا سفر اور تحقیقات" پہلی جلد ۴۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ع)

باب ہفتم

ملک ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

ایشیا کے مغربی ملکون کو چھوڑکر اب وسط ایشیا مین اسلام کی تاریخ اشاعت لکھنے کے لیئے اہل عرب کی قدیم فتوحات کی طرف توجہہ کرنی چاہیے - ساتوین صدی عیسوی کے وسط مین ساسانیون کے خاندان کو زوال ہوا اور ایران کی وسیع سلطنت جس نے چار سو برس تک روما اور بازنتیم کی طاقت کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کیا تھا اب مسلمانون کا ورثہ ہوگئی - جب ایرانی فوجون کو اہل عرب سے شکستین پہونچین تو ایران کی رعایا نے دشمن کا مقابلہ نہ کیا - دولت ساسانیہ کے اخیر بادشاہون کے زمانہ مین سخت طائف الملوکی پھیلی تھی اور رعایا کو اپنے بادشاہون سے اس لیئے اور علیحدگی ہوگئی تھی کہ زردشتی مذہب سے جو شاہی مذہب تھا لوگون کو سخت آزار پہونچائے جاتے تھے اور بادشاہ ان ظلمون کو جائز رکھتے تھے - مذہب زردشت کے پیشواؤن کو سلطنت مین وسیع اختیارات حاصل تھے اور شاہی مجلسون مین قریب قریب خودمختاری کا درجہ رکھتے تھے ملکی نظم و نسق کے تمام صیغون مین انکو بڑا حصہ ملا ہوا تھا اس قسم کے فرقے ایران مین کثرت سے موجود تھی اول تو ایران کے قدیم مذہب ہی کی بہت سی صورتین تھین جنکے ماننے والے جدا جدا فرقے رکھتے تھے - پھر عیسائی یہودی - صابی اور بدھ مذہب کے لوگ اور بہت فرقے جن مین نوشک مانونیہ اور بودھ مت کے خیالات نے جگہہ پائی تھی ملک مین کثرت سے موجود تھے ظلم اور اذیت کے باعث سے ان سب فرقون مین زردشتی مذہب اور شاہی خاندان سے جو اس مذہب کا حامی تھا سخت مخاصمت پیدا ہوگئی اس لیئے عرب کی فتوحات کو ایرانیون

نے اپنے حق مین نجات کا باعث سمجھا[1]۔ اور ان تمام مختلف مذاہب کے معتقدون کو اسی حکومت کے سایہ مین آرام و آسایش کی توقع ہوئی جو جزیہ کی خفیف رقم لیکر سب لوگون کو مذہبی آزادی اور فوجی خدمتون سے نجات دیتے تھے۔ اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رکھنے اور جزیہ ادا کرنے کے حقوق صرف عیسائیون اور یہودیون ہی کو نہین دیے تھے بلکہ زردشتیون اور صابیون اور اُن لوگون کو بھی دیے تھے جو مورتون اور آگ اور پتھرون کو پوجتے تھے[2]۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیون کی ساتھہ بالکل ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا "اہل کتاب" کے ساتھہ رکھتے ہو۔ اور حفاظت کے معاوضہ مین اُن سے بھی جزیہ لیا جا سکتا ہے[3]۔

شہرون کے لوگ اور مزدور اور پیشہ ور نہایت شوق سے اسلام کی طرف بڑھے یہ لوگ اپنے پیشون اور کامون مین زردشتی مذہب کے موافق آگ یا مٹی یا پانی کو ناپاک کرتے تھے۔ اس لیے خود ناپاک تصور کیے جاتے تھے جب اسطرح مذہب کے بموجب وہ ملیچھہ خیال کیے گئے اور کسی نے اُنکے ساتھہ مہربانی یا سلوک نہ کیا تو انھون نے خوشی سے ایسے مذہب کو اختیار کر لیا جس نے انکو فوراً آزادی بخشی اور اسلامی اُخوت مین سب کے برابر درجہ دیا[4]۔ زردشتی مذہب کے جو لوگ مسلمان ہوے اُنکا حال بھی کچھہ کم قابل وقعت نہین خاندان ساسانیہ کی تباہی قومی کے ساتھہ ہی مذہب کا عالیشان قصر جسکو بادشاہون نے اپنے سہارے سے قائم رکھا تھا کھنڈر ہو گیا۔ اب اُنکے لیے کوئی مرجع عام نہ رہا۔ اور چونکہ اُنکے قدیم مذہب اور اسلام مین بہت سی باتین مشابہ تھین اس لیے زردشتی مذہب کو اسلام سے تبدیل کرنا اُنکو آسان معلوم ہوا ہوگا۔ ان لوگون کو قرآن مین وہی اصول دریافت ہوے جو اُنکے مذہب مین بھی موجود تھے گو اُنکی شکل کسی قدر مختلف تھی اہرمزد کو

---

[1] گوئبو (۱) صفحہ ۵۵-۶۶- لاسوسے - دوسری جلد صفحہ ۴۵-۴۶ [2] ابویوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳
[3] ابویوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳- [4] گوئبو (۲) صفحہ ۳۰۶-۳۱۰-

اہرمین کی جگہہ اللہ اور ابلیس انکو پڑہنا پڑا دنیا کا چہہ ہ مانون مین پیدا ہونا۔ ابتدا مین آدم کے بیگناہ ہونے کا قصہ ملائکہ اور شیاطین قیامت کو مُردون کا اُٹھنا جنت اور دوزخ۔ کے مسئلے دونون مذہبون مین ایک تھے[1]۔ روزانہ عبادت مین بھی بہت سی باتین یکسان تہین جسطرح اسلام قبول کرنے کے بعد پنجوقتہ نماز کا حکم ہوا۔ اسی طرح اوستا سے بہی دن مین پانچ وقت عبادت کرنے کی ہدایت تہی[2]۔ ایران کے شمالی حصہ مین ایسے فرقے موجود تہے جنہون نے زردشتی مذہب مین مذہبی پیشواؤن کا محکمہ قائم ہونے کی سخت مخالفت اس بنا پر کی تہی کہ ہر شخص اپنے خاندان کا پیشوای ملت ہے اور اس کام کے لیئے کسی غیر کی ضرورت نہین۔ ایک خدای برتر کا یقین اور بقای روح کو تسلیم کر کے وہ اس بات کی تعلیم دیتے تہے کہ اپنے ہمسایہ سے محبت رکہو نفس کو مطیع بناؤ اور نیکی کے ساتہہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ پس ایسے لوگون کو اسلام قبول کرنیکی ترغیب دینی آسان ہوی ہوگی[3]۔

علاوہ اسکے ایران کے اُن زردشتی فرقون کے ساتہہ جنپر مسیحی مذہب کا پرتو پڑا تہا اسلام کو اکثر عقائد مین مطابقت حاصل تہی۔

مذکورۂ بالا اسباب مین جنہون نے ایران کے ملک مین اسلام کو بہت جلد رواج دیا ایک سبب یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ ایرانیون کی مفتوحہ قوم کو اسلام کے ساتہہ ملکی اور قومی ہمدردی کی ایک اور وجہ بھی پیدا ہوگئی۔ اور وہ یہہ تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شادی شاہ بانو بنت یزدجرد سے ہوی جو خاندان ساسانیہ کا اخیر بادشاہ تہا۔ حضرت امام حسین اور شاہ بانو کی اولاد کو ایرانیون نے اپنے قدیم بادشاہون اور اپنے قومی کارنامون کا وارث خیال کیا۔ اور یہی خیال تہا جس نے ایران کے لوگون کو اولاد حضرت علی کے ساتہہ نہایت شغف پیدا کرا دیا۔ اسلام مین اہل تشیع کا جدا فرقہ قائم ہونے کی

---

[1] دوزبی (۱) صفحہ ۷۔ [2] بابزگ صفحہ ۵۔ [3] دوزبی۔ (۱) صفحہ ۱۹۔ گونبو (۱) صفحہ ۵۵۔

بھی ابتدا اسی خیال سے ہوئی[۱]

غرض اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہین ہوئی کیونکہ ان لوگون کو جو فتح ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زردشت سے وابستہ رہے مسلمانون نے مذہبی آزادی دی - موجودہ زمانہ مین بھی آتش پرستون کے گروہ ایران کے بعض اضلاع مین آباد ہین - اگرچہ ایک زمانہ مین ان لوگون پر سختیان ہوئین[۲] لیکن سنہ ہجری کی ابتدائی صدیون مین اُنکو بالکل مذہبی آزادی حاصل رہی اور انکے آتشکدون کا بہت لحاظ کیا جاتا تھا بلکہ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ خلافت (۸۳۳ء تا ۸۴۲ء مین) ایک اسلامی سالار کا حال لکھا ہے جسنے مسجد کے ایک امام اور مؤذن کو اس جرم پر دُرہ لگایے تھے کہ سغد کے شہر مین اُنھون نے ایک آتشکدہ کو توڑ کر اُسکی جگہہ مسجد بنادی تھی[۳] دسوین صدی عیسوی مین فتح ایران کے تین سو برس بعد عراق - فارس - کرمان - سجستان - خراسان - آذربیجان - اور آران یعنی ایران کے تمام حصون مین آتشکدہ اور دخمے بنے ہوے تھے[۴] - خاص فارس مین بہت کم ایسے شہر تھے جن مین آتشکدے اور آتش پرستون کے پیشوای مذہب موجود نہ ہون[۵] - شہرستانی نے بھی (جسکی تحریر بارھوین صدی عیسوی کی ہے) لکھا ہے کہ خود بغداد کے قریب اسفینہ مین ایک آتشکدہ موجود تھا[۶] -

جب ایسے واقعات دریافت ہون تو زردشتی مذہب کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ مسلمان فاتحون نے زردشتیون کو زبردستی مسلمان کرکے اس مذہب کو غارت کردیا - اہل عرب کی فتوحات کے شروع زمانہ مین جن آتش پرست ایرانیون نے اسلام قبول کیا اُنکی

---

[۱] "شیعی مذہب مین بازدیون کے عقائد" مؤلفہ احمد بی اغیف - انٹرنیشنل کانگریس کی نوین جلسے کی رپورٹ دوسری جلد صفحہ ۵۰۵ - ۵۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء) [۲] دوسا بھائی فرامجی کاراکا "پارسیون کی تاریخ" پہلی جلد صفحہ ۵۶ - ۵۹ - ۶۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء) نکولادے خانکوف نے لکھا ہے کہ اٹھارھوین صدی عیسوی کے اخیر مین بارہ ہزار خاندان آتش پرستون کے کرمان مین موجود تھے (میموریسر لا پارتی میریدیونال دی لاسی سنترال صفحہ ۱۹۳) مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۶۱ء [۳] جوینبول پہلی جلد صفحہ ۲۰۷ [۴] مسعودی چوتھی جلد صفحہ ۸۶ - [۵] دا جبوخ دیرلیدفن شیخ الو اسحاق الفارسی الاصطخری - موزتمان

تعداد غالباً بہت تھی لیکن قریب کے زمانہ مین زردشتی مذہب کا بہ زندہ ہونا اور زردشتیون مین سے کبھی کبھی لوگون کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام امن کے طریقون سے پھیلا اور لوگون نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ آٹھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر بلخ کے ایک امیرزادہ نے جسکا نام سامان تھا اسد ابن عبداللہ حاکم خراسان کی مدد سے زردشتی مذہب ترک کیا اور مسلمان ہو کر اپنا نام اپنے معاون کے نام پر اسد رکھا اور یہی نو مسلم امیرزادہ تھا جس سے دولت سامانیہ کا نام چلا۔ نوین صدی عیسوی کے شروع مین قابوسیہ خاندان مین کریم ابن شہریار پہلا بادشاہ تھا جو مسلمان ہوا اور ۸۷۳ء مین ناصر الحق ابو محمد کی تعلیم و تلقین سے طرم مین بہت آتش پرست مسلمان ہو گئے ۹۱۲ء مین علویہ خاندان کے بادشاہ حسن ابن علی نے جو بحیرہ خزر کی جنوبی سواحل پر فرمانروا تھا اور علم و فراست کی ساتھ مختلف فرقون کے مذاہب سے بھی واقفیت رکھتا تھا طبرستان اور دیلم کے لوگونکو جنمین کچھ لوگ بت پرست اور کچھ آتش پرست تھے اسلام پر دعوت دی بہت لوگ مسلمان ہو گئے اور کچھ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے[۵۱] ۳۹۴ ہجری ۱۰۰۳ء مین دیلم کے مشہور شاعر ابو الحسن مہیار کو جو پہلے آتش پرست تھا شریف الرضا نے جو شاعری مین ابو الحسن کا اوستاد تھا مسلمان کیا

اس قسم[۵۲] کے واقعات اگرچہ بہت کم دریافت ہوتے ہین لیکن اہل عرب کی فتح کے ساڑھے تین سو برس بعد تک ان واقعات کا تحقیق ہونا اس امر کی صاف شہادت ہے کہ آتش پرست ایرانیون کو مذہبی آزادی مسلمانون سے ملی تھی اور ان مین امن کے طریقون سے اسلام کو اشاعت ہوئی بلکہ کسی قدر بتدریج اسلام اُن مین شائع ہوا۔

آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین ایران مین ایک جدید تحریک فرقہ اسماعیلیہ کی صورت مین ظاہر ہوئی جسکے حالات دعوت اسلام کی تاریخ مین نہایت دلچسپ ہین اس جگہہ فرقہ اسماعیلیہ کی تاریخ اور اُسکے مذہبی عقائد سے جو اُسنے اختیار کیے اور ایسے سوشل اور پولیٹکل اسباب سے جو اُسکو اپنی ترقی اور قوت کے لیئے میسر آئے ہمکو بحث نہین ہے۔ البتہ تبلیغ مذہب کے جو حیرت انگیز انتظام اور سلسلہ اس فرقہ نے جاری کیا اُسکی طرف توجہ کرنی ہمکو

(بقیہ صفحہ ۲۳۳) صفحہ ۲۲-۲۳-۲۶ مطبوعہ ہامبرگ ۱۸۹۳ء ۵۰ کتاب الملل والنحل کرتیول ایڈیٹر پہلا حصہ صفحہ ۱۹۰ ۵۱ مسعودی آٹھوین جلد صفحہ ۲۷۹۔ نوین جلد صفحہ ۴-۵ ۵۲ ابن خلکان تیسری جلد صفحہ ۱۸۲۔

ضروری ہے - مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کا بانی عبد اللہ ابن میمون تھا - یہہ شخص انسان کی فطرت کو پرکھنے اور عقائد مذہب کو مختلف طبایع اور مذاہب کے موافق مزاج بنانے مین عیسائیون کے فرقہ یسوعی کے بانی سے بھی کہین بڑھکر لیاقت رکھتا تھا - نوین صدی عیسوی مین اس شخص نے فرقہ اسماعیلیہ مین نئی روح پہونکی - اور اس مذہب کے پہیلانے والون کو طرح طرح کے بہیس بدلواکر جنمین اکثر صوفیون اور تاجرون کا بہیس اختیار کرتے تہے مختلف ملکون کو روانہ کیا - بے علم لوگون کے گروہون کو شعبدے دکہاکر جو معجزے تصور ہوے اور مہمل باتین بتاکر جو تصوف کے بڑے راز اور معمے خیال کیے گئے اور جنکی طرف سننے والون کو حیرت آمیز شوق پیدا ہوا انہون نے کثرت سے لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کیا خدا پرستون کی صحبت مین پہونچے تو نیکی اور تقدس کی مجسم تصویرین بن گئے اور جب ایسے لوگون سے واسطہ ہوا جو مذہب مین بھیدون اور معمون کو بہت دخل دیتے ہین تو عام عقائد کے مخفی معنی اُنکے سامنے بیان کیے اور لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت کے موافق سحر اور جادو کا سبق پڑہایا - جب دیکہا کہ لوگ نہایت شوق سے منتظر ہین کہ جلد کوئی نجات دینے والا پیدا ہوگا جیسا کہ اُس زمانہ کے اکثر مذہبون مین یہ خیال عام تہا تو مسلمانون کو امام مہدی اور یہودیون کو مسیح اور عیسائیون کو فارقلیط کی خبر سنائی کہ اب وہ دنیا مین آتے ہین - لیکن ساتھ ہی یہ بہی کہا کہ تم مین سے ہر ایک کی آرزو اُس وقت پوری ہوگی جبکہ آخر مین علیؑ سب کے نجات دینے والے دنیا مین خروج کرینگے - اہل تشیع مین بیٹھکر اسماعیلیہ اپنے آپ کو شیعی مذہب کا نہایت پرجوش معتقد ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت وجماعت کی نسبت کہتے ہین کہ اُنہون نے حضرت علی اور آل علیؑ پر نہایت سخت ظلم وستم کیے اور اصحاب ثلثہ پر تبرا کرتے ہین - جب اس حد تک پہونچ جاتے ہین تو اپنے خیال کے موافق شیعی مذہب کی تکمیل کے لیئے اسماعیلیہ مذہب کے مخفی عقائد کی تعلیم شیعون کو دینی شروع کرتے ہین - یہودیون سے اگر انکو واسطہ ہوا تو عیسائیون اور مسلمانون کی مذمت کرکے اُن سے اس بات

مین اتفاق کرتے ہین کہ مسیح موعود اب دنیا مین آنیوالا ہے۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی بتدریج یہہ یقین پیدا کرتے ہین کہ مسیح موعود سے سوای حضرت علی کے جو اسماعیلیہ کے مسیح موعود ہین اور کوئی شخص مراد نہین ہو سکتا۔ اگر عیسائیون کو اپنے مذہب پر لانے کا ارادہ ہوا تو یہودیون کی ہٹ اور مسلمانون کی جہالت کا ذکر چھیڑتے ہین۔ عیسوی مذہب کے اصولون سے اتفاق ظاہر کرتے ہین لیکن اخیر مین بہت نرمی سے کہتے ہین کہ یہ اصول ظاہر مین سب اشارات اور علامات ہین لیکن جو عمیق اور ادق معنی اُن مین مخفی ہین اُن کا مطلب صرف اسماعیلیہ مذہب کی مدد سے تحقیق ہو سکتا ہے علاوہ اسکے بہت احتیاط کے ساتھہ عیسائیون سے یہہ بھی کہتے ہین کہ تمنے فارقلیط کے معنی کو غلط سمجھہ لیا ہے کیونکہ سوای حضرت علی کے کوئی سچا فارقلیط نہین ہے۔ اسیطرح داعیان ملت اسماعیلیہ جب ہندوستان مین آپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے وارد ہوے تو مذہب کی صورت ایسی گھڑدی کہ ہندو اسکو جلد قبول کرلین۔ حضرت علی کو بشن کا دسوان اوتار بتایا جو پورب دیس سے آیگا (پورب دیس سے مراد اپنے نزدیک قلعہ الموت سے لی) ایک مہدی پران لکھہ ڈالا اور ورد اماچاریون کے انداز پر بھجن لکھے جنمین رازاور معمونکی باتین ایسی تہین کہ ہندوؤن کو اسماعیلیہ مذہب قبول کرنے کی رغبت ہوئی[1]۔

غرض ان طریقون سے انہون نے مختلف مذہب کے لوگون کو ایسے فرقے مین شامل کرکے جسکا اصلی مقصد چند ہی لوگون کو معلوم تہا اپنے گروہ کو ترقی دی۔ اس تحریک مین عبدالله ابن میمون کی اغراض صرف پولیٹکل تہین لیکن چونکہ اُسکی ترقی کے لیئے مذہبی طریقے اختیار کیے گئے اور امام مہدی کا دنیا مین آنا ودیقین ٹھہرا جس نے اس فرقے کے لوگون کو اتفاق کی بندش مین جکڑدیا تو مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کے متعلق جو کچھہ اسکی

[1] خوجہ ورتیانت صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴۔ اگر ہندوستان مین داعیان اسماعیلیہ کے زیادہ حالات معلوم کرنے ہون تو اس کتاب کا اول باب دیکھو۔

تاریخ مین ملا اُسکو بیان کرنا ضروری ہوا۔

وسطٰی ایشیا کے اُن ملکون مین جو ایران کے شمال مین ہین اشاعت اسلام کے حالات کم تحقیق ہوتے ہین۔ جب ابن قطیبہ سمرقند مین پہونچا تو وہان بہت سے بتخانے نظر آئے جنکے پوجاریون کو یقین تہا کہ اگر کسی شخص نے ان بتخانون کی بے ادبی کی تو وہ فوراً ہلاک ہو جاویگا۔ اسلامی سالار قطیبہ پر یہ خوف کیا اثر کر سکتا تہا۔ اُسنے بتخانون کو آگ لگا دی۔ بت پرست یہ دیکھہ کر ششدر رہ گئے اور آخر کو سب نے اسلام قبول کیا۔[١] اشاعتِ اسلام کے حالات اُس زمانے کے جب کہ اہل اسلام کی فتوحات وسط ایشیا مین شروع ہوئین بہت کم موجود ہین۔ وسط ایشیا کے ملکون مین لوگ کچھہ عرصے کے لیئے مسلمان ہو جاتے تھے لیکن جب اہل عرب کی فوجین اُنکے ملک سے روانہ ہو جاتی تہین تو وہ خلیفہ اسلام کی اطاعت سے پھر جاتے تھے بخارا[٢] اور سمرقند مین اسلام کے ساتھہ وہان کے لوگون کو ایسی سخت مخالفت تھی کہ سوای اُن لوگون کے جو مسلمان ہو گئے تھے کسی کو ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ تہی اور برسون تک مسلمان بغیر ہتھیار باندھے مسجدون یا اور عام موقعون پر نہ جا سکے۔ علاوہ اسکے مخبر مقرر کیے جاتے تھے کہ نومسلمون کے حال سے خبر رکہین اور طرح طرح کی کوششین صرف کیجاتی تہین کہ لوگ مسلمان ہون۔ اس غرض سے کہ جمعہ کی نماز مین لوگ حاضر ہون انعام مقرر کیے گئے تہے اور قرآن کو بجاے عربی زبان مین پڑہنے کے اُسکا[٣] فارسی ترجمہ پڑہنے کی بھی اجازت دیدی گئی تہی تاکہ قرآن کے معنی لوگ سمجھہ سکین۔

افغانون مین یہ بات مشہور ہے کہ اُنکی قومون مین اسلام مِن کے طریقون سے ایج ہوا۔[٤] پہلی صدی ہجری مین جب یہ لوگ غور کے ملک مین جو ہرات سے شرق مین واقع ہے آباد تھے تو خالد ابن ولید نے وہان پہونچکر لوگون کو اسلام کی خبر دی اور سب سے کہا کہ پیغمبر خدا

١؎ بے بن سلوسٹر دی ساسی اکسپوزی دی لا ریلیجین دی دروز۔ توم ا صفحہ ۶۷ و ۲۸۰ و ۱۶۲۲ ٢؎ بلاذری صفحہ ۴۲۱ ٣؎ و (۲) صفحہ ۲۰۱ ۔ ۴؎ وہمیری۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۰۲ - ۲۴۳ -

صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے نیچے جمع ہوجاوین - خالد اسکے بعد آنحضرت کی خدمت مین واپس گئے اور جہہ یا سات افغانی سردار جو اپنی قوم کے وکیل ہوئے خالد کے ساتہہ ہوگئے جب یہ سردار عرب سے غور کو واپس آئے تو انہون نے اپنے وطن کے لوگون مین اسلام کی تعلیم و تلقین شروع کی[۱] - لیکن یہ واقعہ تاریخ سے ثابت نہین ہوتا - مستند کتب تواریخ مین افغانیون مین سے بادشاہ کابل کے اسلام لانے کا اول ہی اول ذکر مامون الرشید کے زمانہ خلافت مین ہوا ہے -

ایران[۲] کے شمال مین اسلام نے جلد ترقی نہین کی - ماوراء النہر کی بعضی قومون نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز (۷۱۷-۷۲۰ع) کی ہدایت سے اسلام قبول کیا[۳] - اور خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ع) کے عہد مین ابو صید اکے وعظ سے اکثر لوگ مسلمان ہوگئے[۴] لیکن معتصم باللہ (۸۳۲-۸۴۲ع) کے زمانہ سے پہلے ماوراء النہر مین اسلام عام طور پر شائع نہ ہوسکا[۵] - اس عام اشاعت کی وجہہ غالباً یہہ تہی کہ یہان کے لوگون مین اور اسلامی دار السلطنت بغداد مین ترکون کے ذریعہ سے تعلقات پیدا ہوگئے تہے جنکے ہزارون آدمی بغداد مین آکر خلفاء اسلام کی فوجون مین بہرتی ہوتے تہے[۶] غرض ترکی قومون مین اسلام کے قدم جم گئے لیکن دسوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے اُن مین زیادہ ترقی نہ ہوسکی - جب یہ زمانہ آیا تو جس طرح شمالی یورپ کے بادشاہ کلوویس اور اور وحشی بادشاہون نے عیسائی مذہب اختیار کرکے اپنی قوم کے لوگون کو عیسائی کرلیا اسیطرح ترکی سردارون نے بہی اسلام قبول کرکے اپنی قومون اور جرگون کو مسلمان کرلیا - ترکستان کے خاندان ایلخانی کا بانی جس خاندان نے ایک زمانہ مین بحیرۂ خزر سے لیکر سرحد چین تک تمام ترکی قومون کو اپنا مطیع کرلیا تہا مسلمان ہوگیا اور اُسکی قوم کے دو ہزار خاندانون نے اُسکے ساتہہ اسلام قبول کیا ان ترکون کا نام ترکمان ہوا تاکہ اُن ترکون مین جو مسلمان نہ تہے اور اُن مین جو مسلمان ہوگئے تہے تمیز ہوسکے[۷] -

---

[۱] بیو صفحہ ۱۵-۱۶ - [۲] بلاذری صفحہ ۴۰۰ - [۳] بلاذری صفحہ ۴۲۲ - [۴] طبری صفحہ ۱۴۳۳ - [۵] بلاذری صفحہ ۴۳۱ - [۶] اوگسٹ مولر - پہلی جلد صفحہ ۵۰۲ - [۷] ہامر (۱) پہلی جلد صفحہ ۸ -

ایلخانی خاندان کی لڑائیون مین جو ترکی سردار شریک ہوئے اُن مین ایک شخص سلجوق تہا جو سنہ ۹۵۶ عیسوی مین قبر غیز کے پہاڑی میدانون سے اُتر کر اپنی قوم کو بخارا کے اضلاع مین لایا اور وہان اُسنے اور اُسکی قوم والون نے نہایت جوش سے اسلام قبول کیا اور یہی دولت سلجوقیہ کی ابتدا ہوئی جسکی فتوحات نے مسلمانون کی مٹتی شان و شوکت کو پہر سنبہال لیا۔ اور مغربی ایشیا کی اسلامی سلطنتون کو ایک سلطنت مین شامل کر دیا۔

جب بارہوین صدی عیسوی کے آخر مین سلجوقی سلطنت سوائی ایشیا کوچک کے سب جگہہ کمزور پڑ گئی اور محمد غوری نے خراسان سے اُٹھکر شمالی ہند اور مشرقی ملکون مین اپنی سلطنت کو وسعت دی تو افغانون مین اسلام کو بڑی ترقی ہوئی اور اُنکے ملک مین عرب کے واعظ اور ہندوستان کے نومسلم کثرت سے چلے آئے جنھون نے بڑی ہمت اور کوشش سے لوگون کو مسلمان کرنا شروع کیا۔[۱]

ایران اور وسط ایشیا مین اشاعت اسلام کے کسی قدر مفصل حالات اس کتاب کے آٹھوین باب سے جو اب شروع ہوتا ہے معلوم ہونگے۔

---

[۱] بیلو صفحہ ۹۶۔

باب ہشتم

مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

اسلامی تاریخ مین کوئی واقعہ ایسی سفاکی اور غارتگری کا نہین ہے جسکا مقابلہ مغلون کی یورش سے کیا جاوے۔ جس طرح بلندی سے پہاڑ گرتا ہے اسطرح چنگیز خان کے وحشی لشکر اُن اسلامی ملکون پر آن ٹوٹے جو علم و شایستگی کا مرکز تھے۔ اور جب یہ لشکر کسی ملک کو برباد کر کے رخصت ہوئے تو شاہون کے قصر و ایوان اور عالیشان شہرونکی جگہہ جو خوشنما باغون اور زراعت کے سرسبز زمینون مین کہڑے تھے مٹی اور پتھر کے تودے نظر آئے۔ جسوقت ہرات کے شہر سے مغلون کے لشکر نے کوچ کیا تو چالیس آدمی بدحواس اپنے چھپنے کی جگہہ سے نکلے اور پھٹی پھٹی آنکھون سے اُس بادویرانے کو دیکھنے لگے جو کچھہ دنون پہلے اُنکا خوبصورت شہر تہا اور صرف یہی چالیس آدمی تھے جو ایک لاکھہ کی آبادی مین سے بچے تھے۔ بخارا مین جو علمای اسلام کی بدولت دنیا مین مشہور تہا ان مغلون نے مسجدون کے صحن مین اپنے گھوڑے باندہے اور قرآن پہاڑ پہاڑ کر اُنکی بےادبی کی۔ جن مسلمانون کو ان ظالمون نے قصائی بنکر ذبح نہین کیا اُنکو غلام بنا کر لے گئے اور شہرون کو جلا کر راکھہ کا ڈھیر بنا دیا۔ یہہ ہی حال سمرقند۔ بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہرون کا ہوا جن سے اسلامی تہذیب و تمدن کی شان تہی اور جو عالمون کا مسکن اور علم کا مخزن تھے۔ یہہ ہی مصیبت بغداد پر نازل ہوئی جو صدہا برس تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت رہا تہا۔

اگر ان واقعات کے بیان ہی سے کسی مسلمان مؤرخ پر خوف طاری ہوا ہو تو کچھہ بیجا نہین کامل ابن اثیر نے جہان ممالک اسلامیہ پر مغلون کے حملون کا حال لکھا ہے وہان لکھتا ہے کہ

مین نے کئی برس تک اس حادثہ عظیم اور اُسکے ذکر کو ناگوار سمجھکر اُسکے بیان سے پرہیز کیا۔ مین اسی حالت مین ایک قدم آگے بڑہاتا تہا اور ایک قدم پیچھے ہٹاتا تہا۔ کیونکہ ایسا کون شخص ہوگا جو اسلام کی اور مسلمانون کی موت کی خبر لکھے اور اُسکو ایسے حادثہ کا بیان کرنا آسان ہو کاش میری مان مجہہ کو نہ جنتی اور مین اس سے پہلے ہی مرجاتا اور دنیا مجہہ کو بالکل بہول جاتی[1] !!! مگر اسی حال مین کہ مین اس واقعہ کے بیان کرنے مین پس و پیش کرتا تہا مجہہ کو چند دوستون نے اُسکے لکہنے اور بیان کرنے پر مجبور کیا۔ پہر مین نے یہی خیال کیا کہ اس واقعہ کا ذکر چہوڑ دینے مین کچہہ فائدہ نہین ہے۔ اب مین کہتا ہون کہ میرا کام ایسے بڑے حادثہ اور ایسی سخت مصیبت کے بیان کرنے کا ہے جسکی نظیر لیل و نہار نہین لا سکتے۔ اور یہ مصیبت عموماً تمام لوگون پر اور خاصکر مسلمانون پر نازل ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ جب سے خدا نے آدم کو پیدا کیا اُسوقت سے آج تک دنیا اس جیسے مصیبت مین مبتلا نہین ہوئی تو وہ بالکل سچا ہے۔ کیونکہ تاریخ مین کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ موجود نہین ہے جو اُسکے لگ بہگ ہو۔ سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ مین مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم و ستم ہے جسنے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو برباد کیا۔ مگر بیت المقدس اُن شہرون کے مقابلہ مین کیا حقیقت رکہتا ہے جنکو اُن ملعون تاتاریون نے برباد کیا اور جنمین سے ہر شہر بیت المقدس سے کئی گنا تہا۔ اور بنی اسرائیل کی اُن لوگون کے مقابلے مین کیا حقیقت ہے جنکو اُنہون نے قتل کیا کیونکہ تاتاریون نے جن شہرون مین قتل عام کیا اون سے تنہا ایک شہر کے باشندے شمار مین بنی اسرائیل سے زیادہ ہین[2]"۔ لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پہر اُٹہا اور وہ عظیم اسلام نے اُن ہی وحشی مغلون کو جنہون نے مسلمانون پر کوئی ظلم باقی نہ رکہا تہا مسلمان کر لیا۔ یہ ایسا کام تہا جس مین مسلمانون کو سخت مشکلین پیش آئین کیونکہ دو مذہب اور اس بات کی کوشش مین تہے کہ مغلون اور تاتاریون کو اپنا معتقد بنائین۔ وہ حالت بہی

۱؎ قرآن۔ سورۂ (۱۹)۔ آیت ۲۳۔ ۲؎ ابن الاثیر۔ تاریخ الکامل۔ بارہوین جلد صفحہ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔

عجیب وغریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہوگی جس وقت بدھ مذہب اور عیسائی مذہب اور اسلام اس جدوجہد مین ہونگے کہ ان وحشی اور ظالم مغلون کو جنھون نے ان تین بڑے مذہبون کے معتقدون کو پامال کیا تھا اپنا مطیع بنائین۔

لیکن ان واقعات کی تصریح کے لیے پہلے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خان کی موت پر جسطرح مغلون کی سلطنت چار حصون مین تقسیم ہوکر اسکے چارون بیٹون کو ملی اُسپر سرسری نظر ڈالین چنگیز خان کا منجھلا بیٹا اوگتائی خان باپ کا جانشین بطور خاقان کے ہوا اور سلطنت کا مشرقی حصہ اُسکے حصہ مین آیا جسمین قوبلائی خان نے بعد کو چین بہی شامل کرلیا۔ چغتائی خان جو منجھلا بیٹا تھا بلاد متوسطہ کا مالک ہوا چنگیز خان کے بڑے بیٹے جوجی خان کا فرزند باتو خان سلطنت کے مغربی حصہ کا مالک ہوکر سیر اوردا کا خان ہوا تولائی خان چنگیز خان کے سب سے چھوٹے لڑکے کو ایران کا ملک ملا جسکی اولاد مین ہلاکو خان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا اور ایشیار کوچک کا بڑا حصہ اوسنے اپنی قلمرو مین شامل کرلیا۔

مغلون کا مذہب شامانی تھا جسمین ایک خدا کو تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اُسکی بندگی نہ ہوتی تھی بلکہ اور چھوٹے چھوٹے معبود اور خداؤن کی پرستش ہوتی تھی خاص کر ایسے خداؤن کی جو خبیث تصور کیے جاتے تھے اور جنکی ضرر رسان قوت کو قربانیان چڑہاکر کمزور کیا جاتا تھا۔ تیسری چیز جسکو شامانی مذہب مین پرستش کیا جاتا تھا وہ بزرگون کی روحین تہین جنکی نسبت خیال تھا کہ وہ اپنی نسلون پر بُرا یا بھلا اثر پہونچا سکتی ہین۔ غرض ان علوی اور سفلی خداؤن کو راضی رکھنے کے لیے شامان اور عاملون اور ساحرون کی ضرورت ہوتی تھی جو مردون کی روحون اور عناصر اربعہ پر گویا قدرت رکھتے تھے۔ غرض مغلون کا مذہب ایسا نہ تھا جو مدت تک کسی ایسے مذہب کا مقابلہ کرسکتا جسکی دینیات انسان کی عقل کو مطمئن کرتی ہو اور جسمین معلمان مذہب کی باقاعدہ جماعتین موجود ہون۔ خاصکر ایسی حالت مین جبکہ مغلون کو شایستہ قومون سے واسطہ پڑا اور ان کی تہذیب کو مغلون کی طبیعت نے قبول کیا اور خانہ بدوشی کی وحشیانہ حالت سے وہ تمدن کی روشنی مین آگئے۔ مغلون کو فتوحات

کے بعد جن مہذب قوموں سے واسطہ ہوا اُن مین بدہ عیسائی اور مسلمان کثرت سے موجود تھے جو ان فاتحون کو اپنے مذہب پر لانے کے لیے جدا جدا کوشش کرنے لگے جس وقت مغلون کو غارتگری کا جنون سوار نہ ہوتا تہا جو اُنکی لڑائیون مین لوازمات سے تہا تو اُس وقت یہ شامانی المذہب مغل غیر مذہب والون سے صلح کل کا اصول برتتے تھے۔ اور اُنکے پیشواؤن کو محصولون سے مستثنے کرکے انکو کامل آزادی دیتے تھے خود چنگیز خان کے سامنے بدہ مذہب کے عالم شامانون سے مذہبی مباحثہ کرتے تھے اور منگو خان اور قوبلائی خان کے درباروں مین بدُہ عیسائی اور مسلمانون کے عالمون پر ان خاقانون کا لطف و کرم یکسان تہا۔له قوبلائی خان کے عہد مین چین کے مغلون پر بدُہ مذہب کا اثر شروع ہوا جسکے پیرو اس ملک مین کثرت سے موجود تھے اور چودہوین صدی کے شروع مین ان سب مغلون نے بدہ مذہب اختیار کرلیا۔له بدہ مذہب کی اشاعت مین تبت کے لاما گروہ بہت سرگرم رہے۔ چنانچہ منگولیا کے مغل ابتک یہی مذہب رکھتے ہین اور قلماق قوم کے آدمی بھی جو سترہوین صدی عیسوی مین اس ملک سے اُٹھکر روس مین آباد ہوے اسی مذہب کے پابند ہین۔

مشرقی بلاد مغلیہ مین اگرچہ بدہ مذہب نے اپنے تئین قطعی کامیاب ثابت کیا لیکن شروع شروع مین مسیحی کلیسا کا اثر بھی کچھہ کم نہ تہا اور عیسائیون کو بڑی امیدین تھین کہ مغل ہمارا مذہب قبول کرلین گے۔ ساتوین صدی عیسوی مین نسطوری مشنریون نے براعظم ایشیا پر مغربی ملکون سے لیکر مشرق کی سمت مین ملک چین کے شمال تک عیسائی مذہب کا چرچا کردیا تہا۔ اور تیرہوین صدی عیسوی تک عیسائیون کی چھوٹی چھوٹی جماعتین وہان موجود تھین۔ پرستر یحیی جسکے ساتھہ یورپ مین عہد وسطےٰ کے اسقدر قصے منسوب ہوے تاتاری قوم کاریت کا فرمانروا فرض کیا جاتا تہا۔ یہ تاتاری قوم جھیل بیکال کے جنوب مین آباد تھی اور عیسائی مذہب رکھتی تھی جب چنگیز خان نے اس قوم کو فتح کیا تو سردار یعنی پرستر یحیی کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اوگتائی ابن چنگیز خان نے بھی اسی

له روبرگ کا ولیم صفحہ ۶۵ و ۱۴۱ ۔ دہوسن ۔ توم ۲ صفحہ ۴۰۰ ۔ ڈے گوین ۔ توم ۳ صفحہ ۲۰۲ ۔ ۲۰۳

سردار کے خاندان مین شادی کی۔ اوگتائی خاقان کا بیٹا گیوک خاقان اگرچہ خود عیسائی نہتہا
لیکن اس عیسائی مذہب پر وہ بہت مہربان تہا۔ گیوک کا وزیر اور اُسکا ایک معتمد بہی عیسائی
مذہب رکہتا تہا اور نسطوری عالمون کو خاقان کے دربار مین بڑا رسوخ اور اعزاز حاصل تہا۔ یہانتک
کہ پوپ اننوسنٹ چہارم[1] نے گیوک خاقان کے پاس سفارت بہیجی اور مشرقی اور مغربی ملکون کی
عیسوی سلطنتون کو مغلون کی ذات سے توقع ہوئی کہ مسلمانون کے خلاف لڑائی کے وقت
وہ عیسائیون کی مدد کرینگے۔ ہیہ آرمینیا کا عیسائی بادشاہ ہیثوم تہا جسنے بڑی جستجو سے
منگو خان کو بغداد پر چڑہائی کے لیئے آمادہ کیا اور مغلون کی فوجین ہلاکو خان کی سرکردگی مین
بغداد کی تباہی کیلیئے روانہ ہوئین[2]۔ منگو خان کی بیوی عیسائی تہی اس لیے یہ خان عیسائیون
پر خاصکر نسطوریون پر نہایت مہربانی کرتا تہا۔ آرمینیا اور جرجان مین جو مغل آباد تہے اُن مین
سے مغلون کو ان ملکون کے عیسائیون نے مسیحی دین مین شامل کر کے اصطباغ دیا[3]۔ پریسٹر
یحیی کی عظمت اور ہیبت کے جو قصے مشہور ہوے اور اُنہون نے عیسائیون کو ترقی مذہب
کے سبز باغ دکہلائے تو اہل یورپ کو یقین ہوگیا کہ مغلون کی سب قومین عیسائی مذہب رکہتی
ہین۔ یہہ یقین اُن غلط خبرون سے اور پختہ ہوا جو مغل بادشاہون کے عیسائی ہونے اور
عیسائی مذہب کے ساتہہ خلوص رکہنے کی نسبت یورپ کے ملکون مین شائع ہوئین اور یہی غلط
خبرین تہین جنکی وجہ سے سنٹ لوئی بادشاہ فرانس نے روبرک کے ولیم کو منگو خان کے دربار
مین بہیجا کہ خاقان کی طرف سے عیسائی مذہب کی اشاعت مین جو کوشش اور سرگرمی ظاہر ہوئی
ہے وہ بدستور جاری ہے مگر یہہ ثابت ہوا کہ یہ سب خبرین بالکل لغو تہین۔ ولیم نے البتہ یہ لکہا
کہ منگو خان کے دربار مین عیسائی مذہب کو پوری آزادی حاصل ہے اور چند مغلون کے
عیسائی ہوجانے سے یہان کے پادریون کو یقین ہے کہ اَور لوگ بہی جلد عیسائی ہوجاوینگے
لیکن جس حالت مین کہ رومن کیتہولک اور یونانی عیسائی نسطوری اور ارمنی قسیس اپنے مذہبی

[1] دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۱۵ ـ [2] دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۲۵ ـ [3] کلاپروتھ صفحہ ۲۰۴

جھگڑون کو مغلون کے لشکر مین بھی جاری رکھتے تھے تو مغلون مین عیسائی مذہب کی اشاعت کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ غالبًا عیسائی واعظین کا یہی باہمی نفاق تھا جسنے مغلون کو عیسائی بنانے مین اُنکی کوششون کو اچھی طرح کامیاب نہونے دیا جس وقت پادری اور قسیس آپس کے جھگڑون مین مبتلا تھے تو بدھ مذہب اور اسلام مغلون مین اپنی بنیاد کو مستحکم کرتے تھے۔ رومن پوپ نے جو بڑھکر چڑھکر دعوے کیے تو مغلون نے جو اس وقت آدھی دنیا کو فتح کیے بیٹھے تھے پوپ کے سفیرون کے ساتھ جسقدر مہربانی کا قصد تھا وہ بھی نہ کی۔ اسکے علاوہ اور بہت سے اسباب ایسے پیش آئے جنھون نے پوپ کی سفارت کو بالکل ناکامیاب کہا[۵۱]۔

نسطوری عیسائی جو میدان مین پہلے ہی سے موجود تھے ایسی خراب حالت رکھتے تھے کہ اس موقع سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ چین کے نسطوریون کی نسبت وبروک کے ولیم نے لکھا ہے[۵۲] کہ وہ نہایت جاہل ہوتے تھے اور نماز کی کتاب کو بھی جو شامی زبان مین تھی سمجھ نہ سکتے تھے۔ شرابخوار اور طامع تھے اور کثرت ازدواج پر انکا عمل تھا۔ بدھ مذہب کے پیشواؤن سے معاشرت کی خوبیون مین بھی وہ گرے ہوے تھے اور اُن کے اُسقف اُن مین ورہ نہ کرتے تھے بلکہ بعض موقعون پر پچاس پچاس برس مین صرف ایک دفعہ اُسقف اُنکے پاس پہونچا اور اس موقع پر اُسنے عیسائیون کے سب لڑکون کو یہانتک کہ اُنکو جو گود کے بچے تھے قسیس کے عہدے کی سند دیدی کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت سے قسیس بالکل برباد ہو گئے تھے۔ مذہب کو اُنھون نے تجارت بنا رکھا تھا اور دین کی اشاعت کی جگہہ اُنکو روپیہ پیدا کرنے کا زیادہ خیال رہتا تھا[۵۳]۔

---

۵۱ دہوسن۔ توم ۲۔ صفحہ ۲۲۶۔ ۲۲۷ ۵۲ کرنل یول نے وبروک کے ولیم کی نسبت لکھا ہے کہ "اس شخص نے نسطوریون کی علمی اور اخلاقی حالت کو بُرا لکھا ہے اور جسقدر تحریرین بدعتی فرقونکی نسبت لکھی ہین اُن مین لیم کی تحریر زیادہ قابل وقعت ہے کیونکہ اُسکے پڑھنے ہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایماندار اور لائق شخص نے اسکو لکھا ہے" کاتھے اینڈ دی وے دیدر پہلی جلد صفحہ ۹۸ ۵۳ ولیم وبروک کا صفحہ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔

سلطنت مغلیہ کے مغربی حصہ مین بھی جہان عیسائیون نے مغلون سے یہ امید رکھی تھی کہ لڑائی کے وقت مسلمانون کے مقابلہ مین وہ عیسائیون کی مدد کرینگے اور ارض مقدس پر قبضہ کرنے مین انکو کمک پہونچائین گے ایران کے ایلخانون اور عیسائیون مین جو اتفاق تھا وہ تھوڑی مدت کے بعد جاتا رہا - کیونکہ بیبرس مملوکی سلطان مصر (۱۲۶۰ - ۱۲۷۷ء) کی فتوحات اور برکہ خان سے اُسکی مصالحت نے ایلخانون کو اپنی حفاظت اور نفع کی طرف بالکل متوجہ کر دیا دمشق اور شہرون کے عیسائیون نے اُس تھوڑی مدت مین جبکہ ایران کے مغلیہ خاندان نے اُنپر مہربانی کی تھی لوگون پر بہت زیادتیان کین اور اس لیئے مغربی ایشیا مین عیسائیون کے نام کو اور داغ لگا[۱]

اسلام کے لیئے ایسے وقت مین بدہ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلون کو ان دونون مذہبون سے بچاکر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تھا جسمین بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی - مغلون کے طوفان ہلاکت سے مسلمانون کی برابر کسی نے نقصان نہ اُٹھایا تھا وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ مین اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہان ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے اکثر جلا کر خاک کر دیے گئے تھے - مسلمانون کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیئے گئے یا اُنکو غلام بنایا گیا[۲] - خانان مغل جو اسلام کے سوا اور سب مذہبون پر مہربان تھے اسلام کے ساتھ مختلف درجہ کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے - چنگیز خان نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانورون کو شرع کے مطابق ذبح کرین ان کو قتل کر دیا جاوے - اسی حکم کو قوبلائی خان نے اپنے زمانہ مین از سر نو جاری کیا اور اُسکی پیروی کے لیئے مخبر اور مخبرون کے لیئے انعام مقرر کیئے اور اس طرح سات برس تک مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچائے - مغلسون نے

[۱] مقریزی - پہلا حصہ صفحہ ۹۶ - ۱۰۷ [۲] مغلون نے مسلمانون پر ایسے ظلم کیے تھے کہ چینی تماشے والے جب بچون کو عکس کی تصویرین دکھاتے ہین تو ایک تصویر مین سفید ڈاڑہی کا ایک بڈہا آدمی آتا ہے جسکی گردن گھوڑے کی دم سے بندہی ہوتی ہے اور گھوڑا اُسکو گھسیٹے گھسیٹے پھرتا ہے یہ تصویر گویا ظاہر کرتی ہے کہ مغلون کے سوارون نے مسلمانون کو کیسے آزار پہونچائے (ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۱۵۹)

اس موقع پر دولت جمع کرلی اور غلامون نے آزاد ہونے کے لیئے آقاؤن پر فیحہ کا الزام لگایا۔[۱]
گیوک خاقان کے عہد مین (سنہ ۱۲۴۶-۱۲۴۸ع) جسنے کل انتظام سلطنت دو عیسائی وزیرون کے
سپرد کرکہا تہا مسلمانون کو سخت اذیتین پہونچائین۔[۲] ارغون خان نے بھی جو چوتہا ایلخان
(سنہ ۱۲۸۴-۱۲۹۱ع) ہوا مسلمانون پر ظلم کیئے اور عدالت اور مال کے محکمون مین جسقدر اسامیان
اُنکے پاس تہین وہ خالی کرالین اور اُنکا دربار مین آنا بند کردیا۔[۳]

باوجود ان مشکلات کے مغلون اور اور وحشی قومون نے جو مغلون کے بعد آئین انہی مسلمانون
کا مذہب قبول کیا جنکو انہون نے اپنے پیرون مین روندا تہا۔ لیکن افسوس ہے کہ تاریخون مین
ایسے حالات جن سے مغلون مین اشاعت اسلام کی ترقی دریافت ہوتی ہو نہین ملتے۔ صرف
چند واقعات تفصیل سے معلوم ہوتے ہین جن مین سر برآوردہ مغلون نے اسلام قبول کیا۔
تمام سلطنت مغلیہ مین ہر جگہ ایسے مسلمان موجود تہے جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کرلیتے تہے۔
اوگتائی خان (سنہ ۱۲۲۹-۱۲۴۱ع) کے عہد مین حاکم ایران گرگز نامی کا حال لکہا ہے کہ وہ اول بدھ
مذہب کا پیرو تہا۔ پہر اُسنے یہ مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا۔[۴] تیمور خان کے زمانہ مین (سنہ ۱۲۲۹-۱۲۴۱ع)
خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تہا اور چین مین صوبہ کانسوہ کا حاکم تہا اسلام قبول کیا اور
تانگوت مین اُسنے بہت لوگون کو مسلمان کیا۔ بلکہ جو فوج اُسکے تحت مین تہی اُسکے بہی اکثر لوگ
مسلمان ہوگئے۔ تیمور خان نے انندا خان کو اپنے دربار مین بلایا اور کوشش کی کہ انندا خان
اسلام چہوڑکر بدھ مذہب قبول کرے۔ لیکن اُسنے انکار کیا اور قید مین بہیج دیا گیا۔ تہوڑے
عرصہ کے بعد انندا خان قید سے رہا کردیا گیا کیونکہ تانگوت کی رعایا جسکو اپنے حاکم کے ساتہ
بہت الفت تہی بغاوت پر آمادہ ہو چلی تہی۔[۵]

مغلون کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برکہ خان تہا جو سنہ ۱۲۵۶ع سے سنہ ۱۲۶۵ع تک سیر اوردا

[۱] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۱۱۲-۲۷۳ "جسوقت یہ دیکہا گیا کہ اس حکم سے مسلمان تاجرون کا دربار مین آنا بند ہوگیا اور اسکی وجہ سے
تجارت کو نقصان پہونچا تو یہ حکم منسوخ کردیا گیا" [۲] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۱۶۵ [۳] دی گوین تیسری جلد صفحہ ۲۶۵ [۴] دہوسن
تیسری جلد صفحہ ۱۲۱ [۵] دہوسن - توم ۲ صفحہ ۵۳۲-۵۳۳

کا خان ہے[۵۱]۔ اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کاروان مین پہونچا جو بخارا سے آتا تھا۔ اُس مین دو مسلمان تاجر تھے جنکو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچھ سوالات اُن سے کیئے۔ مسلمانون نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان ایسی خوبی سے بیان کیئے کہ خان سیر اوردا کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لایا اسکا حال برکہ خان نے اپنے چھوٹے بھائی سے بیان کیا اور اُسکو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اسکے بعد برکہ خان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا[۵۲]۔ اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر رکن الدین بیبرس سے مصالحت کرلی۔ اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر اسطرح ہوا کہ اُسنے سیر اوردا کے دو سو مغلون کی نہایت خاطر و مدارات کی۔ ان مغلون کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیر اوردا اور ہلاکو خان فاتح بغداد مین عداوت زیادہ بڑھی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو کی فوج مین بھرتی تھے بھاگ کر شام کے ملک مین چلے آئے اور یہان سے وہ بڑے اعزاز کے ساتھ قاہرہ پہونچا یے گئے جہان دربار مصر سے انکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی[۵۳]۔ سلطان رکن الدین نے ان مغلون مین سے دو آدمیون کے ساتھ اپنے چند سفیر کیے اور برکہ خان کو ایک خط اُنکی معرفت روانہ کیا۔ جب یہ لوگ سیر اوردا سے قاہرہ کو واپس آیے تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیرون کے ہان اور ہر ایک شہزادی کے ہان ایک ایک امام اور موذن مقرر ہے اور بچون کو مکتب مین قرآن پڑہایا جاتا ہے[۵۴]۔ سلطان سے اُنہون نے یہ بھی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوے تھے تو راستہ مین برکہ خان کے سفیر ملے[۵۵]۔ جو سلطان مصر کی خدمت مین اس اطلاع کے لیے حاضر ہوتے تھے کہ برکہ خان اور اُسکی رعایا مسلمان ہوگئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خان مین رسم اتحاد پیدا ہوا تو سیر اوردا کے بہت مغل مصر مین آیے جہان انکو اسلام قبول کرنے

---

۵۱ ۶۶۰ھ مین نجم الدین مختار الزاہدی نے برکہ خان کے لیے ایک کتاب لکھی جسمین رسالت کو براہن سے ثابت کیا اور مسلمانون اور عیسائیون کے مذہبی مناظرون کا لکھا۔ اشتین شپندر صفحہ ۶۳-۶۴۔ ۵۲ ابوالغازی - توم ۲ - صفحہ ۱۸۱ ۵۳ مقریزی ۱-۲ - توم ۱ - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ ۵۴ مقریزی ۲۱۵ ۵۵ مقریزی صفحہ ۱۸۸

کی ترغیب ہوئی[1]

ایران مین جہان ہلاکوخان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا ترکون مین اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوئی برکہ خان اور سلطان مصر کے حملون سے بچنے کے لیئے ہلاکوخان نے مشرق کے عیسائیون سے جیسے آرمینیا کا بادشاہ اور صلیبی مجاہدین تھے اتفاق کرلیا۔ ہلاکوخان کی سب سے چہیتی بیوی عیسائی تہی اور اُسنے اپنے خاوند کے خیالات عیسائیون کی طرف سے اچھے کردیے تھے۔ ہلاکوخان کے بیٹے اباقاخان نے قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہ کی بیٹی سے شادی کی تہی۔ اگرچہ اباقاخان خود عیسائی نہ تہا لیکن اُسکے دربار مین عیسائی پادری کثرت سے موجود رہتے تھے۔ یورپ کے اکثر عیسائی بادشاہون کو اُسنے اپنے سفیر روانہ کیے۔ سینٹ لوئی بادشاہ فرانس۔ چارلس بادشاہ صقلیہ جیمس بادشاہ اراغون کے پاس سفارتین اس غرض سے بہیجین کہ مسلمانون کے خلاف یہ عیسائی اُس سے اتفاق کرلین۔ اسی خیال سے ۱۲۷۴ء مین اباقاخان نے لیون کی مجلس کو ایک سفارت روانہ کی۔ جب یہ سفارت مجلس مین پہونچی تو مغلون کے سفیر خاص نے سر مجلس عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اصطباغ لیا عیسائیون کو اباقاخان کے عیسائی ہونے کی بہت امیدین تہین۔ لیکن وہ سب فضول ثابت ہوئین۔

اور اُسکا بہائی تکودار جو اُسکا جانشین ہوا دولت ایلخانیہ کا پہلا بادشاہ تہا جسنے اسلام قبول کیا ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکہا ہے[2] کہ تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تہی۔ بچپن مین اُسکو اصطباغ ملا تہا اور نکولس اُسکا نام رکہا گیا تہا" لیکن تکودار جب بڑا ہوا تو اُسنے مسلمانون کے اثر صحبت سے جنکو وہ بہت عزیز رکہتا تہا عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکہا اور جسقدر ہوسکا اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری اسلام قبول کرلین اور اسکے لیئے انعام و اکرام۔ اختیار اور عزت لوگون کو بخشا۔ یہانتک کہ اُسکے زمانہ مین بہت تاتاری مسلمان ہوگئے"[3] اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان

[1] مقریزی صفحہ ۲۲۲ ۔ [2] وصاف اس بادشاہ کو مسلمان ہونے سے پہلے تکودار اور مسلمان ہونیکے بعد احمد لکھتا ہے [3] ہیثوم ۔ (راموسیو ۔ توم ۲ ۔ صفحہ ۶۰)

ہونے کی خبر ذیل کے مراسلے سے بھیجی "خدا کی قوت اور قاآن کے اقبال سے۔ سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے آغاز نوجوانی کے زمانہ مین ہمکو اپنی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستون اور نیک بندون کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت کی تہی وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے اُسکے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیئے کھول دیتا ہے[1]۔ ہم اُس وقت سے آج تک دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانون کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے یہانتک کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگ کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آپہونچی اور خدا نے اپنی مہربانی سے ہماری امیدون کو پورا کیا اور حکومت اور سلطنت ہمکو عنایت کی۔ پہر قریلتائی (کورلتائی) مبارک مین جس سے وہ مجلس مراد ہے جسمین تمام بہائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کے لیئے بیٹھتے ہین سب نے ملکر یہہ قرار دیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جاوے۔ اور ہماری فوجون مین سے جنکی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے اور جنکی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تھراتے ہین ایک جم غفیر کو اطراف مین روانہ کیا جاوے اور یہہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتھہ ہو جسکے سامنے بلند پہاڑ جہک جاوین اور سنگ خارا کے چٹان نرم پڑ جاوین ہمنے اس مقصد پر غور کیا جسپر اُنکے ارادے پختہ اور اُنکی رائین متفق تہین۔ اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا وہ اُس عام نیکی کے برخلاف تہا جسکے جاری کرنے کا ہم ارادہ رکہتے تہے اور جس سے مراد یہہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جاوے اور جو احکام ہماری طرف سے جاری ہون اُن سے خونریزی موقوف ہو اور دنیا کی مصیبت کم ہو اور دنیا کے اطراف مین امن و امان کی ہوا چلے اور تمام شہرون کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پاوین

[1] قرآن۔ سورہ (۶) آیت ۱۲۵۔

کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہین اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہین - اس لیئے خدا نے ہمارے
دل مین الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائین اور فتنہ و فساد کو فرو کرین اور جن لوگون نے یہہ
رای دی ہے اُنکو اُس تدبیر سے مطلع کرین جس سے دنیا کی بیماریون اور تکلیفون کے دور ہونے
کی امید ہے اور جسکو سب سے پہلے عمل مین لانے اور سب سے آخری علاج سے باز رہنے
کی خدا نے ہمکو ہدایت کی ہے - اس لیے ہم پیکانون کو جنبش مین لانے اور کمانون پر
چلہ چڑہانے مین جلدی نہین کرتے ہین - اور جبتک کہ حق بات ظاہر نہو اور حجت قوی نہو
ہم اس امر کی اجازت نہین دیتے شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کی نصیحت نے جو امور مذہبی
مین ہمارے سب سے بہتر مددگار ہین ہمارے اُس ارادہ کو جو فلاح و بہبودی کی خواہشون
پر مبنی ہے اور اُس رائے کو جس سے کامیابی کی امید ہے پختہ اور مصمم کر دیا - چنانچہ
ہم نے یہہ فرمان جاری کیا جو ماننے والون کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والون
کے لیئے خدا کا عذاب ہے - ہم نے اس فرمان کے نہ ماننے والون کے لیے قاضی القضاۃ
قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد مین روانہ کیا ہے تاکہ
لوگون کو ہمارے طریقہ سے واقف کرین اور تمام مسلمانون کے فائدہ کے لیئے جو بات
ہمارے دل مین پوشیدہ ہے سب اُس سے آگاہ ہون - نیز اُن سب لوگون کو اس
بات سے مطلع کرین کہ خدا نے ہمکو بصیرت اور ہدایت عطا کی ہے اور اسلام اُن تمام گناہون
کو معاف کرتا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع مین آئے ہون - اب تو خدا نے ہمکو
ہدایت کی ہے کہ ہم حق کی اور اہل حق کی پیروی کرین .... پس اگر لوگون کے
دل ایسی دلیل کی جستجو مین ہین جن سے وہ ہمپر بھروسا کر سکین اور ایسی حجت طلب کرتے ہین
جس سے کامیابی کی امید کر سکین تو وہ ہماری اُن تمام فضیلتون پر نظر ڈالین جو دنیا مین
عام طور پر مشہور ہو چکی ہین - کیونکہ ہم خدا کی عنایت سے دین کے نشانون کو بلند کیا ہے
اور ہر ایک حکم کے جاری کرنے مین اس امر کو پیش نظر رکہا ہے - اور شرع محمدی کے قوانین

کو بلحاظ اُنکی عظمت اور بزرگی کے عین مقتضای انصاف پر جاری کیا ہے ۔ ہم نے تمام رعیت کے دلون کو خوش کیا ہے اور جن سے پہلے کوئی بُرائی یا خطا سرزد ہوئی تھی اُن سب کو یہہ کہکر معاف کر دیا ہے کہ خدا بھی تمہاری اگلی خطاؤن کو معاف کرے ہم نے مسلمانون کے اوقاف کی جن مین مسجدین اور مقبرے اور مدرسے شامل ہین اصلاح کی ہے اور تمام خیرات خانون اور مہمان سراؤن کو جنکے نشان مٹ گئے تھے دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف کی آمدنی کو اُنکے قدیم دستور اور وقف کرنے والون کی شرائط کے موافق حقدارون تک پہونچا دیا ہے ...... ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے احکام حاجیون کے معاملہ کو مہتم بالشان سمجہین اور اُنکے لیئے سامان سفر مہیا کرین اور جن ستون سے وہ سفر کرتے ہین اُن کو آباد اور بے خطر رکہین ۔ اور حاجیون کے قافلون کو بآرام تمام روانہ کرین ۔ ہم نے تمام سوداگرون کو جو ملک مین آمد و رفت رکہتے ہین پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے سے جس طرح چاہین سفر کرین اور فوج اور قراغول اور شحنون کو جو ملک کے اطراف مین مقرر ہین سخت ممانعت کی ہے کہ سوداگرون کی آمد و رفت مین کسی طرح کی مزاحمت نہ کرین ...... تاکہ شہر اور ملک آباد ہون ۔ فتنے اور فساد فرو ہون ۔ نیز تلوارین میان مین رہین اور تمام باشندے آرام و آسایش سے بسر کرین ۔ اور مسلمانون کی گردنین ذلت اور خواری کے طوق سے نکل جائین[۱]"۔

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو اُن صدہا ظلمون اور متواتر کشت و خون کے ہنگامون کو ڈہنی کے بعد جو مغل اور تاتاریون نے برپا کیئے اس فرمان کو مطالعہ کرنے سے بہت راحت معلوم ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بہی اسقدر فیاضی اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوے ۔

مغلون نے جب یہہ دیکھا کہ اُن کا خان تکودار مسلمان ہوگیا اور وہ عیسائیون پر ظلم کرتا ہے

---

[۱] وصاف صفحہ ۱۳۲ ۔ ۱۳۴ ۔

تو انکو بہت برا معلوم ہوا - اگرچہ مغل عیسائی نہ تہے لیکن عیسائیون سے انکا واسطہ اور تعلق مدت سے چلا آتا تہا - اس لیئے ان مغلون نے تکودار کی شکایت قوبلائی خان سے کی کہ انکے خان نے اپنے باپ دادا کا طریقہ چہوڑ دیا ہے - غرض تکودار کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی جسکا سرغنہ ارغون خان تہا تکودار کو اُسنے قتل کیا اور خود مالک تخت و تاج بن گیا ارغون کے عہد حکومت مین (سنہ ۱۲۸۴-۱۲۹۱ع) جو چند سال تک جاری رہا عیسائیون پر بہی سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوی اور مسلمانون کو سختیان اوٹہانی پڑین اور سرکاری عہدون اور نوکریون سے وہ برطرف کیے گئے[1] - سنہ ۱۲۹۵ع تک تکودار کے جانشین اپنے قدیم مذہب شامان کے پیرو رہے - لیکن سنہ ۱۲۹۵ع مین البتہ انکا ساتوان بادشاہ غازان جو خاندان ایلخانیہ کا سب سے زیادہ بارعب اور پرسطوت بادشاہ ہوا مسلمان ہوگیا اور اُسنے اسلام کو ایران کا شاہی مذہب قرار دیا - سلطان غازان سے پہلے تین بادشاہون کے زمانہ مین عیسائیون کو برابر یہہ توقع رہی کہ ایران کا شاہی خاندان عیسائی ہوجائیگا کیونکہ اس خاندان نے عیسائیون پر بہت مہربانیان کی تہین اور ہمیشہ انکو مناصب جلیلہ پر ممتاز کیا تہا لیکن ایسا نہوا - سلطان غازان کے بعد بایدو خان نے جو سنہ ۱۲۹۵ع مین چند مہینون کے لیے سلطنت ایران پر قابض رہا - عیسائیون کی امیدون کو اسطرح ترقی دی کہ مغلون مین اشاعت اسلام کو قطعی بند کرنے کی کوشش کی اور اس مذہب پر وعظ کرنیکی بالکل ممانعت کر دی[2] مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بدہ مذہب پر ہوئی تہی اور خراسان مین اس بادشاہ نے بدہون کے لیے مندر تعمیر کر دیئے تہے بدہ مذہب کے عالمون کی صحبت سے وہ بہت خوش ہوتا تہا اور یہہ لوگ جسوقت دولت مغلیہ کو عروج ہوا تہا ایران مین کثرت سے چلے آئے تہے[3] سلطان غازان کو مختلف مذہبونکی تحقیق

---

[1] دے گوین - تیسری جلد صفحہ ۲۶۳ - ۲۶۵ [2] ڈہوسن توم ۴ - صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲ -

[3] ڈہوسن توم ۴ صفحہ ۱۴۸ -

وتفتیش کا بڑا شوق تہا اور ہر مذہب کے عالمون سے وہ مذہبی مباحثے کرتا تہا[1]۔ غازان کا وزیر اور اسکے عہد کا مؤرخ حکیم رشید الدین تہا جسکا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی مین وہ اسلام کا نہایت پابند رہا۔ حکیم رشید الدین کے ہمعصر (اور زمانہ مابعد کے) مؤرخون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ غازان چند امیرون اور مشائخ کے کہنے سے مسلمان ہو گیا تہا[2]۔ لیکن غازان کا طرفدار مؤرخ لکھتا ہے کہ۔ "ایک بڑی بادشاہ کو کیا لالچ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرے اور خاص کر ایسے بادشاہ کو جسکے بت پرست بزرگون نے دنیا کو فتح کیا ہو[3]" غرض غازان کے مسلمان ہوتے ہی ایرانیون کے دل بادشاہ کے قبضہ مین آگئے اور جب سلطان غازان اور بایدو خان مین تخت ایران کے لیئے لڑائیان شروع ہوئین تو دشمن کی سپاہ مین جو مغل مسلمان تہے وہ بایدو خان کا ساتہہ چہوڑ کر غازان کی مدد کو چلے آئے تاکہ مسلمانون کی مدد کرین۔

اسی دور اندیشی سے امیر نوروز بیگ نے جو بایدو کے خلاف غازان کا معاون تہا غازان پر اسلام قبول کرنے کا زور ڈالا تہا۔ چنانچہ جب یہہ بادشاہ مسلمان ہو گیا تو امیر نوروز بیگ نے مبارکباد دی کہ میری پیشین گوئی پوری ہوئی جس مین مین نے ایک بادشاہ کے پیدا ہونے کی خبر دی تہی جو اسلام کی حفاظت کریگا اور پہر اس مذہب کو پہلے ہی سے رونق و زینت دیگا۔ اور اگر اوس نے اسلام قبول کر لیا تو کل ایران کا وہ فرمانروا ہوگا اور اہل اسلام کافر مغلون کے جوئے سے نکلکر اس بادشاہ کی حمایت کرینگے اور خدا اس بادشاہ کو دین برحق کا حامی جانکر (جسنے اسلام کو تباہی سے بچایا) لڑائی مین اسکو فتح دیگا۔ غرض کسی قدر تذبذب کے بعد غازان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اور افواج اور شاہی ارکین دولت نے بادشاہ کا اتباع کیا۔ سلطان غازان نے زاہدون اور عالمون مین روپیہ تقسیم کیا۔ مساجد مین گیا اور اولیا اور فقرا کے مزارون کی زیارت کی۔ غرض اس مغل بادشاہ نے اپنے تئین ہر طرح

[1] دہوسن توم ۴ صفحہ ۳۶۵ [2] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۴۸ و ۲۵۳ [3] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۲۸ و ۱۳۲

سے نہایت باخدا مسلمان ثابت کیا۔ سنہ ۱۳۰۴ع مین غازان کا بہائی سلطان محمد خدابندہ کے نام سے تخت ایران پر بیٹھا۔ اس سلطان کی مان عیسائی تہی اور بچپن مین اُسکی تعلیم و تربیت بہی عیسوی طریقہ سے ہوی تہی اور نکولس کے نام سے اُسنے اصطباغ پایا تہا۔ لیکن مان کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہو گیا[۱]۔ ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ نکولس خان یعنی سلطان خدابندہ کے مسلمان ہونے سے مغلون مین بڑا اثر پیدا ہوا[۲]۔ غرض اُس زمانہ سے قلمرو ایلخانیہ مین اسلام سب مذہبون پر غالب آگیا۔

بلاد متوسطہ مین جو جغتائی ابن چنگیز خان اور اُسکی اولاد کے حصہ مین آئے تہے دعوت اسلام کے حالات کا پتہ کم چلتا ہے۔ اس سلسلہ مین پہلا بادشاہ جسکو "نور اسلام کی برکت ملی" وہ براق خان تہا جو جغتائی خان کا پڑپوتا تہا اور جسنے تخت نشین ہونے کے دو برس بعد مسلمان ہو کر سلطان غیاث الدین (سنہ ۱۲۶۶-۱۲۷۰ع) اپنا نام رکہا[۳]۔ لیکن یہان شروع زمانہ مین اسلام کی ترقی زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تہے اُنہون نے پہر اپنا قدیم مذہب اختیار کر لیا تہا۔ اور چودہوین صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہو سکی۔ البتہ طرمشرین خان جسنے سنہ ۱۳۲۲ع سے

---

۱ ہامر پرگستال۔ گیشختے در ایلخانین۔ دوسری جلد صفحہ ۱۸۱ ...... یہ خلاف قیاس نہین ہی کہ مسلمان عورتون نے جو مغلونکی باندیان ہوتی تہین مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی۔ مغلون مین عورتون کو عزت کا رتبہ حاصل تہا اور اسطرح اکثر مثالین اسکی بیان کی گئین ہین کہ ان عورتون کو اپنے خاوندون کے مذہبی خیالات پر قدرت حاصل تہی اسطرح اسکی نظیرین بہی ملتی ہین کہ مغلونکی حکومت کے زمانہ مین انکو ملکی معاملات مین بہی بڑا حصہ ملتا تہا۔ روبروک کا ولیم لکہتا ہی کہ ایک دفعہ ایک مسلمان کو عیسائی کرنیمین اسکی مسلمان بیوی کی وجہہ سے بڑا خلل پڑا وہ لکہتا ہے کہ پنٹی کوسٹ کے دن ایک مسلمان ہم سے باتین کرنے آیا اور ہمنے اسکو اپنے مذہب سے آگاہ کیا جب اسنے ہم سے سنا کہ خدا کا مجسم ہونا مُردونکا اُٹہنا قیامت اور اصطباغ سے گناہونکا پاک ہونا کیسا ہی اور انپر ایمان لانے سے کیا نفع ملتا ہی تو اس مسلمان نے اصطباغ پانیکی خواہش ظاہر کی لیکن جب ہم اسکو اصطباغ دینیکی تیاری کرینگے تو دفعتاً اسکو کچہہ خیال آیا اور دوڑکر وہ گہوڑے کی پیٹہہ پر جا بیٹہا اور کہا کہ ذرا ٹہیرو مین گہر جاکر اپنی گہروالی سے تو پوچہہ آؤن دوسرے دن صبحکو وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچہہ ہو جائے مین ہرگز ہرگز اصطباغ نہ لونگا کیونکہ اگر مین عیسائی ہوگیا تو پہر گہوڑی کا دودہ پینا کبہی نصیب نہوگا۔ (روبروک کا ولیم صفحہ ۱۵) ۲ ابن بطوطہ۔ دوسری جلد صفحہ ۵۷۔ ۳ ابوالغازی ترجمہ صفحہ ۱۵۹۔

سنہ ۱۳۳۰ء تک سلطنت کی جسوقت مسلمان ہوا تو چغتائیہ مغلون نے بالعموم اسلام اختیار کرلیا۔ اور جب ایک دفعہ انہون نے اپنے بادشاہ کی طرح اسلام قبول کرلیا تو پہر وہ مضبوط دل سے اس مذہب پر قائم رہے لیکن اس حال مین بہی اسلام کا اور مذہبون پر غالب آنا جو حریف مقابل تہے یقینی امر تہا۔ کیونکہ طرمشرین کے جانشینون نے مسلمانون پر ظلم وستم کرنے شروع کردیے[1] اور جبتک کاشغر کا بادشاہ جسکی ریاست چغتائیہ سلطنت کی تقسیم وضعف سے خود مختار ہوگئی تہی اسلام کی حمایت کو نہ اوٹہا اُسوقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوئی سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جسکا نام تغلق تیمور خان (سنہ ۱۳۴۷ - سنہ ۱۳۶۳ء) تہا لکہا ہے کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر مین آئے اور اُنہون نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور اُنکے ساتہی سفر مین تہے کہ نادانستہ تغلق کی شکاری زمین پر سے اُنکا گذر ہوا بادشاہ نے اس قصور مین ان سب لوگونکی مشکین کسوا کر اپنے سامنے طلب کیا۔ اور نہایت غصہ کی حالت مین اُن سے پوچہا کہ تم لوگ کیون ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک مین اجنبی ہین اور ہمکو مطلق خبر نہ تہی کہ ہم ایسی زمین پر چل رہے ہین جسپر چلنے کی ممانعت ہے۔ بادشاہ کو جب یہہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہین تو اُسنے کہا کہ ایرانی سے تو کُتا بہتر ہوتا ہے۔ شیخ نے کہا "سچ ہے اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہم فی الحقیقت کُتے سے بہی بدتر تہے۔" یہ جواب سُنکر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئین تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لیجا کر کہا کہ جو کچہہ تم اُس وقت کہتے تہے اُسکو اب سمجہاؤ۔ دین برحق سے تمہارا کیا مطلب تہا یہ سنکر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتہر تہا اب موم کی طرح نرم پڑگیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کہینچا کہ بادشاہ کو اپنی غلطیون سے ابتک بے بصیرت رہنے کا یقین ہوگیا

---

[1] ابن بطوطہ توم ۳ صفحہ ۴۷۔

لیکن اُسنے کہا کہ اگر اسوقت مین اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرونگا تو میری رعایا کو راہ راست پر لا سکونگا۔ اِسلیئے کچھہ عرصہ کے لیئے تم سکوت کرو جب مین اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک ہون تو اُسوقت تم میرے پاس آنا" جغتائیہ سلطنت اب حصہ ہوکر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہوگئی تھی۔ اور یہ ان کے بعد تغلق تیمور اس قابل ہوا کہ ان سب عملداریون کو شامل کر کے پھر قلمرو جغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم کردی اس عرصہ مین شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہان سخت بیمار پڑے جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا "تیمور تغلق ایک دن بڑا بادشاہ ہوگا۔ تم اُسوقت اُسکے پاس جانا اور میرا سلام پہونچا کر بیخوف و خطر بادشاہ کو یاد دلانا کہ اُسنے مجھسے کیا وعدہ کیا تھا" چند سال کے بعد جب تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کر لیا تو ایکدن رشید الدین بادشاہ کی لشکر مین پہونچا تا کہ باپ کی وصیت پوری کرے لیکن باوجود کوشش کے اُسکو خان کے دربار مین حضوری نہوئی۔ آخرکار اُسنے مجبور ہوکر یہ تدبیر کی کہ ایکدن علی الصباح تغلق کے خیمہ کے قریب اذان کہنی شروع کی تغلق کی جب نیند خراب ہوئی تو غصہ ہوکر اُسنے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا۔ رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا۔ تغلق کو پہلے ہی سے اپنے وعدہ کا خیال تھا وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا۔ اسکے بعد اُسنے اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی اور اُسکے زمانہ مین ان تمام ملکون کا مذہب اسلام ہوگیا جو جغتائی ابن چنگیز خان کی اولاد کے تسلط مین رہے تھے۔[1]

اب ہمکو سیر اوردا مین دعوت اسلام کی تاریخ پر نظر کرنی چاہیئے مغلان سیر اوردا کی خیمہ زنی کے لیئے وہ سرسبز قطعات ملک تھے جو دریاے وولگا سے سیراب ہوتے ہین۔ اس دریا کے کنارے پر اُنہون نے سراے کا شہر جو اُنکا دارالحکومت تھا آباد کیا تھا۔ اور یہی پایہ تخت تھا جہان روس کے بادشاہ خان سیر اوردا کو خراج بھیجا کرتے تھے۔ برکہ خان کے اسلام لانے سے اور سلطنت مصر سے اُسکے تعلقات سے جو زمانہ مابعد مین پیدا ہوے اسلام کی بڑی ترقی کی۔ برکہ خان کی طرح سیر اوردا کے اُمرا اور ارکین دولت بھی جو نسل مغل سے تھے رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے۔ لیکن بعض مغل جرگون نے مخالفت بھی کی کہ اسلام اُن مین شائع نہ کیا جاوے۔ اور جب خان سیر اوردا کے مسلمان ہونے کا اعلان ہوا تو ان لوگون نے

---

[1] ابوالغازی - ترجمہ - صفحہ ۱۶۶ - ۱۶۸ -

برکہ خان کو تاج و تخت کا اہل نہ سمجھا - اور ہلاکو خان کو خانیت سیرا وردا پر مسلط ہونے کے لیے لکھا - یہہ مخالفت ایسی بڑہی کہ جرگہ توگائی جدا فرقہ کی حیثیت سے قائم ہوگیا - اس جرگہ نے اپنا نام برکہ خان کے سپہ سالار توگائی خان کے نام پر رکہا تہا - جب سیرا وردا کے اور شہزادے بہی مسلمان ہوگئے تو جرگہ توگائی بدستور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا - اور جن مغلون نے اپنا مذہب ترک نہ کرنا چاہا انہون نے جرگہ توگائی کی طرف رجوع کیا توگائی خان کی بیٹی جسکی شادی ایک شامانی المذہب مغل سے ہوی تہی کچہہ عرصہ کے بعد مسلمان ہوگئی اور اُسکو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سہنے پڑے؎۱ -

ازبک خان کو جو سنہ ۱۳۱۳ء سے سنہ ۱۳۴۰ء تک سیرا وردا کا خان رہا مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی شہرت ہوئی - لیکن مغل اس سردار سے یہ کہا کرتے تہے کہ " جو کچہہ تمکو چاہیے وہ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری ہے - ہمارے مذہب سے تمہین کیا بحث - ہم کیون چنگیز خان کا مذہب چہوڑ کر عربون کا دین قبول کرین " لیکن باوجود سخت مخالفتون کے جو ازبک کو پیش آئین اُسنے کثرت سے اُن لوگون کو اُس مذہب مین شامل کرلیا جسکا وہ خود نہایت سرگرم حامی تہا اور یہ صرف اُسی کی کوشش تہی کہ جس ملک کا وہ خان تہا اُس ملک مین اسلام شائع ہوگیا؎۲ -

ازبک خان ہی کا اثر وسط ایشیا کے جرگہ ازبک مین پہونچا جسکا نام اس خان کے نام سے چلا اور اُسی کے عہد مین غالباً اس قوم ازبک نے اسلام قبول کیا - سلطان ازبک نے اسکی تدبیر بہی سوچی کہ کسی طرح ملک روس مین اسلام پہیل جاوے؎۳ لیکن اسمین وہ کامیاب نہوا اگرچہ روس کے ملک مین مغلون کو دو سو برس سے بہت قوت حاصل تہی لیکن ملک کے باشندون پر انکی کسی بات کا خاصکر مذہب کا مطلق اثر نہ پڑا - سلطان ازبک خان کو اشاعت اسلام کا حد درجہ خیال تہا لیکن باوجود اس خیال کے عیسائی رعایا کو اُسنے بالکل مذہبی آزادی دے رکہی تہی اور انکی مذہبی رسوم مین کسی طرحکی دست اندازی نہ کی جاتی تہی بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت

؎۱ ہوورتہ دوسری جلد صفحہ ۱۰۱ - ؎۲ ابوالغازی ترجمہ صفحہ ۱۸۰ - ؎۳ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۷۳ -

کی بہی اجازت اُسنے دے رکہی تہی مسلمانون کے طریق مصلح کل کے ثبوت مین اور غیر مذہب والونکو
مذہبی آزادی دینے کی شہادت مین جو تاریخی دستاویزین ملتی ہین اون مین سب سے بڑہ کر
وہ فرمان ہے جو ازبک خان سیر واروانے مطران بطرس امیٹروپولیٹن پیٹر کے نام جاری
کیا- فرمان یہہ ہے-

"خدائے بزرگ کے حکم اور قدرت سے اُسکی عظمت اور رحمت سے اُزبک کا مراسلہ ہمارے
سردارون کے نام خواہ اعلیٰ ہون یا ادنی کسی شخص کو نہین چاہیئے کہ مطرانی کے کلیسا
کی توہین کرے جسکا افسر بطرس ہے- اور نہ اُسکے نوکرون یا قسیسون کو بُرا کہے- کسی
آدمی کو نہین چاہیئے کہ اُنکے مال و اسباب یا آدمیون پر قبضہ کرے- جو شخص ایسا کریگا
اور ہمارے فرمان کو توڑیگا وہ خدا کے سامنے تقصیروار ہو کر عذاب کا مستوجب ہوگا اور ہماری
طرف سے اُسکو موت کی سزا ملےگی- مطران کو امن و حفاظت کے ساتہہ رہنے دینا چاہیئے
تا کہ انصاف اور اطمینان قلب سے وہ یا اُسکا نائب مذہبی معاملات کے انصرام مین مصروف
رہے- ہم اقرار کرتے ہین کہ نہ ہم خود اور نہ ہماری اولاد اور نہ ہماری قلمرو کے بادشاہ اور
نہ ہمارے ملکون کے صوبے عیسوی کلیسا یا مطران کے معاملات مین دست اندازی کرینگے
اور نہ اُنکے شہرونمین اور نہ اُنکی شکارگاہون اور مچہلی پکڑنے کی جگہون مین اُنکے مزاحم ہونگے
اور نہ اُنکے شہد کے چہتون اور اُنکی زمینون سے اور نہ اُنکے میدانون اور جنگلون اور قصبات
اور دیگر مقامات سے جو اُنکے عاملون کے انتظام مین ہونگے اور نہ اُنکے انگورستانون سے
نہ اُن کی چکیون سے اور جاڑے مین مویشیون کی رہنے کی جگہہ سے یا کلیسا کے مال اور اسباب
سے ہمکو کسی طرح کا تعرض ہوگا- مطران کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دور رہنے دو اور اُسکو
ہمارے لیئے اور ہماری اولاد اور قوم کے لیئے اطمینان قلب کے ساتہہ خدا سے دعا کرنے
دو- کوئی شخص جو کلیسا کی کسی مقدس چیز پر ہاتہہ ڈالیگا وہ گناہگار ہوگا اور خدا کا قہر اُس پر نازل
ہوگا اور موت کی سزا اُسے ملےگی تا کہ اور لوگ اُس سے عبرت پکڑین- جسوقت خراج جسمین

چونگی یا ہل اور جوے کا محصول یا آدمیون کا محصول شامل ہے لیا جاوے یا جسوقت ڈاک کے لیئے گھوڑے کسی سے طلب کیئے جاوین یا ہم فوج کے لیئے رعایا مین سے آدمی بہرتی کرین تو بڑے کلیساؤن سے جو مطران بطرس کے تحت مین ہین کچہہ نہ لیا جاوے اور نہ اُنکے قسیسون سے کچہہ وصول کرنا چاہیئے جو کچہہ قسیسون سے لیا جائیگا وہ تگنا کرکے دینا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ اُنکے آئین و قوانین کا اُنکے گرجاؤن اور خانقاہون کا ادب کیا جاوے اور جو کوئی اُنکے مذہب کو متہم کریگا یا اُسکی توہین کریگا وہ کسی عذر یا حیلہ سے بے قصور تصور نہ ہوگا بلکہ موت کی سزا اُسکو ملے گی۔ قسیسون اور اُسقفون کے بہائی اور بیٹے جو ایک ہی دسترخوان پر کہاتے ہون اور ایک ہی چہت کے نیچے رہتے ہون اُن کو بہی یہہ سب حقوق حاصل ہون گے"[۱]

سلطان اُزبک خان کے اس فرمان مین خالی لفظ ہی لفظ نہ تہے بلکہ جس مذہبی آزادی کا وعدہ ہوا وہ فی الواقع عیسائیون کو ملی۔ اور اُسکے ثبوت مین وہ مراسلہ ہے جو ۱۳۳۸ء مین پوپ جان نبت و دوم نے سلطان ازبک کے پاس بہیجا اور خان سیراوردا کا شکریہ ادا کیا کہ اُسنے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی[۲] اُزبک کے جانشینون مین اشاعت اسلام کے لیئے وہ ہمت اور جوش نہ تہا جو خود ازبک کے دل مین موجود تہا اور جہان اس بادشاہ کو اسلام پہیلانے مین کامیابی نہ ہوی وہان اُسکے جانشینون کو کیا کامیابی ہوسکتی تہی۔ جسوقت تک روس کی رعایا محصول دیئے جاتی تہی اسکو آزادی تہی کہ جس طرح چاہے اپنے دین و آئین پر قائم رہے۔ عیسائی مذہب اُسکی زندگی کا ایسا جزو ہوگیا تہا کہ اگر اس دین سے اسکو علحدہ کرنے کی کوشش بہی کیجاتی تو کامیابی نہ ہوتی۔ کیونکہ دریاے ولگا کے کنارون پر مغلون کے آباد ہونے سے تین سو برس پہلے عیسوی دین باشندگان روس کا قومی مذہب بن چکا تہا۔

[۱] کارامسین۔ چوتہی جلد صفحہ ۳۹۱-۳۹۴ [۲] ہامر پرگستال "تاریخ سیراوردا اور قبچاق" صفحہ ۲۹۰-

مغلون سے سو برس پہلے بلغاریا کے مسلمانون نے روسیون کو مسلمان کرنا چاہا
تھا مگر وہ کامیاب نہ ہوے۔ دسوین صدی عیسوی مین دریای ولگا کے کنارون پر بلغاریہ
کے مسلمان آباد تھے اور یہہ لوگ غالباً اُن مسلمان تاجرون کی ہدایت سے مسلمان ہوے
تھے جو شمالی ملکون مین پشمینہ وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تھے۔ غالباً سنہ ۹۲۱ع مین یہ تاجر
روسیون مین پہونچے کیونکہ سنہ ۹۲۱ع مین خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیون کے پاس سفیر بھیجے
تھے تاکہ جو روسی اسلام لے آئے ہین اُنکے دین کو استحکام دیا جاوے اور علم دین کی
اُن کو تعلیم و تلقین ہو۔[۵]

ان بلغاری مسلمانون نے وال دمیر کو جو اُنکے وقت مین روس کا بادشاہ تھا مسلمان
کرنا چاہا۔ ایک روسی مورخ نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ بت پرستی
سے بہتر کوئی مذہب اختیار کرے۔ لیکن وال دمیر نے شراب کی ممانعت اور ختنہ کی رسم کو
تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمان اُسکے اس انکار کو توڑ نہ سکے۔ اس بادشاہ نے مسلمانون
سے کہہ دیا کہ روسی کبھی شراب پینی نہ چھوڑینگے کیونکہ یہی چیز اُنکی زندگی کا سب سے
زیادہ خوش کن مشغلہ ہے مسلمانون کی طرح یہودی بھی جو بحر خزر کے ساحل سے خزر
کے ملک مین آئے تھے روسیون کو اپنے دین پر نہ لا سکے۔ البتہ خزر کے بادشاہ کو
اُنھون نے موسوی دین کا معتقد کر لیا۔ وال دمیر نے یہودیون کے مذہبی عقائد و دلائل کا حال سنکر
اُن سے پوچھا کہ تمھارا ملک کہان ہے۔ یہودیون نے کہا "بیت المقدس ہمارا ملک
ہے لیکن خدا کا عتاب ہم پر نازل ہوا اور ہم تمام دنیا مین منتشر کر دیے گئے" بادشاہ یہ سنکر
بولا خدا کے معتوب ہو کر بھی دوسرون کو اپنا دین سکھاتے ہو۔ جاؤ ہمکو شوق نہین ہے
کہ تمھاری طرح ہم بھی بے وطن ہو جاوین۔" لیکن یونانی کلیسا کے ایک اُسقف نے
وال دمیر کی طبیعت پر اسطرح اثر ڈالا کہ عیسائی مذہب کے علاوہ جسقدر مذہب تھے
اُنپر مختصر اعتراض کر کے عیسوی دین کی تعلیم کو آفرینش عالم اور حضرت آدم کے قصہ سے

(۵) باشکرد معہ بلغاریان " مرتبہ ابن فضلان - یاقوت - ترجمہ صفحہ ۲۶۷ سنہ ۱۸۲۲ع - ابو عبید البکری صفحہ ۲۰

لیکن کلیسائی یونان کی سات مذہبی مجلسون کے انعقاد تک جنکے فیصلون کو یونان کے کلیسا نے تسلیم کیا تہا بیان کر گیا۔ اور پہر بادشاہ کو قیامت کی تصویر دکہائی جس مین خدا کے پاک پیارے بہشت مین داخل ہوتے تہے اور گناہگار دوزخ مین جہونکے جاتے تہے۔ اس سقف نے بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر اُسنے اصطباغ لیا تو ”آسمان سے اُسکو ورثہ ملیگا“

لیکن وال دمیر کا یہہ قصد نہ تہا کہ بے سوچے سمجہے بت پرستی چہوڑ کر کوئی نیا مذہب قبول کرے۔ چنانچہ اُسنے اپنے سلطنت کے تمام عمائد و رؤسا کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا۔ ان لوگون نے عرض کیا کہ ”اے بادشاہ وال دمیر۔ ہر شخص اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ اگر تجہکو بہترین مذہب کی تلاش ہے تو عقلمند لوگون کو مختلف ملکون مین بہیج تاکہ وہ دریافت کرین کہ قومون مین سے کون سی قوم ہے جو اپنے خدا کی اُسکی شان اور عظمت کے لائق طاعت و تعظیم کرتی ہے“ بادشاہ نے یہہ سنکر دس آدمیون کو جو بڑے صاحب عقل مشہور تہے اس کام کے لیئے تجویز کیا۔ یہہ لوگ روانہ ہوکر بلغاریہ کے مسلمانون مین پہونچے لیکن دیکہا کہ مسلمانون کی مسجدین ادنی قسم کی ہین اور طریقہ عبادت مین بہی کچہہ شان و شوکت کا اظہار نہین ہے۔ مسلمان کی صورتین بہی اُنکو مغموم اور سنجیدہ نظر آئین۔ جرمنی کے رومن کیتہولک عیسائیون کی مذہبی رسوم مین بہی کچہہ آب و تاب باقی نہ رہی تہی۔ غرض یہہ لوگ قسطنطنیہ مین پہونچے اور قیصر روم نے اپنے لوگون سے کہا کہ ”ان روسیون کو ہمارے خدا کا جلال دکہا دو“ پس یونانی عیسائی ان روسیون کو سانتا صوفیا کے کلیسا مین لے گئے جہان بطریق پر تکلف لباس پہنے ہوے نماز پڑہاتا تہا۔ گرجا کی شان و شوکت قسیسون کے قیمتی لباس۔ قربانگاہون کی زیب و زینت۔ بخور کی خوشبوئین۔ نمازیون کا سکوت اور ہر طرف ایسا حیرت کا عالم طاری پایا کہ ان وحشی روسیون کے دل حیرت اور تعجب سے لبریز ہوگئے۔ وہ سمجہے کہ بس یہی مکان ہے جو خدا کے رہنے کی جگہہ ہے اور یہہ ہی جگہہ ہے جہان وہ اپنا جمال فانی انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ غرض جب یہہ وحشی کیف کے شہر کو واپس آئے تو بادشاہ کے

سامنے ساری سرگذشت بیان کی مسلمانون کے مذہب کا ذکر اُنہون نے حقارت سے کیا اور رومن کیتھولک مذہب کی حمایت مین بھی کچھہ نہ بولے - لیکن کلیسای یونان کی تعریف بڑے جوش و خروش سے کی - اور یہہ کہا کہ "جس شخص نے ایک دفعہ میٹھے شربت کو لبون سے لگایا ہو پھر وہ تلخ چیز سے ہمیشہ نفرت کریگا - پس جب ہمکو یونانی کلیسا کے مذہب کا علم ہوگیا تو ہم اور کسی مذہب کی خواہش نہین کہہ سکتے" والدمیر نے ایک دفعہ اور امرای سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا لیکن اُنہون نے کہا "اگر یونانی کلیسا کا دین سب سے فائق نہ ہوتا تو والدمیر کی دادی اولگا جو عورتون مین سب سے زیادہ دانشمند تھی کبھی اس مذہب کو قبول نہ کرتی" اب والدمیر نے کچھہ تذبذب نہ کیا اور سنہ ۹۸۸ء مین وہ عیسائی ہوگیا - اور جس دن یہہ مذہب اختیار کیا اسی دن اُن بتون کو توڑ ڈالا جنکی پرستش اُسکے باپ دادا کیا کرتے تھے - اور فرمان جاری کیا کہ روس کے کل باشندے خواہ آزاد ہون یا غلام امیر ہون یا مفلس فوراً عیسائی مذہب کا اصطباغ لین[1] -

غرض اس طریقہ سے عیسائی مذہب روسیون کا قومی مذہب ہوگیا - مغلون کی فتح کے بعد روسیون اور تاتاریون کے مختلف قومی خصلتون نے ان دونون قومون کو آج تک علیحدہ رکھا ہے اور تاتاریون کی حکومت سے روسیون کی نفرت اور عیسوی مذہب سے اُنکا مستحکم تعلق اور مذہبی امور مین تاتاریون کی سہل انگاری وہ چیزین تھین جنہون نے روس کے محکوم باشندون کو اپنے فاتحون کا مذہب اختیار نہ کرنے دیا - یہہ فرض کیا گیا ہے کہ خالص شراب پینے کی ممانعت نے روسیون کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا -

لیکن پھر بھی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ملک روس مین اسلام پھیلانے کے لیے مغلون نے کچھہ نہ کیا - کریمیا کے مسلمانون کی صورتین جنکو تاتاری نسل سے فرض کیا جاتا ہے یونانیون کے چہرون سے بہت مشابہ ہوتی ہین - اور اس وجہ سے قیاس کیا گیا ہے کہ مسلمانون نے یونان

---

[1] کارامسین - توم ۱ صفحہ ۲۵۹ - ۲۷۱ -

اور اٹلی کے عیسائیون کو جو جزیرہ نماے کریمیا مین آباد تھے مسلمان کر کے اپنی جماعت مین شامل کر لیا اور اسی جماعت مین کریمیا کے اصلی باشندون اور گیتوئی قوم کی مسلمانون کی اولاد شامل ہے[۵۱]۔ سترھوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ کریمیا کے مسلمان تاتاریون نے اپنے غلامون کو ترغیب دی کہ وہ مسلمان ہوجاوین اور اکثر غلامون کو آزادی کے وعدہ پر مسلمان کر لیا[۵۲]۔

دریاے والگا کی فن قوم کے لوگ بھی ان نومسلمون مین سے تھے جنکو تاتاریون نے مسلمان کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جرمس قوم کے لوگ براے نام عیسائی ہین۔ اب اُن مین سے بعض لوگ روسی طریقہ اختیار کرتے جاتے ہین لیکن اُنکے گاؤن کے گاؤن مسلمان ہو چکے ہین۔ چوواش کے لوگ بھی جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اور جرمس کے ہم قوم ہین مسلمان ہوگئے ہین۔ اگر روسی گورنمنٹ کی طرف سے مسلمانون کو اشاعت اسلام مین وہ ہی حقوق ملے ہوے ہوتے جو عیسائی مذہب کو اپنی اشاعت کے لیے حاصل ہین تو غالبًا قوم فن کے کل لوگ جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین ابتک مسلمان ہوگئے ہوتے[۵۳]۔

دعوت اسلام کی تاریخ مین سب سے عجیب و غریب واقعہ وسط ایشیا کی قوم قرغیز کے اسلام لانے کا ہے۔ اٹھارھوین صدی عیسوی مین اس قوم مین اسلام لانے کی ترغیب تاتاری مسلمانون کی طرف سے ہوی جنکو روسی گورنمنٹ نے وہان بھیجا تھا قرغیز کے لوگ ۱۷۳۱ء سے سلطنت روس کے محکوم ہونے شروع ہوے اور ایک سو بیس برس تک گورنمنٹ روس کی طرف سے تمام ملکی تحریرین تاتاری زبان مین لکھی ہوی اُنکے پاس اس خیال سے بھیجی جاتی تھین کہ قرغیز کی قوم اُسی نسل سے ہے جس نسل سے دریاے والگا کے تاتاری ہین۔ دوسری غلطی جو روسی گورنمنٹ سے ہوی وہ یہ تھی کہ قرغیز کو روس کی گورنمنٹ نے مسلمان فرض کر لیا تھا حالانکہ اٹھارھوین صدی مین قرغیز کے تقریبًا کل آدمی شامانی مذہب رکھتے تھے چنانچہ

[۵۱] رکلو۔ توم ۵ صفحہ ۱۰۲۔ [۵۲] "رلاسیون دے تاتار یا یجیی دے لوکا" صفحہ ۱ (تیونو۔ توم ۱)۔ [۵۳] رکلو توم ۵ صفحہ ۴۰۰، ۳۰۰

اُنکے بہت لوگ ابھی تک اسی دین پر قائم ہین جسوقت قرغیز کا ملک سلطنت روس مین شامل کیا گیا تو بجز اُنکے چند سردارون کے کسی کو اسلام کا علم نہ تہا اور یہہ سردار بہی دین اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھے - بلکہ اس مذہب کا بہت خلط ملط اور غیر واضح علم رکھتے تھے - تمام قوم مین ایک مسجد یا ایک ملا تک موجود نہ تہا - غرض قرغیز مین اسلام کی اشاعت کا سبب یہہ ہوا کہ روسیون نے اُنکو مسلمان سمجھکر اُنکے ساتھہ وہی برتاؤ کیا جو مسلمانون کے ساتھہ وہ رکھتے تھے - مسجدون کی تعمیر کے لیئے بڑی بڑی رقمین اُنکے پاس بھیجین اور اسلامی مدارس جاری کرنے کے لیئے ملا اور معلم روانہ کیے گئے تاکہ بچون کو دینی تعلیم ہو - طالبعلمون کے بسر اوقات کے لیئے وظیفہ کچھہ روپیہ دیا جاتا اور والدین کو روپیہ سے اور اور طریقون سے ترغیب دی جاتی تہی کہ اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے وہ اپنے بچون کو مدرسے مین بٹھائین - اس بات کا ثبوت کہ کوہستانی قرغیز مین روسی گورنمنٹ کی طرف سے اسلام کی اشاعت ہوی یہہ ہے کہ قرغیز کی وہ قومین جو یورپ سے متصل آباد ہین اکثر مسلمان ہوگئی ہین - لیکن جو مشرق مین رہتی ہین اون مین اسلام ابھی تک کمزور ہے یہانتک کہ خیوا اور بخارا اور خوقند کے قرب و جوار مین قرغیز کے جرگے خانہ بدوش رہتے ہین - اُن مین شامانی مذہب ابتک چلا آتا ہے حالانکہ یہ ملک صدہا برس سے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت رکھتے ہین - کوئی اور نظیر غالبًا ایسی نہین ہے جسمین کسی عیسائی گورنمنٹ نے (اس طرح نادانستہ) اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی ہو اور اسیوقت مین جب کہ روسی گورنمنٹ خود یورپ کے مسلمانون مین عیسائی مذہب کو زور و ظلم کے وسائل سے جاری کرنے کی کوشش کر رہی تہی - عیسوی مذہب کی یہ اشاعت اُسی سلسلہ مین تہی جبکہ سترہوین صدی عیسوی مین خانیت کازان کی فتح کے بعد روسی گورنمنٹ نے تاتاریون کو زبردستی عیسائی کرنا شروع کیا تہا - پادریون کو پولس اور محکمہ مال کے حاکمون سے اپنے

۱؎ وسط ایشیا کے متعلق روسیون کی حکمت عملی ۔ مصنفہ پروفیسر گریگوریف - (شور ترکستان) دوسری جلد صفحہ ۴۰۵-۴۰۶ - پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۷ع)

کام مین مدد ملتی تہی ۔ تہوڑے سے تاتاری البتہ عیسائی ہو گئے ۔ لیکن ایک عیسائی مصنف
نے لکہا ہے کہ "یہہ لوگ نہایت بے شرمی سے عیسائی ہو جانے پر بہی تاتاری رسوم کے پابند
رہتے ہین ۔ عیسائی مذہب کا نہ انکو علم ہے اور نہ وہ اُسکو دل سے مانتے ہین ۔" جسوقت
پادریون کی تعلیم و تلقین کارگر نہ ہوی تو روسی گورنمنٹ نے اپنے اہلکارون کے پاس حکم بہیجا
کہ "ایسے لوگون کو جو عیسائی ہو گئے ہین اور مطران کے احکام کو نہین مانتے اول اُنکو سمجہایا جاوے
کہ تاتاری مذہب سے خائف ہو کر وہ اُسکو چہوڑ دین ۔ لیکن اگر اسپر بہی وہ نہ مانین تو اُنکو قید کرو
اور لوہے کی زنجیرون مین جکڑ دو ۔" جب یہ سخت حکم بہی بیکار ثابت ہوا تو ۱۸۶۵ء مین بلکہ کیتہرائن
دوم نے حکم دیا کہ جسقدر تاتاری عیسائی ہوے ہین وہ اس مضمون کا ایک دستخطی اقرار نامہ داخل
کرین کہ "وہ کفر کی غلطیون سے قطعی پرہیز کرینگے کافرون سے کوئی تعلق نہ رکہینگے بلکہ بغیر
تذبذب کے دل سے عیسائی دین اور اُسکے عقائد کی پابندی کرینگے ۔" مگر باوجود ان تمام
باتون کے وہ تاتاری جنکو "عیسائی کہا جاتا تہا" عیسوی مذہب سے ایسے ہی دور رہے جیسے
سولہوین صدی عیسوی مین تہے گو سرکاری رجسٹرون مین اُنکا نام عیسائیونکی فہرست مین لکہا تہا
لیکن وہ نہایت استقلال اور ہمت کے ساتہہ اُن تمام کوششون کا مقابلہ کرتے رہے
جو اُن کو عیسائی بنانے کے لیئے کی جاتی تہین ۔ ۱۸۷۲ء عیسوی مین ایک نیم سرکاری مضمون چہپا
تہا جسمین مضمون نگار نے لکہا تہا کہ "عیسائی مذہب ترک کرنے کے واقعات اُسی وقت سے
پیش آئے جبکہ لوگون کو عیسائی مذہب مین پختہ کرنے کے لیئے طرح طرح کی کوششین کی جاتی تہین
اسلیئے کوئی قوی دلیل اس بات کی ضرور ہوگی کہ لوگون نے عیسوی مذہب ایسے وقت مین کیون
ترک کیا جبکہ اُسکے خلاف توقع ہونی لازمی تہی ۔" اسکی اصل وجہ یہ تہی کہ یہ تاتاری مسلمان تہے اور دل
سے مذہب اسلام کے پیرو تہے ۔ اسلیئے انہون نے اُن تمام طریقون کی مخالفت کی جن
سے ان ظاہر اعیسائیون کو حقیقی عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تہی ۔[1] آج کل بہی وہی گورنمنٹ

[1] مکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۳ ـ ۲۴۴ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء چوتہی ایڈیشن) ۔

تاتاری عایا مین عیسوی مذہب کے مدرسے جاری کر کے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش مین ہے اور اس طریقہ سے اسکو امید ہے کہ تاتاریون کے بچے عیسائی ہوجاوینگے ـ تاتاریون کو عیسائی بنانے کے لیئے سوای مدرسہ جاری کرنے کے اور کوئی طریقہ کارگر نہین ہے ـ ایک روسی پروفیسر لکہتا ہے کہ "کازان کے تاتاریون کو عیسائی کرنا نہایت دشوار ہے لیکن گاؤن اور قصبون سے کم عمر لڑکے ایسے مل جاتے ہین جنکو خدا سے خوف کرنیکی تعلیم دی جا سکتی ہے جب ایک دفعہ یہہ تاتاری لڑکے ہمارے ساتہہ ہوجاتے ہین تو پہر کبہی وہ عیسائی مذہب سے سرنہین پہیرتے[1] اسکی ایک وجہ یہہ بہی ہے کہ روسیون کے ضابطۂ فوجداری مین بہت سی دفعات ایسی ہین جنکی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والون کو سزا مل سکتی ہے اور کوئی شخص جو عیسائی کو مسلمان کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوتا ہے وہ تمام حقوق سے محروم ہوکر آٹہہ برس سے دس برس تک کی قید سخت کی سزا پاتا ہے[52] ـ لیکن باوجود ان سخت قوانین کے اسلام کو ترقی ہے اور گاؤن کے گاؤن مسلمان ہوجاتے ہین اسلام کی اشاعت خاص کر اُن قومون مین ہے جو روس کے شمال مشرقی ملکون مین آباد ہین[53]

سائبیریا کے تاتاریون مین دعوت اسلام کے چند واقعات دریافت ہوتے ہین سولہوین صدی عیسوی سے پہلے اس ملک مین اسلام کا چرچا نہ ہوسکا ـ اگرچہ اس زمانہ مین دعاۃ اسلام اس ملک مین کبہی کبہی اس توقع سے آتے رہے کہ بت پرستون کو مسلمان کرینگے لیکن اُن مین سے اکثر کو سواے اسکے کچہہ حاصل نہ ہوا کہ شہادت کا رتبہ مل گیا ـ کوچم خان کے عہد مین جب سائبیریا کا ملک مسلمانون کے قبضے مین آیا تو وہ اعیان اسلام مین سے سات آدمیون کی تبرین ایک شیخ کو

---

[1] ہیپورتہہ ڈکسن "آزاد روس" دوسری جلد صفحہ ۲۸۰ (لندن سنہ ۱۸۷۰ع) [52] اسکی نظیر یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۸۳ع مین موضع ابوزان کے چند تاتاری کاشتکار اس جرم مین ماخوذ ہوکر کازان کی عدالت مین حاضر کیئے گئے کہ وہ عیسائی مذہب چہوڑ کر مسلمان ہوگئے ہین ـ ملزمون نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے مسلمان ہین ـ لیکن عدالت نے اس بیان کو نہ سنا اور سات آدمیون کو قید سخت کی سزا اس جرم مین دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب چہوڑ کر مسلمان ہوے ـ بہت لوگ جنہون نے عیسائی مذہب ترک کیا سزا پاکر سائبیریا بہیج دیے گئے ـ " اناتول لیرا بولیو ـ لیمپیر دے ستارے دے روس " توم ۳ ـ صفحہ ۶۴۵ ـ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۸۹ع و سنہ ۱۸۹۳ع عیسوی)

[53] میکنزی والس " روس " پہلی جلد صفحہ ۲۴۵ ـ

دریافت ہوئین جو بخارا سے اُنکی تلاش مین سائبیریا مین آیا تہا اور چاہتا تہا کہ ان بزرگان سلف کی کوئی یادگار جو خدا کی راہ مین شہید ہوے تہے سائبیریا مین قائم ہو جاوے اس شیخ نے ان ساتون شہیدون کے نام تبلائے اور اخیر صدی تک سائبیریا کے تاتاریون مین ان کو بہت مانا جاتا تہا[1] سنہ ۱۵۸۲ء کے وقت جسوقت کوچم خان جو جوجی ابن چنگیز خان کی نسل سے تہا سائبیریا کو فتح کر کے یا وہان کے باشندون کی مرضی سے جسکا خان لاولد مرا تہا[2]۔ اس ملک کا خان ہوا تو اُسنے رعایا کو مسلمان کرنے مین بہت کوشش کی اور بخارا کو آدمی روانہ کیے تاکہ واعظ اور داعیان اسلام اس کارحسنہ مین مدد دینے کے لیئے سائبیریا مین آوین۔ ایک داعی اسلام نے جو بخارا سے سائبیریا کو روانہ کیا گیا تہا اپنا حال لکہا ہے کہ کس طرح وہ اور اُسکا ایک ساتہی کوچم خان کے دارالحکومت مین جو دریاے اِرتش کے کنارہ پر واقع تہا پہونچا۔ دو برس کے بعد اُسکے ساتہی نے انتقال کیا اور کسی وجہ سے جو بیان نہین کی گئی یہ داعی اسلام کوچم خان کے دارالحکومت سے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ خان سائبیریا نے جب دوبارہ بخارا سے مدد طلب کی تو یہی شخص ایک آدمی کو ساتہہ لیکر سائبیریا مین اسلام کی اشاعت کے لیے آیا[3]۔ کازان سے بہی داعیان اسلام اس ملک مین آئے۔ لیکن روسیون کی فتوحات نے کوچم خان کی کوششون کا خاتمہ کر دیا اور اس اسلامی تحریک مین بہت کام باقی رہ گیا جسکی خاص وجہ یہہ بہی تہی کہ بعض تاتاری جرگون نے جو کوچم خان کے محکوم تہے اسلام قبول کرنے سے سخت مخالفت ظاہر کی تہی۔

روسیون کی فتوحات نے اگرچہ اسلام کی ترقی مین خلل ڈالا مگر یہہ ترقی کسی حال مین بند نہ ہو سکی۔ بخارا اور وسط ایشیا کے علماے دین اور کازان کے مسلمان تاجر سائبیریا کے لوگون مین بڑی سرگرمی سے اپنا مذہب شائع کرتے رہے۔ سنہ ۱۷۴۵ء عیسوی مین برباکے

---

[1] جی۔ ایف۔ مولر۔ "ساملنگ روسیشر گشیختے" ساتوین جلد صفحہ ۱۹۱۔ [2] جی۔ ایف۔ مولر۔ "ساملنگ روسیشر گشیختے"۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۸۳-۱۸۴۔ [3] رادلوف۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۴۷۔

تاتاریون مین جو دریاے ارتش اور اوب کے دوآبہ مین آباد تہے اسلام پہیلنا شروع ہوا۔ موجودہ صدی کے شروع مین یہ تاتاری بت پرست تہے لیکن اب وہ سب مسلمان ہین[۵۱] اقوام قرغیز کے اسلام لانے کا حال ہم لکہہ چکے ہین اور باقی قومون کے حالات کہ اُنہون نے کس طرح اسلام قبول کیا بالکل تاریکی مین ہین لیکن غالبًا زمانہ حال مین یہ قومین مسلمان ہوی ہین۔ آج کل جن وسائل سے تاتاریون مین اسلام کی اشاعت ہوی ہے اُن مین یہہ طریقہ بہت دلچسپ ہے کہ قرغیز کے گیتون مین قصہ اور کہانیون کے ساتہہ اسلام کے حقائق بہی بیان ہوتے ہین جو تاتاریون کے دل پر اثر کر جاتے ہین[۵۲]۔

---

[۵۱] یادرن زف - صفحہ ۱۳۹ - رادلوف پہلی جلد صفحہ ۱۴۲ -

[۵۲] رادلوف پہلی جلد - صفحہ ۲۷۴ - ۲۷۹ -

باب نہم

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

اکثر عہد نویس یا زمانۂ مابعد کے مورخون نے ہندوستان پر مسلمانون کی چڑہائیون کا ذکر اور اس ملک مین اسلامی سلطنت کے قائم اور سرسبز ہونے کے حالات لکھے ہین لیکن کسی مورخ نے آج تک یہ کوشش نہین کی کہ میدان جنگ کی فتوحات اور نظم عدالت کے کارنامون سے اشاعت مذہب کے حالات علیحدہ کر کے دعوت اسلام کی تاریخ جدا لکھتا۔ یہ امر فی الحقیقت بہت لوگون کو ناممکن معلوم ہوا ہوگا کیونکہ ہندوستان خصوصیت کے ساتہہ ایسا ملک خیال کیا جاتا ہے جہان اسلام کے رائج ہونے اور رائج رہنے کا سبب یہہ ہوا کہ غیر ملکون کے مسلمان جو ملکون کو فتح کرتے پہرتے تہے اس ملک مین آباد ہوے اور اپنا مذہب اپنی اولاد مین چہوڑ گئے یا جہان کہین اُسکی اشاعت کی تو زور وظلم کے وسائل سے کام لیا۔ چنانچہ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانون نے تبلیغ اسلام مین جو کچہہ ہمت اور جوش دکہایا یا وہ اپنی اصلی صورت مین اس طرح ظاہر ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے برہمنون کو قتل کیا اور اورنگ زیب نے ہندؤون پر ظلم کیئے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ہندوؤن کو زبردستی مختون کر کے مسلمان کیا اور ایسی ہی اور سختیان لوگون پر کی گئین۔

لیکن پانچ کروڑ ستر لاکہہ مسلمانون مین سے جو ہندوستان مین آباد ہین کثرت سے لوگ ایسے نومسلم یا نومسلمون کی نسل سے ہین جن پر مسلمان ہونے کے لیئے کسی طرح کا جبر یا تشدد نہین ہوا بلکہ دعاۃ اسلام کی تعلیم وہدایت سے اُنہون نے بخوشی اسلام قبول

کیا - اس قسم کے مسلمانون کی جماعت اُن مسلمانون سے جو زبردستی مسلمان کیئے گئے اور اُن مختلف النسل لوگون سے جو ہندوستان کے مسلمانون مین شمار کیے جاتے ہین جدا نظر آتی ہے - ہندوستان کے مسلمانون کو دو طرح پر تقسیم کیا جا سکتا ہے - ایک قسم کے مسلمان تو وہ ہین جو غیر ملکون ہی سے مسلمان آئے اور اس ملک مین آباد ہوے دوسری قسم کے مسلمان وہ ہین جو ہندوستان کے قدیم مذہبون مین سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتون اور زمانون مین تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے اُنکو مسلمان کر لیا گیا - اب غیر ملکون کے مسلمان جو ہندوستان مین آباد ہوے اُنکو بھی تین گروہون مین ترتیب دے سکتے ہین - اول گروہ جو تعداد مین بھی سب سے زیادہ ہے وہ ہے جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان مین آباد ہوا اور جسکے لوگ ملک سندھ و پنجاب مین خاص کر موجود ہین - دوسرا گروہ وہ ہے جسمین مختلف مسلمان شاہی خاندان جو ہندوستان مین گذرے ہین اُنکے اہلکارون اور سپاہ کی اولاد شامل ہے - یہ گروہ بھی زیادہ تر شمالی ہندوستان مین اور کسیقدر دکن مین آباد ہے - تیسرے یعنی اخیر گروہ مین غالباً اہل عرب کی نسلین ہین جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہین اور جنکے آبا و اجداد ہندوستان مین سمندر کی راہ سے داخل ہوے[1] - لیکن غیر ملکون کے اسلامی خاندان جو ملک مین مستقل طور پر آباد ہوے اُنکا شمار سوای پنجاب اور پنجاب کے قرب و جوار کے اور کہین زیادہ نہین ہے - ہندوستان کے مسلمانون مین نصف سے زیادہ ایسے لوگ ہین جو اپنے نام کے ساتھ شیخ بیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتون مین سید کا لقب اختیار کرتے ہین - ان لوگون کے بھی دو حصہ ہین بڑا حصہ تو وہ ہے جسکے لوگ نو مسلم یا نو مسلمون کی نسل سے ہین اور جن بزرگون نے اُن کو مسلمان کیا اُنکا لقب انہون نے اختیار

---

[1] ہندوستان کی مردم شماری سنہ ۹۱ ۱۸ع - جنرل رپورٹ مولفہ بینز صفحہ ۱۶۷ (مطبوعہ لندن سنہ ۹۳ ۱۸ع -)

کرلیا یا کسی اور سبب سے سید۔ شیخ۔ مرزا یا خان ہوگئے۔[1] دوسرا حصہ وہ ہے
جسمین بعض لوگون نے بلاشبہہ اور حاکمون کے دباؤ سے اسلام قبول کیا۔ لیکن
باقی لوگ جنکی تعداد بہت ہے بطیب خاطر مسلمان ہوے۔ مورخون نے دعوت اسلام
کی تاریخ اور ان تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جن سے اس ملک مین
اسلام کی اشاعت ہوی۔ ہندوستان کی تمام ایسی تاریخون مین جو آسانی سے دستیاب
ہوتی ہین خواہ اس ملک کے مورخون کی لکھی ہوی ہون خواہ یورپین مصنفون کی تحریر سے
ہون صرف لڑائیون کے حالات یا بادشاہون کے کارنامے درج ہونے مین لوگون کی
مذہبی حالت کا ذکر جو مختلف وقتون مین رہی ہو ان کتابون مین نہین ملتا البتہ اگر اس مذہبی
حالت نے کبھی تعصب یا مذہب کی بنا پر ظلم وستم کی صورت پکڑی تو ضرور اسکا ذکر کردیا
جاتا ہے۔ مشائخ اور اولیای اسلام کے تذکرون سے یا ایسی روایات سے جو کسی جگہہ
کے لوگون مین مشہور چلی آتی ہون تبلیغ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہوجاتے
ہین جنکو لوگون کے پولیٹکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو۔ لیکن ان حالات کو بیان کرنے
سے پہلے ہم وہ واقعات لکھتے ہین جن مین حکومت کے زور سے اسلام پھیلا اور بادشاہون
نے تبلیغ کے کامون مین حصہ لیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لیکر جبکہ عرب سے
ایک مہم ساحل سندھ کو روانہ کی گئی اٹھارہوین صدی عیسوی تک سمت شمال مغرب سے
ہندوستان پر اسلامی لشکر کشون کا تار بندھا رہا جن مین سے بعض بڑی بڑی سلطنتون کے بانی
ہوے اور بعض فقط لڑتے مرتے ادہر بھی نکل آئے کچھ تو ایسے تھے جو لوٹ مار کر
کے چلے گئے اور بہت سی غنیمت ساتھ لے گئے اور کچھ وہ تھے جنہون نے ملک مین
آباد ہوکر ایسی سلطنتون کی بنیاد ڈالی جنکا اثر ملک مین آج تک موجود ہے۔ لیکن یہہ

[1] ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ع۔ جنرل رپورٹ مولفہ بنیز صفحہ ۱۲۶-۲۰۷۔

تحقیق نہین ہوتا کہ ان فاتحون مین سے کسی کے ساتھہ بہی واعظ اور داعیان اسلام ملک
مین آئے ہون یہہ بہی نہین کہہ سکتے کہ انکو مذہب کی طرف سے بے پروائی تہی کیونکہ
ان فاتحون مین سے بعض نے ہندوستان پر لشکرکشی کرنے کو مذہبی لڑائی تصور کیا تہا
چنانچہ محمود غزنوی اور تیمور کا یہہ ہی خیال تہا۔ تیمور نے دہلی فتح کرنے کے بعد توزک
تیموری مین لکہا ہے کہ "مجہہ کو دہلی مین آئے ہوے پندرہ دن ہوے ہین۔ یہہ
زمانہ مین نے بڑی خوشی اور مسرت مین صرف کیا۔ جشن ملوکانہ کیئے اور لوگون کو ضیافتین
دین۔ اسکے بعد مین نے خیال کیا کہ مین ہندوستان مین کافرون سے لڑنے آیا تہا۔
اور یہہ مہم ایسی مبارک ہوی کہ جہان کہین مین پہونچا ظفریاب ہوا۔ کئی لاکہہ کافرون اور
بت پرستون کو مین نے تہ تیغ کیا اور دین کی تلوار کو دشمنان اسلام کے خون سے رنگا۔
اس عظیم الشان فتح کے بعد خیال آیا کہ ایادہ آرام کرنا مصلحت نہین بلکہ ہندوستان کے
اہل ضلالت سے لڑنے پر آمادہ ہونا چاہیئے"[1]۔ تیمور نے "دین کی تلوار" کا بہت ذکر کیا ہی
لیکن اس تلوار نے بظاہر اسکے سوا کچہہ کام نہ دیا کہ کافرون کو مار کر جہنم واصل کرتی رہے
اکثر مسلمان لشکرکشون نے اپنا یہہ ہی طریق رکہا کہ خدا کا نام لیکر بتون کو توڑا برہمنون کو قتل
کیا اور مندرون کو مسمار کیا اور بعض دفعہ مندرون کی جگہہ مسجدین بنادین۔ یہہ سچ ہے
کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہندؤون سے اسلام لانے کی درخواست کی جاتی تہی[2]
اور خوف سے بعض وقت یہہ لوگ مسلمان ہوجاتے تہے۔ مگر دریافت ہوتا ہے کہ قدیم
اسلامی فتوحات کے زمانہ مین جو ہندو اس طرح اسلام لاتے تہے وہ کچہہ دنون کے بعد
جب اسلامی فوجین ملک سے رخصت ہوتی تہین تو اسلام ترک کردیتے تہے۔ چنانچہ

[1] ایلیٹ دوسری جلد صفحہ ۴۴۴ [2] پہلی صدی ہجری کے ختم ہونیسے پہلے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ مین ہندوستان کے راجاؤن کو اسلام پر دعوت دیگئی۔ (ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۴۴)۔ جسوقت محمد قاسم نے سندہ پر چڑہائی کی تو اُسنے بہی راجاؤن سے اسلام قبول کرنیکے لیے کہا۔ (ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۷۵ و ۲۰۷)۔ ہکا ذکر ایلیٹ نے اُس موقع پر کیا ہی جہان خلیفہ اسلام کی طرف سے قنوج کے راجہ کو اسلام کی دعوت دینے کا ذکر کیا گیا ہی محمد قاسم کے بعد جن مسلمانون نے سندہ وہندوستان پر چڑہائیان کین وہ بہی شریعت اسلام کے بہت پابند تہے

بلندشہر کے راجہ ہردت کی نظیر سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے - اس راجہ نے محمود غزنوی کی جس طرح اطاعت قبول کی اُسکا حال محمود کے وزیر نے یہہ لکھا ہے کہ "آخرکار (سنہ ۱۰۱۹ع) مین سلطان محمود برنبا[۵۱] کے قلعہ پر پہونچا جو ہردت کی ریاست مین تہا - ہردت وہان کا راے تہا جو ہندی زبان مین بادشاہ کا مرادف ہے جسوقت ہردت نے اس مہم کا حال سُنا جسکے لڑنے والے خدا کی امان مین سمندر کی موجون کی طرح بڑہتے چلے آتے تہے اور فرشتے اُنکے گرد تہے تو ہردت نہایت پریشان ہوا اُسکے پیر لڑکہڑا گئے اور جان کا خوف اوسپر طاری ہوا اُسنے سونچا کہ اب سلامتی اسی طرح مل سکتی ہے کہ اسلام قبول کرے کیونکہ خدا کی تلوار نیام سے نکل چکی تہی اور سزا کا تازیانہ بلند ہو چکا تہا - پس وہ دس ہزار آدمیون کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور سب نے اسلام قبول کرنے کی نیت ظاہر کی اور بت پرستی سے انکار کیا"[۵۲]

لیکن ان نومسلمون نے غالباً سلطان محمود کے جاتے ہی اسلام سے منحرف ہونے کا موقع پایا - یہ ایسا فعل تہا جسکی شکایت قدیم مسلمان مورخون نے ہندوستان کی نسبت ہمیشہ کی ہے - چنانچہ سنہ ۱۱۹۳ع مین جب قطب الدین ایبک نے برن کو فتح کیا اور چندرسین نے جو اسوقت وہان کا راجہ تہا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا تو اُسوقت یہہ راجہ جیسا کہ اُسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ہندو مذہب رکہتا تہا - حالانکہ وہ ہردت کی اولاد سے تہا جو محمود کے سامنے مسلمان ہوا تہا - علاوہ اُسکے قطب الدین ایبک کے زمانہ مین چندرسین کی رعایا مین بہی کسی مسلمان کا باقی ہونا دریافت نہین ہوتا[۵۳]

لیکن ہندوستان کے ان مسلمان فاتحون کے دل مین کوئی ایسا خیال جسکو

---

[۵۱] برنبا سے مطلب برن ہے جو بلندشہر کا قدیم نام ہے [۵۲] تاریخ ایلیٹ - دوسری جلد - صفحہ ۴۲ - ۴۳ - [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی - تیسری جلد - دوسرا حصہ - صفحہ ۸۵ -

دوسرون کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال" کہتے ہین موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل مین ہوا کرتا ہے اور جس نے خود اسلام کی اشاعت مین بڑے بڑے کام کیے ہین۔ خلجی (سنہ ۱۲۹۰-۱۳۲۰ء) اور تغلق (سنہ ۱۳۲۰-۱۴۱۲ء) اور لودی بادشاہ (سنہ ۱۴۵۱-۱۵۲۶ء) لڑائیون مین عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی اُنکو مہلت نہ ہوئی۔ لوگون کو مسلمان کرنے کی جگہہ ملکون سے خراج وصول کرنے کا اُنکو زیادہ خیال رہا[۵۱]۔ مذہبی حمیت ان مین کچھہ کم نہ تھی۔ گکھرون کی نسبت لکھا ہے جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تھی کہ بارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین خود سلطان محمد غوری کی ہدایت اور کوشش سے اُسنے اسلام قبول کیا۔ اس بادشاہ نے گکھرون کے سردار کو قید کرکے اسکو مسلمان ہونے کی ہدایت کی اور جب یہ سردار مسلمان ہوگیا تو بادشاہ نے گکھر قوم کی سرداری پر اُسکو مستقل کرکے اُسکی قوم کے پاس بھیجا تاکہ گکھرون کو مسلمان کرے۔ چونکہ گکھرون کا مذہب خود کچھہ قوی نہ تھا اسلیئے وہ آسانی سے مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہون نے اسلام کو اسطرح ترقی دی کہ نومسلم ہمیشہ دربار مین حاضر کیے جاتے تھے اور طلائی جوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ اُنکو دیتا تھا[۵۳]۔ لیکن قدیم زمانہ مین جو

---

[۵۱] سر الفرڈ لائل نے لکھا ہے کہ "جو فاتحین اسلام شمالی ہند مین شاہی خاندانون کے بانی ہوے یا جنھون نے دکن مین اسلامی سلطنتین قائم کین اُنکو مذہب کی کچھہ پروا نہ تھی ان مین اکثر ایسے تھے جنکو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نملی کیونکہ یا تو ملک فتح کرنے مین اُن کا وقت صرف ہوا یا خانہ جنگیون سے اُن کو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مغل یا تاتاری ہوتے تھے۔ پیغمبر عرب (صلعم) کے دین پر خود انکو استحکام نہ تھا اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوح عم کی اولاد کا خاصہ ہے اور جسکا نمونہ عرب کے قدیم علمبرداران اسلام نے دکھایا تھا ان کو چھو تک نہ گیا تھا۔ جو سلطنت انھون نے قائم کی اُسکی حیثیت ہمیشہ جنگی سلطنت کی رہی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ملکی فتوحات اُن سے کبھی تکمیل کو نہ پہونچین اور تبلیغ اسلام مین اُن کو عموماً ناکامی رہی۔ اتنی طاقت البتہ اُن مین تھی کہ اگر مذہبی حیثیت سے ہندوؤن مین اتفاق پیدا ہو تو اسکو توڑ دین اور ہندوون کے مختلف گروہ اگر متفق اور متحد ہو کر ایک قوم بنا چاہین تو اُن کو ایک قوم نہ بننے دین۔ ہندوستان کی رعایا کو مسلمان بنانا تو چیز دیگر تھا اسلام سے اتنا بھی نہ ہوا کہ مسلمان مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام بادشاہی عہدون پر بلا شرکت غیرے متصرف ہو سکتے" (سر الفرڈ لائل۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۲ء)

[۵۲] تاریخ فرشتہ پہلی جلد صفحہ ۱۸۴۔

[۵۳] ابن بطوطہ توم ۳۔ صفحہ ۱۹۷۔

اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمران ہوے اُنکے بادشاہون نے تبلیغ مذہب مین بہت کم ہمت صرف کی۔ اور اُنکی تاریخون مین دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی نظیر جیسے فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری مین بیان کی ہے نہین ملتی۔ فیروز شاہ تغلق (سنہ ۱۳۵۱-۸۸ع) نے لکھا ہے کہ "مین نے اپنی بُت پرست رعایا کو اسلام قبول کرنیکے لیئے ترغیب دی اور منادی کی کہ جو شخص اسلام قبول کریگا وہ جزیہ سے بری سمجھا جائیگا۔ جب یہ خبر لوگون کے کانون تک پہونچی تو کثرت سے ہندو حاضر ہوے جنکو اسلام سے شرف بخشا گیا۔ پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور اسلام قبول کرکے جزیہ سے بری اور انعام واکرام سے مالامال ہو کر واپس جاتے تھے[۵۱]۔

جب ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت خاص کر دولت مغلیہ کے عہد حکومت مین خوب مستقل ہوگئی تو اسلام کا اثر بھی ملک مین زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب و تحریص اُس وقت ہوی جبکہ بت پرست ہونا شاہی درباروں مین حصول اعزاز کا مانع قرار پایا۔ اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جسکو اکبر اعظم کے دور حکومت مین سب سے زیادہ ترقی ہوی ہندوؤن کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا یہان تک کہ شاہی اوقاف جو مندرون کے لیئے مقرر ہوتے تھے[۵۲] اُنکا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوون کے مذہب مین دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھا دی تھی جس سے ایسی سختیان اور تعصب کے ہنگامے برپا نہ ہوتے تھے جو قدیم زمانہ کی لڑائیون اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان باتون کے اکثر ہندوؤن نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارا کیا۔ ہزارہا راجپوت اسی طرح مسلمان ہوگئے جنکی اولاد اب تک ملک کے دولتمند زمینداروں مین

---

۵۱ ایلیٹ۔ تیسری جلد صفحہ ۳۸۶۔ ۵۲ سر چرڈ ٹمپل کی کتاب "ہندوستان سنہ ۱۸۸۱ع" مین صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۱ع) مسلمان بادشاہون کی طرف سے مندرونکے لیئے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذونادر تھا لیکن نہیں کچھ بالکل ہی معدوم ہو۔ کرنل یل

صدیول کا مارکوپولو۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۱۔

شمار ہوتی ہے - ان مین بھگوتی رجپوتون کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے جو ملک اودھ کے مسلمان تعلقہ دارون کی فہرست مین اول درجہ رکھتا ہے - ایک روایت کے موافق اس خاندان کے مورث اعلی تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کرکے لیگیا اور تلوک چند نے قید سے رہائی پانے کے لیے اسلام قبول کیا[51] - دوسری روایت یہ ہے کہ تلوک چند ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین مسلمان ہوا اور وہ اس طرح کہ ہمایون نے تلوک چند کی بیوی کے حسن و جمال کا شہرہ سُنا اور جب وہ کسی میلہ مین گئی ہوی تہی تو اُسکو پکڑوا کر بلوایا - جب بادشاہ کے سامنے وہ حاضر کی گئی تو بادشاہ کو اپنی حرکت پر سخت ندامت اور شرمندگی ہوی ہمایون نے اُسی وقت تلوک چند کو طلب کیا تلوک چند کو امید نہ تھی کہ پہر بیوی کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی - جب وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنی بیوی سے ملا تو خاوند اور بیوی نے بادشاہ کے شکریہ مین اسلام قبول کیا جس نے بادشاہ کے دل مین ایسی فیاضی اور نیکی ڈالی تہی[52] - یہ راجپوت مسلمان مذہب کے بڑے پابند ہین لیکن پہر بہی انکا ہندوؤنکی نسل سے ہونا خوب ظاہر ہو جاتا ہے - بلند شہر کے ضلع مین مسلمانون کا ایک گھرانا ہے جسکے لوگ لال خانی کہلاتے ہین - ان مین سوائے چند لوگون کے اکثر ایسے ہین جو ہندی لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین اپنی شادی بیاہ مین ہندوانی رسمون کی پابندی کرتے ہین اور اُنکی قوم کے وہ لوگ جو ہندو ہین اُنکے قریب ہی رہتے ہین[53] - مرزاپور کے ضلع مین گہروار رجپوت آباد ہین جو مسلمان ہین اور خانگی امور مین ہندوؤن کے آئین و رسوم کے پابند ہین اُنکے نام مسلمانون کے سے ہوتے ہین لیکن عزت کے خطاب جو ہندوؤن کے لیے مخصوص ہین وہ بہی اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین[54] - بادشاہی حاکمون کے باعث سے اورنگزیب کے زمانہ مین ہندوؤن کو زیادہ تر مسلمان ہونا پڑا -

---

[51] اودھ کے خطابونکی کتاب صفحہ ۸۷ - (الہ آباد ۱۸۸۹ء) [52] گزیٹیر صوبۂ اودھ پہلی جلد صفحہ ۲۶۴ - [53] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی تیسری جلد تیسرا حصہ صفحہ ۹۳ - [54] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد ۱۴ صفحہ ۹۳ کانپور کے ضلع مین ویت تہاکر ذات کے خاندان کا ایک حصہ ہے جسکو مسلمان کہا جاتا ہے ان لوگون کے ہان شادی غمی مین مسلمانونکی رسمین کیجاتی ہین اگرچہ یہ لوگ عموماً نماز نہین پڑہتے مگر عبادت کیوقت مسلمانونکی طرح سجدہ کرتے ہین چونکہ یہ لوگ کہیں بہی گوشت نہین کہاتے اور اپنی ذات کے لوگون سے جو ابتک ہندو ہین طلاپ رکہتے ہین اور ہندوؤن کے سے نام رکہتے ہین - گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چھٹی جلد

پنجاب کے مشرقی اضلاع مین بہت سی مثالین ایسی موجود ہین کہ کسی گانون مین اگر کچھہ مسلمان آباد ہین تو اُنکا مورث اعلیٰ اورنگ زیب کے زمانہ مین اپنی زمین بچانے کے لیئے مسلمان ہوا تھا"۔ دہلی کے قریب گوڑگانوہ مین بنیون کا ایک گھرانا ہے جو اپنے نام کے ساتھہ شیخ کا لفظ لگاتے ہین (شیخ کا لقب اکثر ہندو نو مسلم اختیار کرتے ہین) اور اسکی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ اس گھرانے کے ایک شخص نے جسکی اولاد مین اب کوئی باقی نہین ہے موروثی جایداد کو ضبطی سے بچانے کے لیئے اسلام قبول کیا تھا[۱] ضلع کانپور کے بہت زمیندار مجبور ہوے کہ اپنی جایداد کو محفوظ رکھنے کے لیئے اسلام قبول کرلین[۲] بعض جگہہ کے نو مسلم یہہ بیان کرتے ہین کہ بادشاہی حاکمون نے اُنکے بزرگون کو قید کرلیا یا ضمانت مین پکڑ لیا اور دہلی لے گئے اور وہان بزور ختنہ کرکے اُنکو مسلمان کرلیا[۳] مگر ان باتون کو پڑھتے وقت یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُنکی شہادت مین صرف مقامی اور خاندانی روایتین ہین۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ مین (جہان تک مجھہ کو پتہ چلا ہے) بجبر مسلمان کرنیکا کہین ذکر نہین ہے[۴] مگر یہہ بات بھی بغیر شک و شبہہ کے ثابت ہوگئی ہے کہ اس ملک مین مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت مین مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے بہت ہندوؤن کو (جنکے مسلمان ہونے کی تاریخ فراموش ہوگئی ہے) اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دین۔ اور یہہ وجہ بھی ایسی ہے جسکے بتانے مین کچھہ دقت نہین ہوتی۔ اسیطرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے (جو قریب کے زمانہ کے مشہور بادشاہ گذرے ہین) اس بات مین شہرت حاصل کی کہ اُنہون نے بہت سے

---

[۱] ایبٹسن صفحہ ۱۶۳ [۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چھٹی جلد صفحہ ۴۸ ـ مقابلہ کرو جلد ۱۴ تیسرا حصہ صفحہ ۴۴ مسلمان زمیندار زیادہ نہین ہین اور جو ہین وہ نو مسلم ہین اور اپنے خاندان کا اول مسلمان ہونا اورنگ زیب کے عہد مین بتاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ کبھی بادشاہ کی سختیون سے اور کبھی اس غرض سے کہ شاہی لگزاری ادا کرنیکی صورت مین انکے حقوق برقرار رہین انکے بزرگون نے اسلام قبول کرلیا [۳] ایبٹسن صفحہ ۱۶۳ [۴] تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ "ستی نے بڑے جوش مین اُسنے نو مسلمون کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی لیکن اُسنے غیر مذہب کے لوگون پر مذہبی باتون مین سختیان نہین کین" تاریخ ہندوستان ترجمہ الگزانڈر ڈاؤ تیسری جلد صفحہ ۱۰۳ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۱۲ع)

ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کے بعض حصون کو زبردستی مسلمان کر لیا حالانکہ اُنکا مسلمان ہونا ان بادشاہون کے عہد سے بہت پہلے کا واقعہ ہے جسکے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہین پہونچے[۵۱]

اورنگزیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ[۵۲] مین جو ابھی تک طبع نہین ہوا ہے مذہبی آزادی کا وہ جامع و مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھہ برتنا ضروری ہے۔ جس واقعہ کے متعلق یہہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت مین برخاست کر دیا جاوے کہ وہ آتش پرست ہین اور اُنکی جگہہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ۔ (اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست مت جانو) عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہین ہے اور نہ ان معاملات مین تعصب کو جگہہ مل سکتی ہے" اور اس قول کی تائید مین یہہ آیت نقل کی۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ع (تمکو تمہارا دین اور ہمکو ہمارا دین) بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر یہہ ہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہمکو چاہیے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤن اور اُنکی رعیت کو غارت کر دیتے" مگر یہہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ بادشاہی نوکریان لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگی اور کسی لحاظ سے نہین مل سکتین یہہ امر مشکوک ہے کہ خود اورنگزیب کا بھی اس صلح کل اصول پر عمل تھا۔ لیکن یہہ ضروری ہے کہ عالمگیر پر جو اکثر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا تو اس الزام کو پہلے اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر لینا چاہیے

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمان بادشاہون کی سختیون سے اسلام کی اشاعت کس حد تک ہو سکی۔ دہلی اور اگرہ کے اضلاع مین جو اسلامی قوت اور سطوت کا مرکز تھے مسلمانون کی تعداد

---

۵۱ گزیٹیر صوبہ بمبئی۔ بائیسوین جلد۔ صفحہ ۲۲۲ تیئیسوین جلد صفحہ ۲۸۲ ۵۲ اس مجموعہ کا قلمی نسخہ مولوی عبدالسلام خانصاحب کے پاس ہے مین خانصاحب ممدوح کا مشکور ہون کہ اُنہون نے یہ قلمی نسخہ مجھہ کو دیکھنے دیا۔

ہندوؤن سے بہت کم ہے۔ دہلی کے ضلع مین دسوین حصہ سے زیادہ اور آگرہ کے ضلع مین چوتھائی حصہ بھی کل آبادی کا مسلمان نہین ہے[1]۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندو زبردستی مسلمان کیے گئے اُنکا اثر اُنکے متعلقین پر کچھہ نہ ہوا مثلاً ضلع گورکھپور مین مجھولی کے راجہ بودہ مل کا مسلمان ہونا اس بات کی نظیر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس راجہ کو مالگذاری ادا نہ کرنے کے جرم مین گرفتار کیا اور دہلی لیگیا۔ یہان بادشاہ نے راجہ کو مسلمان کر کے اُسکا نام محمد سلیم رکھا لیکن جب راجہ دہلی سے چلکر اپنے وطن مین آیا تو رانی نے اُسکو قلعہ مین نہ آنے دیا۔ چونکہ رعایا کو بھی رانی کے ساتھہ ہمدردی تھی اسلیئے رانی اپنے بیٹے بھوانی مل کی صغرسنی مین راج کی مالک اور منتظم رہی اور اس طرح حقوق وراثت مین کسی طرح کا خلل نہ پڑا[2]۔ کچھہ زمانہ گذرا کہ وشنی قوم مین بھی جنکے مذہب مین سب باتون کو چھوڑکر صرف وشنو کو مانا جاتا ہے بعض اسلامی رسوم پائی جاتی تھین جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی زمانہ مین بالکل عارضی اور بے معنی طریق پر مسلمان ہو گئے تھے۔ یہہ لوگ اپنے مُردون کو جلانے کی جگہہ دفن کرتے تھے اور مسلمانون کے سے نام جیسے غلام محمد وغیرہ ہین رکھتے تھے اور اسلامی طریقے پر ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ ان باتون کو اختیار کرنے کی نسبت اُن مین یہہ مشہور ہے کہ اُنھون نے ایک دفعہ کسی مسلمان قاضی کو جو بستی کے معاملہ مین مخل ہوا تھا مار ڈالا تھا اور اس قصور کی پاداش مین اُن کو بجبر اسلام قبول کرنا پڑا۔ لیکن اب وشنی قوم کے لوگون نے یہہ رسمین چھوڑ کر ہندوانی رسوم اختیار کر لی ہین[3]۔

جبراً اشاعت مذہب مین بادشاہون اور حاکمون کو خواہ ان واقعات سے جو اوپر بیان ہوے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور خواہ اس قول مین کہ "ہندوستان مین اسلامی ترقی کا حال مغیر مسلمانون کی حکومت کا اندازہ کیسے معلوم ہوتا ناممکن ہے[4]" کتنی ہی صحت ہو مگر اس مین

---

[1] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "ہندستانون کے مذہب" (اخبار ٹائمز ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء) [2] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چھٹی جلد صفحہ ۱۰۵ [3] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی پانچوین جلد پہلا حصہ صفحہ ۳۰۲-۳۰۳ [4] سر الفرڈ لائل - ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۷

ہرگز شبہہ نہیں۔ کہ ہندوستان مین اسلام کو اپنے اشاعت مین بڑی اور مستقل کامیابی ایسے اوقات اور مقامات پر ہوی ہے جہان مسلمانون کی پولیٹکل قوت بہت ہی ضعیف تہی۔ جنوبی ہندوستان اور شرقی بنگال اسکی نظیر مین پیش ہو سکتے ہین۔ اسلیئے اب ہم اشاعت اسلام کا حال اس ترتیب سے لکھتے ہین کہ جنوبی ہند اور ملک دکن سے شروع کرکے سندہ کچھ اور گجرات کے واقعات پر سرسری نظر ڈالینگے۔ اور پھر صوبہ بنگال کا حال لکھکر اعیان اسلام کے حالات تحریر کیئے جینگے جنھون نے ان صوبجات کی حدود سے باہر ہندوؤن کو مسلمان کیا ان اعیان اسلام مین سے اکثر لوگ ایسے ہین جنکے نامون اور مقامات کے سوا جہان انھون نے مذہب کی اشاعت کی زیادہ کچھہ نہین لکھا گیا جس صورت مین کہ ان لوگون کے مفصل حالات دریافت ہی نہین ہوتے تو جو واقعہ اُن کے متعلق تفصیل سے معلوم ہوا اسکو از اول تا آخر لکھہ دیا ہے۔

جنوبی ہندوستان مین اسلامی تحریک کا آغاز آٹھوین صدی عیسوی سے چلتا ہے کہ چند مسلمان جنکو موپلا قوم اپنا بزرگ مانتی ہے ملک عراق سے آئے اور اس ملک کے جنوبی حصہ پر آباد ہو گئے گرم مسالون اور ہاتی دانت اور جواہرات وغیرہ کی تجارت سینکڑون برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربون اور ایرانیون کے توسل سے جاری تہی۔ اسلیے اسلام کا اثر جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر برابر ہوتا رہا۔ باہر کے مسلمانون کی کثرت آمد و رفت سے مغربی ساحل ہند کے تجارتی شہرون کی آبادی خلط ملط ہو گئی اور اکثر لوگ آدہے ہندو آدہے عرب اور آدہے ایرانی ہو گئے۔

یہہ تحقیق ہے کہ مسلمان تاجرون اور ہندو راجاؤن مین آشتی پیدا ہو گئی تہی والیان ملک نے تجارت کا بازار گرم رکھنے کے خیال سے اور ملک کی ترقی کو جو مسلمان سوداگرون کی بود و باش کا نتیجہ تہی مد نظر رکھکر مسلمانون کو اپنی حفاظت اور سرپرستی

مین لیا[51]۔ اور یہہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اُنہون نے کسی طرح کی مزاحمت ان کامون مین نہ کی جو مسلمان دعوت اسلام کے لیئے بڑی سرگرمی سے اختیار کرتے تھے[52]۔

دوسری صدی ہجری مین چند داعیان اسلام نے دین کی اشاعت مین جو کوششین صرف کین وہ اس طرح مشہور ہین کہ ایک بزرگ شیخ شریف ابن مالک اپنے بھائی مالک ابن دینار اور بھائی کے بھتیجے مالک ابن حبیب اور چند مصاحبون کے ساتھہ قدم آدم کی زیارت کے لئے جزیرہ سیلون کو جاتے تھے۔ راستہ مین کرانگانور مین یہہ لوگ اُترے۔ ملیبار کے راجہ نے جب اُنکے آنے کی خبر سُنی تو سبکو بلایا اور بہت تواضع و مدارات سے پیش آیا۔ شیخ شریف کو راجہ کے اس لطف و کرم سے جرأت ہوی اور اُنہون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک راجہ کے سامنے بیان کیئے اور حقیقت اسلام سے اسکو آگاہ کیا۔ اور تائیداً معجزہ شق القمر بیان کیا۔ خدا کی برکت سے راجہ کے دل مین پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کا یقین پیدا ہوا اور نبی کی محبت سے اسکا سینہ منور ہوا اور وہ اسلام پر ایمان لایا۔ رخصت کے وقت راجہ نے

[51] دیکھو تحفۃ المجاہدین۔ مترجمہ ایم۔ جے۔ رولنڈسن (مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء) "مغربی ساحل ہند کے بندرگاہون مین مختلف ملکون سے تاجر بکثرت آتے ہین۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نئے شہر آباد ہوگئے ہین اور مسلمانون کی تجارت سے انکی آبادی بڑھ گئی ہے۔ اور مکانات کثرت سے بن گئے ہین۔ یہان کے سردار اور امیر مسلمانون پر سختیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین۔ باوجودیکہ یہ سردار اور انکی سپاہ بت پرست ہے مگر وہ مسلمانون کے مذہب اور انکی رسوم کا بہت پاس ولحاظ کرتے ہین اور سوای ایسے موقعون کے جب غیر معمولی اشتعال ہو وہ مسلمانون پر کسی طرح کا ظلم نہین ہونے دیتے بت پرستون اور مسلمانون کے اس اتحاد سے اسلیئے اور تعجب پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد کل آبادی کا دسوان حصہ بھی نہین ہے۔" (صفحہ ۷۰) مین یہ بات بھی بتانا چاہتا ہون کہ قدیم زمانہ مین ملیبار کے مسلمان نہایت امن و عافیت سے رہتے تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ اس ملک کے باشندون کے ساتھہ وہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے تھے۔ اور ہندوون کے قدیم رسم و رواج کا پاس ولحاظ اُنہون نے ہمیشہ رکھا تھا اور بلا قید مذہب آشتی کے تعلقات انہین ہمیشہ سے چلے آتے تھے۔ (صفحہ ۱۰۳) چونکہ ملیبار کے مسلمانون مین کوئی امیر ایسا نہ تھا جسکو مسلمانون پر حکومت کرنیکے لیئے کافی قدرت اور قوت حاصل ہوتی اسلیئے اہل اسلام بت پرست سردارون کے محکوم ہین جو نہایت ایمانداری سے مسلمانونکی جان و مال کی حفاظت کرتے ہین اور انکا انصاف کرتے ہین اور ایسے حقوق انکو دیتے ہین جنسے مسلمانون کو نفع پہونچتا ہے اگر کوئی مسلمان کبھی قصور اور جرم سے سزا پانیکے لائق ہوتا تو مجبوری ہے ورنہ بحیثیت مجموعی ملیبار کے ہندو خصوصاً نائر کا برتاؤ مسلمانون کے ساتھہ عزت اور مہربانی کا ہے کیونکہ انکے ملک مین زیادہ شہرون کا آباد ہوجانا انہی مسلمان تاجرونکی بود و باش کا نتیجہ ہے (صفحہ ۷۰)

[52] نائر قوم کے لوگ اپنے ایسے ہمقومون سے جو بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین مزاحمت نہین کرتے اور نہ انکو دکھ پہونچاتے ہین بلکہ وہ انکے ساتھہ ایسی ہی عزت اور سلوک سے پیش آتے ہین جیسے اور مسلمانون کے ساتھہ انکا برتاؤ ہے خواہ کوئی نو مسلم کیسی ہی نیچی ذات سے مسلمان ہوا ہو۔ (تحفۃ المجاہدین صفحہ ۷۲)

شیخ شریف سے یہ اصرار کیا کہ قلہ آدم کی زیارت سے فارغ ہوکر وہ اپنے ہمراہیون سمیت کرانگانور کو واپس آوین کیونکہ وہ بہی اُنکے ہمراہ عرب چلنے کا قصد رکہتا ہے - راجہ نے شیخ کو یہ بہی سمجہا دیا کہ میرے اس پوشیدہ عزم کو ملیبار کے کسی آدمی پر ظاہر نہ کرین [1] - غرض جب شیخ شریف اور اُنکے ساتہی زیارت سے فارغ ہوکر دوبارہ کرانگانور مین آئے تو راجہ چُپکے سے جہاز پر سوار ہوکر جو ساحل عرب کو جاتا تہا اُنکے ساتہہ روانہ ہوگیا اور سلطنت کا انتظام ایک نائب کے سپرد کرگیا۔ عرب مین کچہہ عرصہ تک رہ کر جب وطن چلنے کا اس نیت سے ارادہ کیا کہ وہان پہونچکر مسجدین تعمیر کرے اور رعایا کو اسلام پر دعوت دے تو دفعۃً بیمار پڑکر اُسنے انتقال کیا - حالت نزع مین اپنے رفیقون کو وصیت کی کہ ملیبار مین دین برحق کی تبلیغ کا جو اُنہون نے مصمم قصد کرلیا تہا اُس مین ہرگز التوا نہ ہو اور اس کام مین امداد کے لیئے راجہ نے سفارش کے خطوط نائب کے نام لکہہ کر شیخ شریف کو دیدیئے -

شیخ شریف اور اُنکے ساتہی ان خطوط کو لیکر کرانگانور مین آئے اور راجہ کے نائب کے سامنے اُنہین پیش کیا۔ اس سردار نے راجہ کی ہدایتون سے جو مراسلہ مین بیان تہین اطلاع پاکر چند قطعات زمین کے اور چند باغات نامہ برون کو دیدیئے جنہون نے انہین سکونت اختیار کی اور ایک مسجد وہان تعمیر کی - ملک ابن دینار نے یہان مستقل طور پر رہنے کا ارادہ کرلیا لیکن ملک ابن حبیب جو ابن دینار کا بہتیجا تہا کچہہ عرصہ کے بعد مسجدین تعمیر کرنے کے قصد سے کرانگانور سے روانہ ہوگیا اول شہر کولم مین پہونچا اور اپنا سب مال ومتاع بیوی اور بچون کے ساتہہ لیتا گیا - یہان اُسنے ایک مسجد تعمیر کی اور اہل وعیال کے رہنے کا بندوبست کرکے خود ہوبلی مراوی کے شہر کو روانہ ہوا - وہان سے بانگور منگلور اور کنجر کوٹ کے شہرون مین پہونچا - ہر شہر مین مسجدین بناتا گیا - جب اس کام سے فارغ ہوا تو پہر ہوبلی مورادی کے شہر مین آیا اور تین مہینہ تک یہان مقیم رہا - اس شہر سے چلکر زرافتن -

[1] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۴۹-۵۰ -

درمافتن - فندریہ اور شالیات کے شہرون کو گیا - اور ان سب شہرون مین مسجدین تعمیر کین - شالیات مین پانچ مہینہ قیام کرکے اپنے چچا ملک ابن دینار کے پاس کرانگانور مین پہونچا - یہان اسنے کچھہ دنون قیام کرکے جو مسجدین تعمیر کین تہین اُنکے افتتاح اور اوقاف کے بندوبست کے لیے پہر سفر پر سفر اختیار کیا جب یہ کام بہی ختم ہوا تو پہر کرانگانور مین آیا - اب اُسکا دل خدا کی رحمت کا سنت گزار تہا کیونکہ اسلام کا نور اُس زمین پر پہیل گیا تہا جہان کثرت سے بت پرستی ہوتی تہی - اسکے بعد ملک ابن دینار اور ملک ابن حبیب اپنے متعلقین اور مصاحبون کو لیکر کولن کے شہر مین چلے آئے - یہان تک ابن حبیب اور اُسکے متعلقین نے سکونت اختیار کر لی لیکن ملک ابن دینار خراسان کے سفر کو اُٹھا اور وہان پہونچکر انتقال کیا - ابن حبیب نے اپنے لڑکون کو تو کولن مین آباد کردیا اور بیوی کو لیکر خود کرانگانور مین چلا آیا اور یہان ان دونون نے انتقال کیا[1] -

مذکورۂ بالا واقعات تاریخی حیثیت سے مستند ہون یا غیر مستند مگر اسمین شبہہ نہین کہ ساحل ملیبار پر اسلام کی اشاعت کے لیئے امن و امان کے طریقے صدیون سے جاری ہین - سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین موپلا قوم کے نومسلم ملیبار کی کل آبادی کا پانچوان حصہ تھے - اُنکی زبان وہی تہی جو وہان کے ہندوؤن کی زبان ہے اور صرف لمبی ڈاڑہی اور سر کے عجیب لباس سے اُنکو اور لوگون سے تمیز کیا جاتا تہا - اگر پرتگیز ملیبار مین نہ پہونچتے تو ہندوستان کے اس ساحل پر سب ہندو مسلمان ہو جاتے کیونکہ رعایا کثرت سے ایمان قبول کرتی تہی اور مسلمان تاجرون کا اثر جو گجرات اور دکن عرب اور ایران سے وہان آتے تھے بہت تہا[2] - جنوبی ہند مین دعوت اسلام کی تاریخ ہمیشہ ایسی سلامت روی

[1] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۵۳ و ۵۵ [2] اوڈارڈو باربوسا صفحہ ۱۴۶ اسطرح خیال کیا گیا ہے کہ اگر پرتگیز سیلون مین نہ آ گئے ہوتے تو اس جزیرہ مین اسلامی ریاست قائم ہو جاتی کیونکہ بحر ہند مین پرتگیزی جہازون کے آنے سے پہلے اہل عرب اس جزیرہ کی تجارت کے بالکل مالک تھے - اُنکی تجارت کی منڈیان اس جزیرہ مین آنحضرت کی ولادت سے صدہا برس پہلے قائم ہو چکی تہین - ہر بندر اور شہر مین عرب موجود تھے

(دیکھو صفحہ ۲۸۴)

اور امن کی نہین ہی جیسے اوپر بیان ہوی - لیکن وہان کی قدیم تاریخ مین ایسی سختیون کی نظیر موجود نہین ہے جو ہندوون کو بجبر مسلمان کرنے کے لیئے ایسے وقتون مین کیجاتی تہین جبکہ حیدر علی (۱۱۸۴ھ-۱۷۶۷ء) اور ٹیپو سلطان (۱۷۹۹-۱۷۸۲ء) کے زمانہ مین مسلمانون کی سلطنت کو عروج تہا - ان بادشاہون نے جو کچھہ سختیان کین ہون لیکن اسمین شبہہ کی کوئی وجہ نہین کہ قدیم زمانہ مین ادنی قومین امن و امان کے وسائل سے بکثرت مسلمان کر لی جاتی تہین[۵۱] اور ابتک یہہ ہی حال ہے - غرض ہندو اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ جنوبی ہند کے مشرقی اور مغربی ساحل کے نومسلمون مین اپنی قدیم باتون اور ہندوانی رسوم کی طرف میلان پایا جاتا ہے اور سوای شریف نومسلمون کے انکی وہی کیفیت ہوتی جاتی ہے جو اس ملک کے اصلی باشندون کی ہتی - غیر ملک کے مسلمانون کے خون کا اثر انمین بہت کم رہ گیا ہے[۵۲]

مغربی ساحل ہند کے اضلاع مین ذاتون کا امتیاز بہت سخت ہے اسکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہین - تراونکور مین بعض نیچ قوم کے آدمیون کے لیئے ضروری ہے کہ برہمن سے چوہتر قدم دور رہین اس سے زیادہ قریب آنے کی جرأت نہ کرین اور جب رستہ مین ہون تو پکارتے چلین تاکہ اور لوگ اُنکے پاس نہ آوین[۵۳] - اس قسم کی اور نظیرین کثرت سے بیان ہو سکتی ہین - پس کیا تعجب ہے کہ ان ادنی قومون کے مسلمان ہونے سے مسلمانون کی تعداد مین جلد ترقی ہوتی ہو - یہہ لوگ مسلمان ہو کر ذلت اور خواری کی حالت سے نجات پاتے ہین اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہین -

بقیہ (صفحہ ۲۸۳) ملیبار سے بہی تجارت کیلیئے اہل عرب سیلون مین آتے تہے جیسا اور جگہہ حال تہا اسی طرح اس جزیرہ مین بہی عربون نے جزیرہ کی عورتون سے شادیان کرین اور ساحل سیلون پر اسلام کی اشاعت کردی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سیلون مین تبلیغ اسلام کے لئے زیادہ عملی کوششین صرف نہین کی گئین یا یہ ہوا کہ سیلون کے لوگون ہی نے اسلام قبول کرنا نہ چاہا کیونکہ آج کل جسقدر مسلمان اس جزیرہ مین ہین وہ عرب کی نسل سے ہین .... سر جیمس ایمرسن ٹینانٹ سیلون پہلی جلد صفحہ ۶۳۲-۶۳۳ (پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء)

۵۱ دیکہو وہ عبارت جو تحفۃ المجاہدین کے صفحہ ۳۷ سے نقل کیگئی ہے اسی کتاب کے صفحہ ۹۴ مین ان ہندوون کا ذکر کیا گیا ہی جو ذات سے خارج ہو کر اسلام کے احاطہ مین پناہ لیتے تہے - ۵۲ صوبہ مدراس کی پورٹ مردم شماری ۱۸۸۱ء مولفہ کورنش صفحہ ۱۰۲-۱۰۹ مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء - ۵۳ ذات - ذات کا پیدا ہونا ذات کی تاریخ اور اسکا اثر صفحہ (۲۰) مطبوعہ مدراس ۱۸۹۸ء -

مغربی ساحل پر موپلا قوم کے مسلمانوں کی تعداد نیچ قوموں کے مسلمان ہونے سے اسقدر جلد ترقی کر رہی ہے کہ چند سال مین مغربی ساحل کی کل نیچ قومون کا مسلمان ہو جانا ممکن ہے[۵۱]۔

ساحل ملیبار ہی سے غالباً جزائر لکادیپ اور مالدیپ مین اسلام کی اشاعت ہوی جہان اب بالکل مسلمان آباد ہین۔ ان جزیرون مین عربی اور ایرانی تاجرون کی کوشش سے اسلام پھیلا اور وہان کے لوگ مسلمان ہوے ان تاجرون نے ان جزیرون مین آباد ہو کر وہان کی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور اپنے مذہب کو پھیلانے کے لیئے راستہ صاف کر لیا۔ جزائر لکادیپ و مالدیپ کے پہلے مسلمان بادشاہ یعنی سلطان محمد شنورازہ کا اسلام لانا[۵۲] سنہ ۱۲۰۰ عیسوی مین قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس زمانہ سے تین سو برس پہلے مسلمان تاجرون نے اپنے مذہب کو ان جزیرون مین شائع کیا ہو[۵۳]۔ لیکن اسکے حالات تفصیل کے ساتھ بالکل دریافت نہین ہوتے۔

مالی کے شہر مین جو ان جزائر کا پایۂ تخت ہے شیخ یوسف شمس الدین کا مزار ہے یہ بزرگ ایران کے شہر تبریز کے رہنے والے تھے اور انکی نسبت مشہور ہے کہ جزائر کے سب لوگون کو انھون نے مسلمان کیا۔ انکی قبر کی ابتک بہت تعظیم ہوتی ہے اور مزار کی عمارت ہمیشہ اچھی حالت مین رکھی جاتی ہے۔ انکی قبر کے پاس ہی انکے چند اہل وطن بھی دفن ہین جو انکو تلاش کرتے ہوے ان جزیرون مین پہونچے تھے اور مرتے دم تک ان جزیرون مین مقیم رہے[۵۴]۔

---

۵۱ دوسری ہمالہ مشنری کانفرنس منعقدہ کلکتہ کی رپورٹ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۱۰۔ ۲۳۲۔ ۲۴۸۔ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۳ء)

۵۲ ابن بطوطہ۔ توم ۴ صفحہ ۱۳۱۔ ابن بطوطہ جزائر مالدیپ مین ۱۳۴۳ء سے ۱۳۴۴ء تک مقیم رہا اور بیان کرتا ہے کہ وزیر کی بیٹی سے شادی کی جو وزیر سلطان ... کا پوتا تھا اور سلطان ... اور سلطان محمد شنورازہ کا پوتا تھا" (توم ۴ صفحہ ۱۵۰) اس عبارت سے سنہ ۱۲۰۰ کی تاریخ جو سلطان شنورازہ کے مسلمان ہونیکی ہم نے بیان کی ہے قیاسی طور پر مستنبط کی گئی ہے۔ ۵۳ بل۔ جزائر مالدیپ صفحہ ۲۳۔ ۲۵۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ (مطبوعہ کولمبو ۱۸۸۳ء) ۵۴ "جزائر مالدیپ کے باشندون پر مضمون" مصنف بگ اوکر رشید جیوگرافیکل سوسائٹی بمبئی کی کارروائی ۱۸۳۶ء لغایۃ ۱۸۳۸ء صفحہ ۹۷۔ مطبوعہ بمبئی ۱۸۴۴ء)

ملک دکن بھی عاۃ اسلام کی کوششون کا منظر رہا ہے۔ ہم یہہ لکھہ چکے ہین کہ عرب کے تاجر مغربی ساحل ہند پر بہت قدیم زمانہ سے آمد ورفت رکھتے تھے دسوین صدی عیسوی مین یہ عرب تاجر کونکان کے شہرون مین کثرت سے آباد ہوگئے اور وہان کی عورتون سے نکاح کرکے اپنے دین وآئین کے ساتہہ ان شہرون مین آباد رہے[۵۱]۔ سلاطین بہمنی سنہ ۱۳۴۷-۱۴۹۰ع اور بیجاپور سنہ ۱۴۸۹-۱۶۸۶ع کے زمانہ مین اہل عرب کو ان ریاستون مین آباد ہونے کی بہت جرأت دلائی گئی۔ عرب کے تاجرون اور سپاہیون کے ساتہہ واعظ بھی ملک مین داخل ہوئے تاکہ اسلام کو ترقی دین اور تعلیم وتلقین سے کافرون کو راہ راست پر لائین۔ دکن کے شاہان سلف کے زمانہ مین غیر مذہب والون کو مذہبی آزادی تمام وکمال حاصل تھی[۵۲]۔

واعظین عرب مین سے ایک شخص جسکا نام پیر مہابر کہندایت مشہور ہوا سنہ ۱۳۰۴ عیسوی مین اسلام کی اشاعت کے لیے دکن مین آئے۔ بیجاپور کے کاشتکار مسلمانون مین اُن جَین مت کے لوگونکی اولاد موجود ہے جنکو پیر مہابر نے مسلمان کیا[۵۳]۔ چودہوین صدی عیسوی کے آخر مین سید حسین گیسودراز جنکو سید مخدوم گیسودراز بھی کہا جاتا ہے گلبرگہ مین بڑے پیر ہوئے اُنہون نے پونہ کے ہندوؤن کو مسلمان کیا اور بیس برس کے بعد بلگام کے ہندوؤن کو مسلمان کرنے مین اُنکو بہت کامیابی ہوئی[۵۴]۔ دہانوین شیخ باباجب کی اولاد ابتک موجود ہے۔ یہ بزرگ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت رکھتے تھے اور تقریبًا چارسو برس گذرے کہ مغربی ہند مین وہ آئے اور کانکان مین نہر بابت پرستون کو مسلمان کرکے دہانو مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوئے[۵۵]۔ دہوار کے اضلاع مین کثرت سے مسلمان کثیر التعداد والے آباد ہین جنکے بزرگون نے ہاشم پیر گجراتی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا تہا۔ ہاشم پیر بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے اوستاد تھے جو سولہوین صدی عیسوی

[۵۱] مسعودی توم ۲ صفحہ ۸۵-۸۶۔ [۵۲] بمبئی گزیٹیر دسوین جلد صفحہ ۱۳۲، سولہوین جلد صفحہ ۷۵، [۵۳] بمبئی گزیٹیر تیئیسوین جلد صفحہ ۲۸۲۔ [۵۴] بمبئی گزیٹیر اٹھارہوین جلد صفحہ ۱۰۵، اکیسوین جلد صفحہ ۲۱۸ و ۲۲۳ [۵۵] بمبئی گزیٹیر تیرہوین جلد صفحہ ۲۳۱

اخیر مین گذرا ہے - یہ مسلمان جلاہے اپنے پیر کا نہایت ادب کرتے ہین اور اُسکی اولاد کے ساتھہ بڑی تعظیم سے پیش آتے ہین[۵۱]- ناسک مین شاہ محمد صادق سرمست حسینی کی اولاد ابتک موجود ہے - انکی نسبت لکھا گیا ہے کہ دعوت اسلام مین وہ نہایت درجہ کامیاب ہوے سنہ ۱۵۶۸ع مین مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے اور مغربی ہند کے اکثر مقامات کا سفر کرکے انہون نے ناسک مین سکونت اختیار کی تہی ناسک کے ضلع مین ایک اور بزرگ خواجہ خمیر حسینی گذرے ہین جنہون نے شاہ محمد صادق سے پچاس برس پہلے دعوت اسلام مین کوشش کی[۵۲]- دو اور بزرگون کے نام لکھے جاتے ہین جنہون نے اسلام کی اشاعت کی - ایک ان مین سید محمد ابن سید علی تھے اور دوسرے سید عمر اور دس باشیبان تھے[۵۳]-

تبلیغ اسلام کی دوسری بڑی تحریک کا مرکز ملتان کا شہر اور اُسکے حوالی ہے[۵۴]- اہل عرب کے قدیم فتوحات کے زمانہ مین جبکہ سنہ ۷۱۲ع مین محمد قاسم نے سندہ مین اسلامی حکومت قائم کی تو یہ شہر سندہ کی سرحد پر واقع تہا عربون کے دور حکومت مین جو تین سو برس تک قائم رہا ہندوؤن نے کثرت سے اپنے فاتحون کا مذہب اختیار کیا - سندہ کے کئی ہندو شہزادون نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کی دعوت سے اسلام قبول کیا[۵۵]- ساوندری کے لوگون نے محمد قاسم کی اطاعت قبول کرلی تہی اور اُن کو امان اس شرط پر ملا تہا کہ وہ مسلمانون کی مدارات کرینگے اور رستہ بتانیکے لیے آدمی دینگے - مورخ بلاذری[۵۶] نے محمد قاسم کے زمانہ سے سو برس بعد لکھا ہے کہ اُسکے وقت مین ساوندری کے لوگ مسلمان تہے - محمد قاسم کے مراسلات مین ہندوؤن کے مسلمان ہونے کا اکثر ذکر آیا ہے -

---

۵۱ بمبئی گزیٹیر - بائیسوین جلد صفحہ ۲۴۳ ۵۲ بمبئی گزیٹیر سولہوین جلد صفحہ ۷۵-۷۶ ۵۳ بمبئی گزیٹیر اکیسوین جلد صفحہ ۲۰۲
۵۴ محمد قاسم کی فتح کے زمانہ مین سندہ کے ہندو راجہ کی ریاست شمال کی سمت مین ملتان تک تہی لیکن اب یہ شہر سندہ کے ملک مین نہین شمار کیا جاتا - ۵۵ جب عبد الملک کے فرزند خلیفہ سلیمان کا انتقال ہوا تو سنہ ۷۱۷ عیسوی مین عمر ابن عبد العزیز سریر خلافت پر بیٹھا اوسنے ہندوستان کے راجاؤن سے خلیفہ کی اطاعت اور اسلام قبول کرنیکے لیئے کہا ان راجاؤن نے عمر ابن عبد العزیز کا حال سنا تہا کہ وہ کیسا نیک خصلت اور وعدہ کا سچا ہے - بس جیشیا اور اور راجاؤن نے مسلمان ہوکر اپنے نام عربون کے سے رکہے - ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۴-۱۲۵) ۵۶ ایلیٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۲۲ -

عربون کا قاعدہ تہا کہ جب اُنکے اول حملہ کا جوش و خروش جو سخت بلا انگیز ہوتا تہا دشمن کو شکست دیکر دہیما پڑ جاتا تہا تو وہ مفتوح کے ساتہہ سلوک سے پیش آتے تھے اور اُن کو مذہبی آزادی دیتے تھے اسلیئے اہل عرب کے زمانہ مین ہندوؤن نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اسلام قبول کیا۔ برہمن آباد پر جب اہل عرب سخت حملہ کر کے قابض ہوے تو وہان کے لوگون کو مندرون کی مرمت کی اجازت دے دی کیونکہ ان ہی مندرون سے برہمنون کا گذارا ہوتا تہا اور کسی شخص کو اُسکے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا[۵۱]۔ اطاعت قبول کرتے ہی دشمن کو امان اور اُسکے دین و آئین پر قائم رہنے کی اجازت مل جاتی تھی۔

نوین صدی کے اخیر نصف حصہ مین جب خلافت بغداد طرح طرح کی مشکلون مین مبتلا ہو گئی تو سندہ کی طرف سے غفلت ہوی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سندہ کی حکومت چھوٹے چھوٹے امیرون مین تقسیم ہو گئی۔ ملتان اور منصورہ کے امیر بہت قوی تھے۔ اس نفاق و تقسیم نے مسلمانون کی ملکی طاقت کو ضعیف کر دیا اگرچہ یہ انحطاط نوین صدی عیسوی کے شروع ہی سے پیدا ہو گیا تہا جبکہ معتصم باللہ (سنہ ۸۳۲-۸۴۱ ع) کے عہد حکومت مین سندان[۵۲] کے ہندو اسلامی حکومت سے آزاد ہو کر خود مختار ہو گئے تھے لیکن ان ہندوؤن نے مسلمانون کی مسجد کو جو اُنکی ریاست مین تھی صحیح سلامت رہنے دیا۔ مسلمان مسجد مین جا کر نماز پڑہتے تھے اور کوئی دست اندازی نہ کرتا تہا[۵۳]۔ ملتان کے مسلمان اپنی پولٹیکل آزادی کو قائم رکھنے مین کامیاب رہے اور راجاؤن کو یہ دہمکی دے کر اُنکے حملون سے بچتے رہے کہ اگر ہمپر فوجکشی کی گئی تو وہ بت توڑ دیا جائیگا جسکی ہندو بہت تعظیم کرتے ہین اور اسکی پوجا کی لیئے دیس دیس سے آتے ہین[۵۴]۔ لیکن اس زوال سلطنت کے زمانہ مین بہی اسلام کی ترقی برابر جاری رہی۔ تک عیسفان جو کشمیر کابل اور ملتان کے بیچ مین کہین واقع تہا اُسکے بادشاہ

---

۵۱ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ ۔ ۵۲ سندان سے مراد ابرہلکے سندان سے ہے جو کچھ کا جنوبی ضلع ہے۔

۵۳ البلاذری ۔ حصہ ۲ ۴۴۴ ۔ ۵۴ ایلیٹ ۔ پہلی جلد صفحہ ۲۷-۲۸۔

کے مسلمان ہونے کا حال مورخ بلاذری نے اس طرح[۵۱] لکھا ہے کہ اس ملک کے لوگ ایک بت کو پوجا کرتے تھے جسکے لیئے اُنہون نے ایک مندر بنایا تھا ایک دفعہ وہان کے راجہ کا بیٹا بیمار پڑا راجہ نے مندر کے برہمنون کو بلا کر کہا کہ دیوتا سے دعا مانگو کہ میرا بیٹا اچھا ہو جاوے۔ برہمن یہ سُنکر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد راجہ کے پاس آئے اور کہا کہ "ہمنے دعا کی تھی وہ قبول ہوی" لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ راجہ کا بیٹا مرگیا۔ اسپر راجہ نے مندر کو مسمار کیا۔ بت کو توڑکر برہمنون کو قتل کر دیا۔ اور مسلمان تاجرون کو اپنے پاس بلایا جنہون نی راجہ کو توحید کا یقین دلایا۔ راجہ فوراً ایمان لایا۔ اسی طرح اور مسلمان تاجر بھی جنکے گروہ ہندوستان کے بُت پرست شہرونمین تجارت کرتے پھرتے تھے تبلیغ اسلام کا باعث ہو جاتے تھے۔ دسوین اور بارہوین صدی کے جغرافیہ دانان عرب نے اُن شہرون کے نام[۵۲] لکھے ہین جو ساحل پر یا ملک کے اندر واقع تھے اور جہان مسلمانون نے مسجدین بنائی تھین اور ہندو راجاؤن کی حفاظت اور سرپرستی مین رہتے تھے بلکہ اپنے آئین و قوانین کے ساتھہ وہان آباد رہنے کی راجاؤن نے اُنکو اجازت دے رکھی تھی[۵۳]۔ اس زمانہ مین سندہ اور ہند کے متصل ملکون اور باقی ساری دنیا سے تجارت کا سلسلہ عربون ہی کے دم سے قائم تھا۔ چین اور سیلون کی پیداوار سندہ کے بندرگاہون مین لاتے تھے اور وہان سے مُلتان ہوتے ہوے ترکستان اور خراسان لیجاتے تھے

تعجب ہوتا اگر یہہ عربی تاجر جو بت پرستون کے شہرون مین جابجا موجود تھے تبلیغ اسلام مین وہی ہمت اور جوش صرف نہ کرتے جو اور مسلمان تاجرون نے دوسرے ملکون مین صرف کیا تھا ایسے ہی تاجرون کی ہدایت و تلقین سے غالباً سامائی قوم نے اسلام قبول کیا جو سنہ ۱۰۵۳ء سے ۱۵۲۱ء تک سندہ پر حکمران رہی۔ اس قوم کے ایک بادشاہ جام مندا بن بابنیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اسکا زمانہ ایسے امن و امان کا تھا کہ "نہ کبھی اُسکو

۵۱ البلاذری صفحہ ۴۴۶ ۵۲ الیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷ و ۳۸ و ۸۸ و ۵۷ ۵۳ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۱۱۔

میدانِ جنگ مین سوار ہو کر جانا پڑا اور نہ کوئی دشمن اُس سے میدان جیت سکتا[51] اور اس بادشاہ کا عہد عدل وانصاف اور اسلام کی ترقی کے اعتبار سے بھی مشہور تھا۔" اب ظاہر ہے کہ اسلام کی یہ ترقی صرف امن وامان کے وسائل سے جو دعاۃ نے اختیار کیے ہوئی ہو گی۔ یہان کے داعیان اسلام مین سب سے زیادہ مشہور ومعروف سید یوسف الدین تھے جو سنہ ۱۴۲۲ عیسوی مین سندھ مین آئے تھے۔ دس برس کی محنت اور جستجو کے بعد لوہانا قوم کے سات سو خاندانون کو اُنھون نے مسلمان کر لیا اول اس قوم کے دو آدمی سندرجی اور ہنس راج شاہ صاحب کی کرامات دیکھکر مسلمان ہوے تھے اور اپنا نام اُنھون نے آدم جی اور تاج محمد رکھا تھا جب یہ لوگ مسلمان ہو گئیے تو پھر اُنکی قوم کے سات سو گھرانون نے اسلام قبول کیا۔ آدم جی کا پوتا جب لوہانون کا سردار ہوا تو اُسکے وقت مین یہہ قوم سندھ سے اُٹھکر کچھ مین چلی گئی۔ اور جب وہان پہنچی تو کچھ کے لوہانون نے بھی اسلام قبول کر کے مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا[52]۔ چار سو برس گذرے کہ فرقہ اسماعیلیہ کے ایک بزرگ پیر صدرالدین نے اپنے مذہب کو سندھ مین شائع کیا اور اُن اصولون کے مطابق جو اس مذہب مین اپنے تئین دوسرون کے مناسب حال بنانے کے لیئے رائج ہین پیر صدرالدین نے اپنا نام ہندوؤن کا سا رکھا اور ہندو مذہب کے بعض عقائد کو تسلیم کر لیا تاکہ اسماعیلیہ مذہب کی اشاعت مین آسانی ہو۔ ایک کتاب دساوتار ہندوؤن مین شائع کی جسمین حضرت علی کو وشنو کا دسوان اوتار لکھا ہے۔ یہ کتاب اُسی وقت سے خوجہ قوم کا مقدس صحیفہ سمجھی جاتی ہے اور تمام مذہبی موقعون پر اور حالت نزع مین مریض کے بستر کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ اسمین وشنو کے نو اوتارون کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ ناقص ہین اور صداقت کے کامل رتبہ کو اُسوقت تک نہین پہونچ سکتے جبتک کہ وشنی مذہب مین اسماعیلیہ کے عقائد کا یہ مسئلہ شامل نہ کیا جاوے کہ حضرت علی وشنو کے دسوین اوتار ہو کر دنیا مین

۵۱ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۳ - ۵۲ بمبئی گزیٹر۔ پانچوین جلد صفحہ ۹۲۔

عنقریب خروج کرنیوالے ہین - علاوہ اس کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو برہما اور حضرت علی رضہ کو وشنو اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیو سے تعبیر کیا ہے - پیر صدر الدین کی ہدایتون کو اول شمالی ہند کے دیہاتی لوگون نے تسلیم کیا اور یہ ہندو اسماعیلیہ مذہب مین شامل ہو گئے ان پیر صاحب نے کچھ مین بہی وعظ شروع کیا اور مذہب اسماعیلیہ اس ملک سے اشاعت پا کر گجرات اور سندہ مین پہیل گیا - اس مذہب کے پیرو یعنی خوجہ قوم کے لوگ مغربی ہند کے تمام شہرون مین اور بحر ہند کے ساحلون پر کثرت سے موجود ہین[1] -

داعیان ملت اسلامیہ مین پیر صدر الدین ہی پہلے شخص نہ تہے جو ہندوستان مین آئے بلکہ اُنکے آنے سے کئی سو برس پہلے اس مذہب کا ایک واعظ جسکا نام نور ستاگر تہا - قلعہ الموت سے جہان اسماعیلیون کا سردار رہتا ہے ہندوستان کو روانہ کیا گیا تہا - یہ واعظ اول گجرات مین راجہ سدہ راج کے زمانہ مین (سنہ ۱۰۹۴-۱۱۴۲ ع) پہونچا اور اُسنے اپنا نام ہندوون کا ستار کہا لیکن مسلمانون کو اپنا اصلی نام سید سعادت بتایا - کنبی اور کہاروا اور کوری قوم کے لوگون کو جو گجرات کی نیچی ذاتین تہین اسماعیلیہ مذہب مین شامل کیا[2][3] -

کچھ کے اکثر مسلمان جو کسی زمانہ مین ہندو تہے داول شاہ کو جنکا اصلی نام ملک عبد اللطیف تہا اپنا پیر مانتے ہین - ملک عبد اللطیف گجرات کے مشہور بادشاہ سلطان محمود بیگرہ کے ارکین سلطنت مین سے کسی شخص کا بیٹا تہا - محمود بیگرہ کی نسبت مشہور ہے کہ اسکے وقت مین ہندوون نے کثرت سے اسلام قبول کیا[4] -

سلطان محمود بیگرہ کی کوشش سے بورہ قوم کے لوگون کا مسلمان ہونا لکہا جاتا ہے یہ ایک مشہور تجارت پیشہ قوم ہے جو پہلے ہندو تہی اور اب شیعہ مذہب کہتی ہے اسکے لوگ صوبہ

---

۱ خوجہ وریتانت صفحہ ۲۰۰ - سر بارٹل فریری کی کتاب خوجہ قوم - پہاڑ کے بڈہے آدمی کی معتقد قوم - میکملن کا میگزین چوتہی جلد صفحہ ۴۴۱ و ۴۳۳ - ۴۳۴ - (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۶ ع) ۲ خوجہ وریتانت صفحہ ۱۵ ۳ بمبئی گزٹیر - پانچوین جلد صفحہ ۸۹ ۴ بمبئی گزٹیر - دوسری جلد صفحہ ۲۷ - تیسری جلد صفحہ ۲۶ - ۲۷ -

بمبئی کے تمام تجارتی شہرون مین آباد ہین[۱]۔ چونکہ شیعی اغظین اور اعیان مذہب کا ہندوستان مین آنا اور شمالی گجرات[۲] مین انہلواڑا کے راجاؤن کا اُنکے ساتھ سلوک اور مہربانی کرنا محمود غزنوی کے زمانہ سے پہلے چودہوین[۳] صدی بلکہ گیارہوین صدی عیسوی مین بیان کیا جاتا ہے اسلیئے خیال ہو سکتا ہے کہ بورہ قوم کا مسلمان ہونا فوری نہ تہا بلکہ کئی نسلون تک بتدریج عمل مین آیا۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین داعی اسلام ملا علی نے اس قوم مین مذہب کی اشاعت کے لیئے جو کوشش کی اُسکو ایک شیعہ مورخ[۴] نے اسطرح بیان کیا ہے "گجرات کے لوگ بت پرست تہے اور اُنکا ایک گرو تہا جسکے یہ لوگ چیلے تہے اور اُسکے نہایت معتقد تہے۔ ملا علی نے اسمین مصلحت دیکہی کہ اول اس گرو کا اپنے تئین چیلا بنائے اور پہر مضبوط دلائل سے اسکو لاجواب کرکے گرو کو مسلمان کرے اور پہر اور بت پرست مسلمان ہوجاوین۔ پس ملا علی کئی برس تک اس گرو کی خدمت مین حاضر رہا اور اُسکی زبان اور علوم سیکہے اور اُسکی کتابون سے خوب واقف ہوگیا اب ملا علی نے گرو کے سامنے اسلام کے عقائد بیان کیئے اور آخرکار اُسکو مسلمان کرلیا۔ گرو کے ساتھ ہی بعض چیلون نے بہی اپنا مذہب تبدیل کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر اس ملک کے راجہ کے وزیر کو پہونچی۔ وزیر گرو کے پاس آیا اور گرو کی اطاعت کی عادتین اپنے مین پیدا کرکے مسلمان ہوگیا۔ لیکن ایک عرصہ تک گرو اور اُسکے چیلون اور وزیر نے اپنے مسلمان ہونے کو راجہ کے خوف سے پوشیدہ رکہا۔

آخرکار وزیر کے مسلمان ہونے کی خبر راجہ کو پہونچی اور ایک دن وہ وزیر کے مکان پر آیا اور دیکہا کہ وزیر نماز پڑہ رہا ہے۔ راجہ غصہ سے بیتاب ہوگیا۔ وزیر بہی راجہ کے آنیکا منشا سمجھ گیا اور جان گیا کہ راجہ کا غصہ اس وجہ سے ہے کہ مین نماز مین مصروف ہون۔ پس وزیر نے بڑی دانائی سے یہہ حیلہ کیا کہ گویا وہ سانپ کے دیکہنے کو جہکتا تہا اور منہہ سے جو کچھہ بولتا تہا

---

[۱] بمبئی گزیٹیر ساتوین جلد صفحہ ۷۰۔ [۲] کولبروک "مختلف مضامین" تیسری جلد صفحہ ۲۰۲۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء) [۳] بمبئی گزیٹیر تیرہوین جلد صفحہ ۲۲۹۔ [۴] نوراللہ شوستری۔ مجالس المومنین۔ کولبروک کے مضامین تیسری جلد صفحہ ۲۰۲-۲۰۳

وہ بھی سانپ ہی کا منتر تھا۔ راجہ نے یہ سنکر مکان کے گوشہ کی طرف نظر ڈالی۔ خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ راجہ کو اُسی جگہہ ایک سانپ نظر آیا۔ وزیر کا عذر معقول معلوم ہوا اور راجہ کی بدگمانی جاتی رہی۔

کچھہ عرصہ کے بعد راجہ بھی مسلمان ہوگیا لیکن راج کی مصلحتوں سے اُسنے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکھا۔ مرتے وقت البتہ اُسنے حکم دیا کہ اُسکا مردہ ہندوؤن کی رسم کے مطابق جلایا نہ جاوے۔

جب اس راجہ کا انتقال ہوا تو سلطان فیروز شاہ تغلق شہنشاہ دہلی (۱۳۵۱-۱۳۸۸ء) کے عمائد سلطنت مین سے ایک شخص سلطان ظفر نے صوبہ گجرات کو فتح کیا۔ چند علمای سنت جماعت نے جو سلطان ظفر کے ساتھہ تھے شیعہ نو مسلمون کو سنی کرنا چاہا چنانچہ کیرا[۱] کی ضلع مین بوہرہ قوم کے ایسے چند لوگ موجود ہین جو سنی ہین لیکن اکثر بوہرے شیعہ ہین۔

چودھوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک اور داعی اسلام جنھون نے صوبہ گجرات مین تبلیغ کے لیئے کوشش کی شیخ جلال تھے جو مخدوم جہانیان کی نام سے زیادہ تر مشہور ہین۔ یہ بزرگ گجرات مین آکر سکونت پذیر ہوے تھے اور بہت ہندوؤن کو اُنھون نے اور اُنکی اولاد نے مسلمان کیا[۲]۔

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال مین حاصل کی اُسکی نظیر کسی اور صوبہ مین نہین ملتی۔ بارھوین صدی کے اخیر مین بختیار خلجی نے بنگال بہار کو فتح کرکے اول اسلامی سلطنت یہان قائم کی اور گور کو بنگال کا پایہ تخت قرار دیا۔ یہان مدت تک سلطانو کی حکومت رہنے سے اسلام کو قدرتاً زیادہ ترقی ہوئی۔ دس برس کے لیئے راجہ کنس کے زمانہ مین ہندوؤن کا راج پھر بنگال مین قائم ہوگیا۔ اس راجہ کے عہد مین مذہبی آزادی سب کو

۱؎ بمبئی گزیٹیر۔ تیسری جلد۔ صفحہ ۳۶۔

۲؎ بمبئی گزیٹیر۔ چوتھی جلد۔ صفحہ ۴۱۔

حاصل تہی اور مسلمان رعایا بہی راجہ کو بہت پسند کرتی تہی[۱] لیکن اُسکے بیٹے جٹ مل نے
ہندو مذہب چہوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔

سنہ ۱۴۱۴ عیسوی مین جب جٹ مل کا باپ راجہ کنس مر گیا تو اُسنے راج کے تمام سرداروں کو
جمع کیا اور اُنکے سامنے مسلمان ہونے کا قصہ ظاہر کیا اور کہا کہ اگر سردار اُسکو گدی پر نہ
بیٹہنے دینگے تو وہ خوشی سے اپنے بہائی کو راج کا مالک بنادیگا۔ سرداروں نے یہ گفتگو سنکر
کہا کہ راجہ جو مذہب چاہے اختیار کرے ہم ہر حال مین اُسکو اپنا بادشاہ مانینگے۔ اسکے
بعد جٹ مل نے اکثر علمای اسلام کو مدعو کیا تاکہ جسوقت سر دربار ہندو مذہب چہوڑ کر وہ مسلمان
ہو تو وہ بہی اس واقعہ کے شاہد ہون جٹ مل مسلمان ہوتے ہی اپنا نام جلال الدین محمد شاہ
رکہا مشہور ہے کہ اُسکے زمانہ حکومت مین کثرت سے ہندو مسلمان ہوگئے[۲]۔ مگر اُن مین سے
اکثر لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے اور مشرقی بنگال مین مسلمانون کی ساڑہے پانچسو برس
کی حکومت مین صرف جلال الدین محمد شاہ کا زمانہ ایسا ہے جسمین بیان کیا گیا ہے کہ ہندوؤن پر ظلم
ہوے[۳]۔ افغانون کے جو گروہ بنگال مین آباد ہوے اُنہون نے بہی یہان کے ہندوؤن
کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی۔ ان افغانون کی جو اولاد ہندنیون کے پیٹ سے
ہوتی تہی وہ تو بہر حال مسلمان ہوتی ہی تہی مگر قحط کے زمانہ مین وہ مفلس ہندوؤن کے بچون کو بہی
کثرت سے خرید کر اُنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر کرتے تہے[۴]۔ لیکن بنگالی نومسلمون کی کثرت
ایسے شہرون مین نہین ہے جو کسی زمانہ مین اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہے تہے بلکہ اُنکی
جسقدر کثرت ہے وہ دیہات مین یا ایسے اضلاع مین ہے جہان مغربی صوبون کو نو آباد
مسلمانون کا نشان تک نہین۔ بلکہ صرف نیچ قومون کے ہندو قوم اور برادری سے خارج

---

[۱] تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکہا ہے لیکن بلوک مین کے مضامین بنگال کی تاریخ اور جغرافیہ پر بہی دیکہنے چاہئین (جے۔ اے ایس۔ بی۔ بیالیسوین جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۴-۲۶۶ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء) [۲] ریون شا کی کتاب "گور" گور کا شہر اُسکے کہنڈر اور کتبے" صفحہ ۹۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء) [۳] وائز صفحہ ۲۹ [۴] چارلس سٹیورٹ تاریخ بنگال صفحہ ۱۷۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۱۳ء)
ایچ بلوک مین مضامین بنگال کے تاریخ جغرافیہ پر (جے اے ایس بی) بیالیسوین جلد صفحہ ۲۲۰ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء)

ہوکر وہان کثرت سے آباد ہین [۱] نومسلمون اور نیچ قوم کے ہندوؤن مین اوضاع واطوار کا ایک سا ہونا ذات کی تفریق کا اُن مین موجود ہونا اور اُنکی آپس کی جسمانی مشابہت ایسی چیزین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کے مسلمان اور بنگال کے اصلی باشندے ایک ہین - صوبۂ بنگال مین برخلاف شمال مغربی ہند کے اسلام کو کسی ایسے قومی مذہب کا مقابلہ نہین کرنا پڑا جو اسکی ترقی مین مخل ہوتا - شمال مغربی صوبون مین مسلمان حملہ آورون کو خوب معلوم ہوگیا تھا کہ برہمنون کا مذہب بُدھ مذہب کو غارت کرکے بہت زور پکڑ گیا ہے اور باوجود مسلمانون کی سخت گیری کے وہ ہندوؤن مین مخالفت کے وقت زور پیدا کر دیتا ہے اور سخت سے سخت تکلیف اور ذلت کی ساعت مین بھی ہندوؤن کو اپنے سے علٰحدہ نہین ہونے دیتا - لیکن داعیان اسلام جب بنگالہ مین پہونچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہان کے اصلی باشندے جو ہندوؤن کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اور اپنے آرین سردارون کے ہاتھون سے طرح طرح کی ذلتین اور اذیتین اُٹھاتے تھے مسلمانون کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے اُن لوگون کے نزدیک جنمین مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور ادنی قوم کے کاشتکار تھے اسلام ایک اوتار تھا جو اُنکے لیے اکاش سے اُترا تھا - وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور اُسکے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانون

---

[۱] انڈین ایوانجلیکل ریویو - جنوری ۱۸۷۳ء - نیز مقابلہ کرو گروپرشاد سین کا مضمون "انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہندوازم" (کلکتہ ریویو ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۱-۲۴۳) گروپرشاد سین لکھتا ہے "بنگال کے ایک کروڑ نوے لاکھ مسلمانون مین سے پچیس ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے نہین ہین جنکو بھدر لوگ کی جماعت مین شمار کیا جاوے باقی جسقدر مسلمان ہین وہ کاشتکار اور مزدور ادنی پیشہ ور درزی اور نوکر ہین - یہ لوگ پہلے چل اچل ذات کے ہندو تھے پھر وہ مسلمان کر لیے گئے - بحیثیت مجموعی یہ لوگ ہندوستان کے سب سے زیادہ خوشحال کاشتکارون مین ہین اور اُن کی حالت بجاے تنزل کے جیسا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانون کی نسبت فرض کیا جاتا ہے روزانہ ترقی کی ہے - یہ لوگ کاشتکار ہونے سے پہلے بھی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اور تاریخ کے کسی زمانہ مین بھی وہ سرکاری ملازم یا سرکاری سپاہی یا زمیندار یا ہندوستان کے فاتح یا فاتحین کے ساتھی نہین رہے وہ بنگال ہی مین پیدا ہوے بنگالی زبان ہی بولتے ہین - بنگالی خط لکھتے ہین - بنگالیون کا سا لباس پہنتے ہین اور غذا بھی وہی رکھتے ہین جو اور بنگالیون کی ہے سواے مذہب کے وہ سب باتون مین بنگال کی رعیت سے مشابہ ہین"

کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جسکو سب ذلیل و خوار سمجھتے تھے۔ اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تھین کہ ہندو کو مسلمان ہوکر پھر ہندو مذہب اختیار کرنا ناممکن ہوجاتا تھا اسلیئے ہندو نو مسلم اور اُسکی اولاد ہمیشہ کو مسلمان ہوجاتی تھی۔ غرض اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب اور زرخیز خطہ پر شائع ہوگیا جو بڑی سے بڑی اور جلد سے جلد بڑھنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کرسکتا ہے۔ جبر اً مسلمان کرنیکے بھی واقعات کہین کہین بیان ہین۔ لیکن جنوبی بنگال مین اسلام کو مستقل کامیابی جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہین ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور مفلسون مین سے لاکھون کو اپنا پیرو بنالیا۔ اُسکی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین خیال پیدا کردیا اور بنگال کی کثرت سے بڑھنے والی قومون کو جو صدہا سال سے ہندوون کے طبقہ سے قریب قریب خارج ہوکر ہزار ذلت و خواری کے ساتھہ اپنے دن کاٹ رہی تھین اُنکو اسلام نے اپنی اُخوت کے دائرہ مین بلا تکلف شامل ہونے دیا"[۱]

صوبہ بنگال مین تبلیغ اسلام کے لیئے خاص کوششون کا ہونا اسطرح سے اور ثابت ہوتا ہے کہ خاص خاص حامیان دین کے واقعات مشہور ہین جنھون نے اسلام کے پھیلانے مین کوششین کین[۲]۔ ان بزرگون مین سے بعض کے مزارون کی ابتک لوگ تعظیم کرتے ہین اور ہر سال صدہا آدمی اُنکی زیارت کو جاتے ہین[۳]۔ لیکن ان اعیان اسلام کے کامون کا حال تفصیل سے نہین دریافت ہوتا۔

موجودہ صدی مین صوبۂ بنگال کے مسلمانون مین مذہب کو از سر نو زندہ کیا گیا ہے اور بہت فرقون نے جنکی اصل فرقۂ وہابیہ سے ہے اپنے واعظ اس ملک مین بھیجے تاکہ جو ہندوانی تعصبات نو مسلمون مین چلے آتے ہین وہ رفع ہون اور مذہبی حرارت اُنمین

۱ سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔ ہندوستان کے مذہب (اخبار ٹائمز فروری ۱۸۸۸ء) دیکھو وائز صفحہ ۱۳۲ ۲ وائز کی کتاب "رسول ہلال اور صلیب" صفحہ ۱۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء) ۳ وائز صفحہ ۲۰

پیدا ہوا اور ہندوؤن مین اسلام اشاعت پاوے [۱]

ان واعظون کی بدولت اور چند سوشل اور طبعی حالات کی وجہ سے جو ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد جلد بڑہا دیتے ہین چند سال کے اندر ہی مسلمانون کی مردم شماری مین تعجب انگیز ترقی پیدا ہوئی ہے [۲] بعض اعیان اسلام کا حال جنہون نے اسلام کو ہندوستان کے ان حصون مین شائع کیا جنکا اوپر ذکر نہین آیا ہے ہم یہان لکہتے ہین۔

ان بزرگان دین مین سب سے قدیم شیخ اسمٰعیل ہین جو بخارا کے سادات عظام مین سے تہے اور علم ظاہر و باطن مین کامل تہے۔ ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ واعظین اسلام مین سب سے پہلے شخص تہے جنہون نے لاہور کے شہر مین جہان ۱۰۰۵ء عیسوی مین وہ آئے تہے وعظ کیا۔ اُنکی مجلس وعظ مین سامعین کا ہجوم کثرت سے ہوتا تہا اور ہر روز صدہا لوگ خلعت اسلام سے مشرف ہوتے تہے اور جو شخص ایک دفعہ اُنکے وعظ مین آتا تہا وہ بغیر کلمہ توحید پڑہے اور اسلام پر ایمان لائے واپس نہ جاتا تہا [۳]

پنجاب کے مغربی صوبون کے باشندون نے خواجہ بہاء الحق ملتانی [۴] اور بابا فرید پاک پٹنی کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا۔ یہہ دونون بزرگ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین گذرے ہین [۵] بابا فرید شکر گنج کا تذکرہ جس مصنف نے لکہا ہے اُسنے تحریر کیا ہے کہ سولہ قومون کو انہون نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا۔ لیکن افسوس ہے اس مصنف نے ان قومون کے مسلمان ہونیکا مفصل حال نہین لکہا [۶]

۱ے وائز صفحہ ۴۴-۵۵ ۲ے یہ بات مردم شماری کے نقشون سے ثابت ہو گئی ہی کہ ہر دس ہزار آدمی پیچہے سو آدمی شمالی بنگال مین اور ۲۴۴ آدمی مشرقی بنگال مین اور ۱۱ آدمی مغربی بنگالہ مین مسلمان ہو گئے ہین یعنی کل بنگال مین بحساب اوسط فی دس ہزار ۱۵ لوگ مسلمان ہوئے ہین۔ مسلمانونکی یہہ ترقی بہت اور اصلی ترقی ہے لیکن اگر یہی حال رہا تو ساڑہے چہہ سو برس مین سارا بنگال مسلمان ہو جائیگا۔ بلکہ مشرقی بنگال صرف چار سو برس مین اس حالت کو پہونچ جائیگا کہ وہان کی آبادی بالکل مسلمان ہو جاوے...... اُنیس سن گذرے کہ بنگال خاص مین ہندوؤن کی تعداد مسلمانونکی تعداد سے پانچ لاکہہ زیادہ تہی لیکن بیس برس سے کم کا عرصہ گذرا ہی جسمین مسلمانونکی تعداد ہندوؤ کے برابر ہی نہین ہوئی بلکہ اُس سے پندرہ لاکہہ بڑہ گئی۔ ہندوستانی مردم شماری ۱۹۰۱ء تیسری جلد۔ بنگال کے جنوبی صوبے اور انکی ریاستین مؤلفہ جے اوڈونل صفحہ ۱۴۴-۱۴۷ (مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۲ء) ۳ے مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا دوسری جلد صفحہ ۲۳۰ ۴ے بزرگ شیخ بہاء الدین زکریا کے نام سے بہی مشہور ہین۔ ۵ے اسٹبس صفحہ ۱۶۳۔ ۶ے مولوی اصغر علی جواہر فریدیہ (۱۰۳۳ ہجری) صفحہ ۳۹۵ (لاہور ۱۸۸۴ء)

ہندوستان کے مشہور و معروف اولیای کبار مین سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہین جنہون نے ملک راجپوتانہ مین اسلام کی اشاعت کی۔ اور سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین اجمیر مین اُنکا انتقال ہوا یہہ بزرگ سجستان کے رہنے والے تہے جو ایران کے مشرق مین ہے مشہور ہے کہ خواجہ صاحب جب مدینہ طیبہ کی زیارت کو جاتے تہے تو ہندوستان کے کفار مین تبلیغ اسلام کا اُنکو حکم ملا۔ پیغمبر خدا صلے علیہ وسلم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ "خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ جا اور اجمیر مین سکونت اختیار کر۔ خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندون کے تقدس سے اس سرزمین پر پہیل جاویگا" خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجمیر مین آئے جہان کا راجہ ہندو تہا اور جہان ہر طرف بت پرستی پہیلی ہوی تہی یہان پہونچتے ہی پہلے جس ہندو کو اُنہون مسلمان کیا وہ ایک جوگی راجہ کا گرو تہا۔ رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہوگئے اور اُنہون نے بت پرستی چہوڑکر اسلام قبول کیا۔ اب خواجہ صاحب کی شہرت سب طرف ہوگئی اور اخیر مین ہندوؤن کے گروہ کے گروہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوتے تہے۔ مشہور ہے کہ جسوقت خواجہ صاحب دہلی سے اجمیر جاتے تہے تو رستہ مین سات سو ہندوؤن کو اُنہون نے مسلمان کیا۔

تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک بزرگ بوعلی شاہ قلندر رہے جو عراق عجم کے رہنے والے تہے پانی پت مین سکونت اختیار کی اور سو برس کی عمر پاکر سنہ ۱۳۲۴ عیسوی مین انتقال کیا۔ پانی پت کے مسلمان راجپوت جن مین تین سو مرد ہین ایک شخص امر سنگہہ کی اولاد سے ہین جسکو شاہ صاحب نے مسلمان کیا تہا۔ قلندر صاحب کے مزار کی لوگ بہت تعظیم کرتے ہین اور اُسکی زیارت کو جاتے ہین۔

ایسے ہی ایک بزرگ شیخ جلال الدین ایرانی تہے جو تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر

[1] ایلیٹ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۵۴۸۔

نصف حصہ مین ہندوستان مین آئے اور جنوبی آسام کے شہر سلہٹ مین سکونت اختیار کی تاکہ وہان کے بت پرستون کو مسلمان کرین اِن بزرگ کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور اُنکی کوششین نہایت کامیاب ہوئین[۵۱]

موجودہ زمانہ مین بھی بہت مسلمان ایسے ہین جو ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہین اور اُنکو بہت کامیابی ہوتی ہے۔ ہندوستان مین ہر سال جسقدر لوگ مسلمان ہوتے ہین اُنکی تعداد دس ہزار پچاس ہزار ایک لاکھہ اور چھہ لاکھہ تک تخمینہ کی جاتی ہے[۵۲] لیکن اِس تعداد کا ٹھیک تخمینہ کرنا مشکل ہے کیونکہ اشاعت کے متعلق کوئی سررشتہ یا محکمہ مسلمانون مین ایسا نہین ہے جو اپنی کارگزاری یوروپون کی صورتون مین لکھے بلکہ ہر مسلمان بذات خود تبلیغ اسلام مین کوشش کرتا ہے اسلیے تعداد کے متعلق صحیح صحیح اطلاع نہین ہو سکتی لیکن اسمین شبہہ نہین کہ اعیان اسلام اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرکے کامیابی حاصل کرتے ہین۔ پنجاب مین ایک شخص حاجی محمد گذرے ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُنہون نے دو لاکھہ ہندوون کو مسلمان کیا[۵۳]۔ بنگلور کے ایک مولوی صاحب کو دعوی ہے کہ اُنہون نے پچھلے پانچ برسون مین ایک ہزار آدمیون کو بنگلور کے شہر اور حوالی مین مسلمان کیا یہہ بیانات خواہ کتنے ہی مشتبہ ہون لیکن فقط انکا ذکر ہی اِس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کو شائع کرنے مین ایسی عملی کوششین کرتے ہین جنمین تبلیغ مذہب کے حقیقی اصول موجود ہوتے ہین۔ مفصلۂ ذیل حالات مستند تحریرون سے اقتباس کیے گئے ہین اور بعض صورتون مین خاص اُن لوگون سے جنہون نے اسلام کی اشاعت کی اُنکو تحقیق کیا گیا ہے۔ پٹیالہ مین مولوی عبید اللہ نے جو پہلے بڑے عالم و فاضل برہمن تھے اپنے تئین بڑا کامیاب واعظ ثابت کیا اور باوجود اُن مشکلات اور رنجون کے جو اُنکے

[۵۱] ابن بطوطہ توم ۴ صفحہ ۲۱۷ - یول (۲) صفحہ ۵۱۵ [۵۲] انڈین ایوانجلیکل ریویو فروری ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۷۰ (کلکتہ ۱۸۸۹-۱۸۹۰ء) سپکٹیٹر ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳۸۲ [۵۳] گارسن دے تاسی "لا لانگ ایے لا لیتراتور ہندوستانی ۱۸۶۹-۱۸۹۰ء صفحہ ۳۴۳ (پیرس ۱۸۷۴ء)

رشتہ دارون نے اُنکے کام مین پیدا کیے تبلیغ اسلام مین اُنکو اسقدر کامیابی ہوئی کہ پٹیالہ
کا ایک پورا محلہ اُن لوگون سے آباد ہے جنکو مولویصاحب نے مسلمان کیا۔ مولوی
عبید اللہ نے چند کتابین عیسائی اور ہندو مذہب کے رد مین لکھین جو بار بار طبع ہوئین۔
ایک کتاب مین اُنھون نے اسطرح اپنے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے " محمد عبید اللہ
بیٹا کوٹ مل متوطن قصبہ پائل کا لکھتا ہے کہ یہہ فقیر لڑکپن مین اپنے باپ کے جیتے
جی گرفتار دین بت پرستی کا تہا اتنے مین رحمت الٰہی نے ہاتہہ پکڑکر کہینچا یعنی دین اسلام
کی خوبیان اور ہندوؤن کے دین کی قباحتین میرے دل پر کھل گئین اور دل و جان سے
دین اسلام قبول کیا اور اپنے آپ کو رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردارون مین
گن لیا اور پہر دوبارہ عقل خداداد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق مین کہ ہمیشہ
کا عذاب اُسی پر موقوف ہے غفلت کرنا اور بے تحقیق کیے صرف ماباپ کی رسم سے
گمراہی کے جال مین پہنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہہ خیال کرکے مشہور اور
رواجی دینون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون رعایت کسی دین کے ہر مذہب مین
فکر و خوض کیا۔ ہندوؤن کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور اُنکے بڑے بڑے پنڈتون
سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا اور دین اسلام کی کتابین بہی
دیکہین اور عالمون سے بات چیت رہی اور سب دینون کو بنظر انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے
سوچا اور خوب جہانا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا سوای دین اسلام کے کہ خوبی اُسکی
اچہی طرح ظاہر ہوگئی۔ پیشوا اس دین کے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
خوبیون اور اخلاق کے ساتہہ موصوف ہین کہ زبان اُسکے بیان سے عاجز ہے اور یہ
اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہین جو کوئی معلوم
کرتا ہے خود جان لیتا ہے کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہے کہ کوئی بات اُسکی ایسی نہین ہے
کہ جسمین معبود حقیقی کی طرف توجہ الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند دن اور

رات اور اُجالے اور اندہیرے کے جدا جدا ہو گیا۔ ہر چند کہ بہت مدت سے حال ساتہہ نور اسلام کے منور اور موںہہ ساتہہ کلمہ شہادت کے معطر تہا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیای بے بنیاد کی زنجیرون مین جکڑ رکہا تہا اور مدت تک حال ظاہری سوم کفر سے خراب رہا۔ آخر جذبۂ توفیق الٰہی کا بزبان حال فرمانے لگا کہ اس گوہر بے بہا کو کب تک پردہ کے صدف مین اور اس عطر راحت افزا کو کہان تک حجاب کے صندوقچہ مین رکہیگا اس موتی کو گلے کا ہار بنانا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹہانا چاہیے اور علمای باعمل نے بہی فتوی دیا کہ دین اسلام کو چہپانا اور لباس اور وضع کفار کی رکہنا جہنم کو پہونچاتا ہے سو الحمد للہ کہ سن بارہ سو چونسٹہہ مین دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اس فقیر کا ابر حجاب سے نکلکر جلوہ گر ہوا اور بہائی مسلمانون کے ساتہہ عید کی نماز پڑہی“۔ [۵۱]

مولوی بقا حسین خان نے جو شہر شہر وعظ کرتے پہرتے ہین کئی برس مین دو سو اٹہائیس آدمیون کو جو بمبئی کانپور اجمیر اور اور شہرون کے رہنے والے تہے مسلمان کیا مولوی حسن علی کی تلقین سے پچیس آدمیون نے اسلام قبول کیا جنمین سے پندرہ پوتہ کے اور باقی حیدرآباد اور ہندوستان کے اور صوبون کے رہنے والے تہے۔ [۵۲]

[۵۱] تحفۃ الہند صفحہ ۳ (مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ)۔ [۵۲] مولوی حسن علی مرحوم نے ۱۸۹۶ء مین اپنے انتقال سے پہلے یہ تعداد مجہہ کو بتائی تہی ۴۔ اپریل ۱۸۹۶ء کے اخبار مسلم کرونیکل مین جو اطلاع مولوی صاحب کے انتقال کی چہپی اُس مین مفصلہ ذیل حالات بہی مولوی صاحب مرحوم کی زندگی کے شائع ہوے تہے ”مولوی صاحب زمانہ طالبعلمی مین بہت ذہین تہے اور تہوڑے ہی عرصہ مین اُنہون نے بہت ترقی کر لی۔ کم عمری ہی مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور اُنکو وظیفہ ملا اسکے بعد اُنہون نے ایف اے کلاس مین پڑہنا شروع کیا لیکن اس زمانہ مین اُنکو تلاش حق کا شوق پیدا ہوا اور پڑہنا لکہنا چہوڑ کر اُنہون نے مختلف مذہب کے لوگون سے ملنا شروع کیا۔ فقیرون پنڈتون عیسائیون سے ملاقات کی گرجاؤن مین جا کر بیٹہے جنگل اور صحرا اور شہرون مین گئے صرف خدا پر توکل اور اُسکی رحمت کی اُمید انکی مددگار اور معاون تہی ایک سال تک وہ مختلف مذہبون کی تحقیق مین مصروف رہے اور ۱۸۷۷ء مین اُنہون نے پٹنہ سکول مین ہیڈ ماسٹری قبول کی۔۔۔ چونکہ وہ داعی اسلام ہونیکے لیئے پیدا ہوے تہے اس لیئے اُنہون اس اسامی کو جس سے سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تہی چہوڑنا چاہا۔ مولوی صاحب مرحوم کے دوستون نے انکو منع کیا کہ نوکری نہ چہوڑین مگر اُنہون نے

نسو بمبئی کے ضلع خاندیش مین قاضی سید صفدر علی نصیر آبادی کے وعظ سے لوہارون اور اسلحہ سازون کا ایک گروہ مسلمان ہوا۔[۵۱] پچیس برس ہوے کہ انہین لوہارون اور اسلحہ سازون کے دو سو آدمی عجب طرح سے مسلمان ہوے ناسک کے پیرس مٹرین پادری مدت سے کوشش کرتے تھے کہ ان لوگون سے ہندو مذہب چھوڑا کر انکو عیسائی کرین۔ یہ ہندو لوہار اس پس و پیش مین تھے کہ عیسائی مذہب قبول کرین یا نہین کہ بمبئی سے ایک درویش آئے جو انکی عادات اور خصائل سے خوب واقف تھے اور انھون نے ذرا وعظ کرکے سب ہندوؤن کو مسلمان کر لیا۔[۵۲]

آج کل کے مسلمان واعظون نے عیسائی مشنریون کے سے طریقے اختیار کیے ہین۔ مثلاً گلی کوچون مین وعظ کہتے ہین کتابین تقسیم کرتے ہین اور دعوت مذہب کے لیے ایسی ہی اور کام اختیار کیے ہین۔ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین مسلمان واعظ بازارون مین روزانہ وعظ کہتے نظر آتے ہین۔ بنگلور مین یہ طریقہ بہت عام ہے اور وہان ایک واعظ جو کسی مسجد کے امام بھی ہین اسقدر مشہور ہوگئے ہین کہ بعض وقت ہندو بھی انکو بلا کر انکا وعظ سنتے ہین۔ بازار مین وہ ہمیشہ وعظ کہتے ہین اور گذشتہ سات یا آٹھ برس مین بیالیس آدمیون کو مسلمان کر چکے ہین۔ بمبئی مین ایک واعظ شہر کے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) نہ مانا اور استعفا داخل کر دیا اور ایک ماہواری سالہ نور الاسلام نکالکر کچھ زمانہ تک گذر اوقات کرتے رہے پٹنہ مین اسلام پر کئی لکچر انہون نے دیے اور پھر وہ کلکتہ چلے گئے۔ یہان اونھون نے انگریزی زبان مین ایک لکچر دیا اس لکچر کا اثر سامعین پر ایسا ہوا کہ کئی یورپین پادریون نے اسلام کے برحق ہونے کو تسلیم کیا اور ایک مشہور بابو صاحب بابو بپن چندر پال کی تو یہ حالت ہوئی کہ قریب تہا کہ وہ مسلمان ہوجاوین۔ پھر ڈہاکہ کے لوگون نے مولوی صاحب مرحوم کو بلایا جہان اونکے وعظ اور لکچرون نے لوگون کے دلون مین اونکے نام کو ہمیشہ نقش کر رکھا ہے۔ کئی کتابین اور رسالے اور اردو اور انگریزی کے لکچر جو مختلف شہرون مین دیے گئے مولوی صاحب مرحوم کی تصنیف سے ہین۔ ان تصانیف سے مولوی صاحب کا نام دنیا مین ہمیشہ زندہ رہیگا تقریباً سو آدمی اونکی کتابین پڑہکر اور لکچر سُنکر مسلمان ہوے" دعوت اسلام کا شوق جو انکے دل مین تہا اخیر حالت مین بہی ظاہر ہوا۔ چنانچہ جب نزع کی حالت تھی تو انکی زبان سے یہ لفظ سُنے گئے "اپنا مذہب چھوڑ دو اور مسلمان ہوجاو" جب اُنسے پوچھا گیا کس سے باتین کرتے تھے تو جواب دیا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کر رہا تہا۔ [۵۱] بمبئی گزیٹیر۔ بارھوین جلد۔ صفحہ ۱۲۶ [۵۲] بمبئی گزیٹیر۔ چودھوین جلد۔ صفحہ ۸۱۔

خاص خاص بازارون مین روزانہ وعظ کرتا ہے - کلکتہ مین کئی مکان وعظ کہنے کے لئے بنے ہوے
ہین جہان ہر وقت واعظ موجود رہتے ہین اور جو لوگ مسلمان ہوتے ہین اُن مین کبھی کبھی یورپین عیسائی
بھی ہوتے ہین لیکن اکثر مفلوک الحال - زیادہ تر ہندو ہی ہوتے ہین [1] - ہندوستان کے ایسے
شہرون مین جہان مسلمان بہت ہین کثرت سے اسلامی انجمنین قائم ہو گئی ہین اور اُن مین سے
بعض انجمنون نے جہان اور کام اپنے ذمہ لیئے ہین ایک کام یہ بھی ہے کہ مسلمان واعظون
کو بازارون مین وعظ کہنے کے لیئے بھیجین چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن حامی اسلام
اجمیر یہہ ہی کرتی ہین - یہ انجمنین واعظون کو تنخواہ پر مقرر کرتی ہین لیکن وعظ کہنے کا کام زیادہ
تر وہ لوگ کرتے ہین جو دن بھر تو کسی پیشہ یا کام مین مصروف رہے اور شام کو فرصت کا
وقت اُنہون نے اس کار حسنہ مین صرف کیا -

ہندوستان کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا جوش اب اسطرح صرف ہوتا ہے
کہ پادریون کی تعلیم سے جو خیالات اسلام کی مخالفت مین پیدا ہو جاتے ہین انکو دور
کیا جاوے - اسلیئے مسلمانون کا کام بجای اشاعت کے زیادہ تر اسلام کے بچاؤ
کرنے کا ہے بعض واعظ ایسے لوگون مین مذہب کو پختہ کرنے کی طرف توجہ کرتے ہین
جن مین اسلام کی بنیاد تو پڑ گئی لیکن مضبوط نہین ہوی - بعض اسطرف مائل ہوتے ہین کہ
جاہل مسلمانون کے ذہن سے ہندوانی تعصبات دور کر کے مذہب کو زیادہ پاک صورت
مین اُنکے دل پر نقش کرین - اس قسم کی کوششین اکثر حالتون مین قدیم داعیان اسلام کے
ادھورے کام کو تکمیل دینے کے لیئے کی جاتی ہین - کیونکہ بعض صورتون مین داعیان
اسلام نے ہندوؤن کو اچھی طرح مسلمان نہین کیا - بہت سے برائے نام مسلمان ایسے
موجود ہین جو آدھے ہندو ہوتے ہین - ذاتون کا فرق مانتے ہین - ہندوؤن کے تہوار

[1] انڈین ایونجلیکل ریویو ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۲۶ - گارسن دے تاسی "لالانگ اے لالیترا تور ہندوستانی دے ۱۸۵۰ - آ - ۱۸۶۹ء" صفحہ ۳۸۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۴ء) گارسن دے تاسی "لالانگ ایٹ لالیترا تور ہندوستانی این ۱۸۷۱ء" صفحہ ۱۲ (پیرس ۱۸۷۲ء)

منائے تھین اور بت پرستی کی اکثر رسمون کے پابند ہین بعض اضلاع مین جیسے میوات اور گوڑگانوہ
ہین بہت سے مسلمان ایسے ہین جو اپنے مذہب سے بجز نام کے کچھہ واقفیت نہین رکھتے
نہ انکے ہان مسجدین ہین اور نہ وہ نماز کے پابند ہین - یہہ حال خاص کر ان دیہات یا ایسے
مقامات کے مسلمانون کا ہے جو مسلمانون کے بڑے شہرون سے دور واقع ہین -

شہرون مین مولویون کی وجہ سے بہت سے قدیم تعصبات نو مسلمون کے دل سے
رفع ہو جاتے ہین اور انکی مذہبی زندگی زیادہ عقل اور پاکیزگی سے بسر ہوتی ہے - چند سال
سے ہندوستان کے مسلمانون مین عام طور پر اس بات کی تحریک دریافت ہوتی ہے
کہ نوجوان مسلمانون مین کسی طرح مذہبی تعلیم کو ترقی دیجاوے تاکہ ان مین مذہب کی پابندی
کا اچھی طرح خیال پیدا ہو - تعلیم کے عام ہونے سے مذہبی اصولون کو زیادہ غور اور تجسس
کے ساتھہ سمجھا جاتا ہے اور مذہبی معلم ایسے اضلاع مین بھی زیادہ ہو گئے ہین جنکی طرف
پہلے کسی کو توجہ نہ تھی - اصلاح مذہب کی تحریک خواہ وہ کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہو ہندوستان
کے ہر حصے مین دیکھی جاتی ہے مثلاً پنجاب کے مشرقی اضلاع مین غدر کے بعد سے مسلمانون
مین مذہب کی بہت ترقی ہوئی ہے - واعظون نے تمام ملک مین شہر شہر سفر کیا اور مسلمانون
کو بت پرستی کی رسمین چھوڑنے کی تاکید اور راہ راست پر چلنے کی ہدایت کی - اسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ وہان کے بہت سے گانوون مین جہان مسلمانون کے پاس زمینین تھین مسجدین
تعمیر ہو گئین اور بت پرستی کی موٹی باتین جو علانیہ مانی جاتی تھین بند ہو گئین[1] - راجپوتانہ مین
بھی دیہات کی وہ ہندو قومین جو وقتاً فوقتاً مسلمان ہوئین صوم و صلوٰۃ کی زیادہ پابند ہو گئی
ہین - بعض رسمین جو ان مین اور ہندوؤن مین ایک سی تھین چھوڑ دی گئی ہین مثلاً مرات قوم
کے مسلمان اب شادی مین بجای پھیرون کے نکاح پڑہاتے ہین اور جنگلی سور کے گوشت
کو بھی حرام سمجھتے ہین[2] - صوبہ بنگال مین ایسی مذہبی اصلاح اور ترقی کا ذکر ہم پہلے لکھہ چکے ہین

[1] ایبٹسن صفحہ ۱۶۴ - [2] راجپوتانہ گزیٹیر پہلی جلد صفحہ ۹۰ دوسری جلد صفحہ ۷۴ (کلکتہ سنہ ۱۸۷۹ع)

لیکن اس قسم کی تحریکین اور دعوت اسلام مین شخصی کوششین ہندوستان مین مسلمانون کی ترقی تعداد کی پوری پوری توجیہ نہین کرتین۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علاوہ معمولی ترقی کے جو کسی قوم کی تعداد مین معمولاً ہوا کرتی ہے وہ کون سے اسباب ہین جنہون نے مسلمانون کی تعداد کو غیر معمولی طریقہ سے بڑہا دیا۔ اسکا جواب ہندوؤن کے سوشل کیفیت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوؤن کو نہایت ذلیل وخوار سمجھتے ہین اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو اپنی ترقی کا خواہان پاتے ہین تو اوسکو طرح طرح سے نقصان پہونچاتے ہین۔ جب ان باتون کا ایسے مذہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے جسمین کوئی ذات سے خارج نہین ہوسکتا اور ہر شخص کو ترقی کرنے کے لیئے آزادی ملتی ہے تو اسلام کے حقیقی فوائد دل پر روشن ہوجاتے ہین بنگال کے جلاہے جو سوتی کپڑے بنتے ہین انکو ہندو بہت ناپاک جانتے ہین اسلیے یہ جلاہے مسلمان ہوجاتے ہین تاکہ کسی طرح اس ذلیل حالت سے چھٹکارا ہو[51]۔ بنگال کے شمال مشرقی حصہ مین اسیطرح کا ایک واقعہ یہہ پیش آیا کہ ۱۵۰۰ء مین کوچ کے ہندوؤن نے جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے سردار ہاجو کے زمانہ مین کوچ مین اپنا راج قائم کیا جب ہاجو کا بیٹا راج کا مالک ہوا اور ریاست کے بڑے لوگ تو ہندو کی اونچی ذاتون مین شمار ہونے لگے[52]۔ اور غریب رعایا نے یہہ دیکھکر کہ اپنی ہی قوم اور برادری کے آدمی اب ہمکو ذات سے خارج سمجھتے ہین اسلام قبول کرلیا[53]۔ غرض اسی طرح کی بہت مثالین ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کی تاریخ سے بیان ہوسکتی ہین اگر کوئی ہندو کسی طرح ذات سے خارج ہوجاتا ہے اور اسکے عزیز اور دوست اسی وجہ سے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہین تو اسکو قدرتی طور پر ایسے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے جو ہر شخص کو بلا امتیاز اپنا شریک بناتا

---

۵۱ ڈالٹن۔ صفحہ ۱۲۲۔ ۵۲ ہندوستان کے اصلی باشندون پر ہندوؤن کے مذہب نے کیونکر اثر کیا اگر اسکا حال پڑہنا ہو تو سر الفرڈ لائل کی کتاب ایشیاٹک سٹڈیز کا صفحہ ۱۰۲-۱۳۰ دیکھو۔ ۵۳ ڈالٹن صفحہ ۸۹۔

ہے اور اپنی سوسایٹی مین اوسکو وہی رتبہ دیتا ہے جو شایستگی اور تہذیب کے لحاظ سے اوسکو اپنی قدیم سوسایٹی مین حاصل تہا - اس طریقہ سے جو ہندو مسلمان ہوتے ہین اُنکو تبدیل مذہب کے وقت اسلام کے ساتھہ جسقدر جوش عقیدت ہو وہ کم ہے لیکن ایسے ہندو بہی جنکو اپنے دیوتاوٗن کے نام اور اُنکی گنتی تک یاد نہین ہوتی ذات سے خارج ہونیکا بہت غم کرتے ہین اور بغیر اعتقاد کے مسلمان ہوجاتے ہین - مسلمانون کا علم ادب پڑہنے اور اُنکی صحبت مین بیٹہنے سے بہی ہندوؤن پر اسلام کا ایسا اثر پڑتا ہے جسکو وہ دور نہین کر سکتے - راجپوتانہ اور بندیل کنڈ کے رجپوت راجاؤن اور سرداروں مین ابتک اسلام کی طرف میلان پایا جاتا ہے[۵۱] - اور یہہ ایسا ہے کہ اگر تیموریہ سلطنت سلامت رہتی تو یہ سب راجا اور سردار کبہی کے مسلمان ہوگئے ہوتے - یہ لوگ درویشون اور پیرون کی تعظیم و تکریم ہی نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے مسلمانون کو معلم اور اتالیق مقرر کرتے ہین - شرع کے موافق جانور کو ذبح کرکے کہاتے ہین اور بعض اسلامی مجالس مین فقیرانہ لباس پہنکر شریک ہوتے ہین اور ان موقعون پر مسلمانون کی طرح عبادت کرتے ہین علاوہ اسکے لوگون کا یہ بہی خیال ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ملک پر ایسی گورنمنٹ مسلط ہے جو مذہبی معاملات مین کسی فریق کی مطلق طرفداری نہین کرتی تو اسلام کی اشاعت مین بہ نسبت اوس زمانہ کے زیادہ ترقی ہوگی جبکہ مسلمانون کی حکومت تہی اور ہندو اپنے مسلمان دشمنون سے ہمیشہ دست و گریبان رہنے کی وجہ سے آپس مین زیادہ متفق اور قوی ہوگئے تہے[۵۲] - مزارون اور درگاہون مین عرس کے وقت ہندو بہی شریک ہوتے ہین اور ایک بے اولاد شخص جو ہزارون خداؤن کو مانتا ہو اس خیال سے کہ مراد مانگنے مین کوئی خدا چہوٹ نہ جائے مسلمانون کے خدا کو بہی اپنی فریاد سُناتا ہے - اگر اسکے بعد

۵۱ سر الفرڈ لائل نے ایشیاٹک سٹڈیز کے صفحہ ۲۹ مین لکہا ہے کہ بعض موقعون پر ہندو سردارون نے اسلام قبول کرنے کی طرف صاف صاف میلان خاطر ظاہر کیا) ۵۲ گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۱۹ -

وہ صاحب اولاد ہو گیا تو اوسکا سارا کنبہ (چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہی) مسلمان ہو جاتا ہی[۱]

کبھی یہہ ہوتا ہے کہ کسی ہندو کو کسی مسلمان عورت سے عشق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ بغیر اسکے اونمین شادی ہونی ممکن نہین۔ کیونکہ اسلامی شریعت مین مسلمان عورت کا نکاح کافر سے قطعی ممنوع ہے۔ ہندوؤن کے بچون کو اگر کسی دولتمند مسلمان نے متبنّا کر لیا تو مسلمان کے طریقہ پر اونکی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہندنی کسی مسلمان کی بیوی بنی تو وہ بھی خاوند کے مذہب مین آجاتی ہے۔ چونکہ اسکے برعکس کوئی عمل نہین ہو سکتا (یعنی مسلمان ہندو نہین بن سکتا) اس لیئے ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد ترقی پر ہے۔ ہندو جو کسی وجہ سے ذات برادری سے خارج ہو جاتے ہین اور ایسے مفلس ہندو جو مسلمانون کی خیرات پر جیتے ہین یا عورتین اور بچے جو ماباپ کے مرجانے سے لاوارث ہو جاتے ہین یا ماباپ انکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین اور وہ مسلمانون کی حفاظت مین آجاتے ہین (چنانچہ قحط سالی مین اکثر ایسا ہوتا ہے) تو وہ بھی مسلمان کر لیے جاتے ہین اور اس طریقہ سے مسلمانون کی تعداد مین ہندوؤن کے ہان سے برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے[۲]۔ بعض دفعہ مقامی حالات ایسے پیش آتے جس سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہہ بیان کیا گیا ہے[۳] کہ دہلی کی بعض بستیون مین مسلمانون اور ہندوؤن کی تعداد تقریباً برابر ہوتی ہے۔ اگر کبھی مسلمانون کا کچھہ شمار بڑھ گیا تو گاؤکشی کے جھگڑے اوٹھائے جاتے ہین اور ایسی

---

[۱] جو ہندو اس طرح مسلمان ہوئے انکی صرف ایک مثال یہان بیان کرتے ہین ضلع کانپور مین موضع گھاتم پور مین ہندوؤن کا ایک دراخاندان ہی۔ اس خاندان کی ایک چھوٹی شاخ اپنے کسی رگ گھاتم دیو بابا کی منت سے مسلمان ہو گئی گھاتم دیوتے مدار شاہ کے مزار پر منت مانی تھی کہ اگر اوسکے ہان لڑکا پیدا ہو تو اوسکی آدھی اولاد مسلمان ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا (گزیٹیر ممالک مغربی و شمالی چھٹی جلد صفحہ ۲۴۷ و ۲۲۸) ہندوؤن مین مسلمان پرونکو سقدر مانا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین صرف ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین ایک لاکھہ تین ہزار چھہ سو تینتالیس ہندو (یعنی ہندوؤنکی تعداد مین سے ۰٫۸۷ فی صدی ہندو) ایسے تھے جنہون نے اپنے تئین پیر پرست لکھوایا (ہندوستانکی مردم شماری ۱۸۹۱ء۔ جلد ۱ حصہ ۱ صفحہ ۲۳۴ - ۲۱۷) (الٰہ آباد ۱۸۹۲ء)

[۲] ممالک مغربی شمالی کی مردم شماری کی کیفیت ۱۸۶۵ء مصنفہ ایڈورڈ وائٹ صفحہ ۶۲ (الٰہ آباد ۱۸۶۶ء)

[۳] " " " " صفحہ ۶۳ (")

باتون سے جو ہندوؤن کو مذہبًا ناگوار ہوتی ہین فساد برپا کیے جاتے ہین - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندو رفتہ رفتہ گاؤن چھوڑ کر چل دیتے ہین - صرف چمار کاشتکار جو مسلمان زمیندارون کے نوکر ہوتے ہین رہ جاتے ہین - یہ لوگ کچھ دنون کے بعد مسلمان ہو جاتے ہین - اور دلی اعتقاد سے نہین بلکہ تنہائی اور علیحدگی کی تکلیف سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہین -

ملک اودھ کے بعض زرعی اضلاع مین نیچی ذات کے ہندوؤن کا مسلمان ہونا عجیب طرح سے پیش آتا ہے اگرچہ اودھ مین مسلمانون کی تعداد کل حصون کی مردم شماری کا دسوان حصہ بھی نہین ہے لیکن جہان جہان مسلمان کاشتکارون کے گروہ موجود ہین وہان نیچی ذات کے ہندو اونچی ذات والون کے ظلم وستم سے عاجز آکر جمع ہو جاتے اور مسلمانون کی پناہ ڈھونڈھ کر اکثر لوگ اسلام قبول کر لیتے ہین[1] - جس جس طرح کی پابندیون سے یہ چمار اور کوڑھی جو ہندوؤن مین سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے ہین مسلمان ہو کر آزاد ہو سکتے ہین اور جس قسم کا نفع انکو اسلام قبول کرنے سے ملتا ہے وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے جسمین ان قومونکی حالت ہندو ہونے کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے[2] -

"ڈوم ڈہبی - چمار - جلاہے - موچی مصیبت اور ذلت کے پنجے سے نیچے طبقے پر پڑے ہین - اون مین سے اکثر لوگ جو شمالی اضلاع مین رہتے ہین اونکی زندگی بالکل غلامی مین بسر ہوتی ہے کبھی اونکو اتنی ہمت نہین ہوتی کہ انگریزی عدالتون مین آکر اپنا انصاف چاہین - وہ اور اونکی اولاد نسلاً بعد نسلاً اس طرح دوسرون کے قبضہ مین آتی ہے جیسے خریدے ہوئے مال کا نفع - برہمنون اور چھتریون کے لیئے جو اُنکے آقا ہوتے ہین اور اونچی ذات کے غرور مین ہل کو ہاتھ تک نہین لگاتے ان مصیبت کے مارون کو ہل جوتنا پڑتا ہے گاؤن سے دور ایک علیحدہ جگہہ جہان سورون کے ڈربے ہوتے

[1] گزیٹیر صوبہ اودھ - پہلی جلد صفحہ ١٩ [2] گزیٹیر صوبہ اودھ پہلی جلد صفحہ ٢٣ - ٢٤ -

ہین لیکن جو ان سے زیادہ پاک خیال کیئے جاتے ہین اونکو رہنا پڑتا ہے۔ ہمیشہ فاقون سے مرنے کی نوبت۔ بدن زار۔ رنگتین سیاہ۔ صورتین بدہیئت۔ چہرون پر بیوقوفی کے آثار۔ غلیظ اور ناپاک ایسے کہ دیکھنے سے نفرت ہو۔ غرض یہ سب باتین اونکے بھوٹے کرم اور کھوٹی تقدیر کا ثبوت ہین جسنے انکو ذلت اور خواری کے اوس درجہ پر پہونچا دیا ہے جسمین انسان ہوکر وہ جانورون سے بدتر شمار ہونے لگے۔ یہہ بھی نہین کہ اونمین ترقی کرنے کا مادہ نہو۔ کیونکہ اونکے صدہا آدمیون نے انگریزون کے ہان اصطبل کی نوکریون مین معقول تنخواہین پاکر اپنے تئین ہوشیار نوکر ثابت کیا۔ تبدیل مذہب ان لوگون کی رہائی کا موجب ہوتا ہے اور جو اصلی مذہب اونکا ہے اوسکے وہ خیرخواہ نہین ہوسکتے

ہندوستان مین اسلام کو جس بات سے اصلی قوت حاصل ہے وہ یہہ ہے کہ اوسمین ذاتون کی تفریق نہین ہے اور یہی بڑی چیز ہے جس سے وہ ہندوؤن کو کثرت سے اپنا پیرو بناتا ہے۔

اس باب کو ختم کرنے کے لیئے اب کشمیر اور سرحد ہندوستان سے باہر ملک تبت کا حال لکھنا باقی ہے۔ ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون اور انگریزی صوبون سے سوائے صوبہ سندہ کے کشمیر مین مسلمانون کی تعداد کیا بلحاظ شمار کے اور کیا بلحاظ نسبت کے سب سے زیادہ ہے (یعنی کشمیر مین مسلمان ستر فی صدی آباد ہین۔) کشمیر کے تقریباً کل مسلمان ہندوؤن اور باشندگان تبت کی نسل سے ہین۔ لیکن تاریخی حالات جن سے وجہ معلوم ہو کہ مسلمانون کی یہہ کثرت کس طرح ہوئی نہایت قلیل ہین۔ جس قدر تاریخی شہادتین بہم پہونچتی ہین اون سے یہہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ درویشون اور پیرون نے (جنمین مذہب اسماعیلیہ کے دعاۃ بھی الموت سے آکر شریک ہوئے[1]) جو متواتر کوششین تبلیغ اسلام کیلیئے مدت تک جاری کہین وہی اس ترقی کا باعث ہوئین۔

[1] خوجہ دریانت۔ صفحہ ۱۴۱۔

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ کشمیر مین اسلامی تحریک کی ابتدا کس زمانہ مین ہوئی - کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اوسنے چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے اسلام قبول کیا - اور صرف یہہ ہی شاہ صاحب تھے جنہون نے بادشاہ کو تحقیق حق مین مطمئن کیا - کیونکہ اس بادشاہ کو اپنے قدیم مذہب کی طرف سے اطمینان نہ تہا اور کسی نئے مذہب کو قبول کرنے کی تلاش مین رہتا تہا - سنہ ۱۳۸۸ عیسوی کے قریب سید علی ہمدانی کشمیر مین آئے اور اونکی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی - یہہ بزرگ جب تیمور کے معتوب ہوئے تو اپنے وطن ہمدان کو چھوڑکر جو فارس مین ہے کشمیر مین چلے آئے اور سات سو سید اونکے ہمراہ تھے جو کشمیر پہونچکر مختلف مقامات مین عزلت گزین ہوے - اور اپنے اثر سے ہندوؤن کو مسلمان کرتے رہے - ان کی کوششون سے تعصب کو بھی بہت تحریک ہوئی یہانتک کہ سلطان سکندر (سنہ ۱۳۹۳ء تا سنہ ۱۴۱۷ء) نے ہندوؤن کے بتون اور بتخانون کو توڑکر بت شکن کا لقب اختیار کیا - سلطان سکندر کے وزیر اعظم نے جو ہندو سے مسلمان ہوا تہا ہندوؤن پر ظلم کیئے لیکن اوسکے مرنے کے بعد مذہبی آزادی کا اصول پھر اس سلطنت کا دستور العمل بن گیا[1] - پندرہوین صدی عیسوی کے ختم ہونے کے قریب ایک بزرگ میر شمس الدین جو شیعہ مذہب رکھتے تھے ملک عراق سے کشمیر مین آئے اور اپنے مریدون کی مدد سے انہون نے کشمیر کے بہت لوگون کو مسلمان کرلیا -

اکبر اعظم کے عہد مین جب کشمیر سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ ہوگیا تو اسلامی اثر کو ملک مین استحکام ہوا اور علماے دین کثرت سے کشمیر مین پہونچ گئے - عالمگیر کے زمانہ مین کشتوار کے رجپوت راجہ نے سید شاہ فرید الدین کی کرامات مشاہدہ کرکے اسلام قبول کیا اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی - شاہان مغلیہ نے جس راستہ سے

---

[1] تاریخ فرشتہ - چوتھی جلد - صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۹ -

ترقی دولت کے لیئے کشمیر مین آمد و رفت کی اوسکے کنارون پر ایسے اجابتک موجود
هین جنکے رجپوت بزرگون نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کر لیے تھے[۵۱]

کشمیر کے شمال مین اسکردو یا تبت خرد ہے جسمین تین سو برس سے مسلمان موجود
هین لیکن اسلام کی اشاعت کے ابتدائی حالات جو اس ملک مین گذرے اونکی نسبت
مختلف روایتین هین۔ تبت کے گوشہ شمال مشرق مین بدھ مذہب کے لوگون مین
اسلام شایع ہوتا جاتا ہے[۵۲]۔ اور کشمیر کے مسلمان تاجرون نے تبت خاص مین بھی اسلام
کا چرچا کر دیا ہے۔ ملک کی تمام بڑے شہرون مین کشمیری سوداگرون کے گروہ آباد هین۔
لاسا مین جو تبت کا پایہ تخت ہے ان کشمیری سوداگرون کی تعداد ایک ہزار کے قریب
ہے۔ یہہ لوگ تبت کی عورتون سے نکاح کرتے هین جو اکثر اپنے خاوندون کا مذہب
اختیار کر لیتی هین۔ مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے علانیہ کوئی کوشش حکام
تبت کے خوف سے نہین کر سکتے[۵۳]۔ اس ملک مین اسلام نے ایران اور چین کے صوبہ
یانان کی سمت سے بھی راہ کی ہے[۵۴]۔

---

۵۱ ایف ڈریو۔ "جمو اور کشمیر کی ریاستین" صفحہ ۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ع)

۵۲ جے۔ ڈی کننگھم۔ "تاریخ سکھ" صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ع ایڈیشن دوم۔

۵۳ ان واقعات سے خود لاسا کے لاماگرو نے مجھہ کو اطلاع دی ہے۔

۵۴ اے باسٹین۔ "دے گشیختے در اینڈو چینیزن" صفحہ ۱۵۹ (لائپ زگ ۱۸۶۶ع)

باب دہم

ملک چین مین اسلام کی اشاعت

صرف چند سال سے لوگون کو چین کے مسلمانون کی طرف توجہ ہوی ہے۔ اس سے پہلے کسیکو اونکا خیال نہ تہا۔ یہہ بے توجہی بہی تعجب سے خالی نہین کیونکہ چین مین مسلمانون کا موجود ہونا ایک عرصہ سے یورپ کے لوگون کو معلوم تہا اور مدت ہوی کہ یورپ کے سیاحون نے اونکا ذکر اپنی کتابون مین لکہا تہا۔ تیرہوین صدی عیسوی مین اول مارکو پولو نے مسلمانون کا حال لکہا جن سے وہ چین کے سفر مین ملا تہا۔ وہ لکہتا ہے کہ صوبہ کاراجان مین (جسکو اب یانان کہتے ہین) مختلف قسم کے لوگ آباد ہین۔ ان مین ساراسین (مسلمان) اور بت پرست ہی نہین ہین بلکہ کچہہ نسطوری عیسائی بہی شامل ہین[ا]"۔ اسیطرح شہر سنجو کے حال مین (جسکو آج کل سننگ فو کہتے ہین) لکہا ہے کہ یہان کی آبادی مین بت پرست اور مسلمان اور بہتوڑے سے نسطوری عیسائی ہین[۲]"۔

سترہوین صدی کے اخیر اور اٹہارہوین عیسوی کے شروع مین فرقہ جیسوئٹ کے پادریون اور مشنریون نے بہی چین کے مسلمانون کا اکثر ذکر کیا۔ لیکن اونکے تاریخی حالات تحقیق کرنے یا تعداد اور حالت کو معلوم کرنے کی طرف ان پادریون نے توجہ نہین

[ا] کرنل یول کا مارکو پولو۔ دوسری جلد صفحہ ۳۹۔

[۲] کرنل یول کا مارکو پولو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۷۱۔

کی۔ یہہ زمانہ وہ تہا کہ یورپ کے لوگون کو چین کے مسلمانون کے ساتہہ کچہہ دلچسپی نہ تہی[۱]۔

چین کے مسلمانون کے متعلق غیر ملکون کے مسلمانون کے پاس بہی کوئی ذریعۂ معلومات سوای ابن بطوطہ کے جس نے چودہوین صدی عیسوی مین چین کا سفر کیا ہو ہو نہین ہے۔ ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ چین کے مسلمان مجہہ سے ملکر بہت خوش ہوے جو اسلامی ملک[۲] سے اونکے پاس پہونچا تہا۔ چین کے ہر ایک شہر مین شہر کا ایک حصہ مسلمانون کے رہنے کے لئے مخصوص ہوتا ہے جہان اونکی مساجد ہوتی ہین۔ چین کے لوگ مسلمانون کی عظمت اور توقیر کرتے ہین[۳]"۔

لیکن جسوقت چین کے صوبہ یانان مین مسلمانون نے بغاوت کی جسکو بیس برس ہوے کہ بہت زور پر تہی تو کل دنیا کو مجبوراً ماننا پڑا کہ چین مین بہی مسلمان کثرت سے موجود ہین۔ اس موقع پر مسلمانون کے حال مین دو کتابین لکہی گئین۔ ان مین سے ایک کتاب مین جو پروفیسر واسلیف کی تالیف سے ہے اس بات کا خوف پیدا کیا گیا ہے کہ چین مین مسلمانون کی ایسی کثرت ہے جسکا پہلے کسی کو گمان تک نہ تہا یورپ کی تہذیب و شایستگی کو خطرے مین پڑجانے کا اندیشہ ہے۔ اور یہہ کہ ایکدن اسلام چین کا قومی مذہب ضرور ہو جائیگا پروفیسر واسلیف لکہتا ہے کہ "اگر چین کے ملک نے جسمین دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد ہے مسلمان ہوکر اسلامی سلطنت کی صورت قبول کر لی تو مشرقی ملکون سے جو تعلقات چلے آتے ہین اون مین سخت انقلاب پیدا ہوگا۔ جسوقت اسلام کی دنیا جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پہیل جائیگی تو ضرور ہے کہ پہر ایک دفعہ مسلمان سر اٹہائین اور مسیحی دنیا مین ہل چل ڈالدین۔ اگر چینیون کی عافیت پسند اور محنتی زندگی متعصب مسلمانون کے قبضہ مین

[۱] بحری و بری سفر کے حالات"۔ دوسری جلد صفحہ ۷۶ و ۷۹ (مطبوعۂ لندن ۱۸۴۵ع) ایضاً پہلی جلد صفحہ ۱ و ۶۷ (لندن ۱۸۲۵ع) جے بی دو ہالدے "ملک چین کا بیان"۔ توم ۱۔ صفحہ ۱۳۲ (مطبوعۂ پیرس ۱۸۳۵ع)

[۲] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۷۔ [۳] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۵۸۔

آگئی تو یہ مسلمان ان غریب چینیون کو جُوا بناکر دوسری قومون کی گردن پر رکھہ دینگے“
ترکستان اور زنگیریا کے مسلمان سلطنت چین پر حملہ کرنے سے باز نہ آئینگے جہان اونکے
ہم مذہب اور ہمقوم جابجا موجود ہین - اگر ترکستان اور زنگیریا کے ملک سلطنت چین کے
محکوم ہی ہوگئے تو کیا اسلام اس وجہ سے کمزور ہو جائیگا - اور اوسکی اشاعت اور ترقی رُک
جائیگی ؟ یہ سوال ایسا پیدا ہوا ہے کہ صرف چند سال کے لیئے - فرض کرو دس برس
یا حد سے حد سو برس کے لیئے ہم اسکو ملتوی رکھہ سکتے ہین - لیکن اس عرصہ مین بھی اسلام
کی ترقی جاری رہیگی - اور یہہ مذہب اپنی آرزوئین پوری کرنے کے لیئے موقع کا منتظر
رہیگا اور جو کچھہ چاہتا ہے آخرکار اوسکو حاصل کرلیگا“ اگر چین کے مسلمان فقط اُن
پردیسی مسلمانون کی اولاد ہوتے جنکو چین مین آباد ہوے مدت ہوگئی ہے تو ہمکو اس سوال
سے بحث نہ ہوتی کہ چین کا کل ملک ایکدن مسلمان ہو جائیگا یا نہین - لیکن اس سوال سے
پہلے ہی یہ فرض کرلینا پڑتا ہے کہ چین کے دیسی لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہین -
اس لیئے اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ اس مذہب کی ترقی کبھی ختم بھی ہوگی یا نہین ؟“ مگر یہ
کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانروا مذہب ہوگیا اور رعایا سے اوسنے اپنی پیروی چاہی تو
کون ہے جو اوسوقت مسلمان ہونے سے انکار کرسکیگا ؟ ہمارے خیال مین اسوقت
کوئی شخص ایسا نہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے - بلکہ چینیون کو مذہب کا
تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے جیسا کہ موجودہ شاہی خاندان چین کی تخت نشینی
پر ہوا زیادہ آسان معلوم ہوگا[۱]“ ان عبارتون کو پڑھ کر ہر شخص کو تردد ہوگا کہ وہ کونسی مستند
تحریرین ہین جن سے یہ عجیب و غریب نتیجے نکالے گئے ہین - اصل مین جن واقعات کے
اعتبار سے یہہ نتیجے نکالے گئے ہین اونکی تفصیل سابق کونسل جنرل و سفیر چین بری ڈی تھیرسان
کی تالیف مین بیان ہین[۲] - اس مؤلف نے چین کے مسلمانون کی تاریخ بہت تفصیح سے

[۱] دا سلیف - صفحہ ۳۵ و ۱۴۰ و ۱۶۷ - [۲] چین کے مسلمان (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۸ء)

لکھی ہے اور اونکا حال کہین تو تاریخون اور مذہبی کتابون سے اقتباس کیا ہے
اور کہین شاہی فرامین سے جو شہنشاہ چین نے مسلمان رعایا کے نام جاری کیئے لکھا ہے
اور کہین اونکے عالمون اور فاضلون اور اور ذریعون سے حالات تحقیق کرکے درج کیئے
گئے ہین۔

چینی مسلمانون کے متعلق کوئی اور کتاب سوای تیرسان کی تاریخ کے ایسی نہین ہے
جسمین اسقدر تفصیل سے مسلمانون کے حالات درج ہون۔ اور جس مین معلومات کا ایسا
قیمتی ذخیرہ موجود ہو۔ مین نے بہی سوای اون مقامات کے جہان خاص طور پر دوسری کتابون
کا حوالہ دیا ہے تیرسان کی تاریخ سے چینی مسلمانون کے حالات لکھے ہین۔

اس تاریخ کے مضامین کی تصدیق بحیثیت مجموعی چین کے ایک مسلمان سید سلیمان
سے بہی ہوی ہے جو صوبہ یانان کے رہنے والے ہین اور ایک چینی گورنر کے فرزند ہین
سید سلیمان نے اپنے بہائی کے ساتھہ ٹرکی اور اور اسلامی ملکون کا سیر و سفر کیا اور ۱۸۹۴ء
عیسوی مین جب وہ قاہرہ پہونچے تو ثمرات الفنون کے ایک نامہ نگار نے اونسے ملاقات
کی اور اس موقع پر جو گفتگو ہوی وہ اس عربی رسالہ مین شائع کی گئی ہے[۱]

مذکورہ بالا کتابون کا ذکر کرنے کے بعد جنکا پڑہنا چینی مسلمانون کے حالات لکھنے
کے لیئے ضروری ہے اب ہم تاریخی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین چین مین اسلام دو طرف
سے داخل ہوا۔ جنوبی حصہ مین سمندر کی راہ سے پہونچا اور شمال مشرقی اطراف چین مین خشکی
کے رستہ سے پہونچکر شائع ہوا۔ چین کے شمال مغربی صوبجات کانسوہ اور شانسی مین مسلمان
کی تعداد اور سب صوبون سے زیادہ ہے۔ یہہ زیادتی صرف شمار ہی مین نہین ہے بلکہ[۲]

[۱] ثمرات الفنون۔ (بیروت۔ ۱۳ شعبان ۲۰ شوال ۱۳۱۱ہجری مطابق ۱۸۹۴ء عیسوی) [۲] کانسو مین تیرالاکہہ سی
پچاس ہزار مسلمان آباد ہین اس تعداد کو اور صوبجات کے مسلمانون کی تعداد سے چہہ اور پانچ یا چار کی نسبت ہے
شانسی مین پینسٹہہ لاکہہ مسلمان ہین۔ (دے تیرسان۔ توم ۱ صفحہ ۴۰ - ۴۱)

نسبتاً یہی یہہ تعداد اور صوبون کے مسلمانون سے زائد ہے۔ چنانچہ چین کے دو کروڑ مسلمانون مین سے تین چوتہائی حصہ اس آبادی کا ان دونون صوبون مین آباد ہے[١]۔

سلطنت چین کے شمال مغربی ملکون مین اعیان اسلام اول وسط ایشیا سے بہوبنچے وجہہ اسکی یہ تہی کہ قدیم زمانہ خلافت مین شاہان چین اور خلفاے اسلام مین جو عرب کے متصل ملکون کو فتح کرتے جاتے تہے آشتی پیدا ہوگئی تہی چینیون کو دوسری صدی عیسوی سے ملک عرب کا حال معلوم تہا۔ لیکن خلیفہ اسلام اور شہنشاہ چین مین ملکی تعلقات یزدجرد بادشاہ ایران کی موت کے بعد پیدا ہوئے۔ جب یزدجرد کا انتقال ہوا تو فیروز ابن یزدجرد نے دشمنون کی مدافعت کے لیے شہنشاہ چین سے فوجی مدد چاہی۔ شہنشاہ نے جواب بہیجا کہ ایران چین سے اسقدر دور ہے کہ فوج روانہ نہین ہوسکتی البتہ حضرت عثمان رض سے فیروز کی سفارش ہوسکتی ہے۔ جب چین کا سفیر حضرت عثمان رض کی خدمت مین فیروز کی سفارش کے لیئے آیا تو اوسکی بہت مدارات ہوی اور واپسی کے وقت ایک عرب سپہسالار اوسکے ساتہہ کردیا گیا۔ ۶۵۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے اس عرب کی بہت خاطر و تواضع کی۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے عہد مین (٨٦ – ٩٦ ھ) قطیبہ ابن مسلم خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور دریای جیحون عبور کرکے اوسنے وہ معرکہ آرائیان شروع کین جن مین بخارا سمرقند اور اور ملک مسلمانون نے فتح کرلیئے اور ان ملکون مین

---

[١] مسلمانون کی مردم شماری کا یہ تخمینہ تیرسان کا کیا ہوا ہی اور چینی حاکمون سے اطلاع حاصل کرکے یہ تخمینہ کیا گیا ہی۔ دوسرا بیان یہی کہ چین مین غالباً تین کروڑ مسلمان ہین۔ (ایشیا مصنفہ اے ایچ کین۔ مرتبہ سر رچرڈ ٹمپل صفحہ ٧٥ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء) سید سلیمان نے بیان کیا کہ مسلمانان چین کی تعداد کے بہہ سب تخمینے غلط ہوگئے ہین۔ مسلمانون کی مردم شماری مین ہر سال ترقی ہوتی ہے۔ سید سلیمان کا خیال ہے کہ کاشغر کے مسلمانون کو چہوڑکر چین کے مسلمانونکی تعداد سات کروڑ ہے۔ (ثمرۃ الفنون ٢٦ ماہ رمضان صفحہ ٣) چینی مسلمانونکی تعداد کے متعلق جسقدر لاعلمی ہے اوسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مسٹر ڈلفر ڈبلنٹ نے ڈیڑہ کروڑ (صفحہ ٩) اور ڈاکٹر جاسپ (صفحہ ٥) نے صرف ۴۰ لاکہہ اور ارکیمندریت پلادیوس نے تیس اور ۴۰ لاکہہ کے درمیان مسلمانون کا شمار لکہا ہے۔ (زیڈ۔ ڈی۔ ایم۔ جی۔ جلد ١٦ صفحہ ٥٠٢ بابت ۱۸۶۲ء)

اسلام کی اشاعت کردی - ان فتوحات کے بعد قطیبہ ابن مسلم مشرق مین سرحد چین کی طرف اپنی فتحمند فوجون کو لیکر بڑہا اور شہنشاہ چین کے پاس ایلچی روانہ کیئے - عربی مورخون نے لکھا ہے کہ شہنشاہ نے ان ایلچیون کو بہت سے ہدیہ دیکر اپنے دربار سے رخصت کیا گویا یہ علامت تہی کہ اوسنے خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی - اسی زمانہ کے چند سال بعد چین کی تاریخون مین بیان ہے کہ چین مین گئی اور سفیر خلیفہ ہشام (۷۲۴ء-۷۴۳ء) کی طرف سے تحائف لیکر آئے - ۷۵۷ء عیسوی مین خلیفہ منصور نے شہنشاہ ستنسگ کے پاس سفیر بہیجے - یہہ زمانہ وہ تہا جسمین تجارت کو بہت ترقی تہی - اس وقت سے اکثر سفیرون کا چین مین آنا بیان ہوا ہے - جب چین اور خلافت بغداد مین تعلقات قائم ہوگئے اور تجارت کو ترقی ہوی تو ضرور ہے کہ مسلمان تاجرون کی وجہ سے جنکو تبلیغ اسلام کا بہت شوق تہا اور جو دور و دراز ملکون سے مثلاً ماوراءالنہر - بخارا - عرب سے چین مین آکر تجارت کرتے تہے دعوت اسلام مین بہت سہولت پیدا ہوی ہوگی - اس زمانہ یعنی ۱۱۳ء لغایت ۱۲۷۸ء کے ایک چینی مورخ نے لکھا ہے کہ "مختلف سلطنتون سے جو ہمارے ملک سے تین تین ہزار میل کے فاصلہ پر ہین مغربی وحشیون کے گروہ سیلاب کی طرح اس ملک مین آگئے ہین - یہہ لوگ آتے ہین اور اپنی کتب مقدسہ شہنشاہ کے سامنے پیش کرتے ہین جو قبول کیجاتی ہین اور محل کے ایک خاص مکان مین جہان دینی کتابون کا ترجمہ ہوتا ہے محفوظ کردی جاتی ہین - جب سے یہہ اجنبی لوگ آئے ہین مختلف ملکون کے مذہب چین مین رائج ہوے ہین اور علی الاشہاد اونکی پیروی ہوتی ہے"

۱۲۶۴ء مین چین کے شمالی صوبہ یعنی شانسی کے خاص شہر مین سب سے پہلے مسجد تعمیر ہوی - اور ایک چینی اہلکار مسلمانون پر نگران مقرر ہوا ارکیمندریت پلادیوس نے لکھا ہے کہ سنگانفو مین (جہان سے نسطوریون کا مشہور کتبہ کہود کر نکالا گیا تہا

ایک کتبہ نکلا جسمین یہہ ہی تاریخ یعنی ۷۴۲ء لکہی تہی اور اسلام کے شایع ہونے کا ذکر تہا لیکن اس واقعہ کے متعلق کتبہ مین ایک غلطی ہے یعنی چین مین اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ سوی خاندان کے بادشاہ کارہنگ کے عہد مین لکہا ہے جو ۵۸۱ء عیسوی سے ۶۰۰ء عیسوی تک چین کا بادشاہ رہا۔ بہرکیف جسقدر شہادت اس کتبہ سے بہم پہونچتی ہے اوس سے قطعی ثابت ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے اسلام ملک چین مین موجود ہے[۱]۔

اسلام کی اشاعت کے مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ اول صوبہ کانسوہ مین اسلام کی اشاعت ہوی جو آٹھوین صدی عیسوی کے وسط سے ہوی ہو قوم کی سلطنت مین شامل تہا۔ اس قوم کا اصلی وطن دریاے ارتش اور ارکہان کے بیچ مین واقع تہا۔ یہہ امر تحقیق ہونا بہت دشوار ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین جب ہوی ہو قوم کا خان ساتوک مسلمان ہوا تو اس قوم مین اسلام کس حد تک شائع ہو چکا تہا۔ اس خان نے کافرون پر جہاد کیا اور اپنی رعایا کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ ساتوک خان کے جانشینون نے بہی ایسا ہی کیا اور سواے نسطوری عیسائیون کے تمام غیر مذہب والون کو اونکے مذہب کی پیروی سے منع کیا۔ لیکن تیرہوین صدی عیسوی مین چنگیز خان نے ہوی ہو کی سلطنت کو تاراج کر کے سب کو مذہبی آزادی دی۔

خان ہوی ہو کی رعایا مین اوگر کا گروہ بہی شامل تہا۔ یہہ گروہ ایک ترکی جرگہ تہا جس سے عثمانیہ ترکون کا سلسلہ چلتا ہے اور وہ چینی ترکستان مین کہاشل کے مقام سے اوٹھ کر ہوی ہو کی سلطنت مین آباد ہوا تہا[۲]۔ اوگر کے گروہ سے تنگانیون کی اصل بہی بیان کیجاتی ہے۔ تنگانی ترکی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی نومسلم کے ہین۔ غرض ایک بیان یہہ ہے[۳] کہ تنگانی یعنی چین کے مسلمان اوگر کے گروہ سے ہین جو چین کے شاہی

---

[۱] بریٹ شنیدر (۱) پہلی جلد۔ صفحہ ۲۶۶۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۵۔ [۲] اینڈرسن۔ صفحہ ۱۶۲ [۳] یول کا مارکوپولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔

خاندان تھانگ کے عہد (۶۱۸ء تا ۹۰۷ء عیسوی) مین دیوار چین کے قریب بسا دیا گیا تہا
اوگر کا یہہ گروہ جسوقت دیوار چین کے قریب آباد ہوا تو اوسنے چینی عورتون سے شادیان
کین - اور زمانہ مابعد مین جب اس گروہ نے اسلام قبول کیا تو اوسکے ہمقوم بہی جو خاص
چین مین رہتے تہے مسلمان ہو گئے[۱] - چین کی عورتون سے شادی کرنیکا دستور اونہین
ابتک چلا آتا ہے اور جو بچے ان عورتون سے ہوتے ہین وہ مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت
پاتے ہین - کچہہ زمانہ کے بعد تنگانیون یعنی چین کے مسلمانون مین اسطرح اور اضافہ ہوا کہ
اونکے ہمقوم شانسی اور کانسوہ مین چلے آئے اور وہان آباد ہو گئے - وجہ اسکی یہہ تہی
کہ تیرہوین صدی عیسوی کے شروع مین چنگیز خان کی فتوحات سے ایشیا کے مشرقی اور
مغربی ملکون مین آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا تہا - تنگانی مسلمان تجارت کے پیشہ کو
بہت پسند کرتے ہین اور تمام وسط ایشیا مین اونکی ہتبازی مشہور ہے - معمولی چینیون
سے اونکی شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ جسمانی قوت وہ زیادہ رکہتے ہین اور اس لیئے
پولس کی نوکریون پر یہہ مسلمان ہی زیادہ مقرر کیے جاتے ہین -

مغلون کی فتوحات کے زمانہ مین شام اور عرب اور ایران کے مسلمان چین مین بکثرت
آباد ہو گئے[۲] یہہ لوگ یا تو تاجرون اور سپاہیون اور پیشہ ورون کی حیثیت سے اس ملک
مین آئے یا محض دوسرے ملک مین آباد ہونے کے خیال سے یا لڑائیون مین گرفتار
ہو کر چین مین پہونچ گئے - غرض چین مین مسلمان کثرت سے آباد ہو گئے اور اون کو سب
طرح ترقی ہوی اور چینی عورتون سے اونہون نے شادیان کرکے اپنی قومی خصوصیتین

---

[۱] جس زمانہ مین (۱۲۰۶ء تا ۱۲۱۷ء) تاتاریون نے چین کو فتح کیا تو اس فتح سے ڈہائی سو برس پہلے اوگر کے جرگہ نے بدہ مذہب چہوڑ دیا تہا - اینڈرسن صفحہ ۱۴۸ -

[۲] دے تیرسان - توم اصفحہ ۴۴ - ۱۲۲۱ء تا ۱۲۲۴ء مین ملک چین کے ایک راہب نے وسط ایشیا مین سے گذر کر ایران تک کا سفر کیا - اس راہب کے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ چین کے کچہہ باشندے مسلمانون کے مفتوحہ ملکون مین چلے آئے تہے اور یہان اون پر اسلام کا اثر پڑا - سمرقند کے ذکر مین اس سیاح نے لکہا ہے کہ "یہان چین کے اہل حرفہ ہر جگہہ موجود ہین" (برٹ شنیدر - (د) پہلی جلد صفحہ ۷۸ -

معدوم کردین دریافت ہوتا ہے کہ مغلون کے زمانہ سلطنت مین مسلمان بڑے بڑے عہدے اور منصب رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۶۴ع مین عبدالرحمن سرکاری خزانہ کا افسر اعلی مقرر ہوا اور ملک سے محصول جمع کرنے کے اختیارات اوسکو ملے[1]۔ سنہ ۱۲۵۹ع عیسوی مین قوبلائی خان نے تخت نشین ہوکر سید اجل کو جو بخارا کا رہنے والا تہا شاہی خزانہ سپرد کیا سنہ ۱۲۷۰ع عیسوی مین سید اجل نے انتقال کیا اور دیانتداری مین بڑی شہرت حاصل کی سید اجل کے بعد ایک شخص احمد نامی خزانہ کا افسر مقرر ہوا مگر یہہ شخص ایسا ہی بدنام ہوا جیسا سید اجل نیکنام تہا۔ چین کے موءرخ جہان قوبلائی خان کے عہد کی تعریف کرتے ہین وہان اسبات کے ضرور شاکی ہوتے ہین کہ ترکون اور ایرانیون کی جگہہ اوسنے چینیون کو بڑے عہدون پر مقرر نہین کیا[2]۔ پیکن کے شہر مین قوبلائی خان نے ہوی ہو کی قوم کے لیئے جسنے اسلام قبول کرلیا تہا ایک شاہی مدرسہ جاری کیا۔ یہ دوسرا ثبوت اس بات کا ہے کہ چین مین مسلمانون کی قدر بڑہتی جاتی تہی۔ چودہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک چینی موءرخ نے لکہا ہے کہ صوبۂ یانان کے کل باشندے اوسکے زمانہ مین مسلمان ہو چکے تہے[3] مغلون کی سلطنت کے زمانہ تک چین مین مسلمان غیر ملک کے آدمی خیال کیے جاتے تہے۔ لیکن جب تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تخت چین سے مغلون کا خاندان معزول ہوا تو چین کے مسلمانون کو باہر کے اسلامی ملکون سے تعلق نہ رہا اور اس خیال سے کہ نئے حکمران خاندان کو اونسے بدگمانی نہ ہو اونہون نے یہہ طریقہ اختیار کیا (او ابتک اونمین یہہ ہی دستور ہے) کہ کوئی ظاہر علامت وہ ایسی نہ رکہین جس سے اونکا مذہب جدا معلوم ہو۔ مسلمانون نے یہہ کوشش کی کہ جس طرح چین کے اور باشندے ہین اونہین جہان تک ممکن ہو یہہ بہی شامل نظر آوین۔ جب مغلیہ سلطنت کو زوال ہوا تو چین کے شمالی ملکون مین اسلام بخوبی شائع ہو گیا تہا۔ اب اوسنے جنوب کی طرف آہستہ مگر جماکر

[1] ہوورتھ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۱ - [2] ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۲۵۰ - [3] رشید الدین - دیول کا کاتی صفحہ ۲۶۹)

قدم رکھنے شروع کیئے اور اشاعت کے لیئے بہت احتیاط کے ساتھہ وہ طریقے
اختیار کیئے جو کسی کی بات مین مخل معلوم نہون یہہ اسلامی تحریک جو شمال سے جنوب کی طرف
شروع ہوی اوسکے حالات تاریکی مین دبے پڑے ہین - لیکن مسلمانون کی قومین جو اسوقت
تک یہان موجود ہین اس تحریک کی کامیابی کا ثبوت ہین - جنوبی منگولیا کے تمام شہرن
مین جہان کی آبادی عموماً بدہ مذہب کی پیرو ہے مسلمان بہی بکثرت موجود ہین دارالحکومت
پیکین مین مسلمانون کے بیس ہزار خاندان موجود ہین - اور تیرہ مسجدین ہین جنکے ملا مغربی ملکون
سے پیکن مین نہین آئے بلکہ کنزن چو کے رہنے والے ہین جو پیکن کے جنوب مشرق مین
بادشاہی نہر کے کنارہ واقع ہے اور جو شمال مشرقی صوبجات چین کے ایسے شہرون مین سے
ہے جہان اسلام کا اثر سب سے زیادہ پیدا ہوا[۱]-

یہہ واقعہ بھی دلچسپ ہے کہ چین کے یہودیون نے اسلام قبول کرکے چینی مسلمانون
کی تعداد کو بڑہا دیا - یہہ یہودی چین مین بہت قدیم زمانہ سے آباد تھے - گورنمنٹ چین نے
انکو نوکریان دی تہین اور بڑی بڑی جایدادون کے وہ مالک تھے - لیکن سترہوین صدی
عیسوی کے خاتمہ پر اونکے بہت لوگون نے اسلام قبول کر لیا[۲]-

اٹھارہوین صدی عیسوی مین مسلمانون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین بڑی
کوشش کی اور نومسلمون کی تعداد بہت بڑھ گیی[۳] - ایک سبب اس ترقی کا یہہ بھی تہا کہ
چینیون کو وسط ایشیا مین فتوحات حاصل ہوی تہین اور انکی سلطنت مغرب کی طرف بڑھ گئی
تہی اس لیئے ملک تیان شان کے اسلامی شہرون اور مغربی ترکستان کی ریاستون مین
تجارت کا بازار گرم ہوا اور چین کے شمال مغربی صوبون پر باہر کے مسلمانون کا براہ راست اثر پڑا[۴]

---

[۱] ڈہلیف صفحہ ۸-۹ [۲] "وسط چین کا سفر" مصنفہ کلارک ایل ۱۳۶ - (لندن ۱۸۹۸ع) [۳] لیٹر ایڈیفیانٹ کیوری
توم ۱۹ صفحہ ۱۴۰ - ۱۷۲۱ع مین ایک عیسائی مشنری نے پیکن کے شہر سے لکھا کہ مسلمانون کے گروہ روز بروز ترقی پر
دیکھے لائے گر دیئے - توم ۲۴ صفحہ ۵۰۰ - [۴] ڈیمیٹریس - سی بولگر - "تاریخ چین" دوسری جلد
صفحہ ۵۲۹-۵۳۰ - لندن (۱۸۸۱-۱۸۸۴ع)

ملک چین کے شمال مغربی صوبجات مین تو اسلام کا چرچا ہوا ہی تہا کہ جنوب مین بہی سمندر کے رستہ سے مسلمان چین مین پہونچ گئے۔ لیکن ان مسلمانون کا حال بالکل جدا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے یہہ اسلامی تحریک جو جنوبی ملک چین مین پیدا ہوئی زیادہ توی نہین ہے لیکن تاریخی وقعت اوسمین زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے عرب اور چین مین بحری رستہ سے تجارت شروع ہو گئی تہی۔ عرب اور شام کے ملکون اور بحیرۂ شام کے بندرگاہون کو مشرقی ملکون کی پیداوار تجارت کی غرض سے روانہ کی جاتی تہی۔ چھٹی صدی عیسوی مین جزیرہ سیلون کے رستہ سے چین اور عرب کی تجارت نے بہت ترقی کی۔ ساتوین صدی عیسوی مین چین اور ایران اور عرب کی تجارت نے اور زور پکڑا اور سیراف کا شہر جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تہا۔ چینی تاجرون کا بڑا تجارت گاہ بن گیا۔ غرض یہ زمانہ تہا یعنی چین مین تہانگ کے شاہی خاندان کا عہد (۶۱۸ء۔۹۰۷ء سنہ ۶) شروع ہوا تہا کہ چین کے مورخون نے عربون کا ذکر اپنی تاریخون مین لکھا[۱]۔ چین کے مورخون نے لکھا ہے کہ بہت اجنبی آدمی انام کمبوج۔ مدینہ اور اور ملکون سے چین مین چلے آئے ہین۔ ان اجنبی لوگون کی جو عادات اور رسوم ان مورخون نے بیان کی ہین اونسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ عرب کے مسلمان تھے۔ چین کے مورخ لکھتے ہین کہ "یہہ باہر کے رہنے والے ایک خدا کی بندگی کرتے ہین اور اونکے عبادتخانون مین بُت یا مورت یا تصویر نہین ہوتی۔ مدینہ کا شہر ہندوستان کے قریب کہین ہے۔ اسی شہر یا ملک مین ان لوگون کا مذہب جو بُدھ کے مذہب سے مختلف ہے شروع ہوا۔ یہ لوگ شراب اور سور کے گوشت کو قطعی حرام سمجھتے ہین اور جس جانور کو خود ذبح نہین کرتے اوسکے گوشت کو ناپاک جانتے ہین۔ آج کل چین کے باشندے ان لوگون کو ہوئی ہوئی[۲] کہتے ہین۔"

[۱] بریت شنیدر۔ (۲) صفحہ ۹۔ [۲] چین کے مسلمان اپنے تئین ہوئی ہوئی کہتے ہین۔ اس لفظ مین رجوع اور طاعت دونون معنی ساتھہ پیدا ہوتے ہین یعنی "ست طریقت سے اللہ کی طرف رجوع ہونا" اور خدا کی مرضی کی طاعت کرنا۔"

یہان اونکا ایک عبادتخانہ ہے جسکو وہ کسی بزرگ کی یادگار سمجھتے ہین (اس عبادتخانہ
سے مراد وہاب بن کبشہ رضؓ کی مسجد سے ہے جسکا ذکر آگے آئیگا۔) یہہ عبادتخانہ خاندان
تہانگ کے آغاز عہد مین تعمیر ہوا تہا۔ اور اوسکے پہلو مین ایک سو ساٹہہ فیٹ بلندی کا ایک مینار
ہے جسکو یہہ لوگ کانگٹا کہتے ہین (یعنی سادہ مینار۔) یہ اجنبی لوگ اس عبادتخانہ مین روز
جاتے ہین کہ اپنی مذہبی رسوم ادا کرین۔ شہنشاہ سے اجازت لیکر وہ کانٹن مین آباد ہوے
ہین اور انہون نے بڑے عالیشان مکان بنائے ہین جنکی وضع ہمارے ملک کے طرز
تعمیر سے جدا ہے۔ یہہ لوگ بہت دولتمند ہین اور جس شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیتے ہین
اوسکی ہمیشہ فرمانبرداری کرتے ہین[١٥]۔

یہہ بات صحیح تحقیق ہوئی کہ کانٹن مین عربون کا سردار یا امیر کون تہا ناممکن ہے چین
کے مسلمان بہی اس سوال کے جواب مین قیاس سے کام لیتے ہین۔ لیکن انکے ہان مشہور
یہہ ہے کہ اس امیر کا نام سارتا یا سکا یا یا وانگ کازی مشہور تہا۔ سکایا کا لفظ کسی قدر
قابل لحاظ ہے کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ امیر کانٹن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابہ مین سے تہے اور چینی مسلمانون کی ہر ایک روایت مین یہ ضرور بیان ہوتا ہے
کہ یہہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے[١٦]۔

دے تیرسان کی رائے مین ان امیر یا صحابی سے مراد وہاب بن ابی کبشہ رضؓ ہین جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے۔ دے تیرسان کا خیال ہے کہ مفصلۂ ذیل
حالات کی نسبت یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ان مین وہاب ابن ابی کبشہ رضؓ کے واقعات زندگی
تاریخی حیثیت سے بیان ہین۔ کیونکہ ان قصون اور افسانون کو جو اصلی واقعات پر اضافہ

---

١٥ دے تیرسان۔ توم ا صفحہ ۱۹۰۔ ١٦ علامہ شیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار البکری نے تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ حضرت
آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کوئی بہائی تہا نہ بہن۔ لیکن بنو زہرہ اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مامون
کہا کرتے تہے۔ کیونکہ حضرت آمنہ اونکے قبیلہ سے تہین۔ (تاریخ الخمیس پہلی جلد صفحہ ۱۸۰ مطبوعۂ قاہرہ ۱۲۸۳ھ)

ہوگئے ہین دور کرکے یہہ حالات لکھے جاتے ہین - حالات یہہ ہین کہ سنہ ۶ ہجری
مطابق سنہ ۶۲۸ عیسوی مین جسکو سنہ الوفود کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاب
ابن ابی کبشہ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لیئے روانہ فرمایا تہا - کانٹن
مین اونکی بہت تعظیم و تکریم ہوی اور بادشاہ کی طرف سے اُنکو اور اونکے مصاحبین کو سلطنت
چین مین اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کی اجازت آ گئی - سنہ ۶۳۲ عیسوی مین
وہاب ابن کبشہ رض اس کام سے فارغ ہوکر عرب کو واپس گئے - لیکن جب وہان پہونچے تو پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانکاہ خبر سنی جو اوسی سال مین ہوا تہا معلوم ہوتا ہے
کہ اس دفعہ وہاب ابن کبشہ رض نے عرب مین بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوئے تو
ایک جلد قرآن شریف کی اونکے ساتہہ تہی جو ہجرت کے گیارہوین یا بارہوین سال
(سنہ ۶۳۳-۶۳۴ء) مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جمع ہوا تہا - کانٹن پہونچکر
وہاب ابن کبشہ رض نے سفر کی تکان سے بیمار پڑکر انتقال کیا - اور شہر کے قریب دفن کیے
گئے - یہان اب تک اونکا مزار مسلمانان چین کی زیارتگاہ ہے - جو مسجد اُنہون نے اپنی
زندگی مین بنوائی تہی اوسکے گرد عرب کے تاجرون کی بڑی بستی آباد ہوگئی اور اوسکو بہت
جلد ترقی ہوی - کیونکہ یہہ عربی تاجر چینیون سے اتحاد قائم رکہتے تہے اور یہان اونکے
آباد ہونے سے دونون کو فائدہ تہا - کچہہ زمانہ تک یہہ عرب غیرون کی طرح اس ملک مین
رہے - چنانچہ نوین صدی عیسوی کے وسط مین عرب کے ایک تاجر نے لکہا کہ کانٹن
کے مسلمانون کے ہان اون ہی کا قاضی ہے اور وہ چین کے بادشاہ کا خطبہ نہین پڑہتے
بلکہ اپنے خلیفہ کا خطبہ پڑہتے ہین - غرض جسوقت کانٹن مین مسلمانون کی آبادی قائم ہوگئی
تو مسلمانون کی تعداد بڑہنی شروع ہوئی - کچہہ تو اسطرح کہ باہر سے مسلمان آئے اور کانٹن
کے مسلمانون کے ساتہہ رہنے لگے اور کچہہ اسطرح کہ مسلمانون نے چین کی عورتون سے
شادیان کرنی شروع کین اور چینیون کو مسلمان کرکے اپنی تعداد کو بڑہا لیا - سنہ ۸۵۸ عیسوی

مین ایک اور طریقہ سے مسلمانون کی تعداد زیادہ ہوگئی اور وہ یہہ تہا کہ خلیفہ منصور نے چار
ہزار عرب کی جمعیت ستسنگ بادشاہ چین کی کمک کے لیئے روانہ کی تاکہ بادشاہ کے
خلاف جو بغاوت برپا تہی اوسکو فرو کیا جاوے۔ جب بغاوت فرو ہوگئی تو ان چار ہزار
عربون نے وطن کو واپس جانے سے انکار کیا اور جب شہر کے حاکم نے انکو مجبور کرکے روانہ
کرنا چاہا تو انہون نے عربی اور ایرانی تاجرون کے ساتہہ ہوکر شہر کی بڑی بڑی منڈیون کو
لوٹنے کا قصد کیا۔ حاکم شہر نے فصیلون مین چہپ کر اپنی جان بچائی اور عرب کی سپاہ
کے سامنے اوس وقت تک نہ آیا کہ بادشاہ سے اونکے قیام کی اجازت حاصل نہ کرلی
مختلف شہرون مین سکونت کے لیئے مکان اور زمینین ان عربون کو دی گئین۔ اور چینی عورتون
سے شادیان کرکے انہون نے چین کے اون مسلمانون کو پیدا کردیا جو شہنشاہ چین کی
قلمرو مین ابتک بکثرت موجود ہین۔ اسکے بعد مسلمانان چین کی تعداد مین سوائے اس ترقی
کے کہ چنگیز خان اور اوسکی اولاد کی فتوحات سے غیر ملکون کے مسلمان چین مین چلے آئے
اور کسی طرح کی ترقی نہین ہوی۔ اور اسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے ہین۔ غالباً یہہ ہی مانہ تہا
کہ ملک چین مین جابجا مسلمانون کے گروہ پیدا ہوگئے۔ اور بعض حالتون مین اونکی تعداد
اسقدر بڑہی کہ جب آباد ہونے کے لیئے اونکو دیہات ملے تو گاؤن کے گاؤن ایسے
نظر آتے تہے جن مین صرف مسلمان ہی آباد تہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد سے
مسلمانون کی اس بتدریج مگر مستقل ترقی مین غیر ملکون سے کسی طرح کی مدد نہین پہونچی کیونکہ
اس زمانہ سے سلطنت چین نے یہہ اصول قرار دے لیا تہا کہ غیر ملکون کے لوگون کو
ملک سے دور رکہا جاوے۔ یہہ قاعدہ مدت تک جاری رہا مگر اب کچہہ عرصہ سے منسوخ
ہوگیا ہے۔ غرض جب اس طرح غیر ملکون کے مسلمانون سے چینی مسلمانون کا تعلق قطع
ہوگیا تو چین کی عورتون سے شادیان کرکے اور چینیون کی عادات اور رسوم اختیار کرکے
یہہ مسلمان چین کی اور رعایا مین مل جل گئے۔ جسوقت تک چین کے لوگ مجبور کرتے تہے کہ

تجارت کی غرض سے اسلامی سلطنت سے موافقت رکھین اور جسوقت تک باشندگان تبت کی مدافعت کے لیئے جو چینیون اور مسلمانون سے یکسان دشمن تھے خلیفہ اسلام سے اتحاد رکھنا ضروری سمجھا گیا اوسوقت تک چین مین چین کے مسلمانون کو ہر طرح کی سختیون سے حفاظت حاصل تھی لیکن جب یہہ حفاظت کے سامان باقی نہ رہے تو بھی دریافت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ چین کی طرف سے مسلمانون کو ملکی اور مذہبی آزادی بدستور حاصل رہی - اس حفاظت کا میسر ہونا زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ مسلمانون نے ہمیشہ چینیون کے مذہبی تعصبات کو روکنے کے لیئے مناسب وقت تدبیرین اختیار کین -

روزانہ زندگی مین مسلمانان چین کی عادات اور رسوم وہی ہین جو اور چینیون کی ہین - لمبی لمبی چوٹیان رکھتے ہین چینیون کے سے کپڑے پہنتے ہین - صرف مسجد مین جانے کے وقت عمامہ سر پر رکھہ لیتے ہین - اور اس خیال سے کہ چینیون کے مذہبی تعصب کو اونکے خلاف اشتعال نہو مسلمان اپنی مسجدون کے منار بھی زیادہ بلند نہین بناتے[1] - چینی تاتار مین مسلمان سپاہیون کو خاص طور پر اجازت ہے کہ اپنی جماعت کو چینیون سے علحدہ رکھین - لیکن وہان بھی فوج کے مسلمان افسرون کا لباس اوسی وضع کا ہے جو سرکاری طور پر اونکے لیئے مقرر ہے - لمبی لمبی مونچھین اور چوٹیان رکھتے ہین - ارمینیوس ویمبری نے اپنے سفرنامہ مین لکھا ہے کہ تعطیل کے دن بادشاہ کو تعظیم دینے کا جو قاعدہ حکام سلطنت کے لیئے مقرر ہے اوسی کے مطابق مسلمان حاکم بھی تعظیم دیتے ہین - یعنی بادشاہ کی تصویر کے سامنے تین دفعہ ماتھے سے زمین کو چھوتے ہین[2] - اسیطرح تمام مسلمان حاکم اور اور لوگ جو صوبجات ملک مین مختلف عہدون پر مامور ہین وہ رسوم ادا کرتے ہین جو تہوارون کے دن کنفیوشس کے مندر مین جاکر ادا کرنی ہر حاکم کا فرض ہین - غرض مسلمان بہت احتیاط کرتے ہین کہ کسی طرح اونکا مذہب بادشاہ کے مذہب سے مخالف نہ نظر آئے -

[1] دہلیف صفحہ ١٥ - [2] ارمنیوس ویمبری "وسط ایشیا کا سفر" صفحہ ٢٠٨ (مطبوعہ لندن سنہ ١٨٦٤ع)

اور یہہ ہی باعث ہے کہ اسلام کے خلاف چین مین وہ ہنگامے برپا نہین ہوئے جو عیسوی

اور موسوی مذہبون کے خلاف پیدا ہوئے - مسلمان اپنے ہموطن چینیون سے یہانتک

کہتے ہین کہ ہمارا مذہب کنفیوشس کی تعلیم و تلقین سے اتفاق رکھتا ہے - فرق صرف

اسقدر ہے کہ ہم اپنے بزرگون کے طریقے کے مطابق نکاح اور تجہیز و تدفین کی رسمین

ادا کرتے ہین - شراب اور سور کے گوشت اور تمباکو سے پرہیز کرتے ہین جوا نہین کھیلتے

اور کھانا کھانے سے پہلے ہاتھہ دھو لیتے ہین[۱] - مسلمانون کی کتابون اور تحریرون مین

کنفیوشس اور چین کے پیشوایان مذہب کی کتابون کا بڑا ادب لکھا ہے - اور جہان کہین

ممکن ہوتا ہے مسلمان اپنے مذہب اور کنفیوشس کے مذہب مین جو باتین مشابہ ہین اون کو

جتلاتے ہین[۲] -

چینی مسلمانون کی ان باتون کا معاوضہ چین کی گورنمنٹ نے یہہ کیا ہے کہ مسلمان

رعایا کو (سوائے بغاوت کی حالت کے) وہ ہی حقوق عطا کئے ہین جو اور رعایا کو حاصل

ہین - سلطنت کے کسی عہدے سے وہ محروم نہین ہین - صوبون کے گورنر ہوتے ہین

سپاہ مین جرنیل مقرر کیے جاتے ہین اور حکومت اور وزارت کے عہدون پر مامور ہو کر حاکم

اور محکوم دونون کی نظرون مین معزز اور معتمد ثابت ہوتے ہین - چین کی کتب تواریخ

مین مسلمانون کے نام مشہور حکام سلطنت ہی کی فہرست مین نہین ملتے بلکہ صنعت و حرفت

علوم و فنون مین خاصکر ریاضی اور ہیئت کے علمون مین انہون نے بہت نام پیدا کیا[۳] -

مسلمانون کے حال پر سلطنت کی طرف سے جو مہربانیان ہوئین انہون نے چینی حاکمون

کے دل مین مسلمانون کی طرف سے بار بار رشک و حسد پیدا کردیا - ۱۷۳۱ء عیسوی مین

شہنشاہ چین نے ایک فرمان اون الزامون کی تردید مین جاری کیا جو چینیون نے صوبہ

شانسی کے مسلمانون پر لگائے تھے - یہہ فرمان یہان نقل کرنے کے قابل ہے

(۱) واسلیف صفحہ ۱۶ - (۲) دے تیرسان - توم ۲ صفحہ ۲۶۳ ، ۲۷۲ - (۳) دے تیرسان - توم ۱ صفحہ ۲۴۴ - ثمرۃ الفنون - ۲۸ (۴)

(۴) شعبان صفحہ ۳ -

کیونکہ اوس سے تحقیق ہو جاتا ہے، کہ چین کے شہنشاہون نے اپنی مسلمان رعایا کو ہمیشہ کس مہربانی اور لطف کی نظر سے دیکھا۔

فرمان کا مضمون یہہ ہے "ہماری سلطنت کے ہر صوبہ مین صدہا برس سے مسلمان موجود ہین جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہین اور جس طرح اور ہماری رعایا مثل ہماری اولاد کے ہے اسیطرح یہہ مسلمان بہی ہماری اولاد ہین۔ مین مسلمانون مین اور اون لوگون مین جو مسلمان نہین ہین کچہہ فرق نہین سمجہتا۔ بعض حاکمون نے مسلمانون کی خفیہ شکایتین ہم سے کی ہین۔ جنکی بنا صرف یہہ ہے کہ مسلمانون کا مذہب چینیون کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہے مسلمان وہ زبان نہین بولتے جو اور چینی بولتے ہین اور لباس بہی اور چینیون سے مختلف وضع کا ہے۔ اونپر نافرمانی گستاخی۔ اور باغیانہ خیالات رکھنے کا الزام لگایا گیا ہے اور ہمسے درخواست کی گئی ہے کہ مسلمانون کے خلاف سخت طریقے اختیار کیے جاوین لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ ان شکایتون اور الزامونکی کوی بنیاد نہین ہے مسلمان جس مذہب کے پابند ہین وہ فی الحقیقت اونکے بزرگون کا مذہب ہے۔

یہہ سچ ہے کہ اونکی زبان وہ نہین ہے جو اور چینیون کی زبان ہے۔ لیکن چین کے ملک مین بہت سی مختلف قومون کی زبانین بولی جاتین ہین اونکی مسجدون کی نسبت اور اونکے لباس اور طرز تحریر کے بارے مین جو چینیون کی وضع اور طرز سے مختلف ہین جسقدر شکایتین کی گئی ہین وہ ہرگز لحاظ کے قابل نہین۔ یہہ سب رواج اور دستور کی باتین ہین مسلمانون کا چال چلن ایسا ہی اچہا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہے۔ اور کسی بات سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہین۔ پس ہماری یہہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پیروی مین آزاد رہین جسکا مقصد یہ ہے کہ لوگون کو نیکی سے زندگی بسر کرنی سکہائی جاوے۔ اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہین اونکو ادا کیا جاوے ہماری گورنمنٹ کے اصولون کو مسلمانون کا مذہب تسلیم کرتا ہے۔ اس سے زیادہ ہمکو

کیا چاہیئے - پس اگر مسلمان اپنے تئین نیک اور خیر خواہ رعایا ثابت کرتے رہین گے تو اونپر ہمارا لطف و کرم ایسا ہی جاری رہیگا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے - مسلمانون مین سے لوگ مالی اور فوجی حاکم ہوے ہین جو اپنے عہدون پر اونچے سے اونچے درجہ تک پہونچے یہہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہون نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کر لی ہین اور وہ ہماری کتب مقدسہ کی نصیحتون پر عمل رکھتے ہین - وہ علم ادب کے امتحانون مین اور لوگون کی طرح امتحان دیکر کامیاب ہوتے ہین - اور ہمارے قانون کے بموجب جو رسمین ادا کرنی ضروری ہین انکو وہ ادا کرتے ہین - مختصر یہہ کہ چینیون کے بڑے بھاری کنبہ کے ایک رکن مسلمان بھی ہین اور وہ انتظامی اور ملکی فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتی ہین - جسوقت کسی حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہب و ملت سے اوسکو کچھہ بحث نہین ہوسکتی - میری رعایا کے لیے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہہ ہے کہ جو بھلائی کرینگے انکو انعام ملیگا اور جو برائی کرینگے انکو سزا دی جاویگی [1] "

بہرحال یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ گورنمنٹ کی بدظنی کے خوف سے چین کے مسلمان اور چینیون سے علحدہ اور مخصوص گروہ ہونے کی حیثیت نہین رکھتے مسلمانون اور چینیون مین جو سخت ہنگامے ہوے اور جن مین ہزارون کا خون بہ گیا اون سے ظاہر ہے کہ اگر چین کے تمام مسلمانون مین نہین تو کم سے کم ہر صوبہ کے چینی مسلمانون مین رشتہ اتحاد کیسا مضبوط ہے - صوبہ یانان مین پانتھی کی مشہور بغاوت اس اتحاد کی نظیر ہے - برسون کے مقابلون (۱۸۵۵ء تا ۱۸۷۳ء) اور کشت و خون کے بعد چین کی گورنمنٹ اس بغاوت کو فرو کر سکی - اور کہا جاتا ہے کہ بیس لاکھہ چینی مسلمانون کا ان ہنگامون مین خون ہوا [2] - چین کے تمام مسلمانون نے متفق ہو کر ابتک کوئی کام نہین کیا ہے -

---

[1] دی ویرتریسان - توم ۱ - صفحہ ۱۵۶ - ۱۵۴ - [2] سید سلیمان کا بیان ہے کہ صوبہ یانان کی دو کروڑ ستر لاکھہ کی آبادی مین اب بھی اس تعداد کا نصف حصہ مسلمان ہے جو آج کل موجود ہے - ثمرۃ الفنون ۱۱ رشعبان ۱۳۱۳ ہجری)

یہہ سب ہنگامے اور فساد صرف خاص خاص مقامات اور صوبجات مین برپا ہوئے - مگر
ان باتون سے اسقدر نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان پولیٹکل حیثیت سے
ایسے کمزور یا کسی اسلامی تحریک مین شریک ہونے سے ایسے عاجز اور قاصر نہین
ہین جیسا کہ بعض لوگون نے اونکی نسبت فرض کر رکہا ہے [۱] اسکے ساتہہ ہی یہ دریافت
ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان لوگون کو چپکے چپکے مسلمان کرنے مین بہت ساعی ہین
اور ان کوششون سے یہہ ہوتا ہے کہ چینیون کے مختلف گروہ اسلام قبول کرکے
آپس مین متحد و متفق ہو جاتے ہین -

چین مین اسلام کی اشاعت اس طریقہ سے نہین ہوی کہ علانیہ اسلام کا وعظ کیا گیا ہو
اس بات سے مسلمانون کو بغاوت کے جرم مین ملخوذ ہو جانے کا خوف ہوتا ہے - چنانچہ
اس خیال کی تصدیق ایک رپورٹ سے ہوی ہے جسکو ۱۷۸۳ء مین صوبہ کوانگسی کے
گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت مین روانہ کیا - اس رپورٹ کا مضمون یہ تہا - "مین
(صوبہ کوانگ سی کا گورنر) بادشاہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ صوبہ کوانگ سی کا
ایک شخص جسکا نام ہانفوپون ہے آوارہ گردی کے جرم مین گرفتار ہوا ہے - جب
اس شخص سے اوسکا پیشہ پوچہا گیا تو اوسنے بیان کیا کہ دس برس کے عرصہ سے وہ
سلطنت چین کے ہر ایک حصہ مین سفر کرتا رہا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع
حاصل کرے - اس شخص کے ایک صندوق مین سے تیس ۳۰ کتابین نکلی ہین جن مین سے
بعض خود اوسکی لکہی ہوی ہین اور بعض ایسی زبان مین تحریر ہین جنکو یہان کوئی نہین سمجہہ سکتا
ان کتابون مین مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے
جب ہانفوپون کو (اقبال جرم کے لیے) تکلیفین پہونچائی گئین تو اوسنے اقرار کیا کہ اوسکے
سفر کا مقصد ان کتابون کی اشاعت تہا جن مین اوسکا مذہب بیان ہے - ہانفوپون نہ نسبت

---

[۱] مسٹر جیرڈ ٹمپل "مشرقی تجربہ" صفحہ ۳۲۲ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

اور مقامات سے صوبہ شانسی مین سب سے زیادہ عرصہ تک رہا - مین نے ان کتابون کو دیکھا ہے - ان مین بعض بے شک غیر زبان مین لکھی ہوئی ہین - کیونکہ مین ان کو نہین سمجھ سکا - مگر جو کتابین چینی زبان مین تحریر ہین وہ بہت خراب ہین بلکہ مین یہہ کہونگا کہ وہ جلنے کے قابل ہین کیونکہ ان مین ایسے لوگون کی تعریف لکھی ہو جو تعریف کے اس لیے مستحق نہین ہین کہ مین نے کبھی انکا ذکر نہین سُنا -

شاید ہانفوئیون صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے اوسکا چال چلن مشتبہ ہے کیونکہ معلوم نہین ہوتا کہ ملک مین دس برس تک سفر کرنے سے اوسکا اصلی مقصد کیا تہا - مین اس مقدمہ کو اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہون - لیکن اس اثنا مین میری درخواست یہہ ہے کہ ہانفوئیون کے عزیزون کے پاس جو چھاپنے کی تختیان ہین اور جن سے یہ کتابین چھاپی گئی ہین وہ جلادی جاوین اور جن لوگون نے ان تختیون پر چھاپنے کے لیے عبارت کندہ کی ہے وہ گرفتار ہون اور کتابون کے مصنف ہی پکڑے جاوین - جو کتابین ملزم کے پاس سے برآمد ہوی ہین وہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی جاتی ہین - اور درخواست ہے کہ اونکے بارے مین بادشاہ کا جو کچھہ حکم ہو اوس سے مجھہ کو اطلاع بخشی جاوے"[1]

آخر کار یہہ واعظ اسلام ہانفوئیون رہا ہو گیا - اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا - لیکن اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اسلام کی علانیہ اشاعت مین کیسے خطرات شامل ہین - ہر سال چینیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین - لیکن یہہ تبلیغ اسلام مسلمانون کی چپ چاپ کوششون کا نتیجہ ہے - یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ مین اسلام اسطرح شائع نہین ہو سکتا کہ ایک دفعہ ہی بہت سے چینی اسلام قبول کرلین - گذشتہ صدی مین البتہ اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا - سنہ۱۸۶۷ء مین جب ننگر یا کی بغاوت فرو ہوی تو چین کے مختلف صوبجات سے دس ہزار سپاہی پیشہ لوگ مع اپنے کنبون کے جنکے ساتھہ اور بہت

[1] دے تیرسان - توم ۲ - صفحہ ۳۶۱ - ۳۶۳ -

لوگ ہوگئے زنگیریا کو روانہ کیے گئے تاکہ بغاوت سے جسقدر ملک برباد ہوا تھا اوسکو پھر آباد کردین -

زنگیریا مین مسلمان ہر طرف موجود ہی تھے اسلیے یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے [۵۱]

شہرون مین مسلمان رفتہ رفتہ اپنے محلے علیحدہ کرلیتے ہین اور پھر ایسے شخص کو جو مسجد مین نہ جاتا ہو اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے [۵۲] اسلام کو خاص چین مین بہت استحکام ہوگیا ہے - اسکا باعث یہہ ہے کہ جب کسی صوبہ کی آبادی وبا یا قحط کی بلاؤن سے جنکا گذر اکثر اس ملک مین رہتا ہے غارت ہوجاتی ہے تو مسلمان بہت خوشی سے اور مستعدی سے ان برباد مقامون کو آباد کردیتے ہین - قحط کے زمانہ مین مفلسون کے اونکے بچے خرید لیتے ہین اور اونکو مسلمان کرکے پرورش کرتے ہین - جب وہ جوان ہوجاتے ہین تو اونکا نکاح کرکے انکو سکونت کے لیئے علیحدہ مکان دیدیتے ہین اور اس طریقے سے گاؤن کے گاؤن نومسلمون سے آباد کردیے جاتے ہین - سنہ ۱۷۹۰ء مین جب کوانگ سی کے صوبہ مین قحط پڑا تو مسلمانون نے دس ہزار بچے کنگلون سے خریدے جنہون نے تنگدستی اور فاقہ کشی سے مجبور ہوکر اپنے قحط زدہ بچون سے مفارقت گوارا کی [۵۳] سید سلیمان نے بیان کیا کہ جو چینی اسطرح مسلمان ہوئے ہین اونکی تعداد بیشمار ہے [۵۴] مسلمانون مین پابندی مذہب کے لیے ہر طرح کی کوشش کیجاتی ہے - یہانتک کہ غریب سے غریب آدمی کو بھی ابتدائی کتابونکی مدد سے اسلام کے ضروری احکام اور ارکان سکھائے جاتے ہین [۵۵] سید سلیمان کا خیال ہے کہ آجکل اکثر لوگ چینی مسلمانون کی مذہبی کتابون کے اثر سے اسلام قبول کرتے ہین [۵۶] غرض چین کے مسلمانون مین اگرچہ کوئی باضابطہ محکمہ یا سررشتہ اشاعت مذہب کے لیئے موجود نہین ہے لیکن اون مین تبلیغ اسلام کا شوق اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ بہت لوگ مسلمان ہوکر مسلمانونکی قوم مین شامل ہوجاتے ہین اور یہہ مسلمان اُسوقت کے منتظر ہین جبکہ تمام سلطنت چین مین ہر جگہہ اسلام ہی اسلام ہوگا [۵۷]

[۵۱] دے تیرسان - توم ۱ صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۴ [۵۲] لابے گروے - "دے لاچین" - توم ۴ صفحہ ۵۰۸ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۹ء) [۵۳] اینڈرسن صفحہ ۱۵۱ - لابے گروے "دے لاچین" توم ۴ صفحہ ۵۰ - [۵۴] ثمرة الفنون - ۱۷ شوال صفحہ ۳ - [۵۵] ڈبلیو جے سمتھ صفحہ ۱۷۵ [۵۶] ثمرة الفنون - ۱۷ شوال صفحہ ۳ - [۵۷] دے تیرسان - توم ۱ صفحہ ۳۵ - ثمرة الفنون - ۲۶ شوال صفحہ ۳ -

باب یازدہم

افریقہ مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین دعوت اسلام کی تاریخ لکھنی بہت دشوار ہے۔ اگر زمانہ دیکھیئے تو تقریباً تیرہ برس سے اسلام یہان شایع ہے اور اگر وسعت ملک پر نظر کیجیئے تو براعظم افریقہ کے دو ثلث حصہ پر جسمین کثرت سے مختلف قومین اور جر گے آباد ہین مسلمان موجود ہین۔ غرض وقت کی قید اور ترتیب سے کہ کس کس زمانہ مین اس براعظم کے مختلف حصون مین اسلام شایع ہوا دعوت اسلام کے حالات لکہنے ناممکن ہین۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ نوبیہ اور حبشہ کے مسیحی کلیساؤن سے جو تعلقات اسلام کے رہے وہ اس کتاب کے باب چہارم مین بیان ہو چکے ہین۔ اب صرف یہہ تجویز ہے کہ اول شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین ترقی اسلام کا حال لکہا جاوے اور پہر سوڈان اور مغربی ساحل افریقہ کا ذکر لکہہ کے مشرقی ساحل کے حالات تحریر ہون۔ اور اخیر مین کیپ کولونی کا حال لکہا جاوے کہ وہان اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔

شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین دعوت اسلام کے جس قدر حالات تحقیق ہوئے ہین وہ اون چند واقعات سے تعداد مین کم نہین ہین جو یہان کے مسیحی کلیسا کے زوال کی نسبت ہم نے اس کتاب کے چوتہے باب مین درج کیے ہین۔ بہرکیف یہہ تحقیق ہے کہ قوم بربر مین جسکے قومی خصائل و عادات عربون سے بہت ملتے تہے اسلام نے بہت جلد ترقی کی۔ اہل عرب بربر قوم کے فاتح تہے اور جسوقت سنہ ۳ء کی اخیر لڑائی

میں بربر کی قوم سپاہ عرب کے مقابلہ پر بھی تو اوسکی ملکہ کاہنہ نے یہہ سمجھکر کہ آج قسمت میں شکست لکھی ہے اپنے بیٹوں کو عرب کے سپہسالار کے پاس اس ہدایت سے روانہ کیا کہ وہاں پہونچکر اسلام قبول کریں اور جو دشمن کا مقصد ہے اوسکو اپنا مقصد بنالیں۔ خود ملکہ نے اپنے حق میں یہہ بہتر سمجھا کہ اس معرکہ عظیم میں جو کاہنہ کے چشموں کے قریب واقع ہوا اور جسمیں قوم بربر کی قوت قطعی زائل ہوگئی ملکہ کاہنہ اپنی قوم کی سردار بنی ہوی لڑتے لڑتے مرجائے [1] غرض جسوقت بربر کی قوم ملکی آزادی سے محروم ہوئی تو اوسنے اسلام قبول کرلیا جو اپنی سہولت کی وجہ سے اوسکو قدرتی طور پر اچھا مذہب معلوم ہوا۔ اور جسکو قبول کرنے کے لیئے اوسکی ملکہ نے بھی اپنا منشا اس طور پر ظاہر کیا تھا کہ گویا وہ بھی اس دین کی اطاعت کرنی چاہتی تھی۔

سنہ ۷۱۱ء میں جسوقت بارہ ہزار بربر کا لشکر طارق کی سرکردگی میں (جو خود بھی بربر تھا) جہازوں پر سوار ہوکر ہسپانیہ کی تسخیر کو اوٹھا تو اس لشکر میں وہ لوگ تھے جنکو اسلام قبول کیئے ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔ ان لوگوں کی نسبت خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ انھوں نے سچی نیت اور عقیدے سے اسلام قبول کیا تھا اور عرب کے عالم اور فقیہ مقرر تھے کہ "انکے سامنے قرآن پڑھیں اور قرآن کی عبارت اونکو سمجھائیں" اور نیز مذہب کے جسقدر فرائض ہیں اونکی تعلیم و تلقین کریں [2]۔ افریقہ کے فاتح اللخمی موسیٰ نے تبلیغ اسلام کا شوق اسطرح ظاہر کیا کہ خلیفہ عبدالملک نے جسقدر روپیہ موسیٰ کے پاس بھیجا وہ ایسے غلاموں کے خریدنے میں صرف ہوا جنکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بطیب خاطر اسلام قبول کرینگے المکاری لکھتا ہے کہ "فتح کے بعد جب غلام فروخت کیئے جاتے تھے تو موسیٰ ایسے غلاموں کو خرید لیتا تھا جنکو سمجھتا تھا کہ وہ خوشی سے مسلمان ہوجاوینگے اور جو صورت سے بھی شریف اور ظاہر چست و چالاک نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ اگر ذہن اور عقل

[1] اسے مولر - پہلی جلد صفحہ ۲۴۴ - [2] المکاری پہلی جلد صفحہ ۲۵۲ -

کی جلاے کے بعد اور حقائق اسلام کو قبول کرنیکے لائق بنکر وہ اسلام قبول کر لیتے تھے جو سب مذہبون مین بہتر دین ہے اور انکا اسلام لانا صدق دل سے ہوتا تھا تو موسیٰ اونکی قابلیتون کی آزمایش کے لیے اونکو کسی کام پر مقرر کرتا تھا۔ اگر وہ اچھے مزاج اور عمدہ لیاقت کے آدمی ثابت ہوے تو آزاد ہوکر فوج کے بڑے عہدون پر مامور کر دیے جاتے تھے اور لیاقت کے موافق ترقی پاتے تھے اگر اسکے خلاف انہون نے اپنے کام مین کچھہ شوق ظاہر نہین کیا تو موسیٰ اونکو پھر وہان بھیجدیتا تھا جہان لڑائی کے قیدی جمع رہتے تھے تاکہ قدیم دستور کے موافق جسمین مال غنیمت تیرون سے تقسیم کیا جاتا تھا وہ پھر تقسیم کر دیے جائین"[۱] اسمعیل ابن عبد اللہ کی نسبت جو خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کے عہد مین افریقہ کا گورنر تھا یہہ کہا گیا ہے کہ اوسنے اپنے حلم اور عادلانہ انتظام سے بربر کے لوگون کو مسلمان کیا۔ لیکن یہہ کہنا کہ قوم بربر کا کوئی آدمی اوسکے وقت مین ایسا نہ رہا جسنے اسلام قبول نہ کیا ہو درست نہین ہے[۲] کیونکہ اس قوم کو مسلمان کرنا صدہا برس کا کام تھا۔ اگرچہ اس قوم مین اشاعت اسلام کے حالات کبھی تحریر نہین ہوے لیکن ایسے واقعات بیان ہوسکتے ہین جنہون نے مسلمان کرنے کے لیے اس قوم پر غالباً بتدریج اثر پہونچایا۔

بربر کے لوگ اہل عرب سے ہمیشہ بغاوت کرتے رہتے تھے اور اہل تشیع کے داعیان اسلام جنہون نے دسوین صدی عیسوی مین فاطمی خاندان کو قائم کرنے کا بندوبست کیا۔ جسوقت بربر کی قوم مین پہونچے تو اونکا خیر مقدم ہوا اور بربر کے بعض جرگون نے جس جوش و خروش سے اس تحریک بغاوت مین اہل تشیع کی مدد کی اوس سے یہہ بات خلاف قیاس نہین معلوم ہوتی کہ ان جرگون کے بہت لوگون نے جو اس واقعہ سے پہلے مسلمان ہونا اور ملکی آزادی سے محروم ہونا ایک بات تصور کرتے تھے اب اسلام قبول کر لیا ہو۔ گیارہوین صدی کے وسط مین ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جس سے بربر کے بہت

[۱] المکاری۔ صفحہ ۶۵۔ [۲] ویل۔ پہلی جلد صفحہ ۵۸۳۔

فرقے مسلمانون کی طرف رجوع ہوئے - گیارہوین صدی کے شروع مین بربر کے صحرائی فرقون مین لمطونا فرقہ کا سردار جسوقت حج سے فارغ ہوکر واپس آیا تو شمالی افریقیہ کے اسلامی شہرون مین اوسکو ایک ایسے عالم اور متقی مسلمانکی تلاش ہوئی جو اوسکے ساتھہ چلکر اوسکی جاہل قوم کو جو ضلالت مین مبتلا تھی اسلام پر دعوت دے - اول اول اوسکو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو علم کے گوشۂ عافیت کو چھوڑکر صحرا کے خطرے جھیلنے پر آمادہ ہوتا لیکن اخیر مین عبد اللہ ابن یسین سے اوسکی ملاقات ہوئی جو علم ظاہر و باطن مین ماہر تھے اور اس دشوار کام کو انجام دینے کی قابلیت بھی اون مین بخوبی موجود تھی - بربر کے صحرائی جرگون مین اگرچہ واعظین اسلام نوین صدی عیسوی سے پہونچے ہوئے تھے جہان اونہون نے اسلام شائع کیا تھا لیکن صحرا کے یہہ باشندے اچھی طرح مذہب کے پابند نہ تھے - چنانچہ عبد اللہ ابن یسین جب انکے پاس پہونچے تو دریافت ہوا کہ وہ لوگ بھی جو اسلام کا اقرار کرتے ہین پابند مذہب نہین ہین اور سب طرح کی بُری باتون پر اُن کا عمل ہے - عبد اللہ ابن یسین نے بہت جانفشانی سے لمطونا کو راہ راست پر لانے اور فرائض مذہب مین اونکو تربیت دینے کا کام اپنے ذمہ لیا - لیکن انہون نے کسی قدر سختی اور درشتی سے ان لوگون کی عیب چینی کی اور اونکی حالت کی اصلاح کرنی چاہی اسلیے ان لوگون کو اپنے اوستاد کے ساتھہ ہمدردی نہ رہی اور عبد اللہ ابن یسین کو ایسی مایوسی ہوئی کہ انہون نے اس سرکش قوم کو چھوڑکر سودان کے باشندون مین تبلیغ اسلام کا قصد کرلیا - جب لوگون نے اونکو سمجھایا کہ جو کام شروع کیا ہے اوسکو چھوڑنا نہ چاہیے تو عبد اللہ ابن یسین اپنے مریدون سمیت دریا سنیگال کے ایک جزیرہ مین جارہے یہان انہون نے ایک خانقاہ بنائی جہان یہ مرید ہروقت ریاضت و مجاہدت مین مصروف رہنے لگے - جسوقت عبد اللہ ابن یسین نے اس جزیرہ مین سکونت اختیار کی تو صحرا کے بعض نیکبخت لوگون کو اس خیال سے سخت پشیمانی ہوئی کہ اُنہون نے اپنی شرارت سے ایسے بزرگ اور خدارسیدہ شخص کو اپنے سے علیحدہ

کردیا اور وہ معذرت کے لیے جزیرہ مین آئے اور مرشد سے التجا کی کہ حقائق مذہب کی پہر اونکو تعلیم و تلقین کرین - غرض اس طریقہ سے عبداللہ ابن یسین کے پاس مرید جمع ہونے شروع ہوے یہان تک کہ اونکا شمار ایک ہزار کے قریب ہو گیا - اب عبداللہ ابن یسین کو خیال ہوا کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اشاعت دین کے لیئے عملی طریقے اختیار کیے جاوین - اُنہون نے اپنے مریدون سے کہا کہ جس خدا نے وحی کی رحمت اونکے لیئے نازل کی اوسکا شکر اس طرح ادا کرنا مناسب ہے کہ اسی وحی کے علم کو دوسرون تک پہونچایا جاوے "لوگو - اپنی اپنی قوم کے پاس جاؤ - اور خدا کی شریعت اونکو سکہاؤ اور اوسکی مار سے اونکو ڈراؤ - اگر وہ اپنی غلطیون پر نادم ہون تو اونکے طریقون کی اصلاح کرو اور اون سے کہو کہ سچی بات قبول کرین - اور اونکو امن و امان سے رہنے دو - اگر وہ انکار کرین اور اپنی غلطیون پر مصر ہون اور گناہ کی زندگی نہ چہوڑین تو اونکے خلاف خدا سے مدد مانگو اور اونسے لڑو جسوقت تک خدا ہم مین اور اون مین انصاف کرے" - یہہ سُنکر ہر شخص اپنی قوم مین گیا اور لوگون کو سمجہایا کہ گناہ سے باز آئین اور خدا پر ایمان لائین لیکن کامیابی نہ ہوئی خود عبداللہ ابن یسین بہی خانقاہ سے روانہ ہوکر بربر کے سردارون کے پاس اس توقع سے گیئے کہ اب وہ اونکے وعظ کو دل سے سُنینگے - مگر اونکو بہی کامیابی نہوی آخرکار سنہ ۱۰۴۲ء مین اُنہون نے اپنے مریدون کو جمع کیا اور بربر کے فرقون پر جو قریب رہتے تہے حملہ کیا اور دشمنون کو بجبر مسلمان کرلیا - عبداللہ ابن یسین کے معتقدین کا نام مرابطین رکہا گیا تہا - یہ لفظ اوسی مادہ سے ہے جس سے باطا کا لفظ ہے - رباط سے مراد خانقاہ ہے جو دریاے سنیگال کے جزیرہ مین اُنہون نے بنائی تہی - جب عبداللہ ابن یسین کو فتح ہوی تو صحرا کی قومون کو یہہ جنگ و جدل کے معرکے وعظ و نصیحت کے مقابلہ مین زیادہ دلکش معلوم ہوے اور وہ خوشی خوشی ایسے مذہب کو قبول کرنے چلے آئے جس کے معتقدین کو ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوی تہین - سنہ ۱۰۵۹ء مین عبداللہ ابن یسین نے قضا کی

لیکن جو اسلامی تحریک انہون نے اپنی زندگی مین پیدا کی تھی وہ انکے مرنے
کے بعد زندہ رہی - اور بربر کے اکثر بت پرست فرقون نے مسلمان ہوکر ہموطن مسلمانون
کی تعداد بڑہادی - مسلمان ہونے کے بعد یہہ قومین صحرا سے نکل کر شمالی افریقہ مین پہونچگئین
اور آخرکار ہسپانیہ کی مالک بن گئین[1] -

یہ بات قرین قیاس ہے کہ بربر مین جسوقت دوسری قومی تحریک شروع ہوی یعنی
بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین بنو مہدی نے زور پکڑا تو اسوقت بربر کے بعض جرگے
جو ابہی تک اسلام نہ لائے تھے مسلمان ہوگئے - دولت مہدوی کے بانی ابو عبداللہ محمد
ابن تومرت نے توحید کی تعلیم شروع کرنے کے لیے بربر زبان مین ایک کتاب لکھی
جسکا نام توحید تہا اور اسلام کے اصول اپنے خیال کے موافق اسمین درج کیے[2] -
پندرہوین صدی عیسوی تک بربر کے بعض جرگے بت پرست رہے[3] لیکن عام میلان
اسی طرف تہا کہ چہوٹے چہوٹے گروہ مسلمان ہوکر مسلمانون کی قوم مین شامل ہوجاوین -

صحرا مین شائع ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ سوڈان کی نیگرو قومون مین شروع ہوی
اس تحریک کی ابتدائی تاریخ تاریکی مین ہے غالبًا گیارہوین صدی عیسوی مین عربون
کے چند گروہ (جو خالص عرب نہ تھے تو اون مین عرب کا خون ضرور تہا) سوڈان مین
آکر یہان کی قومون مین آباد ہوگئے - لیکن انسے بہی پہلے بربر کے واعظین اسلام اور عرب
کے تاجرون نے نیگرو قوم مین رسوخ پیدا کیا تہا - دولت مراکو کا بانی اور خاندان مرابطین
کا دوسرا امیر یوسف ابن تاشفین تبلیغ اسلام مین بہت کامیاب ہوا اور نیگرو جو اسکی سلطنت
مین رہتے تھے کثرت سے مسلمان ہوگئے تھے[4] - بربر کے دو فرقے یعنی لمطونہ اور جدالہ
جنکا وطن کسی قدر سوڈان کی سرحد پر اور کسی قدر اس ملک کے اندر تہا اشاعت مین

---

[1] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۹-۱۷۳ - اے مولر - دوسری جلد صفحہ ۶۱۲-۶۱۳ [2] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۲۵۰ -
[3] لیو افریکانوس - (راموسیو - توم ۱ صفحہ ۱) [4] لیو افریکانوس صفحہ ۷ - ۸ -

بہت سرگرم رہے[٥١] نیگرو کی قومون مین اشاعت کے متعلق جسقدر حالات دریافت ہوتے ہین اون سے ظاہر ہے کہ اول شمال کی سمت سے نیگرو کے مغربی حصون مین اسلام کا چرچا ہوا اور پہر مغربی اطراف مین اس مذہب کو ترقی ہوی - یہان سب سے پہلے جس شخص کا مسلمان ہونا تحریر ہوا ہے وہ سونغی کے شاہی خاندان ساکا بندرہوان بادشاہ تہا اس بادشاہ کا نام ساکاسی تہا اور سنہ ۴۰۰ھ مطابق سنہ ۱۰۰۹ع کے قریب وہ مسلمان ہوا تہا - سونغی کی عملداری شہر تمبکتو کے جنوب مشرق مین ہے غرض اس زمانہ مین دریای نائگر (قورہ) کے بالائی جانب جو عملداریان ہین وہ اسلامی حصار بن گئین اور اونکو تہذیب و شائستگی مین اپنے زمانہ کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوی[٥٢] - تمبکتو کا شہر جو سنہ ۱۱۰۰ع مین آباد ہوا اسلامی علوم و فنون کی وجہ سے مشہور ہوگیا اور بڑے بڑے عالم و فاضل قدردانی کے خیال سے وہان جمع ہوگئے - ابن بطوطہ نے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین اس ملک کا سفر کیا اور نیگرو قوم کے مسلمانون کی تعریف مین لکہا کہ "وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہین اور قرآن پڑہتے ہین - اگر جمعہ کے روز کوئی شخص بہت پہلے مسجد مین نہ پہونچے تو پہر جگہہ ملنی ناممکن ہے کیونکہ جمعہ مین نمازیون کی بہت کثرت ہوتی ہے[٥٣]" ابن بطوطہ کے زمانہ مین مغربی سوڈان مین مالی کی عملداری سب سے زبردست تہی - اس عملداری کو مانڈنگو کی قوم نے ابن بطوطہ کے سفر سے سو برس پہلے قائم کیا تہا - یہ قوم افریقہ کی بہترین قومون مین سے ہے لیو افریکانوس[٥٤] نے لکہا ہے کہ مانڈنگو بہت شائستہ ہوتے ہین اور نیگرو کی قومون مین وہ سب سے زیادہ قابل عزت اور دیانتدار ہین[٥٥] - یہہ لوگ تبلیغ اسلام مین

[٥١] کرونک دی سلطان فون بور نو - مرتبہ دتو بلو صفحہ ۳۲۲ - [٥٢] اودل صفحہ ۲۸۸ - [٥٣] ابن بطوطہ - توم ۴ صفحہ ۴۲۱ - [٥٤] راموسیو - توم ا صفحہ ۷۸ - [٥٥] وائن وڈ ریڈ نے لکہا ہے کہ مانڈنگو "بلند قامت خوبصورت اور گندمی رنگ کے لوگ ہوتے ہین - انکا مذہب اسلام ہے اور انکے پاس گہوڑے اور مویشیون کے گلے ہوتے ہین وہ روئی اخروٹ اور اکثر قسم کے اناج کی زراعت کرتے ہین مین ان لوگونکی مہربانی اور مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا اور اونکی عورتونکی ستہری صورتین اور وضع اور اونکے قریون کی صفائی اور خاموشی دیکہکر مجکو بہت مسرت ہوی" ڈبلیو - وائن وڈ ریڈ - افریکن سکیچ بک" پہلی جلد صفحہ ۳۰۳ -

نہایت درجہ ساعی ہوتے ہین اور جو قومین اونکے پڑوس مین ہتی ہین اونکو مسلمان کر چکے ہین
ملک سوڈان کے زیادہ مغربی اطراف مین اسلام کی ترقی گیارہوین صدی عیسوی کے
وسط مین ہوی جبکہ بوربنو کے بادشاہ وقت نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام سلطان احمد بن عبد الجلیل
رکھا بوربنو کی عملداری جھیل چاد کے مشرقی ساحل پر ہے۔ اسی زمانہ مین کانم کی عملداری جو
جھیل چاد سے شمال اور شمال مشرق مین ہے مسلمان ہوئی اور مسلمان ہوتے ہی وہ بڑی سلطنت
ہوگئی۔ اور مشرقی سوڈان سے لیکر مصر اور نوبیہ کی سرحد تک جسقدر قومین آباد تھین وہ او سکے
مطیع ہوئین پس اس طریقہ سے افریقہ کے مرکز تک اسلام پہونچ گیا جہان سے وہ ہر سمت مین
جلد پہیلنا شروع ہوا۔ اور یہان اسلامی کوششون کے گویا دو دریاؤنکا سنگم ہوگیا یعنی تبلیغ
اسلام کا ایک دریا مغرب سے اور دوسرا شمال مشرق سے چلا اور دونون افریقہ کے وسط
مین مل گئے۔ مشرقی سوڈان مین کاردوفان کے سوداگرون کو یہہ دعوی ہے کہ وہ اہل
عرب کی نسل سے ہین جو بارہوین صدی عیسوی مین دولت فاطمیہ مصر کے زوال کے بعد
یہان پہونچے تہے۔ چودہوین صدی عیسوی مین تنگور کے عرب طونس سے اوٹھہ کر
جنوب کی سمت مین آباد ہوے اور بورنو اور وادی سے گذر کر دارفر کے ملک مین پہونچ
گئے۔ ان عربون مین ایک شخص احمد تہا جسپر دارفر کا بادشاہ بہت مہربان ہوا یہانتک
کہ اوسکو اپنے محل کا مہتمم مقرر کردیا اور تمام موقعون پر اوس سے صلاح اور مشورہ لینے
لگا۔ چونکہ احمد کو حکومت کے زیادہ مہذب طریقے معلوم تہے اسلئے سلطنت کے انتظام
مین اوسنے اکثر باتون کی اصلاح کی اور اپنے حسن انتظام سے ملک کے سرکش سردارون کو
سلطنت کا مطیع کردیا۔ مفلسون مین زمینین تقسیم کرکے اون کی قزاقیون کو دور کیا
اور رعایا کو ایسا امن میسر ہوا جسکو پہلے وہ جانتی تک نہ تہی۔ دارفر کے بادشاہ نے
احمد سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور چونکہ اوسکا کوئی بیٹا نہ تہا اسلئے احمد ہی کو اپنا وارث

سلہ ونبا۔ صفحہ ۱۸۔ ۱۹۔ سلہ اونوبلو صفحہ ۳۲۲۔

اور جانشین مقرر کیا - یہہ تقرر ایسا تہا جسکو رعایا نے بہی بہت پسند کیا غرض دارفور کے
ملک مین جو اسلامی خاندان اسطرح قائم ہوا وہ ابتک موجود ہے سلطان احمد اور اوسکی
اولاد نے دارفر کے باشندون کی تہذیب و تربیت کے لیے جو کام کیے اونمین اشاعت
اسلام کی کوششین بہی شامل تہین لیکن عربون نے جو طونس سے یہان آکر آباد ہوے
تہے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین کچہہ کوشش نہ کی - بلکہ دارفر کے ملک کو اوسکے
بادشاہ سلیمان نے جسکا عہد ۱۵۹۶ء[1] مین شروع ہوا پورے طور پر مسلمان کیا - سولہوین
اور سترہوین صدی عیسوی سے پہلے وادی اور باجرمی کے ملکون مین جو کاردوفان
اور جبیل جادو کے مابین واقع ہین اسلام شائع نہ ہوسکا لیکن وادی کی عملداری جسکا بانی
۱۶۱۲ء مین عبد الکریم ہوا جسوقت مسلمان ہوگئی تو وہ اسلام کا مرکز بن گئی - سترہوین
صدی عیسوی مین کت سینا اور کانو[2] کی عملداریان جو ہوسا کے ملک مین تہین مسلمانون
کی حکومت مین آگئین اور صدی کے ختم ہوتے ہوتے سوڈان کے ملک مین ہر جگہہ
کثرت سے لوگ مسلمان ہوگئے[3]

سترہوین اور اٹہارہوین صدی مین دعوت اسلام کے جو واقعات افریقہ مین گذرے
وہ تعداد مین کم ہین اور جسوقت موجودہ صدی کے حالات تبلیغ سے اونکا مقابلہ کیا جاتا ہے
تو وہ بہت قلیل معلوم ہوتے ہین - اٹہارہوین صدی مین افریقی مسلمانون کو مذہب
کی طرف سے ایسی بے پروائی رہی کہ اونکو اس غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قوی علاج
کی ضرورت ہوئی چنانچہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر فرقہ وہابیہ کی کوشش سے اونمین مذہبی
بیداری پیدا ہوئی اور یہہ ہی وجہ ہے کہ آجکل نیگرو قومون مین دعوت اسلام کے حالات

---

[1] سلاطین پاشا "سوڈان مین آگ اور تلوار" صفحہ ۴۳-۴۴ (لندن ۱۸۹۶ء) [2] کانو کی عملداری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین قائم ہوئی تہی - اوسکے چہبیس بادشاہ بت پرست ہوے لیکن چہبیسوان بادشاہ مسلمان تہا - اسکے بعد پہر چہہ بادشاہ بت پرست ہوے لیکن انکے بعد سے ابتک یہہ عملداری اسلامی حکومت کے تحت مین ہے (روبن سن "ہوسا کا ملک" صفحہ ۱۷۰ (لندن ۱۸۹۶ء) [3] اویل صفحہ ۲۹ و ۲۹۱ -

ایسے دریافت ہوتے ہین جو گذشتہ واقعات کی طرح قلیل التعداد نہین ہین بلکہ اکثر اسلامی تحریکون کے پیدا ہونے اور ترقی کرنیکا مفصل حال تحقیق ہوتا ہے۔

اٹھارھوین صدی عیسوی کے اخیر مین فلاحین افریقہ مین سے شیخ عثمان انفودیو[۱ط] مصلح قوم اور اکثر مذہب کا پھیلانے والا پیدا ہوا جسوقت شیخ عثمان مکہ سے حج کرکے سوڈان کو واپس آیا تو مسلمانون کی اصلاح اور شعار اسلام کو زندہ کرنیکا جوش اوسکے دل مین بھرا تھا۔ عثمان جسن زمانہ مین مکہ مین تھا تو فرقہ وہابیہ وہان بہت ترقی پر تھا۔ عثمان پر بھی وہابیون کا اثر پڑا اور اوسنے فاتحہ اور نذر نیاز کی ممانعت کی اور مقابر کی زیارت کو برا سمجھا بلکہ لوگونکو سمجھایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بے حد تعظیم نہ کی جاوے اور سوڈان کے باشندون مین جو دو قسم کے سخت گناہ پھیلے ہوے تھے یعنی شراب خواری اور بدکاری اُن پر عثمان نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔

ابتک فلاحین افریقہ چھوٹے چھوٹے گروہ رکھتے تھے جنکا کام کاشتکاری تھا۔ ان لوگون کو مسلمان ہوے مدت ہوی تھی اور انھون نے اسی پر قناعت کی تھی کہ سوڈان کے مختلف حصون مین زراعت سے یا مویشی چراکر اپنی گذراوقات کرین۔ اٹھارھوین صدی کے شروع مین اس قوم کے جو کچھہ حالات تحریر ہوے ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عافیت پسند اور محنتی قوم تھی۔ ۱۷۳۱ء مین فلاحین افریقہ کی بستیون مین جو دریای گامبیا کے کنارون پر واقع تھین ایک سیاح[۲ط] پہونچا اور اوسنے لکھا کہ "دریای گامبیا جن ملکون اور عملداریون مین سے گذرتا ہے اونمین بھورے رنگ کے لوگ آباد ہین جنکو (فولی) فلاحین کہتے ہین۔ یہہ لوگ عربون سے مشابہت رکھتے ہین اور اون مین سے اکثر عربون ہی کی زبان بولتے ہین کیونکہ عربی زبان اون کے مدرسون مین سکھائی جاتی ہے اور قرآن جو اونکا قانون ہے وہ بھی اسی زبان مین ہے۔ یہہ لوگ عربی زبان اسقدر سیکھے ہوے ہوتے ہین کہ یورپ کے لوگ لیٹن زبان اسقدر نہین جانتے۔ کیونکہ اکثر فلاحین عربی بول سکتے ہین۔ انکی ایک

۱ط کوپے پلیگیتا ازیکانا۔ صفحہ ۱۸۔ (لندن ۱۸۴۵ء) وائن ڈورٹ پہلی جلد صفحہ ۳۰۔ اول صفحہ ۲۹۲ ۲ط فرانسس مور صفحہ ۲۱

دیسی زبان بہی ہے جسکو فولی کہتے ہین - اس قوم کے آدمی طائفون اور جرگون مین رہتے ہین - وہ اپنے شہر علٰحدہ بناتے ہین اور بادشاہون مین سے جنکی حدود سلطنت مین وہ رہتے ہون کسی بادشاہ کے محکوم نہین ہوتے - کیونکہ اگر کسی قوم مین ہکر اونکو آزار پہونچتا ہے تو وہ اپنی بستیان توڑ دیتے ہین اور دوسری جگہہ آباد ہو جاتے ہین - فلاحین کے سردار اپنی قوم پر اسطرح نرمی سے حکومت کرتے ہین کہ اونکی گورنمنٹ کا حکم بجاے اسکے کہ ایک شخص کا حکم معلوم ہو کل قوم کا حکم معلوم ہوتا ہے - اونکی گورنمنٹ ایسی ہے جسکا انتظام بہت آسانی سے ہوسکتا ہے کیونکہ ساری قوم نیک مزاج اور بے شر ہے عدل و انصاف کے اعتبار سے اونکی تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ کوئی شخص جو بری حرکت کرتا ہے اوس سے تمام قوم نفرت کرنے لگتی ہے - .... سب لوگ بہت جفاکش اور سیدہے سادے ہوتے ہین اور اپنے صرف سے زیادہ اناج پیدا کر لیتے ہین جسکو وہ اچہی قیمت پر بیچ ڈالتے ہین - اونکی مہمان نوازی ایسی مشہور ہے کہ اس دیس کی اور قومین فلاحین کے شہرون کا اپنے پڑوس مین آباد ہونا نعمت تصور کرتی ہین - علاوہ اسکے وہ اسقدر نیکنام ہین کہ اونکی قوم کے کسی آدمی کے ساتھہ مہربانی یا مہمان نوازی سے پیش نہ آنا بہت برا سمجہا جاتا ہے اگرچہ اس قوم کی انسانی ہمدردی عام ہے لیکن اپنی ہی قوم والون کے ساتھہ اوسکو دوگنی ہمدردی ہوتی ہے اگر اونکو معلوم ہو جاوے کہ قوم کا کوئی آدمی غلام کر لیا گیا ہے تو کل قوم ملکر اوسکو آزاد کر لیتی ہے - چونکہ کہانے پینے کا سامان اونکے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اسلیے وہ اپنے کسی آدمی کو بہوکا ننگا نہین رہنے دیتے جس طرح قوم کے اور لوگون کی خدمت کیجاتی ہے اسیطرح بڈہون اندہون اور اپاہجون کے ساتھہ سلوک سے پیش آتے ہین - انکو کبہی غصہ نہین آتا - اور مین نے کبہی نہین سنا کہ اونمین سے کسی ایک نے دوسرے کی برائی کی ہو - انکا یہہ حلم اور تحمل اسوجہہ سے نہین ہے کہ اونمین دلیری اور بہادری کی کمی ہے - نہین بلکہ افریقہ کی اور قومین جسقدر دلیر اور بہادر ہین اوسی قدر بہادر یہہ لوگ بہی

ہین - اور ہتھیار چلانے مین بڑے مشاق ہین - اونکے ہتھیارون مین چھوٹی تلوارین تیر او
کمان اور بعض دفعہ بندوقین ہوتی ہین ...... یہہ قوم بڑی متشرع مسلمان ہے اور اوسکا
کوئی آدمی برانڈی یا پانی سے زیادہ کوئی تیز پینے کی چیز نہین پیتا"

لیکن عثمان دانفودیو نے فلاحین کے منتشر گروہون اور جرگون کو ملا کر ایک قوم
بنا دیا اور اونمین مذہب کا جوش پیدا کرکے جسکی وجہ سے آج تک تبلیغ اسلام مین اونکی کوششین
مشہور ہین اونکو ملک ہوسا کی بت پرست قومون سے لڑنے کے لیے لے گیا - اور ہمسکیتو
بورنو وغیرہ کے بادشاہونکو خطوط روانہ کیئے جن مین حکم تھا کہ یا تو اپنی اور اپنی رعایا
کی اصلاح کرین نہین تو خدا کی طرف سے اونکو سزا دینے کے لیئے عثمان اونکے پاس آتا
ہے - غرض فلاحین ملک فتح کرتے ہوے جنوبی اور مغربی اطراف مین بڑھے اور ملک کے
ملک برباد کر دیے - جو قوم مغلوب ہوئی اوسکو بجبر مسلمان کیا اور جو منتشر گروہ فتح ہوے انکو
ملا کر ایک قومی انتظام مین ترتیب دیا - ان فتوحات کے بعد فلاحین نے سکوتو کا شہر تعمیر کیا
جو اسلامی حکومت کا دار السلطنت قرار پایا - ۱۸۳۷ء مین کئی بت پرست عملداریون کو برباد
کرکے اونکی جگہہ اونکی عملداری قائم ہوی - یروبا کے ملک مین اویو کا شہر عثمان نے مسمار کر دیا
اوسکے قریب الورین کا شہر بنایا جسکے بازار بہت چوڑے تھے اور جسمین چوک اور مسجدین
تھین - غرض فلاحین کی قوم ملک فتح کرتی ہوی مغرب کی طرف سمندر کے کنارے تک پہونچ گئی
اور ملک سنی گامبیا اور سوڈان مین جو چار اسلامی عملداریان آج تک قائم ہین وہ اس بات کی
دلیل ہین کہ عثمان دانفودیو نے تبلیغ اسلام مین کیسی ہمت صرف کی - عثمان نے اپنی قوم
کو فاتح قوم بنا دیا اور سب سے بڑھکر یہہ کیا کہ اونمین اسلام کا ایسا جوش عقیدت پیدا کیا کہ عملی
جد وجہد کے لحاظ سے افریقہ کے اعیان اسلام مین فلاحین کو سب سے زیادہ تفوق
ہے اونکی تہذیب و تعلیم نے اونکو اس کام کے لیئے اور لائق اور قابل بنا دیا - ملکی فتوحات سے
اسلام کو اسقدر ترقی نہین ہوئی جسقدر کہ ان فتوحات کے بعد امن و امان کے وسائل سے ہوئی

اسلام مین فلاحین کو کامیابی حاصل ہوئی۔

افریقہ کے اس حصہ مین اسلام کی تبلیغ اور ترقی زیادہ تر ایسے لوگون کی جنہون نے کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے کبھی تلوار نہین اوٹھائی۔ یہہ ترقی صوفیہ کے بعض مشہور خاندانون کی وجہ سے ہوئی جنکا اثر شمالی افریقہ کے مسلمانون مین بہت ہے۔ موجودہ صدی مین انہی صوفیون کی کوششون سے مہتم بالشان نتیجے پیدا ہوے ہین۔ اگرچہ اونکے کام کبھی مفصل تحریر نہین ہوے لیکن بعض اسلامی تحریکین دریافت ہوتی ہین جنکے یہہ بانی ہوے۔

صوفیہ کی طرف سے جسقدر دعوت اسلام کی تحریکین ہوئین اون مین سب سے قدیم تحریک کے بانی سی احمد ابن ادریس ہوے[۵] جنکو ۱۷۹۷ء سے ۱۸۳۳ء تک مکہ معظمہ مین اپنے علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت رہی۔ اسوقت یہ بزرگ خاندان خضریہ کے سردار تھے ۱۸۳۵ء مین اونکا انتقال ہوا اور اس سے پہلے انہون نے اپنے ایک مرید محمد عثمان الامیر غنی کو دعوت اسلام کے لیئے افریقہ روانہ کیا۔ محمد عثمان بحر احمر عبور کر کے کسیر مین اترے اور یہان سے دریای نیل کی طرف روانہ ہوے وادی نیل تک اونکی صرف کوشش رہی کہ مسلمانون کو خاندان خضریہ مین مرید کرین۔ لیکن جسوقت تک سمت شمال مین دریای نیل کے کنارے سفر کر کے وہ اسوان کے شہر تک نہین پہونچے تبلیغ مین اُن کو بخوبی کامیابی نہین ہوی۔ البتہ اسوان سے ڈنگولا تک اونکو نہایت کامیابی ہوی۔ نوبیہ کے لوگ بکثرت بیعت کرنیکے لیے دوڑے آئے عثمان کو اب بادشاہون کا سا شان و تجمل حاصل ہو گیا تھا جس سے اہل نوبیہ کے دل بہت متاثر ہوے اور اونکی کرامات کی شہرت نے ہزارون آدمیون کو اونکا مرید بنا دیا۔ عثمان نے ڈنگولا پہونچکر کاردوفان جانے کے لیے وادی نیل کا سفر ترک کیا اور کاردوفان مین بہت عرصہ تک قیام کیا۔ بت پرستون کو مسلمان کرنا یہان سے شروع ہوا۔ کاردوفان اور سینار مین بہت سے فرقے ایسے تھے جو ابھی تک بت پرست تھے۔ لیکن محمد عثمان

۵؎ برن صفحہ ۴۰۳ - ۴۰۴ -

کے وعظ کا لوگون پر ایسا اثر ہوا کہ اونکو تبلیغ اسلام مین بڑی کامیابی ہوئی اور یہہ کامیابی اس طریقہ سے اور دیرپا ہوگئی کہ محمد عثمان نے کاردوفان مین بہت سے نکاح کیے اور جو اولاد ہوئی اوسنے باپ کے انتقال (۱۸۵۳ء) کے بعد اشاعت کے لیے وہی کام جاری رکھے جو باپ نے شروع کیے تھے - محمد عثمان کی اولاد امیر غنیہ کے نام سے مشہور ہوئی[۵۱]۔

محمد عثمان کے سفر سے چند سال پہلے موجودہ خاندان مصر کے بانی محمد علی پاشا کی فوجون نے مشرقی سوڈان مین فتوحات حاصل کین - اور گورنمنٹ مصر نے بعض صوفیہ خاندانون کے مریدون کو اس جدید مفتوحہ ملک مین جانے کی ترغیب اس خیال سے دی کہ اونکی کوشش سے ملک مین امن ہو جائیگا - ان لوگون کو اپنی محنت اور کوشش مین ایسی کامیابی ہوئی کہ زمانہ حال مین جو ہنگامے مہدی کی وجہ سے سوڈان مین ہوے اُن کا سبب یہی بیان کیا جاتا ہے کہ ان اخطین کی تلقین سے سوڈان کی رعایا کو ان ہنگامون کا اشتعال ہوا[۵۲]۔

افریقہ کے غربی اطراف مین سلسلہ قادریہ اور تجانیہ کی کوششون سے اسلام کی ترقی ہوئی - قادریہ کو جو صوفیہ کے تمام سلسلون مین باعتبار اشاعت کے سب سے زیادہ دور دور پھیلا ہوا ہے بارہوین صدی عیسوی مین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا تھا جنکو تمام اولیای عظام مین سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے ساتھہ ہر جگہہ یاد کیا جاتا ہے[۵۳]- پندرہوین صدی عیسوی مین اس خاندان کے مریدون نے جو صحرای اعظم مین توات کے چشمون سے اوٹھکر مغربی افریقہ مین پہونچے تھے یہان سلسلۂ قادریہ کو رواج دیا - ولاتا کا شہر پہلا مقام تھا جہان یہہ لوگ جمع ہوے - لیکن کچھہ عرصہ کے بعد اس شہر سے قادریہ کی اولاد نکال دی گئی - اور اونسے تمبکتو کے شہر مین پناہ لی جو ولاتا سے مشرق

[۵۱] لی کیٹیلیر - (۱) صفحہ ۲۲ - ۲۲۳ [۵۲] لی کیٹیلیر (۲) صفحہ ۸۹ - ۹۱ - [۵۳] ن صفحہ ۱۷۵

کی طرف تہا - موجودہ صدی کے شروع مین وہابیہ کی مذہبی تحریک سے جس نے اسلامی
دنیا پر بہت بڑا اثر ہوا صحرای اعظم اور مغربی سوڈان کے قادریون مین سخت مذہبی جوش
پیدا کیا اور زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا کہ قادریہ کے بڑے بڑے عالمون اور صوفیون کے
گروہ ملک سوڈان مین اور اُس سلسلہ کوہستان پر جو ساحل گنی کے متوازی چلا گیا ہے جابجا
نظر آنے لگے - بلکہ مغرب کی طرف یہہ لوگ اسقدر بڑہتے کہ لائبیریا کی خود مختار سلطنت
مین پہونچ گئے - مولوی ملّا - تعویذ لکہنے والے - کاتب یا معلم بنکر یہہ مسلمان بت پرستون
کے ملکون مین آئے جنہون نے اونکی خاطر مدارات کی اور وہ بت پرستون مین اسطرح جابجا
آباد ہو گئے گویا جدا جدا دائرون کے مرکز تہے جہان سے اسلامی اثر ہر طرف پہیلنا شروع
ہوا - بت پرستون مین یہہ مسلمان رفتہ رفتہ رسائی پیدا کرتے تہے اور ایک ایک دو دو آدمیون
کو مسلمان کرکے تہوڑے عرصہ مین نو مسلمون کا معقول گروہ اکٹہا کر لیتے تہے - جو نو مسلم
لائق ہوے اونکو ایسے شہرون مین تحصیل علم کے لیے روانہ کیا جاتا تہا جہان قادریہ کے لوگ
موجود ہون - فارغ التحصیل ہوکر یہہ نو مسلم اپنے وطن کو واپس آتے تہے - اور اب وہ
اہل وطن کو مسلمان کرنے کے لیے بخوبی تیار ہوتے تہے - غرض بت پرستون اور
فیتش کے پوجنے والون مین ایسا خمیر ملا دیا گیا جو آہستہ آہستہ پہولنا شروع ہوا یعنی
اسلام کی اشاعت اونمین بتدریج ہونے لگی - موجودہ صدی کے وسط مین سوڈان کے مدرسون
اور مکتبون مین فرقہ قادریہ کے معلم و مدرس مقرر ہوتے تہے اور یہہ ہی قادریہ کا خاندان تہا
جس نے بت پرستون مین تبلیغ اسلام کا نہایت باقاعدہ انتظام جاری کیا جسمین مذہب کی
اشاعت ہمیشہ امن کے طریقون سے ہوئی - قادریہ نے نیک زندگی کی عمدہ مثالون اور
وعظ و نصیحت پر اپنی کوششون کا دارمدار رکہا - شاگرد پر اوستاد کے اثر کو اور تعلیم دین کی
اشاعت کو اپنے کام مین زیادہ معاون و مددگار سمجہا[1] - ان لوگون نے اپنے مرشد کی نصیحتون

---

[1] لی کیتلیر (۲) صفحہ ۱۰۰ - ۱۰۹ -

کی ہمیشہ تعمیل کی اور جو بات اس خاندان کی مشہور تہی اوسکو برقرار رکہا۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تہی کہ ہمسایہ سے محبت اور سلوک اور تحمل سے پیش آنا چاہیے شاہ صاحب کو اکثر بادشاہ اور امیر نذرین بہیجتے تہے لیکن اونکی سخاوت اونکو ہمیشہ مفلس رکہتی تہی۔ شاہ صاحب کے ملفوظات یا مقولات مین کوئی قول ایسا نہین ملتا جسمین عیسائیون سے بغض یا عداوت کہنا بتایا گیا ہو۔ بلکہ جہان کہین انہون نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہے وہان اونکی غلطیون پر افسوس ظاہر کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ راہ راست پر آئین۔ غرض یہہ صلح کل اصول تہے جنکو شاہ صاحب اپنے ارادتمندون مین پیدا کر گئے اور قادریہ کے لوگون کو ہمیشہ ان اصولون کا پابند دیکہا گیا ہے[۱]۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تجانیہ کا صوفیہ خاندان الجزیرہ مین قائم ہوا۔ موجودہ صدی کے وسط سے اس خاندان کے مرید سودان مین آباد ہوے اور تبلیغ اسلام کے لیے اونہون نے وہی طریقے اختیار کیے ہین جو خاندان قادریہ کے ہین۔ تجانیہ کے مدارس سے اسلام کی اشاعت مین بڑی مدد پہونچی لیکن قادریہ کی طرح تجانیہ نے بزور شمشیر اسلام پہیلانے سے اجتناب نہین کیا۔ اور افسوس ہے کہ اون کے جہادون کی شہرت نے تبلیغ کے ایسے واقعات کو جو مغربی افریقہ مین امن کے طریقون سے پیش آئے تاریکی مین ڈال دیا ہے حالانکہ تجانیہ کے لوگ جنہون نے امن و امان کے وسائل سے اپنے مذہب کو شائع کیا تبلیغ اسلام مین اُن مجاہدون سے زیادہ کامیاب ہوے جنہون نے اکثر چہوٹی چہوٹی عملداریان قائم کین اور جن مین اونکے خاندان کچہہ دنون بادشاہی کر گئے ان جہادون کے حالات لکہنے کی طرف اہل یورپ کو خاص کر ایسی صورت مین توجہ کرنے کی قدر تاً ضرورت ہوی جبکہ اونکی تجارت یا ملک گیری کے منصوبون مین ان جہادون سے خلل پڑا۔ اور مسلمان معلمون اور معلمون کے حالات تحریر کرنے کی جگہہ کہ کس طرح سہولت کے ساتہہ انہون نے اسلام کو ترقی دی اہل یورپ

[۱] ایضاً صفحہ ۱۷۴۔

اسلامی لڑائیون کی سرگذشت لکھنے کا زیادہ شوق رہا۔ اسمین شک نہین کہ یہہ لڑائیان اسلام کی اشاعت مین ایک طرح مفید بھی ثابت ہوئین۔ اور اشاعت مذہب کے لیے انکا مفید ہونا کچھہ اسلام ہی کے ساتھہ مخصوص نہین ہے بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت مین بھی ایسی لڑائیون نے اکثر اسطرح نفع پہونچایا ہے کہ ملک کے فتح ہونے کے بعد داعیان مذہب کے لیے رستہ کہل گیا تاکہ غیر قومون مین وہ اپنے مذہب کو پہیلائین اور اپنے ہم مذہبون کو بتائین کہ ابہی ایسے ملک موجود ہین جہان کے باشندون کو راہ راست پر لانا باقی ہے۔

تجانیہ کی پہلی تحریک جسمین لڑائی اور اسلام کی اشاعت شامل ہوی عمر الحاجی نے پیدا کی یہہ شخص مکہ معظمہ مین تجانیہ خاندان کے ایک بزرگ سے ملا اور اس خاندان مین مرید ہو گیا۔ عمر الحاجی فتہ تورد کا رہنے والا تہا اور معلوم ہوتا ہے اوسکے پاس بہت دولت تہی۔ اپنے ملک مین وہ رسوخ رکہتا تہا اور اوسکی صورت بہت بارعب تہی۔ عرب کے ایک عالم نے اوسکو تعلیم و تربیت کیا تہا اور کئی برس تک اس عالم سے اوسنے عربی زبان سکہی تہی ۱۸۴۳ء یا ۱۸۵۵ء مین جسوقت عمر الحاجی بیت اللہ سے تین حج کر کے سودان کو واپس آیا تو اُسنے اپنے غلامون کو مسلح کیا اور بیس ہزار آدمیون کا لشکر جمع کر کے اشاعت اسلام کیلیے ان قومون کے خلاف معرکے شروع کیے جو دریاے نائگر اور سنیگال کے بالائی ملکون مین ابتک بت پرست چلی جاتی تہین۔

مغربی سودان مین اسلام کے پہیلنے کا کسی قدر حال اوپر لکہہ آئے ہین۔ یہان عبد اللہ ابن یسین نے اور اونکے ساتہیون نے اسلام کا جو تخم بویا تہا وہ مسلمان تاجرون اور معلمون اور چشمہ الحوض کے عربون کی آمد و رفت اور تاثیر سے پہوٹ نکلا۔ پندرہوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکہا ہے کہ عربون نے زنگی سردارون کو مسلمان کرنے مین کس طرح کی کوشش کی۔ اہل عرب نے ان سردارون سے کہا کہ بغیر خدا کی شریعت کو مانے ہوے عوام الناس کی طرح جو کسی دین و آئین کے پابند نہین زندہ رہنا اونکے لیے

بڑی شرم کی بات ہے - اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دعاۃ اسلام نے مذہب اسلام اور اسلامی طریقون کے رعب وداب سے افریقہ کے غیر مہذب وحشیون کے دلپر کیا اثر کیا تھا[۵۱]- لیکن باوجودیکہ ان زنگی قومون مین مسلمان صدہا برس سے موجود تھے مگر انیسوین صدی مین عمر الحاجی کو معلوم ہوا کہ اوسکے ملک کے بہت لوگ ابھی تک اپنے بت پرست بزرگونکی طرح کفر اور گمراہی مین مبتلا ہین - عمر نے اول بمبارک کی ماندن کو قوم پر حملہ کیا اور اوسکے بعد دریاے سنیگال کے بالائی ملک مین پہونچکر سیگو سے بت پرستی کو خارج کیا - سیگو مین بمبارا کی قوم ابتک بُت پرست تھی - عمر نے یہان کی بعض اسلامی ریاستون کی بھی اصلاح کی جن مین بت پرستی کے خیالات ابھی تک رائج تھے - عمر نے سیگو اور موسینا مین قیام کیا اور بمبارا کی قوم کو مغلوب کر کے مسلمان کیا اور اکثر موقعون پر اسلام کی بجبر اشاعت کی - ۱۸۶۴ء مین عمر الحاجی مارا گیا اور اوسکے بیٹے بالائی سنیگال اور نائگر کے وسط مین تمام ملک پر جو اونکے باپ نے فتح کیا تھا مسلط رہے[۵۲]-

عمر الحاجی کے کئی جانشینون نے بھی جو اوسکے خاندان یا معتقدین مین سے ہوے اسلام کو اسی طرح ترقی دی جس طرح اونکے سردار یعنی عمر نے فرقۂ تجانیہ کو جہاد پر آمادہ کر کے مذہب کو پھیلایا تھا - لیکن ان جانشینون کے زمانہ مین جو چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین اونکے حالات بہت کم دریافت ہوتے ہین یا جسقدر دریافت ہوتے ہین وہ کافی نہین کیونکہ عمر الحاجی کی سلطنت اوسکے مرنے کے بعد چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستون مین تقسیم ہو گئی - البتہ زمانہ حال مین اشاعت اسلام کی ایک اور تحریک جسمین جہاد سے کام لیا گیا اور جسکا بانی قوم ماندنگو کا ایک سردار ہے جسکو امام صمد کہتے ہین ایسی پیدا ہوئی جسکے حالات مفصل لکھے گئے ہین صمد نے مسلمانون کا ایک لشکر جمع کیا اور خود اوسکا سردار بنا اور بت پرستون کی کئی جنگجو اور بہادر قومون کو اپنا مطیع بنا لیا ۱۸۸۴ء مین صمد نے فلابا کو کئی مہینے کے

[۵۱] سفرنامہ میبر الویسی دا کادا موستو (۱۴۵۵ء) - راموسو توم ا صفحہ ۱۰۱ - [۵۲] اوبل صفحہ ۲۹۲ - ۲۹۳ - بلیدن صفحہ ۱۰

سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا جو ملک سلیمان کا دار السلطنت تہا اور سیرالیون سے مشرق مین ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ فلابا کے باشندے فلاحین افریقہ کے حملون کا جو ہر سال اونکو فتح کرنیکے لیے یورش کیا کرتے تہے پچاس برس تک بخوبی جواب دیتے رہے۔ لیکن اب صمد نے اونکو فتح کرلیا۔ امام صمد کے حالات ایک عہد نویس مورخ نے عربی زبان مین لکہے ہین جن سے صمد کی بعض فتوحات کا مفصل حال دریافت ہوتا ہے۔ یہہ مورخ لکہتا ہے کہ "امام احمد الصمد ماندنگو کے جہاد کے یہہ حالات ہین۔۔۔۔۔ جب سے امام صمد نے بت پرست قومون مین جو سمندر اور ملک وا سولو کے وسط مین رہتی ہین اس غرض سے جانا شروع کیا کہ اونکو خدا کے دین یعنی اسلام کی طرف دعوت دے تو خدا اوسکا ہمیشہ مددگار رہا"

"جو اسکو پڑہین اُن سبکو معلوم ہو کہ امام صمد کی اول کوشش ایک شہر پر صرف ہوی جسکا نام فلندیہ تہا۔ صمد نے قرآن اور شریعت اور احادیث کے مطابق فلندیہ کے بادشاہ سندیدو کے پاس اس پیغام سے قاصد روانہ کیئے کہ سندیدو امام صمد کی اطاعت قبول کرے اور بتون کو پوجنا ترک کرے اور ایک خدا برحق پر ایمان لائے جو بزرگ ہے اور برتر۔ جسکی عبادت اوسکے بندون کے لیئے اس زندگی مین اور آنے والی زندگی مین مفید ہے۔ لیکن فلندیہ کے بت پرستون نے اطاعت سے انکار کیا اسپر صمد نے قرآن کے حکم کے مطابق اون پر جزیہ مقرر کیا لیکن اُنہون نے اپنے اندہے اور بہرے پن سے ان باتون کو نہ مانا۔ تب امام نے ایک مختصر لشکر پانچ سو آدمیون کا جو بہادر اور دلیر تہے جہاد کے واسطے جمع کیا اور فلندیہ پر حملہ کیا۔ بت پرستون کے خلاف خدا نے امام کی مدد کی۔ اور اوسکو اون پر فتح دی۔ اور امام نے اپنے گہوڑون سے اونکا تعاقب کیا یہان تک کہ وہ مطیع ہوے۔ اب وہ بت پرستی کی طرف نہین لوٹ سکتے کیونکہ اُنکے سب بچے مکتبون مین قرآن پڑہتے ہین اور علم دین اونکو سکہایا جاتا ہے"

امام صمد نے اسی طریقہ سے اور کئی بت پرست ریاستون کو اسلامی معلمون اور ...
کی مدد سے مسلمان کر لیا۔ اور احکام قرآن کی پابندی اونکو سکہائی۔ اب جو شہر فتح ہوکر یا
اپنی خوشی سے اوسکا مطیع ہو جاتا ہے اوسمین امام صمد ایک مسجد بنوا دیتا ہے اور چند اسلامی
مدارس جن مین لائق معلم مقرر ہوتے ہین جاری کر دیے جاتے ہین۔ اگرچہ امام ایک بڑے
لشکر کا سردار ہے لیکن وہ قرآن پاک اور مدارس اسلامیہ کی تعلیم و تربیت پر بہ نسبت تلوار کے
زیادہ بہروسا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکو ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس بت پرست
قوم کو وہ اسلام پر دعوت دیتا ہے وہ بغیر کشت و خون کے مسلمان ہو جاتی ہین۔[51]

لیکن ان اسلامی تحریکون کی نسبت جن مین جنگ و جدل سے کام لیا گیا یہ بات یاد رکہنی
چاہیے کہ ملکی فتوحات اور لڑائیون سے اس ملک مین اسلام کی ترقی زیادہ نہین ہوئی کیونکہ
یہہ لکہا گیا ہے کہ عمر الحاجی کی سلطنت کے جو حصے اوسکے جانشینون کے قبضہ و تصرف مین
رہے اونکی حدود سے باہر جہان کہین عمر نے لوگون کو زبردستی مسلمان کیا تہا وہ کچہہ دنون
بعد مسلمان نہ رہے اور باوجودیکہ عمر کی فوجون مین بہت جوش و خروش تہا اور اوسکی فتوحات
نے بہت شان و شوکت دکہائی تہی جو عارضی ثابت ہوی لیکن اب ایسی اسلامی تحریکون
کے نشان بہت کم باقی ہین جن مین جنگ و پیکار کے طریقے اشاعت مذہب کے لیے اختیار
کیے گیے[52]۔ مغربی افریقہ کی اسلامی تاریخ مین یہہ لڑائیان اس وجہ سے قابل وقعت ہین کہ مذہبی
جوش انہون نے پیدا کر دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ داعیان اسلام نے امن و امان کے طریقون سے
بت پرستون مین بہت وسعت کے ساتہہ اسلام کو شائع کیا۔ ان جہادون کو اگر بنظر غور دیکہا
جاوے تو موجودہ ترقی اسلام کی تاریخ مین اونکا واقع ہونا محض اتفاقی ہے۔ اور اونکا ...
ہرگز ادن وسائل اور قوتون مین نہین ہے جن سے فی الحقیقت افریقہ مین اسلام کی اشاعت
ہوی۔ اگر بالفرض کسی قوم نے ان جہادون کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تو بہی جبتک

[51] بلیاڈن صفحہ ۳۵۷-۳۶۰۔ [52] لی کیتلیر (۲) صفحہ ۱۱۲۔

دعاۃ اسلام اس قوم کی تعلیم و تہذیب کے لیئے ساعی نہ ہوے اوسکا مسلمان ہونا نہونا برابر تہا بغیر اسکے ناممکن تہا کہ کوئی جماعت ایسی پیدا ہوسکتی جسکو صحیح طور پر مسلمان کہہ سکتے غرض اس تحریک سے اسلام کی اشاعت ملک گنی اور سنیگامبیا کے اکثر حصون مین ہوگئی جہان فلاحین اور ملک ہوسا کے مسلمان تاجر آمد و رفت رکہتے تہے اور لوگون مین اسلام کی تبلیغ کرتے تہے موجودہ صدی مین ان مسلمانون نے گنی اور سنی گامبیا کے بت پرستون کو مسلمان کرلیا ہے۔

اب جن اسلامی فرقہ کے کامون کا ہم ذکر کرتے ہین اوسکو مذہب اسلام کی خدمت کے لیئے سواے امن و امان کے وسائل اور تعلیم و تلقین کے طریقون کے کبہی جنگ و پیکار سے کسی طرح کا تعلق نہین رہا ۱۸۳۷ء مین الجزائر کے ایک قاضی نے جسکا نام سیدی محمد ابن علی السنوسی تہا فرقہ سنوسیہ کو قائم کیا جسکی غرض یہہ تہی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور اسلام کی اشاعت کی جاوے۔ سیدی محمد ابن علی جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوے جسکا انتظام خدا کے ہاتہہ مین ہے اور جسکی رعایا دل سے اوسکی خدمتگذار ہے اور جسکی وسعت قلمرو کو اونکے جانشین برابر ترقی دے رہے ہین۔ فرقہ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین سرمو فرق نہو۔ صرف خداے وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجا تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تنباکو نہ پئین اور یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح کی رسم پیدا نہ کرنے کا اونکو حکم ملا۔ اور ہر شخص پر فرض تہا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جسکے ساتہہ اہل یورپ کے اثر سے بچنا بہی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے کے لیئے دیا کرے۔ سنوسیہ کا فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پہیلا ہوا ہے۔ اور اوسکی خانقاہین

مصر سے لیکر موراکو تک بلکہ صحرای اعظم اور سوڈان کے شاداب قطعات مین بہی جابجا موجود
ہین - جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان صحراے لبیان مین واقع ہی فرقہ سنوسیہ کا
صدر مقام ہے - یہان سے ہر سال صدہا مسلمان تعلیم و تربیت پا کر اسلام پر وعظ و تلقین
کے لیئے شمالی افریقہ کے ملکون مین جاتے ہین - سنوسیہ کی تمام شاخین (جنکی تعداد ۱۲۱
ہے) خانقاہ جغبوب سے اس وسیع فرقہ کے انتظام کے لئے صلاح اور مشورہ حاصل کرتی
ہین جسمین صدہا مختلف قومین اور گروہ جنکے ملک ایک دوسرے سے فاصلۂ دراز پر واقع
ہین شامل ہین - سنوسیہ کو اپنے کام مین بدرجۂ غایت کامیابی ہوئی ہے - اوسکی خانقاہین
تو شمالی افریقہ مین مصر سے موراکو، سوڈان، سنیگامبیا اور ارض سومالی مین موجود ہی ہین
لیکن اوسکے لوگ بھی عرب عراق اور مجمع الجزائر ملایا مین نظر آتے ہین - اگرچہ سنوسیہ کا مقدم
فرض یہہ ہی تہا کہ مسلمانون مین اونکے مذہب کی اصلاح کرین لیکن اشاعت مین بہی
اس فرقہ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قومون مین جو بت پرست یا براے نام مسلمان
ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین -
داعیان سنوسیہ آج کل اس جستجو مین ہین کہ بالی قوم کے اُس حصہ کو جو ابہی تک بت پرست
ہے اور بورنو کے مشرق مین ایندی کے کوہستان مین رہتا ہے کسی طرح مسلمان کر لین
بالی قوم کے ایسے حصون مین جسکے لوگون مین اسلام کا علم بہت اوپری تہا اور وہ براے
نام مسلمان تہے سنوسیہ نے ایسا جوش مذہب پیدا کر دیا ہے جیسا خود اونمین موجود ہے[1]
صحرا مین فیضان کے جنوب کی طرف تو یا تبستی کی رہنے والی قوم جسکا نام تیدا ہے اور
جو پہلے براے نام مسلمان تہی سنوسیہ کے پہونچتے ہی متشرع مسلمان ہوگئی - اور اب تک
سنوسیہ کی کوششون کی شاہد ہے[2] - سنوسیہ کے دعاۃ اسلام کالا کے ملک مین بھی اشاعت
مذہب کرتے ہین - اور ہرار کے شہر سے جہان اونکو بہت قوت ہے بلکہ امیر ہرار کے دربار مین

[1] رمیل (۱) صفحہ ۵۹۵ و ۱۶۲۳ - [2] ناچتیگال "صحرا اور سوڈان" دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ (برلن ۱۸۷۹ء) [3] دو ویریے صفحہ ۴۵ -

جس قدر سردار ہین سب سنوسیہ خاندان کے مرید ہین[1] ہر سال نئے لوگ اسلام کی ترقی کے لیئے گالا کے ملک مین جاتے ہین۔ مذہب کے پہیلانیکے لیئے یہہ لوگ مدرسے کہولتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کردیتے ہین۔ غلامون کو خرید کر وہ مسلمان کرلیتے ہین خاص کر وادی کی قومون مین انہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد بہت بڑہائی ہے۔ جغبوب مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جسوقت وہ سنوسیہ کی تمام باتون سے واقف ہوجاتے ہین تو آزاد کرکے وطن بہیجدیے جاتے ہین تاکہ اپنے بہائی بندون کو مسلمان کرین[2]۔

سوڈان کی بت پرست قومون مین مسلمانون کی کوششون کے حالات جو اوپر بیان ہوے اگرچہ کم ہین لیکن جسقدر ہین اونکی قیمت اسلیئے زیادہ ہے کہ سوڈان مین اشاعت اسلام کے حالات کا پتہ بہت کم چلتا ہے۔ اگرچہ تاریخی دستاویزون سے کوئی شہادت بہم نہین پہونچتی لیکن بت پرست قومون مین جو مسلمان بہتر مذہب اور بہتر تہذیب کے رکہنے والے موجود ہین وہ اعیان اسلام کی کوششون کی زندہ شہادت ہین۔ سوڈان کے جنوب مغرب مین جہانتک اسلام پہیل چکا ہے وہان کی مسلمان اور غیر مسلمان قومون مین بڑا فرق نظر آتا ہے کہ بت پرستونکی اخلاقی حالت اہل یورپ کی شراب فروشی سے کس درجہ خراب ہوی ہے۔ اس زمانہ کے ایک سیاح[3] نے اُن قومون کی خراب حالت کے ذکر مین جو دریای نائگر کے دہانے کی طرف آباد ہین لکہا ہے کہ جب دریای نائگر مین ہماری دخانی کشتی چڑہاو پر جاتی تہی تو دو سو میل تک کوئی چیز ایسی نظر نہین آئی جو میرے خیالات مین کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی۔ کیونکہ بت پرستی کے ساتہہ مردم خواری اور شراب کی تجارت خوب رونق پر تہی۔ لیکن جب ساحل کا نشیبی ملک پیچہے رہ گیا اور مین وسط سوڈان

---

[1] پولٹشی صفحہ ۲۱۴۔ [2] دوویریئر۔ لاکونفریری مسلمان دے سیدی محمد بن علی السنوسی (پیرس ۱۸۸۶ء) [illegible]
[illegible]وئی رن صفحہ ۱۴۸ و ۱۳۵۔ [3] جوزف ٹامسن (۲) صفحہ ۱۸۵۔

کی شمالی سرحد کے قریب پہونچا تو لوگونکی صورت اور شعار مین مجھکو ترقی معلوم ہوئی دم خواری موقوف ہوتے ہی بت پرستی بھی رخصت ہوئی - شراب کی تجارت بھی کم ہوگئی اور لوگون کے بدن پر کپڑے زیادہ اور صاف نظر آنے لگے اور صورتون مین ایسی متانت پائی گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اخلاقی ترقی شروع ہوگئی ہے اور ہر ایک چیز سے ظاہر تھا کہ ضرور کوئی خاص بات ہے جس نے ان وحشیون کی طبیعت پر قدرت پاکر اونکا قلب ماہیت کردیا ہے تمکو تعجب ہوگا کہ یہہ خاص بات دین اسلام ہے"

"لکوجا سے گذر کر دریاے بینوئی اور نائگر کے سنگھم پر ہم اُن مقامون سے نکل آئے جو اعیان اسلام کے گویا مورچے تھے - اور وسط سوڈان مین داخل ہوے - یہان پہونچکر معلوم ہوتا تھا کہ ملک کی گورنمنٹ اچھی ہے اور ہوشیار سوداگر اوسمین موجود ہین جو عمدہ قسم کے کپڑے بُنتے ہین یا پیتل اور چمڑے کا کام کرتے ہین اور تہذیب و شایستگی کے میدان مین ترقی کرچکے ہین"

نائگریشیا مین اسلام کی اشاعت کا صحیح اندازہ کرنے کے لیئے ایک بات یہہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ مغربی ساحل اور دعوت اسلام کی جنوبی سرحد[1] کے برابر برابر تو داعیان اسلام دعوت دیے ہی جاتے ہین مگر اونکی کوششون کے لیئے شمال و مشرق کے ملکون مین بھی جو دور تک پھیلے ہوے ہین بہت میدان کھلا ہے - اگرچہ ان ملکون مین اسلام کو رائج ہوے مدت ہوئی لیکن تبلیغ اسلام کے لیئے ابھی یہان کام باقی ہے - قوم فنج جو سینار کی سب سے سرآوردہ زنگی قومون سے ہے اوسکے بعض حصے ایسے ہین کہ کچھہ لوگ اوسکے مسلمان ہین اور کچھہ لوگ بت پرست - چنانچہ نوبیہ کے مسلمان سوداگر ان بت پرستون کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے ہین[2] - سوڈان اور سنیگامبیا کی آبادی مین سے ایسے فرقون کا شمار بتانا آسان ہے جن مین بت پرستی کے عقائد اور طریقے ابتک جاری ہین یا جن مین اسلام

---

[1] افریقہ کا نقشہ دیکھیئے - [2] ادیل - صفحہ ۳۰۳ -

کی پابندی خفیف ہے گو صدہا برس سے مسلمان ان لوگون کے قریب آباد ہین اور یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی مین سوڈان اور سنیگامبیا کے داعیان اسلام کو مسلمانون کی اصلاح یا تبلیغ کے لیئے زیادہ دور نہین جانا پڑا۔ پس افریقہ کی تاریخ تبلیغ مین اصلاح مذہب کی تحریکون کا ذکر اور شعار اسلام کے زندہ ہونے کا حال ہمکو قابل غور نظر آیا اور ہم نے ناظرین کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا۔

دعاۃ اسلام کی کوششون کا دوسرا منظر مغربی ساحل افریقہ ہے۔ باوجودیکہ ساحل گنی اور سیرالیون اور ملک لائبیریا مین اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تہی بلکہ لائبیریا مین مسلمانون کی تعداد بت پرستون سے زائد تہی مگر افریقہ کے مغربی ساحل پر اسلام کو ایسی قومون سے واسطہ ہوا جو ابہی تک مسلمان نہین ہوی تہین۔ اشانطی مین جو مغربی ساحل افریقہ کا ملک ہے ۱۷۵۰ء سے کچہہ مسلمان موجود تہے اور اوس زمانہ سے آجتک اس ملک مین مسلمانون نے دعوت اسلام مین ایسی کوشش کی کہ آہستہ لیکن ہمیشہ حکمی کامیابی انکو حاصل ہوئی[51]۔ اسکا سبب یہہ ہی ہے کہ اشانطی کے باشندے مسلمانون کی خاطر و مدارات کرتے ہین اور بادشاہ اشانطی کے دربار مین انکو بڑا دخل ہو جاتا ہے۔ داعیانِ اسلام نے یہان اسلامی مدارس جاری کئے ہین جو بت پرستون کی اولاد کو اسلام کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اشانطی مین ایسی علامتین ظاہر ہو چکی ہین کہ مذہب اسلام یہان کے اور تمام مذہبون پر غالب آجائیگا کیونکہ اشانطی کے اکثر سردارون نے اسلام قبول کرلیا ہے[52]۔ داہومی اور گولڈ کوسٹ پر دعوت اسلام روز افزون ترقی پر ہے ان ملکون کے بت پرست سردار اگر ظاہر مین اسلام قبول نہین کرتے تو وہ داعیان اسلام کے اثر کو ضرور گوارا کرلیتے ہین اور اس طرح مسلمانون کو مدد مل جاتی ہے کہ عوام الناس مین وہ اسلام کی اشاعت کرین[53]۔ مغربی ساحل افریقہ پر داہومی اور اشانطی دو بڑی عملداریان ہین جنکے فرمانروا بت پرست ہین لیکن اونکا مسلمان ہوجانا

[51] ریفا۔ دوسرا حصہ صفحہ ۲۵۔ [52] سامن صفحہ ۱۸۹۔ [53] بری لوچ صفحہ ۲۵۶۔

اب کوئی دن کی بات سمجھی جاتی ہے [1] - لاگوس کے شہر مین تقریباً دس ہزار مسلمان ہین اور مغربی ساحل کے اُن شہرون مین جہان تجارت بہت ہوتی ہے ایسے مسلمان بھی آباد ہین جو اعلیٰ درجہ کی زنگی قومون سے ہین - مثلاً یہہ لوگ فلاحین ماندنگو اور ہوسا کی قومون کے لوگ ہین اور اونکا مذہب اسلام ہے - جب یہہ زنگی مسلمان تجارت کے لیئے یا اس غرض سے کہ یورپ والون کی فوجون مین بھرتی ہون مغربی ساحل افریقیہ کے شہرون مین آتے ہین تو یہان کے بت پرستون پر اونکی صورت اور لیاقت کا اثر پیدا ہوتا ہے - اور وہ دیکھتے ہین کہ یورپین گورنر اور حکام اور تاجر مسلمانون کی بہت عزت اور توقیر کرتے ہین - یہہ زنگی مسلمان قومی اعتبار سے یا شکل اور لباس مین ایسا فرق نہین رکھتے کہ بت پرستون کو اونکی برادری مین شامل ہونا غیر ممکن معلوم ہو - علاوہ اسکے یہہ زنگی مسلمان بت پرستون کو سمجھاتے رہتے ہین کہ اگر ہمارے شریک بننا چاہتے ہو تو پہلے مسلمان ہو جاؤ [2] - جسوقت کوئی بت پرست خواہ وہ کیسی ہی کم درجہ کا اور ذلیل حالت کا آدمی ہو مسلمان ہونے کی نیت ظاہر کرتا ہے تو مسلمان فوراً اوسکو اپنی برادری مین شامل کرتے ہین اور اوسکو اپنے برابر کا آدمی سمجھتے ہین اور یہہ برابر کا درجہ اسطرح دیا جاتا ہے کہ کسی کو اوسکے دینے مین حسد یا رشک نہین ہوتا بلکہ جن مسلمانون کو دعوت اسلام کا شوق اور جوش ہوتا ہے وہ نومسلم کو بھی عزت نہایت خوشی سے دیتے ہین دریای سنیگال کے دہانہ سے لاگوس کے بندرگاہ تک جنمین دو ہزار میل کا فاصلہ ہے کوئی بڑا شہر لب سمندر ایسا نہین ہے جسمین کم از کم ایک مسجد نہ ہو اور جہان داعیان اسلام بڑے جوش و خروش سے تبلیغ مین مصروف نہ ہون بلکہ بعض صورتون مین ایک ہی جگہہ مسلمان اور پادری اپنے اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرتے ہین [3] -

مصنفون نے بالاتفاق کوئی فیصلہ ابتک اس امر کے متعلق نہین ظاہر کیا ہے

[1] بلیدن صفحہ ۲۵۰ [2] سامن صفحہ ۸۷ [3] بلیدن صفحہ ۲۰۲ -

کہ جغرافیہ کے اعتبار سے افریقہ مین تبلیغ اسلام کی حدود کہانتک قائم کیجاوین[۵۱] - الکل یہہ کہہ سکتے ہین کہ خط استواے سے شمال ہین دس درجہ کا عرض بلد تبلیغ اسلام کی جنوبی حد ہے گو اس عرض بلد سے شمال کے اطراف مین بعض قومین ابہی تک بت پرست ہین[۵۲] ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ مغربی ساحل پر اور دریاے نائگر کے دہانے کے قریب جو ملک ہین اون مین مدت ہوی کہ اسلام اس جنوبی حد سے گذر کر شائع ہوچکا ہے - لیکن سوائے ملک کے ایسے حصون کے جنکا ہم آگے ذکر کرینگے وسطا فریقہ مین اسلام کا اثر ابہی تک کم ہے - اسمین شبہہ نہین کہ وسط افریقہ مین مسلمان اکثر نظر آتے ہین خاص کر وہ عرب تاجر جو زنجبار سے یہان پہونچے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان عربون مین تبلیغ اسلام کا شوق یا تو کم ہے یا بالکل نہین کیونکہ اونہون نے ملک سودان کی مثل ایسی اسلامی ریاستین جو احکام قرآن کے بموجب جاری ہوکر اوسکی پابند ہوتین وسط افریقہ مین قائم نہین کین مشرقی ساحل افریقہ مین اسلام کا اثر دوسری صدی عیسوی سے موجود ہے لیکن افریقہ کے اطراف مشرق مین مسلمانون سے کوئی ایسا کار نمایان نہین ہوا جسکو دعوت اسلام کی تاریخ مین جگہہ ملتی -

مشرقی ساحل افریقہ پر اہل عرب کی آبادہونیکے حالات کم دریافت ہوتے ہین سنہ ۱۵۰۵ع مین جب پرتگیزون کے سردار دون فرانسسکو دالمیدیا نے کیلویا کا شہر فتح کیا تو ایک تاریخ عربی زبان مین لکہی ہوی اوسکو ملی - اس تاریخ مین بیان ہے کہ اول مسلمان جو اس ساحل پر آباد ہوے وہ چند عرب تہے جنہون نے ایک شخص زید کے باطل مذہب کو تسلیم کیا تہا - اور اسکی وجہ سے وہ جلاوطن کردیے گئے تہے - زید رسول اللہ صلعم کے خاندان سے تہے[۵۴] - جن زید کا یہان ذکر ہے اونسے غالباً زید ابن علی علیہ السلام مراد ہے جو حضرت

[۵۱] افریقہ کے نقشہ مین جو نقطون کا خط اسلام کی جنوبی حد قائم کرنیکے لیئے کہینچا گیا ہے اوسکے لیئے ڈاکٹر او سکار بومان صاحب کا مین شکر گذار ہون صاحب مشرقی افریقہ جرمنی کے مشہور و معروف محقق ہین - [۵۲] اوبل صفحہ ۲۹۱ - ۲۹۷ - [۵۳] یہ شہر ایک جزیرہ مین ہے جو زنجبار سے جنوب کی طرف دو درجہ ہٹا ہوا ہے [۵۴] دے بارس صفحہ ۲۱۱ -

امام حسین کے پوتے تھے اور خلیفہ ہشام کے عہد مین انہون نے امام مہدی ہونے کا دعوی کر کے اہل تشیع کو بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ سنہ ۱۲۲ھ سنہ ۷۴۰ع مین خلیفہ ہشام کے عہد مین اونکو شکست ہوی اور مارے گئے۔[1]

یہہ عرب افریقہ کی بت پرست قومون سے ہمیشہ خائف رہے لیکن مشرقی ساحل پر انہون نے اپنی آبادی کو رفتہ رفتہ ترقی دی یہان تک کہ اہل عرب کا ایک اور گروہ اونمین شامل ہوا۔ یہہ گروہ خلیج فارس سے عرب کے ساحل اور جزیرہ بحرین کے قریب سے تین جہاز مین بیٹھکر یہان آیا تھا۔ سات بہائی اس گروہ کے سردار تھے اور عرب سے نکلنے کی وجہ ہوی تھی کہ شہر الحسا کے بادشاہ نے جسکی سلطنت ان عربون کے وطن کے قریب تھی ان پر ظلم کیے تھے۔ جب یہہ عرب مشرقی ساحل افریقہ پر پہونچے تو انہون نے مقدشو کا شہر پہلے تعمیر کیا جسکو رفتہ رفتہ ایسی قوت حاصل ہوئی کہ ساحل کے تمام عربون پر حکمران ہو گیا۔ اہل عرب کا پہلا گروہ جو مشرقی ساحل افریقہ پر آباد ہوا وہ شیعہ تھا اور چونکہ دوسرا گروہ سنی تھا اسلیے اوسنے سرداران مقدشو کی حکومت مین رہنا پسند نہ کیا اور ساحل چھوڑ کر ملک کے اندرونی حصون مین آباد ہو گیا جہان وہ وہیں کے لوگون مین مل گیا اور دیسی عورتون سے شادیان کرکے اوسنے اونکے طریقے اور رسوم اختیار کرلیے۔[2]

مقدشو کا شہر دسوین صدی عیسوی کے وسط مین آباد ہوا تھا اور مشرقی ساحل افریقہ پر ستر برس تک وہ بڑے زور کا شہر رہا۔ لیکن اسی اثنا مین خلیج فارس سے ایک اور گروہ یہان آباد ہونے کی غرض سے آیا۔ اور مقدشو کے مقابلہ مین اوسنے ایک نیا شہر آباد کیا۔ اس گروہ کا سردار علی تھا جو شیراز کے سلطان حسن کا بیٹا تھا اوسکے چھہ بہائی اور تھے چونکہ علی کی ماں حبشن تھی۔ اسلیے اوسکے بہائی اوسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور جب سلطان حسن کا انتقال ہو گیا تو انہون نے ایسے ظلم کیے کہ علی نے وطن چھوڑ کر کہین

[1] ابن خلدون۔ تیسری جلد صفحہ ۹۶۔۱۰۰۔ [2] دے بارس صفحہ ۲۱۱۔۲۱۲۔

اور آباد ہونے کا قصد کیا اور اہل و عیال اور چند مصاحبون کو لیکر جزیرہ ارمزد سے جہاز مین سوار ہوا اور جب افریقہ کے مشرقی ساحل پر پہونچا تو مقدشو سے بچکر نکلا کیونکہ وہان کے لوگ مختلف المذہب تھے اور یہ سُنکر کہ زنجبار کے ملک مین سونا ملیگا وہ مقدشو سے جنوب کی سمت مین چلا اور ساحل پر کیلویا کا شہر آباد کیا جہان وہ خود مختاری کی حیثیت سے رہ سکا۔ اور شمال مین جو عرب آباد تھے اونکی دسترس سے بچ گیا۔[1]

غرض اس طرح مشرقی ساحل افریقہ پر خلیج عدن سے لیکر خط جدی تک جسکو زمانہ وسط کے جغرافیہ دانانِ عرب نے اقوام زنج کا ملک لکھا ہے عربون کے متعدد شہر آباد ہو گئے زنج کی قومون مین اہل عرب نے اسلام کی اشاعت کے واسطے کچھہ ہی کوشش کی ہو لیکن اوسکے حالات ہم تک نہین پہونچے۔ کتاب عجائب الہند جو حالات سفر کی ایک کتاب غالبًا دسوین صدی عیسوی کی لکھی ہوی ہے اوسمین ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ زنج کی قومون مین سے ایک قوم کے بادشاہ نے کس طرح اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی ۹۲۲ء مین اہل عرب کا ایک جہاز جسپر تجارت کا مال بھرا تھا طوفان مین آگیا اور رستہ سے بھٹک کر آدم خوار زنجیون کے ملک مین پہونچ گیا اور جہاز والون کو یقین ہوا کہ اب کوئی دم مین وہ موت کا لقمہ بنتے ہین۔ لیکن زنجیون کے بادشاہ نے عربون پر مہربانی کی اور کئی مہینے تک اونکو اپنا مہمان رکہا ان تاجرون نے اپنا مال خوب نفع سے بیچا مگر بادشاہ کی مہربانیون کا عوض بڑی دغابازی سے کیا۔ اور وہ یہہ تھا کہ جب ان عربون کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ اور اوسکے عمائد جہاز تک آئے تو اِن عربون نے سبکو گرفتار کر لیا اور غلام بنا کر عمان مین لے آئے اسکے بعد سال گذرے تھے کہ ان ہی عرب تاجرون کا جہاز پھر طوفان مین آیا اور رستہ بھول کر زنجیون کے بندرگاہ مین پہونچ گیا۔ زنجی جو کشتیون مین سوار تھے جہاز کے پاس آئے اور جہاز والون کو پہچان لیا۔ اب ان عرب تاجرون کو اپنے مرنے مین ذرا شک

---

[1] دے بارس صفحہ ۲۲۴ – ۲۲۵۔

نہ رہا۔ اور وہ توبہ و استغفار مین مصروف ہوے۔ زنجیون نے عربون کو گرفتار کیا اور بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ جب عربون نے بادشاہ کو دیکھا کہ یہہ وہی شخص ہے جسکے ساتہہ اونہون نے دغا کی تہی تو سخت نادم ہوے اور خوف اون پر طاری ہوا۔ لیکن بادشاہ نے بجاے اسکے کہ اونکی دغابازی کا انتقام لیتا اونکی جان بچادی اور اونکو اجازت دی کہ اپنا مال فروخت کرین۔ لیکن جب ان تاجرون نے بادشاہ کو نذر دینی چاہی تو بادشاہ نے بحقارت انکی نذر قبول کرنے سے انکار کیا۔ جب یہہ عربی تاجر رخصت ہونے لگے تو ایک تاجر نے بادشاہ سے پوچہا کہ غلامی کی حالت سے وہ کیونکر آزاد ہوا بادشاہ نے بیان کیا کہ عمان سے جہان وہ غلام بناکر بیچا گیا تہا وہ بصرہ روانہ کیا گیا اور بصرہ سے بغداد مین آیا۔ بغداد مین اوسکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوی اور ارکان اسلام اوسکو سکہائے گئے۔ بغداد مین اپنے آقا سے بہاگ کر وہ ایک قافلہ کے ساتہہ ہوگیا جو مکہ معظمہ کو حج کے لیے جاتا تہا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد وہ قاہرہ مین آیا اور قاہرہ سے دریای نیل کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا۔ اس سفر مین بڑی مصیبتین اوٹہائین اور کئی دفعہ غلام بنایا گیا۔ لیکن اب مین خوش ہون کہ اللہ نے مجہہ کو اور میری قوم کے لوگون کو اسلام یعنی دین برحق کا علم بخشا۔ اور زنج کے ملک مین کسی اور کو یہہ نعمت نہین ملی۔ چونکہ میرے مسلمان ہونے کا باعث تم ہوے اسلیے مین نے تمہارا قصور معاف کیا۔ جاؤ اور مسلمانون سے کہنا کہ وہ ہمارے ملک مین آئین اور ہم مسلمان اونسے بہائیون کی طرح ملین گے[1]

کتاب عجائب الہند سے یہہ بہی دریافت ہوتا ہی کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر تاجران عرب کی آمد و رفت رہتی تہی اور باوجود اس صدہا برس کی آمد و رفت کے ساحل کی دیسی قومون مین (سواے سومالی قوم کے) اسلام کا چرچا کم ہوا۔ سولہوین صدی عیسوی مین پرتگیزون

[1] کتاب عجائب الہند صفحہ ۵۱-۶۰ (مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ع)

کے فتوحات سے پہلی جو چند زنگی قومین مسلمان ہوئین وہ صرف ساحل کی رہنے والی تہین- پرتگیزی قوت کے زوال کے بعد بھی جبکہ سادات عمان کے عہد مین عربون کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی سوائے گالا اور سومالی کی قومون کے جو ملک کے اندر آباد تہین اندرونی ملک کی دیگر اقوام مین اشاعت اسلام کے لیئے کوشش نہین کی گئی- چنانچہ زمانہ حال کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ "مشرقی افریقیہ کے وسط مین تین دفعہ مجھکو سفر کرنیکا اتفاق ہوا لیکن مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہین آئی جس سے خیال ہوتا کہ مسلمانون کا مذہب فریعہ تہذیب ہے اسلام مین مہذب بنانے کی جو کچھہ قابلیتین ہون وہ مشرقی افریقیہ مین ظاہر نہ تہین یہان عرب اور عربون کی اولاد اپنے مذہب کی اشاعت مین مصروف نہ تہی- اور اسلام کی دعوت دینے کے لیئے یہان وہ اعیان اسلام موجود نہ تہے- مسقط کے عرب اسی بات کو غنیمت سمجھتے تہے کہ اونکے غلام ایک حد تک اسلام کے پابند رہین اسکے علاوہ انہون نے مشرقی افریقیہ کی قومون سے جو فی الحقیقت ضلالت مین مبتلا تہین کچھہ بحث نہ رکھی- یہہ قومین اس جہل و نادانی کی حالت مین خوش رہتی تہین اور تہذیب و شایستگی سے اونکا متنفر ہونا ظاہر کرتا تہا کہ پانچسو برس تک مسلمانون کی نیم شایستہ قومون سے واسطہ رکہنے پر بہی اونمین وہ لیاقت پیدا نہین ہوئی جیسے کہ اونکی ہمسایہ قومون مین موجود تہی- ان صدہا سال مین نیکی کا ایک تخم بہی ایسا نہ بویا جو بڑا ہو کر پروان چڑہتا[1]- مشرقی افریقیہ مین عربون کو سوداگری اور غلامون کی تجارت مین ایسا انہماک رہا کہ اسلام کی ترقی کے لیے وہ کچھہ شوق ظاہر نہ کر سکے- حالانکہ ان ہی کے ہم مذہبون نے افریقیہ کے اور حصون مین تبلیغ احکام کے لیے کیا ہمت اور محنت صرف کی تہی[2]

---

[1] "وسطا فریقیہ مین اسلام" مصنفہ جوزف ٹامسن صفحہ ۸۷۷- [2] مشرقی افریقیہ جرمنی مین بوندی و رداگو کے لوگون مین بہرحال اسلام کی ترقی ہے- یہہ دونون ملک ساحل سے کسی قدر مغرب کی طرف واقع ہین سواہلی کے جو مسلمان معلم شیہر ہین وہ بت پرستون کو مسلمان کرنیمین کامیاب ہوتے ہین- "دوسکار بوہان" "اوساسبارا اوند سائنی ناجنار گبیت" م

م صفحہ ۱۴۱ و ۱۵۳ (مطبوعہ برلن سنہ ۱۸۹۱ء)

وسط افریقہ کے مشرقی حصہ مین جو قومین آباد ہین اونمین اسلام کو ترقی نہونیکی ایک وجہ یہہ بہی ہے کہ ان قومونکی طبیعت کو مذہب سے لگاؤ کم ہے۔ شمال مین البتہ ملک یوگنڈا کی قومین ایسی نہین ہین جن پر مذہب کا اثر نہوتا ہو۔ چنانچہ زنجبار سے جو عرب ان قومون مین پہونچے تو اسلام کی اشاعت اونمین بخوبی ہو سکی۔

گالا اور سومالی کی قومون مین اسلام کو بہت ترقی ہوی اس کتاب کے باب چہارم مین ہم ذکر کر چکے ہین کہ حبش کے ملک مین گالا قوم کی آبادیان قائم ہو گئی ہین۔ یہہ نوآباد لوگ جنگلی قوم کی سات شاخین ہین اور جو دو لو گالا کے نام سے مشہور ہین حبش مین آباد ہونے سے پہلے غالبًا بت پرست تہے[۱] اور ابتک کثرت سے بت پرست ہین۔ ملک حبش مین آباد ہونے کے بعد وہ گویا اسی ملک کے باشندے ہو گئے اور اکثر نے باشندگان حبش کی زبان عادات اور رسوم اختیار کر لین[۲]

گالا کے قوم کے متعلق کہ کس طرح اونے اسلام قبول کیا مفصل حالات نہین ملتے۔ اس قوم کے بعض لوگونکی نسبت تو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ زبردستی عیسائی کر لیئے گئے اور چونکہ ملک حبش مین پولیٹیکل اختیارات مسلمانون کے قبضہ مین نہتے اسلیے یہہ بات امکان سے خارج ہے کہ مسلمانون نے بہی عیسائیون کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت بجبر کی ہو۔ اخیر صدی مین اس قوم کے جو لوگ جنوبی سمت مین آباد تہے وہ زیادہ تر مسلمان تہے اور جو لوگ مشرق اور مغرب کی اطراف مین رہتے تہے وہ عمومًا بت پرست تہے[۳]۔ لیکن اب جو کچہہ حالات اونکے متعلق تحقیق ہوتے ہین اونسے ظاہر ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ترقی پر ہے۔ اور چونکہ اونکی نسبت لکہا جاتا ہے کہ "وہ بہت متعصب مسلمان ہین" تو اس بات سے ہم فرض کر سکتے ہین کہ وہ

۱ گالا قوم کی تاریخ مولفہ شیلنجر۔ اگرچہ دولو گالا کی قوم کے مذہب کی نسبت مفصل حالات نہین معلوم لیکن شیلنجر کی اے ہے کہ وہ بت پرست تہی۔ کلو۔ نو تم ا صفحہ ۴۳ مصنف کلونی البتہ یہ فرض کیا ہی کہ جب یہ قوم ملک حبش پر چڑہ کر آئی تو اوسوقت مسلمان تہی۔

۲ ہنری سالٹ "حبشہ کا سفر" صفحہ ۲۹۹ (لندن ۱۸۱۴ء) ۳ جیمس بروس "منبع نیل کی تحقیقات کا سفر" جلد سوم صفحہ ۲۴۴ (اڈنبرا ۱۸۰۵ء)

اسلام کی پابندی مین سست اور بدشوق نہین ہین[۱]۔ خاص ملک گالا کی گالا قومون مین سوا
اون جرگون کے جو حبش کی سرحد پر رہتے ہین اور جنکو سابق کے بادشاہ حبش نے زبردستی عیسائی
کیا[۲] کچھہ لوگ مسلمان ہین اور کچھہ بت پرست پہاڑون مین مسلمان کم ہین لیکن ملک کے باقی حصون
مین و اعیان اسلام کو اپنے کام مین بہت کامیابی ہوی اور موجودہ صدی مین اونکی تعلیم و تلقین
سے لوگ بکثرت مسلمان ہوے ہین۔ انتونیو جیکی نے جو ۱۸۴۳ء مین لیمو کی عملداری مین گیا
تہا ابا بغیبو[۳] کے مسلمان ہونے کا حال لکہا ہے کہ ابا بغیبو لیمو کے بادشاہ وقت کا باپ تہا
اور اوسکو اون مسلمانون نے مسلمان کیا جو لیمو کی ریاست مین تاجر بنکر آتے تہے اور اسلام
کی اشاعت کرتے تہے۔ لیمو کے قریب گالا قوم کی جو عملداریان ہین اونکے امیرون اور
سردارون نے ابا بغیبو کی مثال کا اتباع کیا اور کچھہ حصہ رعایا کا بہی مسلمان ہوگیا۔ اسلام
ان عملداریون مین ترقی کر رہا ہے لیکن ابہی تک زیادہ تر لوگ ایسے ہین جو اپنے آبائی مذہب
کے پیرو چلے جاتے ہین[۴]۔ سرداران گالا کے دربار مین مسلمان تاجرونکی خاطر و مدارات اس
طریقے سے ہوی کہ غیر ملکون کی جو اشیا رہ وہ ان سردارون کی عملداری مین تجارت کی غرض سے
لائے وہ ملکی پیداوار کی عوض مین خریدی گئین اور اس طرح مسلمان تاجرون کے لیے
تجارت کا بازار قائم ہوگیا۔ چونکہ یہ تاجر ساحل پر صرف سال یا دو سال مین ایک دفعہ آتے
تہے اور باقی وقت گالا کے ملک مین صرف کرتے تہے اسلیے اونکو اسلام کی اشاعت کے
واسطے کافی وقت اور موقع ملا جسکا حاصل کرنا وہ خوب جانتے تہے۔ غرض جہان کہین
اونہون نے قدم رکہا یہ بات ضروری ہوگئی کہ تہوڑے ہی عرصہ مین وہ لوگون کو مسلمان کر لین[۵]
گالا کے ملک مین اسلام کو عیسائی مشنریون کا بہی مقابلہ کرنا پڑا جو یورپ سے وہان پہنچے

---

[۱] کرالیف۔ ریزن این ایسٹ افریکا پہلی جلد صفحہ ۷۰ (اگورن ہتال ۱۸۶۰ء) [۲] رکلو۔ توم ۱۰ صفحہ ۳۰۹۔ [۳] ۱۸۵۳ء مین جسوقت روس کیتہلک (رجا تیقی) عیسائیون نے گالا قوم مین اپنا مشن جاری کیا تو ابا بغیبو نے اونسے کہا کہ اگر تم ... سال پہلے آتے تو ... مین نہین بلکہ میرے سب ہموطن تمہارا مذہب قبول کر لیتے لیکن اب عیسائی مذہب قبول کرنا ناممکن ہے (ماسایا چوتہی جلد صفحہ ۱۰۳)
[۴] وازیلا الفرو ... ل کا فا دوسری جلد صفحہ ۱۱۶ (مطبوعہ وماہ ۱۸۹۹ء) ماسایا چوتہی صفحہ ۳۰ ... چہٹی جلد ... [۵] ماسایا تیسری جلد صفحہ ...

تھے ان عیسائی مشنریون کی وجہہ سے کچھہ لوگ عیسائی ہوے لیکن مشنریون کو بہت کامیابی نہین ہوئی۔[۵۱] یہانتک کہ کارڈنیل ماسایا نے جن لوگون کو عیسائی کیا تھا جسوقت یہ کارڈنیل ملک سے نکال دیا گیا تو انہون نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا یہہ ہوا کہ اونکو اسکا یقین رہا نہ مسیح کا۔[۵۲] عیسائی مشنریون کا تو یہہ حال تہا مگر داعیان اسلام کو مسلسل کامیابی رہی اور اب وہ جنوب کی طرف دور تک بڑھ گئے ہین اور دریای وابی کو انہون نے عبور کر لیا ہے۔[۵۳] گالا کے وہ جرگے جو ملک گالا کے مغربی حصہ مین آباد ہین ابھی تک بت پرست چلے جاتے ہین اور جو قومین کہ بالکل ہی مغربی سرحد پر آباد ہین اونمین لیگا کی قوم[۵۴] ایسی ہے کہ جسمین اب موجودات قدرت کی پرستش کم اور مسلمانون کا اثر زیادہ پہیلتا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ چند سال کے عرصہ مین لیگا کی تمام قوم اسلام قبول کر لیگی[۵۵]۔ آج کل افریقہ کے شمال مشرق مین تبلیغ اسلام کے لئے مسلمانون کی ہمتین اور کوششین قابل قدر ہین۔ ہر سال عرب سے کئی سو داعیان اسلام ان اطراف مین آتے ہین اور سومالی قوم مین اونکو گالا کی قوم سے بھی زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔[۵۶] چونکہ سمالیون کا ملک عرب کے قریب ہے اسلیئے وہ قدیم زمانہ سے داعیان اسلام کا جولانگاہ رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اُسکے متعلق زیادہ حالات تحقیق نہین ہوتے۔ ملک سومالی کے شمال مین جو سومالی قومین رہتی ہین اونمین مشہور ہے کہ عرب کا ایک شریف زادہ مجبور ہوکر اپنے وطن سے بہاگا اور سمندر عبور کر کے اول کے شہر مین آیا جہان سومالی کے بزرگون کو اوسنے مسلمان کیا۔[۵۷] پندرہوین صدی عیسوی مین چوالیس عربون کا ایک گروہ حضرموت سے چلا اور بحر احمر کو

---

۵۱ مصنف جیکی نے جہان عیسائی مشن کی ناکامی کا ذکر کیا ہے وہان لکہا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ یہہ ہے کہ سالہا گذشتہ مین اسلام کی اشاعت ان ملکون مین بکثرت ہوئی ہے۔ صدہا داعیان اسلام اور مسلمان تاجرون نے یہ اشاعت کی ہے ان لوگون کے پاس وہ سامان بخوبی موجود ہوتا ہے جس سے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے یعنی وہ ہوشیار ہوتے ہین اور ملک کی زبان خوب جانتے ہین۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۲۔ ۵۲ جیکی صفحہ ۲۴۳ ۵۳ رکلو توم ۱۳ صفحہ ۳۴۸۔ ۵۴ لیگا کی قوم ۹ درجہ سے ½ ۹ درجہ طول بلد اور ۳۴ درجہ ۳۵ دقیقہ سے ۳۵ درجہ مشرقی عرض بلد مین آباد ہے۔ ۵۵ رکلو۔ توم ۱۰ صفحہ ۳۵۔ ۵۶ پولٹسے صفحہ ۳۳۔ ۱۳۲۔ ۵۷ مشرقی افریقہ کی تاریخ وجغرافیہ وتجارت کے متعلق دستاویزات " مرتبہ مسٹر گولین۔ دوسرا حصہ پہلی جلد صفحہ ۲۹۹۔

عبور کرکے بربیرہ کے شہر میں آیا اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہوا۔ ۱۳۴۳ء مین ان عربون مین سے ایک بزرگ شیخ ابراہیم ابوزربیہ ارر کے شہر مین آئے اور بہت لوگون کو اُنھون نے مسلمان کیا۔ انکے مزار کی زیارت کے لیئے ابتک لوگ جمع ہوتے ہین۔ شہر بربیرہ کے قریب ایک پہاڑی ہے جہان مشہور ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیئے دور و دراز کا سفر کرنے سے پہلے یہہ بزرگانِ دین یادِ خدا مین تنہا زندگی بسر کرتے تھے[۵۱]۔

ملکِ افریقہ کے حالات تبلیغ کو ختم کرنے کے لیئے اب صرف یہہ لکھنا باقی ہے کہ اس برِاعظم کے جنوبی ملک یعنی کیپ کوسٹ کولونی مین اسلام کس طرح پہونچا۔ کیپ کولونی کے مسلمان مسلمانانِ ملایا کی نسل سے ہین جنکو سترہوین یا اٹھارہوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے لوگ اپنے ساتھہ یہان لائے[۵۲]۔ بوئر کی بگڑی ہوئی زبان یہہ لوگ بولتے ہین جسمین انگریزی اور ملایا زبان کے الفاظ بکثرت موجود ہین۔ ۱۸۷۷ء مین ترکی وزیر تعلیم نے اس زبان کی ایک عجیب و غریب کتاب جسمین احکام و ارکانِ اسلام بیان کیئے گئے تھے عربی حروف مین لکھوا کر قسطنطنیہ مین چھاپی[۵۳]۔ کیپ کولونی کے بعض مسلمانون کے نامون سے جو ڈچ زبان کے نام ہوتے ہین اور اون کے چہرون کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین ڈچ قوم کے لوگ مسلمانون کی جماعت مین شامل تھے اور ڈچ کے خون کا اثر ان مسلمانون مین بہت موجود ہے قوم ہاٹنٹوٹ مین سے بھی بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ یورپ کے سیاحون[۵۴] اور نیز مسلمانون کو کیپ کولونی کے اہل اسلام کی طرف کم توجہ ہی ہے۔ لیکن گذشتہ بیس برس کے عرصہ مین غیر ملکون کے بعض پُرجوش مسلمان انکے پاس حالات تحقیق کرنے کے لیئے

۵۱ برٹن "فرسٹ فٹ پرنٹس ان ایفریکہ" صفحہ ۹۳، ۹۴ (لندن ۱۸۵۶ء) ۵۲ ۱۶۵۲ء سے ۱۷۹۵ء تک راس گڈ ہوپ ڈچ کے قبضہ مین رہا اور ۱۸۰۲ء مین صلحنامہ امینز کی وجہ سے پھر اونکے تسلط مین آیا لیکن جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی انگریزون نے اوسپر فوراً قبضہ کرلیا۔ ۵۳ دے جویا۔ محمد انشٹے پرگانڈا۔ صفحہ ۲۰۶۔ ۵۴ ۱۸۶۲ء مین مسٹر کیبل کوئی صاحب تھے جنھون نے مسلمانان کیپ کی طرف لوگون کو توجہ دلائی۔ دیکھو ولیم آدمز کی کتاب "موڈرن وانڈرز اینڈ ٹراولز" پہلی جلد صفحہ ۹۳ (مطبوعہ لندن ۱۹۳۳ء)

پہونچے چنانچہ اب کیپ کے مسلمانون مین تعلیم اور پابندی مذہب کا زیادہ چرچا ہے۔ اب ہر سال یہان سے لوگ حج کو جاتے ہین اور مکۂ معظمہ مین انکا ایک شیخ مقرر ہے جو انکے حالات کا نگران رہتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان قلی جو کیپ کالونی مین ہیرے کی کانون مین کام کرتے ہین اُنہون نے بھی اسلام کی اشاعت کی ہے۔

مذکورہ بالا تاریخی واقعات اور حالات سے یہہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ملک افریقہ مین دعوت اسلام کو امن و امان کے وسائل سے اشاعت پانے کی خصوصیت حاصل رہی ہے اگرچہ اسلام نے بسا اوقات فتوحات کے لئے تلوار اوٹھائی لیکن پہلے اس سے کہ جبر و اکراہ کے طریقے اختیار کیے جاوین اعیان اسلام لوگونکو مسلمان کرنیکی کوششین کرتے تہے اور ملکی فتوحات کے بعد واعظ اور مولوی مفتوحہ ملکون مین اس لیے جاتے تہے کہ ناقص طریقون سے جو تبلیغ ہوئی ہے اوسکو درجۂ تکمیل تک پہونچائین۔ یہہ بات سچ ہے کہ افریقہ کے بہت سے حصون مین اسلام کی تبلیغ اسوجہ سے آسان ہوگئی کہ مسلمانون کو دنیوی معرکون مین فتح ہوئی اور بت پرستونکی برباد سلطنتون کی جگہہ اسلامی عملداریان قایم ہوگئین اور آگ اور خون نے جہادون کا نشان دیا جو کافرون کو غارت کرنیکے لیے برپا کیے گئے تہے۔ چنانچہ یوربو کے ایک نوجوان عرب نے الوکوتا کے محل مین جسوقت کپتان برٹن[١] سے ملاقات کی تو کہا کہ "یہہ اپنی بندوقین اور بارود ہمکو دیدو تو ان کتون کو ہم ابھی مسلمان کئے لیتے ہین"۔ پس کچھہ شک نہین کہ یہی الفاظ افریقہ کے بہت مسلمانون کی آرزو ظاہر کرتے ہین اور ان ہی الفاظ کی صدای بازگشت اُس پیغام مین موجود تھی جسکو منگوپارک[٢] لکھتا ہے کہ فوتورو کے سلطان عبدالقادر نے قریب کے کافر بادشاہ دامل کے پاس کہلا بھیجا تھا۔ پیغام یہہ تھا کہ "اگر دامل مسلمان ہوگیا تو ایک چاقو سے عبدالقادر دامل کا سر مونڈیگا اور اگر دامل مسلمان نہ ہوا تو اس دوسرے چاقو

١ حرغزے۔ (٣) دوسری جلد صفحہ ٢٩٦-٢٩٧ ٢ جاک بنیزن۔ "لے سوونیر دے اسلام این افریق" (اروو کریتیز
نوم ١٣ صفحہ ٢٩٥ (مطبوعہ پریس ١٩٠٣ء) ٣ رچرڈ ایف برٹن۔ (١) پہلی جلد صفحہ ٢٥٦ ٤ "وسط افریقہ کا سفر" باب ٥

سے عبد القادر داخل کا گلا کاٹیگا۔ اب اہل ان دونون باتون مین سے ایک بات قبول کرتے
غرض متعصب لوگون کی دلیری و جسارت سے اسلام کی کیسی ہی ترقی ہوئی ہو مگر سیاحون
اور اور لوگون سے اس امر کی شہادت بحد غایت بہم پہونچتی ہے کہ وعظ و تلقین اور داعیان
اسلام کی متواتر کوششون سے اسلام کو جس عجلت اور وسعت سے افریقہ مین اشاعت ہوئی
ویسی اشاعت جبر و اکراہ کے طریقون سے ہرگز نہین ہو سکی متعصب مسلمانون سے صرف
یہہ ہوا کہ اپنے مخالفون کو اونہون نے غارت کر دیا۔ لیکن لوگون کو فی الحقیقت مسلمان
کرنا صرف داعیانِ اسلام کا کام رہا ہے۔ چنانچہ ابتک ساحل کے اطراف اور اندرونی
ملکون مین اشاعت کا کام ترقی پر نظر آتا ہے[1]۔ جہان کہین اسلام کو دخل ہوا ہے وہان
داعیانِ اسلام موجود ہین جو اسلام پر گواہی دیتے ہین۔ مسلمان تاجر خواہ عرب ہون یا
افریقہ کے فلاحین اور ماندنگو ہون ہر جگہہ موجود ہوتے ہین اور جہان وہ تجارت کا مال
فروخت کرتے ہین وہین تبلیغ اسلام مین بھی ساعی ہوتے ہین۔ ان تاجرون کا پیشہ ہی
ایسا ہے کہ جن لوگون کو وہ مسلمان کرنا چاہتے ہین اون سے آشتی پیدا ہو جاتی ہے اور لوگونکو
ان تاجرون کی طرف سے کسی طرح کی بدگمانی نہین ہوتی۔ جسوقت کوئی مسلمان سوداگر بت پرستون
کے گاؤن مین پہونچتا ہے اور بار بار وضو کر کے رکوع و سجود سے نماز پڑھتا ہے اور معلوم ہوتا
ہے کہ وہ نماز مین خدا سے مخاطب ہے تو گاؤن کے لوگ اوسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہین
اور اوس فضیلت کے باعث سے جو عقل اور اخلاق کے اعتبار سے بت پرستون کے مقابلہ
مین اوسکو حاصل ہوتی ہے لوگ اوسکی توقیر کرتے ہین اور اوسپر بھروسا کرتے ہین اور یہہ شخص
ہر وقت تیار ہوتا ہے کہ جو خوبیان خود اوسمین موجود ہین وہی دوسرون مین پیدا کر دے۔
اور لوگونکو اسلام کا علم پہونچائے جسوقت حاجی بیت اللہ سے واپس آتے ہین اور تبلیغ اسلام
کا جوش اون مین بہت ہوتا ہے تو وہ ملک مین برابر سفر کرتے رہتے ہین۔ بت پرستونکی

[1] ڈی۔ جے۔ ایسٹ صفحہ ۱۱۸-۱۲۰ ڈبلیو ائن وڈ ریڈ پہلی جلد صفحہ ۳۱۲۔

آبادیون مین جہان جہان مسلمان موجود ہین وہ ان حاجیونکی مدد کرتے ہین اور یہہ حاجی تبلیغ مین انتہا درجہ کی کوشش اور جانفشانی کے ساتہہ مصروف ہوجاتے ہین - اسی طرح طالب علم جو قاہرہ مین جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہوکر بت پرستون کے ملک مین آتے ہین تو اونکی بہت عزت کی جاتی ہے بعض دفعہ یہہ طالب علم طبیب بنکر مطب شروع کردیتے ہین اور نہین تو اسلیے اونکی ہر جگہہ ضرورت ہوتی ہے کہ تعویذ اور نقش لکہکر لوگون کو دین جو چمڑے یا کپڑے مین منڈہ کر بازو پر باندہے جاتے ہین یا گلے مین لٹکائے جاتے ہین یہہ ذریعے بہی ایسے ہین جن سے اکثر بت پرست مسلمان ہوجاتے ہین - عورتین جنکے ہان اولاد نہین ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو کم عمر مرجاتی ہے وہ تعویذ گنڈون کے لیے آتی ہین اور یہہ چیزین اس شرط پر اونکو دیجاتی ہین کہ آیندہ جو اولاد اونکے ہان ہو وہ مسلمان اُٹہائی جائے معلمان دین جنکو مرابت یا الوف کہتے ہین اون کی یہان بہت وقعت ہوتی ہے - اور مغربی افریقہ کے تمام قریہ جات مین ایک ایک مکان بنا ہوتا ہے جو ان معلمون کے قیام کے لیے مخصوص ہوتا ہے اور جب یہہ لوگ آتے ہین تو گاؤن کے لوگ اونکی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین - دارفر کے ملک مین حکام سلطنت کے بعد جسقدر اعلی درجہ کے عہدے ہین وہ ان ہی لوگون کو ملتے ہین - ماندنگو کی قوم مین اونکی عزت اور بہی زیادہ ہوتی ہے بلکہ بادشاہ کے بعد ان ہی کا درجہ سمجہا جاتا ہے اور ملک کے سردار اور امیر رتبہ مین اونسے کم تصور کیئے جاتے ہین - جن عملداریون مین انتظام سلطنت شریعت کے مطابق ہے وہان ان معلمان دین کی عزت اسلیئے اور زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن کے مطالب لوگون کو سمجہائین اور اونکی جان سب کو اسقدر عزیز ہوتی ہے کہ وہ ایسے سردارون کے ملکون مین سے بلا مزاحمت گذر جاتے ہین جو آپس مین دشمن ہی نہین ہوتے بلکہ خاص اُسوقت لڑائی مین مصروف ہوتے ہین - مسلمانون ہی کے ملکون مین ان لوگونکی تعظیم و توقیر نہین ہوتی بلکہ بت پرستون

۱ بشپ کراوتہر "مغربی افریقہ مین اسلام" (چرچ مشنری انٹیلیجنس" صفحہ ۲۵۴ اپریل ۱۸۸۸ع)

کی بستیون مین جہان مسلمان مدرسے جاری کرتے ہین یہہ بت پرست اپنے بچون کے
استادون کی عزت کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ مسلمان دین ہم مین اور خدا مین ایسا واسطہ
ہین جس سے ہماری ضروریات زندگی مہیا ہو جائینگی اور جو ہمکو مصیبتون سے بچالین گے یا
کسی طرح کی آفت ہمپر نہین آنے دین گے[۱] ان معلمون مین سے اکثر قیروان فاس اور طرابلس[۲]
کی مسجدون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین - لیکن اگر یہہ پوچھا جاوے کہ مسلمانونکے ہان کوئی
مشنری کالج بھی ہے یعنی ایسا کوئی دار العلوم موجود ہے جسمین لوگون کو تبلیغ اسلام کے لیے
ہدایت اور تعلیم ملتی ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ جامع ازہر وہ دار العلوم ہے جسکے لیے مشنری
کالج کا نام نہایت موزون ہے - یہان اسلامی دنیا کے ہر ملک سے طالب العلم بکثرت آتے
ہین جن مین ایک گروہ افریقی طلبا کا بھی ہوتا ہے - دار فور وادی اور بورنو کے طالب العلم
یہان تعلیم پاتے ہین اور بعض ان مین ایسے ہوتے ہین کہ وہ علم کے شوق مین مغربی ساحل
افریقہ سے قاہرہ تک پیادہ پا آتے ہین - جسوقت یہہ طلبا دینیات اور فقہ کی تحصیل سے
فارغ ہوتے ہین تو اکثر اپنا یہہ کام مقرر کرتے ہین کہ وطن کے بت پرستون مین اسلام کی اشاعت
کرین - جامع ازہر مین طلبا کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے - ۱۸۳۵ء مین جسوقت ڈاکٹر
دولنگر[۳] قاہرہ مین پہونچے تو طلبا کی تعداد صرف ۱۵۰۰ تھی لیکن اوسوقت سے تعداد مین
برابر ترقی ہوئی ہے - چنانچہ ۱۸۸۳ء مین بارہ ہزار پچیس (۱۲۰۲۵) طالب علم یہان تعلیم پاتے تھے[۴]
جامع ازہر کے طالب علم جن شہرون مین پہونچتے ہین وہان مدرسے کہول دیتے ہین جن مین
صرف مسلمانون ہی کے بچے نہین پڑہتے بلکہ بت پرستون کی اولاد بھی وہان تعلیم پاتی ہے
سب بچون کو قرآن پڑہایا جاتا ہے اور احکام و ارکان دین سکہائے جاتے ہین - غرض جب اسطرح
مسلمانون کے قدم جم جاتے ہین تو پہر وہ اپنی لیاقت و ذہانت سے ان لوگون کے ساتہ

---

[۱] بلیت صفحہ ۱۱۳ - ۱۱۲ بلیڈن صفحہ ۲۰۲ [۲] یہہ کہا جاتا ہے کہ ہر سال ایکہزار دعیان اسلام طرابلس سے تبلیغ اسلام کے لئے ملک سوڈان مین آتے ہین - (پولیتنے صفحہ ۲۳۱) [۳] دولنگر "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب" صفحہ ۱۴۴ - [۴] امانل دے لکستر کیم اور رینیت اے دے لا فریق" صفحہ ۱۴۳ (مائی سنہ ۱۸۸۴ء)

جن میں وہ سکونت رکھتے ہیں آشتی پیدا کرتے ہیں اور انہیں زیادہ سہولت اونکو اس وجہ سے
ہوتی ہے کہ عادات اور معاشرت کے اعتبار سے مسلمانوں اور ان افریقیوں میں مشابہت
ہے اور ان بت پرستوں کو مسلمانوں کی طرف سے بدگمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ مسلمان
تاجروں کی آمد و رفت سے وہ مسلمانوں سے ملنے جلنے کی عادی ہوگئے ہیں - یہہ مسلمان
دیس کی عورتوں سے شادیاں کر لیتے ہیں اور بت پرستونکی صحبت میں اونکو ایسا دخل ہو جاتا
ہے کہ اسلام کا اثر بت پرستوں میں جڑ پکڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتا ہے اور اسطرح مسلمان بسہولت
بت پرستوں میں اپنے مذہب کو شائع کر دیتے ہیں - مسلمانوں کے آتے ہی ترقی تجارت
کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور مسلمانوں کے جو بڑے تجار اگاڈہ مثلاً اسیگو اور کانو کے شہر میں او
تعلق پیدا ہو جاتا ہے - اور مسلمان تہذیب و تمدن کے عمدہ نتائج ہی سے غیروں کو حصہ نہیں
دیتے بلکہ اپنے مذہب میں بھی ان کو شامل کر لیتے ہیں - سر بارٹر فریری نے لکھا ہے کہ
افریقہ کی ناشائستہ قوموں میں داعی اسلام کو ہمیشہ یہہ یقین ہوتا ہے کہ ان قوموں کے لوگ
اوسکی بات کو کان دھر کر سنینگے - وہ بت پرستوں کو خدا اور انسان کے متعلق حقائق ہی سے
آگاہ نہیں کرتا جو اونکے دلوں پر اثر کر جائیں اور اونکی عقلوں کو ترقی دیں بلکہ ایک سوشل او
پولیٹکل جماعت میں داخل ہونے کے لیئے وہ اونکو ایسی سند دیتا ہے جو حفاظت اور امداد کے
لیئے بحر اطلانتک سے لیکر دیوار چین تک راہداری کا کام دیتی ہے - جہان کہیں مسلمان کا گھر ہو گا
وہان زنگی نو مسلم کو ٹھہرنے کی جگہہ اور خوراک اور صلاح و مشورہ مل سکتا ہے - اسلام قبول کر
ہی اوسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ہی ملک میں ایک ایسی قوم کا رکن ہو گیا ہے جو
حکمران نہیں ہے تو ملکی رسوخ کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے - غرض اسی بات میں
افریقہ کے داعیان اسلام کی کامیابی اور ترقی کا بھید پوشیدہ ہے - تعداد کے لحاظ سے بھی
تبلیغ اسلام کی ترقی بہت اور جلد ہو رہی ہے جسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ جب کوئی بت پرست
مسلمان ہوتا ہے تو داعیان اسلام ان اصولوں کے عملی طور پر پابند ہو جاتے ہیں جو وہ سین

کی اُخوت اور آپس مین وجہ مساوات رکہنے کے متعلق اسلام اور مسیحی مذہب مین مشترکہ ہین کرسچن مشنریون کے مقابلہ مین مُعلمان اسلام اس اخوت کے اصول پر زیادہ عجلت اور عملی طریق سے کاربند ہوتے ہین - کرسچن مشنری کا فرض ہے کہ عیسوی دین قبول کرنیوالے کے اعتقاد اور یقین کی بہلی اچہی طرح آزمایش اور تصدیق کرلے اور جب یہہ مرحلہ طے ہوجاوے تو پہر اوسکو اپنا دینی بہائی سمجہ کر اوس سے ملے - لیکن اسکے ساتہہ ہی عیسائی مشنری کو قومی فرق اور تفاوت کا دور کرنا بہی ضروری ہوتا ہے جو ایک ہی نسل مین اس وجہ سے ہو نہین ہوسکتا کہ گورے رنگ کا عیسائی کالے رنگ کے کافر اور غلام افریقی کا مدت سے آقا سمجہا جاتا ہے[۱]"۔

یہہ بات لکہنی بہی ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ قوم اور رنگ کی وجہ سے مسلمانون کے نزدیک کبہی حقیر اور ذلیل نہین سمجہے گئے - اور کچہہ شک نہین کہ افریقہ کی نیگرو قومون مین اسلام کی ترقی کا بڑا سبب یہہ ہوا کہ مسلمانون نے کبہی قوم اور رنگ کے فرق کا خیال نہین کیا ورنہ افریقہ کی ان سیاہ رنگ قومون کے لوگون کو ایسا ذلیل سمجہا جیسا کہ افسوس ہے عیسائیون نے اونکو تصور کیا[۲] مسلمانون کی روایت کے موافق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کالے رنگ

---

[۱] سر ہارٹل فریری - (۱) صفحہ ۱۰۱ - ۱۹ - [۲] بلیدن صفحہ ۱۸ - ۳۴ ۲ انتہرو پولوجیکل سوسائٹی لندن مین ایکدفعہ اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ عیسائی مشنریون نے وحشی قومون پر کیا اثر کیا - یہ بحث اب کسی کو یاد نہین ہے لیکن وہ بہت عجیب تہی اور اس مین ایک عیسائی مشنری کا ذکر کیا گیا تہا جس نے افریقہ مین ایک کالی عورت سے شادی کرلی تہی - اس شادی سے وہان کے عیسائی اسقدر ناراض ہوے کہ مشنری کو مجبور ہوکر ملک چہوڑنا پڑا لیکن مسلمان مشنریون کو ایسی دقتین نہین ہوتین - (رسالہ انتہرو پولوجیکل سوسائٹی لندن - تیسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء) افریقہ کے لوگون کے سامنے عیسوی مذہب اور اسلام جس طرح اپنے تئین جدا جدا پیش کرتے ہین اوسکا حال ایک ایسے شخص نے خوب لکہا ہے جو خود افریقہ کا باشندہ تہا - وہ لکہتا ہے کہ "عیسائیون کے مشن تو دیسی عیسائیون کی جماعت قائم کرنے اور اون پر پادری مقرر کرنے کے انتظام کو غیر محدود وقت تک ملتوی کردیتے ہین اور مسلمانون کا یہہ حال ہے کہ اونکو ملا افریقہ کو وسط مین تبلیغ کیلیے پہونچ جاتے ہین اور بت پرستون سے رسم پیدا کرکے اونکو مسلمان کرلیتے ہین یہانتک کہ اب افریقیون کا یہہ خیال ہے کہ اسلام کالے آدمیون کے لیئے اور عیسوی مذہب گورے آدمیون کیلیئے مخصوص ہے وہ جانتے ہین کہ عیسوی مذہب اونکو نجات دینے کیلیئے بلاتا ہی لیکن اسکے ساتہہ ہی اونکو ایسا ذلیل بہی جتادیتا ہے کہ وہ ہمت ہار کر یہہ کہنے لگتے ہین کہ ہماری قسمت مین اوس سے حصہ لینا نہین ہے" اسلام بہی افریقیون کو نجات دینے کے لیئے بلاتا ہی مگر اونسے فوراً کہہ دیتا ہی کہ "یہہ تیرا منصب ہے کہ جسقدر بلندی تک پہونچنا ممکن ہو پہونچ جاؤ" یہہ بات سُننے ہی کالے آدمی دل وجان سے اسلام کے خدمتگذار ہوجاتے ہین[۱] (افریقہ مین اسلام اور عیسوی مذہب کی نسبت ایک افریقی خیالات" (ایونجیلیکل مشن کے رسالے ۱۸۷۳ صفحہ ۲۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۸۹ء)

کے آدمی تھے چنانچہ ذیل کی آیات قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے واضمم یدك
الیٰ جناحك تخرج بیضاء من غیر سوٓءٍ آیة اُخریٰ ○ (اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے
لگا کہ وہ نکلے گورا ہوکر نہ کچھہ بُری طرح ایک نشانی اور - سورہ طٰہٰ آیت ۲۳)
ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین ○ قال الملاء من قوم فرعون ان
ھذا لسٰحر علیم ○ اور نکالا اپنا ہاتھہ تو اوس وقت وہ دیکھنے والوں کو گورا نظر آیا -
فرعون کی قوم کے سردار بولے کہ بیشک یہ کوئی بڑا جادوگر ہے - سورۃ الاعراف آیت ۱۰۵ -
۱۰۶) اسی امر کے متعلق خلفای عباسیہ کے عہد زرین سے مفصلہ ذیل واقعہ دریافت
ہوتا ہے جو اس اعتبار سے نہایت دلچسپ ہے کہ مسلمانوں کا افریقیوں کی نسبت کیا خیال
رہا ہے - ہارون الرشید کے بھائی ابراہیم نے جسکی ماں حبشن تھی بغداد میں خلافت کا دعوےٰ
کیا - لیکن مامون الرشید کے زمانہ مین ابراہیم کو شکست ہوئی اور خلیفہ نے اوسکا قصور معاف
کیا - ابراہیم نے مامون الرشید سے اپنی ملاقات کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ "جب
مین مامون کے دربار مین داخل ہوا تو مامون نے مجھہ سے کہا "کیا کالے خلیفہ تم ہی ہو" مین نے
کہا کہ "امیر المومنین! مین وہ ہوں جسکو آپ نے خطا معاف کرکے شرمندہ احسان کیا ہے
قبیلہ بنی حسحاس کے غلام نے میرے حسب حال سچ کہا ہے -

اشعار عبد بنی الحسحاس قمن لہٗ	عند الفخار مقام الاصل والورق
ان کنت عبداً فنفسی حرّة کرماً	اذ اسود الخلق انی ابیض الخلق

(ترجمہ) فخر کرنیکے وقت بنی حسحاس کے غلام کے اشعار جڑ اور پتوں کا کام دیتے
ہین - اگرچہ مین غلام ہوں مگر شرافت کے لحاظ سے میرا نفس آزاد ہے اگرچہ میرے جسم کا رنگ
تاریک ہے مگر میرا اخلاق روشن ہے -
مامون بولا "اچھا آپ تو ہنسی ہنسی مین ٹھیک بات کہہ گئے" پھر مامون نے یہ اشعار پڑھے

لیس یزری السّواد بالرجل الشہم	ولا بالفتی الادیب الاریب

ان یکن للسّواد فیک نصیب	فبیاض الاخلاق منک نصیبی

(ترجمہ) رنگ کا سیاہ ہونا شریف آدمی کو عیب نہین لگاتا نہ ادیب و دانشمند جوان کو۔ اگر رنگ کی سیاہی ہمارے حصہ مین آئی تو تمہارے اخلاق کی سفیدی (روشنی) میرے حصہ مین آئی ہے۔ انتہی۔

پس افریقی نومسلم کو اخوت المومنین مین سب کے برابر درجہ حاصل ہوتا ہے اور اوسکا رنگ اور اوسکی قوم اور اوسکے دیرینہ تعلقات جو مسلمان ہونے سے پہلے اسکو حاصل تھے کسی طرح کا اوسکو نقصان نہین پہونچا سکتے۔ اگر افریقیون نے مسلمان ہونیکا ارادہ کیا تو مسلمانون نے فوراً اونکو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور کچھہ شک نہین کہ اسی بات سے افریقہ کے بت پرستون نے اسلام خوشی سے قبول کیا جسکی تہذیب چاہتی تھی کہ یہہ بت پرست مسلمان ہوتے ہی اپنی بُرائی وحشیانہ عادتین اور رسمین چھوڑ دین۔ ترقی اسلام مین جس چیز نے زیادہ تر مدد پہونچائی وہ یہہ تھی کہ افریقیون کا اسلام قبول کرنا ایسا کام تھا جس سے تہذیب و شایستگی مین اونکی ترقی ہوتی تھی اور علمی اخلاقی اور دنیوی ترقی کے میدان مین بھی وہ بہت آگے نکل جاتے تھے۔ اور جو طاقتین اسلام کی حامی بنکر پیدا ہو جاتی تھین وہ ایسی زبردست ہوتی تھین کہ جس وحشت جہالت اور تعصب کو اسلام مٹانا چاہتا تھا وہ زیادہ مدت تک دین اسلام کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے۔ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوگا کہ افریقی مسلمانون کی تہذیب نیگرو نومسلم کے دل پر کیا اثر پیدا کرتی تھی "وہ انتہا درجہ کی ظالمانہ رسمین جو ایک زمانہ مین تمام افریقہ مین پھیلی ہوئی تھین اور اب بھی براعظم افریقہ کے بعض حصون مین گولڈ کوسٹ اور انگریزی نوآبادیون کے قریب جاری ہین یعنی مردم خواری اور انسان کی قربانی اور بچون کو زندہ دفن کرنیکا رواج اسلام قبول کرتے ہی فوراً ہمیشہ کے لیے موقوف ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جو اب تک برہنہ یا نیم برہنگی کی حالت مین رہتے تھے کپڑے پہننے شروع

ف ابن خلکان۔ پہلی جلد صفحہ ۱۸۔

کرتے ہین اور کپڑے بہی ایسے جو پاک اور ستہرے ہون - اور وہ لوگ جو کبہی نہانا یا مونہہ دہونا نہین جانتے تہے بار بار نہاتے ہین اور مونہہ دہوتے ہین کیونکہ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد اونکو بتائے گئے ہین - پہر یہ باتین ایسی ہین کہ جنکے سمجہنے کے لیئے اونکی عقل اور سمجہہ پر زیادہ زور نہین پڑتا - گروہ بندی کا طریقہ جو یہان کے جرگون اور قریون مین ہے وہ مسلمان ہو جانے کی حالت مین زیادہ وسیع بنیاد پر قائم ہو جاتا ہے - چنانچہ گذشتہ سو برس کے عرصہ مین جو تاریخی واقعات سوڈان اور قریب کے ملکون مین گذرے اونسے اس اتفاق و اتحاد کی اکثر مثالین بیان ہو سکتی ہین - اگر لڑائی کے جوش کو اس سے تحریک ہوئی تو لڑائیون کے مقام جہان سے معرکہ شروع ہوتے تہے تعداد مین کم ہو جاتے ہین اور اون مین فاصلہ بڑہ جاتا ہے - لڑائی کا انتظام پہلے سے بہتر ہو جاتا ہے اور لڑائی کے روکنے کے لیئے بہی قواعد بن جاتے ہین فساد اور ہنگامے بے وجہ برپا نہین ہوتے لوٹ مار مین کمی اور جان و مال کی حفاظت زیادہ ہو جاتی ہے - ملک مین ابتدائی[۷۱] مدارس

---

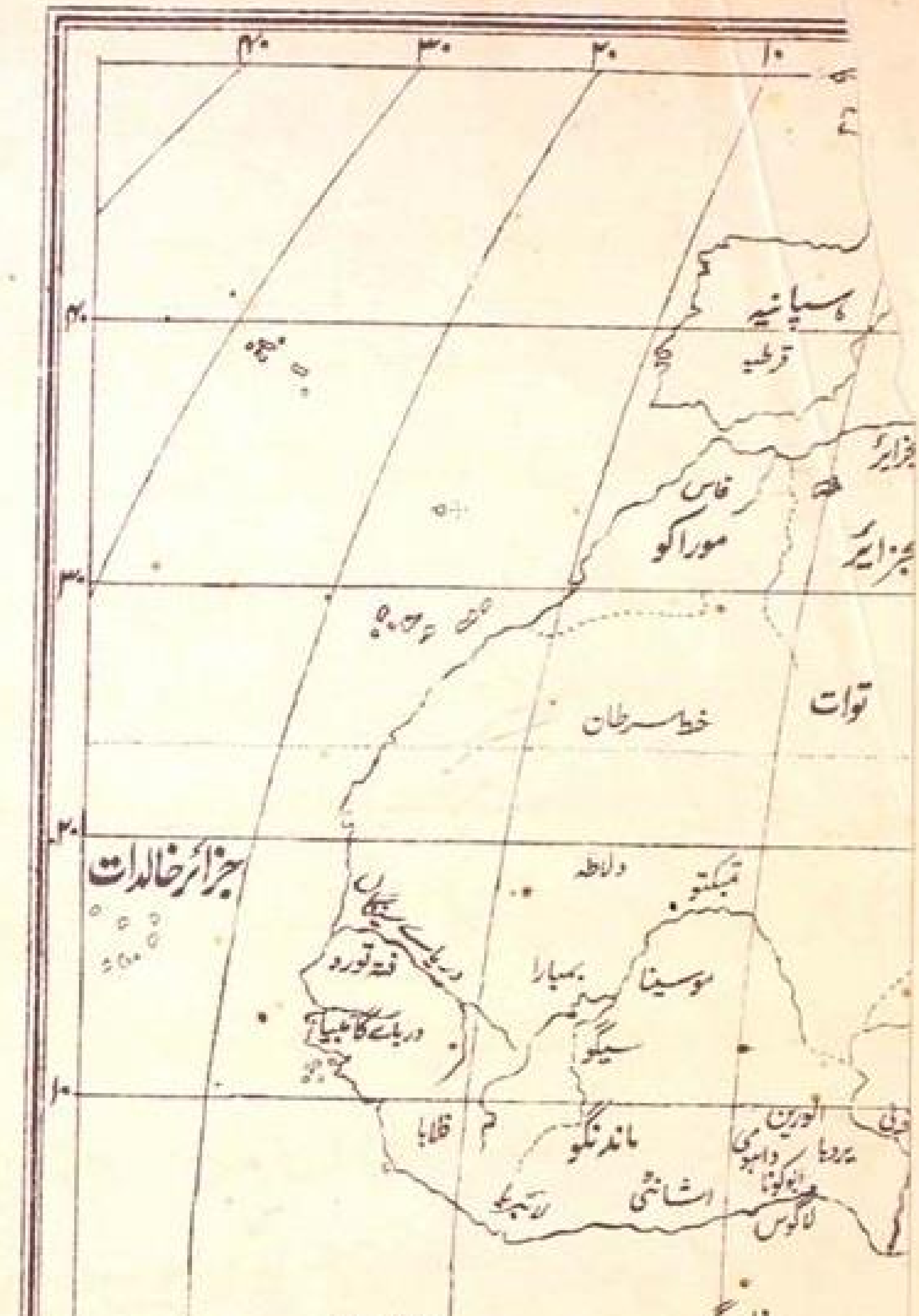
۷۱ "مسلمانون کے ہر شہر مین ایک مدرسہ اور ایک کتبخانہ ہوتا ہے - اس کتبخانہ مین قرآن شریف کی جلدین نہایت خوشخط لکہی ہوئی موجود ہوتی ہین جنکو اعلی درجہ کی خوشخطی کا نمونہ کہنا چاہیئے عہد عتیق کا عربی ترجمہ جسکو توریت موسی کہتے ہین اور وید کے سامنے جنکو زبور داودی کہتے ہین اور مسیح کا گاسپل جسکو انجیل عیسی کہتے ہین اس کتبخانہ مین موجود ہوتی ہین اور مدرسون مین طلباء کے رجسٹر اور دیگر کاغذات بہی ہوتے ہین" وائن ووڈ ریڈ - "وحشی افریقہ" صفحہ ۵۸۰ - بچون کی پڑہائی مین قرآن شریف کی عبارتین اور اعلی جماعتون کی خواندگی مین تفسیر احادیث وغیرہ کی کتابین درج ہوتی ہین - نیگرو قوم کے ملکون مین صدہا برس سے مختلف درجون کے مدرسے سرکاری طور پر جاری ہین یہانتک کہ غریبون کے لڑکے پبلک کے صرف سے تعلیم پاتے ہین - اور جو طلبا لائق ہوتے ہین اونکا سلسلہ درس برسون تک جاری رکہا جاتا ہے ان مدرسونکی تعلیم عربی زبان اور عربی کتابون ہی پر محدود نہین ہے بلکہ اکثر دیسی زبانین مدون ہو گئی ہین اور عربی کتابون کا اونمین ترجمہ ہوا ہے - ان دیسی زبانون مین بہی کتابین تالیف و تصنیف ہوتی ہین اور ایسے مدرسے ہین جنمین یہ زبانین پڑہائی جاتی ہین" "افریقہ کے کالے آدمی" (میتہوڈسٹ کوارٹرلی ریویو جنوری ۱۸۷۹ء) ڈاکٹر بلیدن (صفحہ ۲۰۶-۲۰۷) لکہتے ہین کہ مغربی افریقہ کے مسلمانون مین مفصلہ ذیل کتابین سلسلہ درس مین جاری ہین - مقامات حریری - ارسطاطالیس اور افلاطون کی تصانیف کا حصہ جنکا ترجمہ عربی مین ہو گیا ہے - بقراط کی تصانیف کا عربی ترجمہ - عربی کی انجیل - عہد جدید اور زبور داودی جسکو امریکن بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے

ایسے ہی جاری کردیے جاتے ہین جن کا ذکر سو برس ہوے کہ منگو پارک نے کیا تھا۔ ان
مدرسون مین اگر صرف قرآن پڑہایا جاتا ہے تو وہ بہی ترقی کا کم ذریعہ نہین ہے کیونکہ زیادہ
ترقی کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اب وہ خوبصورت بنی ہوئی پاک و ستہری مسجد جسکی محراب مکہ
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور جسمین موذن پانچ وقت اذان دے کر نمازیون کو بلاتا ہے
اور جسمین امام ہر جمعہ کو نماز پڑہاتا ہے گاؤن کے مسلمانون کا مرجع عام بن جاتی ہے۔
اور اوس خوفناک مکان کی جگہہ جسکو جوجو کا گہر کہتے تہے اور جسمین بدشکل چیزین پوجنے
کے لیئے رکہی ہوتی تہین اب یہہ صاف اور پاکیزہ مسجد ہوتی ہے جسمین سب لوگ جمع ہوتے
ہین اور اوس خدای وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا جو حاضر وناظر علیم ورحیم ہے اون کے
لیے ایسا ترقی کا سبق ہوتا ہے جو مذہب کے متعلق پہلے کبہی کسی نے اون کو نہین
سکہایا تہا۔ عربی زبان جسمین مسلمانون کا آسمانی صحیفہ ہمیشہ لکہا گیا ہے ایسی زبان ہے
جسمین غیر معمولی وسعت اور خوبیان موجود ہین۔ جس وقت ایک مرتبہ اس زبان نے رواج پالیا
تو برِاعظم افریقہ کے نصف حصہ پر جس قدر قومین آباد تہین اون کی زبان عربی ہوگئی
علم ادب کا وہ دیباچہ ہے بلکہ خود علم ادب ہے۔ عربی زبان کی تحصیل سے ایک فایدہ
یہہ بہی ہوا کہ افریقہ کے سردارون کو بجاے اسکے کہ وہ محض اپنی راے سے حکومت
کرین انتظام سلطنت کے لیئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا اور یہہ ایسی تبدیلی
تہی جس سے اونکی تہذیب مین ترقی ہوئی۔ تجارت اور صنعت بڑہ گئی۔ اور اب
سوداگری فقط اس بات مین نہ رہی کہ گونگون کی طرح آئے اور تجارت کے ابتدائی
قاعدون کے موافق اشیاء کا اشیاء سے تبادلہ کر لیا جیسا کہ یونان کے قدیم مورخ ہیرودوٹس
نے لکہا ہے کہ افریقہ مین تجارت کا ہمیشہ یہہ ہی طریقہ تہا۔ اب تجارت کی چیزون
مین بارود شراب تمباکو اور کوڑیان وغیرہ نہین ہین جنکی تجارت ساحل پر اب تک
ہوتی ہے بلکہ ایسی اشیا کی تجارت شروع ہوئی ہے جنمین صنعت وحرفت بہت

درکار ہے۔ اور ملکی پیداوار کی درآمد و برآمد کا بڑا وسیع انتظام ہوگیا ہے۔ مسلمانون کی تاثیر اور اسلام کے طرز حکومت سے جو اسکے ساتھہ آئے ہوا فریقیون کے ملک مین ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہوگئے کہ جس وقت یوپ کے سیاحون نے اون کا حال لکھا تو یوپ کے لوگون کو اچھی طرح یقین نہ آیا۔

''میرا ہرگز یہہ قول نہین ہے کہ خوشحالی کا باعث صرف مذہب ہے نہین میرا قول صرف یہہ ہے کہ مذہب کے ساتھہ یہہ خوشحالی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور مذہب ایک طرح پر اوسکا معاون ہے۔ کیونکہ موسمی حالات اور دیگر اسباب اس نتیجہ کو پیدا کرسکتے ہین لیکن سوال یہہ ہے کہ ان ہی حالات اور اسباب کی موجودگی مین افریقہ کے اون حصون مین جہان بت پرست اور کافر آباد ہین اسلامی افریقہ کی مثل ترقی کیون نہین موجود؟ ذاتی فضائل کے متعلق یہہ بات سب نے تسلیم کی ہے کہ افریقہ کے نومسلمون مین مذہب اسلام ایسی ہمت اور جرأت اور قدرت اور اپنے اوپر آپ بھروسا کرنے کی قابلیت پیدا کردیتا ہے جسکا نشان ان ہی افریقی مسلمانون کے ہمقوم و ہموطن بت پرستون یا عیسائیون مین مشکل سے ملتا ہے[۱]''

[۱] ''افریقہ مین اسلام'' مصنفہ بوسورتہ سمتہ ''انیسوین صدی'' دسمبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۷۹۸-۸۰۰-



هسپانیه
موراکو
فاس
توات
خط سرطان
جزائر خالدات
تمبکتو
موسینا
بمبارا
سیگو
ماندنگو
اشانتی
لاگوس
خلیج گنی
خط استوا
جنوبی بحر اوقیانوس
نقشہ افریقہ
انگلش میل

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

جزائر ملایا کی چھہ سو برس کی تاریخ مین ایسے واقعات موجود ہین جن سے دعوت اسلام کی تاریخ مین ایک دلچسپ مضمون لکھا جاسکتا ہے۔اس تمام زمانہ مین مشرقی جزائر ہند کے ایک نہ ایک جزیرہ مین داعیان اسلام کی متواتر کوششون کا ثبوت ملتا ہے ابتدائی زمانہ مین اونکی کوششین محض ہدایت اور تلقین کے ذریعہ سے بغیر والیان ملک کی سرپرستی اور امداد کے جاری ہین۔بعض موقعون پر اونکو خاصکر اسپین کے عیسائیون کی وجہ سے سخت مخالفتون کا بہی سامنا ہوا لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے وہ بہت محنت اور جانفشانی سے تبلیغ مین مصروف رہے اور جہان اونکا کام ناقص تہا یا کافی نہ تہا وہان اسکو (خاص کر زمانہ حال مین) اونہون نے تکمیل کے درجہ تک پہونچایا۔

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کے شروع ہونے کی نسبت ٹہیک زمانہ مقرر کرنا ناممکن ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہجرت کی ابتدائی صدیون مین بہت پہلے اس سے کہ تاریخون مین اسلامی اثر کے شائع ہونے کا ذکر آیا ہو عربی تاجرون نے ان جزیرون مین اشاعت اسلام کی ابتدا کی۔یہہ خیال اس وجہ سے اور قوی ہو جاتا ہے کہ اہل عرب بہت قدیم زمانہ سے مشرقی ملکون مین تجارت کرتے تہے دوسری صدی ہجری مین جزیرہ سیلون کی تجارت عربون کے ہاتہہ مین تہی اور ساتوین صدی عیسوی کے شروع مین چین کی تجارت کو سیلون کے رستہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ آٹہوین صدی عیسوی کے وسط مین چین کے صوبہ کانٹن

ہین ہو جسکے تاجر کثرت سے نظر آنے لگے۔ تیدرہوین صدی عیسوی مین جبکہ اہل پرتگیز ملایا کے جزیرون مین پہونچے تو مشرقی ملکون کی تجارت پر اہل عرب کو بالکل قابض پایا جو دسوین صدی عیسوی سے یہان تجارت کرتے تھے[۱]۔ پس یہہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قدیم زمانہ مین عربون نے اکثر ملکون مین تجارتگاہ قائم کیے تھے اسی طرح ملایا کے جزیرون مین سے بھی کسی جزیرہ پر اونھون نے تجارتگاہ بنایا ہوگا۔ اگرچہ عرب کے جغرافیہ دانون نے نوین صدی عیسوی سے پہلے[۲] اپنی تصانیف مین ان جزیرون کا ذکر نہین کیا لیکن ۶۷۴ء مین اہل چین کی کتب تواریخ مین ایک عربی امیر کا ذکر آیا ہے جسکی نسبت زمانۂ مابعد مین قیاس ہوا کہ جزیرہ سمطرہ کے مغربی ساحل پر عربون کی کسی بستی کا وہ امیر تھا[۳]۔

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی اعیان اسلام ملایا کے جزیرون مین پہونچے کیونکہ مجمع الجزائر کے اکثر باشندے شافعی المذہب ہین ہندوستان کے ساحل کورومنڈل اور ملیبار پر شافعی مسلمان ابتک ایسی ہی کثرت سے موجود ہین جیسے کہ چودھوین صدی عیسوی کے وسط مین تھے جبکہ ابن بطوطہ نے ان سواحل کا سفر کیا تھا[۴]۔ غرض جب یہ دریافت ہوتا ہے کہ قرب وجوار کے ملکون مین مسلمان کثرت سے حنفی ہین تو ملایا کے جزیرون مین شافعی مذہب کے رواج کی وجہ یہہ ہی فرض کرنی پڑتی ہے کہ ساحل ملیبار سے مجمع الجزائر مین اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ملیبار کے بندرگاہون مین جزیرہ جاوا چین یمن اور ایران کے سوداگر کثرت سے آمد ورفت رکھتے تھے[۵]۔ مذہب امامیہ کا چرچا بھی ہندوستان یا ایران کے ذریعہ سے یہان ہوا۔ چنانچہ جاوا اور سمطرہ مین اوسکے نشانات ابتک موجود ہین۔ ابن بطوطہ کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سمدرا

[۱] یمان صفحہ ۳۳۷۔ [۲] رینو "جغرافیہ ابوالفدا" توم ا صفحہ ۳۳۹ [۳] گرونولت صفحہ ۱۴۔۱۵۔
[۴] ابن بطوطہ ساتوم ۔ ۴ صفحہ ۶۶ و ۸۰۔ [۵] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۵۔ ابن بطوطہ۔ توم ۴ صفحہ ۸۹۔

نے شاہانِ دہلی سے دوستانہ تعلقات پیدا کرلیے تھے۔ اس سلطان کے دربار مین جو فقیہ موجود تھے اون مین ایک شخص شیراز اور دوسرا اصفہان کا باشندہ تھا۔[1] لیکن ابن بطوطہ کے زمانہ سے بہت پہلے ملک دکن کے مسلمان تاجر جنکے ذریعہ سے ہندوستان کی اسلامی ریاستون سے جزائر ملایا مین تجارت کا مال پہونچتا تھا مجمع الجزائر کے بندرگاہون مین کثرت سے آباد ہوگئے تھے اور وہان اونہون نے اپنے مذہب کا تخم بو دیا تھا۔[2]

غرض ان ہی عربی اور ہندی تاجرونکی کوشش کا نتیجہ تھا کہ جزائر ملایا مین دیسی مسلمانون کی ایسی آبادیان نظر آنے لگین جنکا ذکر زمانہ سلف کے مسلمانون نے کتب تواریخ مین لکھا ہے۔ یہہ مسلمان تاجر جسوقت ملایا کے جزیرون مین آباد ہوگئے تو اُنہون نے جزیرہ کی عورتون سے شادیان کین اور ان بت پرست عورتون اور غلامون نے مسلمان ہوکر اہل اسلام کی ایک ایسی جماعت پیدا کردی جسکے لوگون نے اپنی تعداد کو بڑہانے مین کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہ رکھا۔ جزائر فلیپائن مین مسلمان تاجرون نے اشاعت مذہب کے لیے جو طریقے اور وسائل اختیار کیے اونسے خیال ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے مسلمان تاجرون نے بھی بلا شبہہ ان ہی طریقون پر اپنا عمل کیا ہوگا۔ یہہ طریقے ذیل کی عبارت سے دریافت ہوتے ہین "مسلمانون نے ملک مین اپنے مذہب کو بخوبی شایع کرنیکی غرض سے دیس کی زبان سیکھی اور دیسی لوگون کے رسم و رواج اختیار کیے۔ اونکی عورتون سے نکاح کیے اور غلام خریدے تاکہ مسلمان کی حیثیت بڑی معلوم ہو۔ غرض ان طریقون سے وہ ملک کے ذی رتبہ امیرون مین شمار ہونے لگے چونکہ دیسیون کے مقابلہ مین یہہ باہر کے مسلمان زیادہ اتفاق اور لیاقت سے ہر ایک کام کو انجام دینا جانتے تھے اسلیئے اونکی قوت بڑہتی گئی۔ اور چونکہ غلام اونکے پاس کثرت سے ہوتے تھے اسلیے اونہون نے آپسمین سازش اور اتحاد کرکے اپنی حکومت جدا قائم کرلی جسمین ایک ہی خاندان کی نسل تخت نشین ہوتی رہی۔ ایسی سازشون سے

[1] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۳۰-۲۳۳ [2] حرغنیے۔ (۱) صفحہ ۸-۹-

اگرچہ مسلمانون کو بہت قوت حاصل ہوجاتی تہی لیکن اس حال مین بھی ملک کے سردارون اور امیرون سے اتحاد رکہنے کی اونکو ضرورت تہی تاکہ یہہ سردار اور امیر جنگی مدد کے بغیر مسلمانون کا کام نہین چلیتا تہا مسلمانون کی حفاظت کے ذمہ دار ہوجاوین"[1]۔ غرض یہہ طریقے تہے جنکی مدد سے مسلمانون نے جزائر ملایا مین اشاعت اسلام کی سوشل اور پولیٹیکل بنیاد ڈالی مسلمان ان جزیرون مین فاتحان ملک بنکر نہین آئے جیسے کہ سولہوین صدی عیسوی مین اسپین کے عیسائی یہان داخل ہوئے تہے۔ اور نہ مسلمانون نے ان عیسائیون کی طرح یہہ دعوی کیا کہ ہم کسی زبردست قوم کے آدمی ہین اور ہمکو اعلی درجہ کے حقوق حاصل ہین تاکہ ملک کے لوگون کو ذلیل سمجہکر ان پر ظلم کیے جاوین بلکہ مسلمان صرف تاجرون کی حیثیت سے یہان آئے اور اپنی ذہانت اور لیاقت اور بہتر تہذیب کی مدد سے اسلام کی خدمت مین مصروف ہوے۔ حکومت کے بل پر لوگون کو آزار پہونچانا یا دولت جمع کرنا انکا مقصد نہ تہا"[2]۔ غرض اشاعت مذہب کے ان طریقون کو بیان کرنے کے بعد ہمکو مجمع الجزائر کے ہر ایک جزیرہ مین اون خاص خاص واقعات پر تفصیل نظر ڈالنی چاہیے جو اشاعت اسلام مین مسلمانون کی کوششون کا نتیجہ تہے۔

جزیرۂ سمطرہ قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ مجمع الجزائر ملایا کے کسی ایسے مقام تک جو ملک عرب سے قریب تر ہو اسلام کی علامتین سب سے پہلے ظاہر ہوئی ہونگی مجمع الجزائر مین ایسا مقام جزیرہ سمطرہ کا مغربی ساحل ہے۔ ملایا کی تاریخون مین لکہا ہے کہ بارہوین صدی عیسوی کے وسط مین اتجیہ (آچین) کے ملک مین جو ساحل سمطرہ کے شمالی گوشہ پر واقع ہے عرب کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ عارف کی کوشش سے اسلام اول ہی اول شائع ہوا اس تحریک اشاعت نے اسقدر جلد ترقی پائی کہ ۱۱۷۷ء مین شیخ برہان الدین جو شیخ عبداللہ عارف کے مرید تہے مغربی ساحل سمطرہ سے جنوب کی سمت مین پریمان تک اسلام کی دعوت لے گئے۔ انکے علاوہ اور مسلمان بہی تبلیغ مین مصروف تہے

[1] پادری گینز احبکو سمیر نے نقل کیا صفحہ ۹۰۔ [2] کرافورڈ۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۶۵۔

لیکن سوائے ایک شخص جہان شاہ نامی کے اور کسی کا ذکر تاریخون مین موجود نہین ہے جہان شاہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اتجیہ (آچین) کی اسلامی ریاست کا بانی ہوا اور لکھا ہے کہ وہ کسی مغربی ملک سے ساحل سماطرہ پر اسلام کا وعظ کہنے کے لیے آیا تھا جہان شاہ نے آچین مین آتے ہی بہت لوگون کو مسلمان کیا اور وہین کی ایک عورت سے اپنا نکاح کیا۔ ملک کے لوگون نے جہان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اوسکا آدہا عربی اور آدہا سنسکرت مہری یادک سلطان مشہور ہوا[۵۱]۔

اس موقع پر اسلام کی اشاعت مین جسقدر کامیابی ہوئی اوسکو شاید دوام نہ ہوا۔ اور عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری نہین رہ سکا۔ کیونکہ مارکو پولو جسنے سنہ ۱۲۹۲ء مین سماطرہ کے شمالی ساحل پر پانچ مہینے تک قیام کیا تھا لکہتا ہے کہ یہان کے باشندے سب بُت پرست تھے۔ البتہ پرلاگ کی ریاست مین جو جزیرہ سماطرہ کے شمال مشرقی گوشہ پر ہے شہر کے لوگ مسلمان تھے۔ مارکو پولو نے اسکی وجہ یہہ لکھی ہے کہ "(پرلاگ کی) ریاست مین ساراسین (مسلمان) سوداگرون کی آمدورفت اس کثرت سے تھی کہ اُنھون نے دیس کے لوگون کو مسلمان کرلیا تھا۔ پہاڑون کے لوگ البتہ بت پرست اور آدم خوار تھے[۵۲]"

ملایا کی ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان علی مغیت شاہ جسنے سنہ ۱۵۰۷ء سے سنہ ۱۵۲۲ء تک اتجیہ (آچین) مین سلطنت کی پہلا شخص تھا جس نے خود اسلام قبول کرنے کی مثال رعایا کے سامنے پیش کی اور رعایا بھی بادشاہ کے ساتھہ مسلمان ہو گئی[۵۳]۔ لیکن کچھہ عجب نہین کہ سلطان علی مغیت کو اس بات کی عزت دینی کہ وہ آچین کا پہلا مسلمان بادشاہ ہوا۔ صرف اس وجہ سے ہو کہ سلطنت آچین کو اس بادشاہ نے بہت رونق دی تھی اور قریب کے ملکون کو اوسنے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا تھا۔ لیکن قیاس یہہ چاہتا ہے کہ اس سلطان نے اپنے ملک کے بت پرستونکو اول ہی اول مسلمان نہین کیا بلکہ وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے سلطان علی مغیت نے اپنے عہد مین اسلام کو صرف قوت اور

[۵۱] ڈی ہولانڈر پہلی جلد صفحہ ۵۰۱ ویث (۱) صفحہ ۷۰۔ [۵۲] کرنل یول کا مارکو پولو دوسری جلد صفحہ ۲۸۴۔ [۵۳] ویث (۱) صفحہ ۷۰۔

ترقی دی کیونکہ جزیرہ سمطرہ مین اس بادشاہ کے عہد سے بہت پہلے اسلام شائع ہو چکا تھا
چودہوین صدی عیسوی مین شریف مکہ نے کچھہ لوگون کو عرب سے روانہ کیا کہ سمطرہ
کے باشندون کو شرف اسلام بخشین عرب سے جو لوگ اس کام کے لیے روانہ ہوے
اونکے سردار شیخ اسماعیل تھے - یہہ لوگ ساحل ملیبار سے چل کر اول جزیرہ سمطرہ کے
شہر پاسوری مین پہونچے یہہ شہر غالباً سمطرہ کے مغربی ساحل پر کسی قدر جنوب مین واقع تھا۔
پاسوری کے باشندون نے ان مسلمانون کی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔ اسکے بعد
داعیان اسلام جہاز پر سوار ہو کر جزیرہ کے کنارے کنارے شمال کی سمت مین لمبری کے
ملک تک گئے اور پھر وہان سے جزیرہ کی دوسری طرف مشرقی ساحل پر آرو کے ملک
مین پہونچے جو ملاکا کے مقابل مین واقع تھا اور ان دونون ملکون مین یعنی لمبری اور آرو مین
حسب سابق تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی - آرو مین پہونچکر ان مسلمانون نے سمدرا کے
شہر کا پتا پوچھا جو سمطرہ کے شمالی ساحل کا شہر تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ہی شہر تھا
جہان شیخ اسماعیل اور اونکے مصاحبین دعوت اسلام لیجانے کا قصد رکھتے تھے - لیکن
آرو مین اونکو دریافت ہوا کہ سمدرا کے قریب ہی سے اونکا جہاز گذرا تھا اور اونکو خبر نہ ہوئی
اب یہہ لوگ واپس چلے اور پرلاگ کے شہر مین آئے جہان چند سال پہلے مارکو پولو
نے مسلمانون کو دیکھا تھا۔ پرلاگ مین ان اعیان اسلام نے کچھہ لوگون کو مسلمان کیا
اور پھر آخر کار وہ سمدرا کے شہر مین پہونچ گئے - سمدرا کے شہر اور سمدرا کی ریاست کو مار اسیلو
نے قائم کیا تھا۔ مار اسیلو کو شیخ اسماعیل نے مسلمان کیا اور مسلمان ہونے کے بعد
اوسکا نام ملک الصالح رکھا گیا۔ بادشاہ پرلاگ کی بیٹی سے ملک الصالح نے اپنی شادی
کی۔ اس بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوے اور بادشاہ نے اس خیال سے کہ دونون
بیٹون کے لیئے ایک ایک ریاست بھی ہونی چاہیئے شمالی ساحل سمطرہ پر پاسی کا اسلامی شہر تعمیر کیا[1]

[1] کرنل یول کا مارکو پولو دوسری جلد صفحہ ۲۳۴ - ۲۴۵ -

۱۳۴۵ء مین جسوقت ابن بطوطہ سمطرہ مین پہونچا تو ملک الصالح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر سمدرا مین حکومت کرتا تہا اس بادشاہ کے دربار مین دیگر سلاطین اسلامیہ کی مثل شان و شوکت پائی جاتی تہی اور اوسکی سلطنت ساحل پر کئی دن کی مسافت مین تہی۔ ملک الظاہر بڑا متقی مسلمان تہا۔ فقیہون کا بڑا دوست تہا۔ قرأۃ اور مذاکرہ کی مجلسین اوسکے ہان ہہی تہین اور عالم اور شاعر اوسکے دربار مین جمع رہتے تہے۔ ابن بطوطہ نے دو بڑے فقیہون کا ذکر کیا ہے جو ایران سے سمطرہ مین آئے تہے اور جو ایک دفعہ سلطان سمدرا کی طرف سے ایلچی ہوکر پایہ تخت دہلی کو بہی روانہ کئے گئے تہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ سمدرا کی سلطنت اسلامی دنیا کی بعض سلطنتون سے تعلق رکہتی تہی۔ ملک الظاہر بڑا جنگجو اور سپہسالار بہی تہا۔ چنانچہ کفار سے وہ لڑا یہانتک کہ اونہون نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دیا۔[۱]

ابن بطوطہ کے زمانہ مین سمطرہ مین اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تہی۔ اور سواحل پر رائج ہونیکے بعد جزیرہ کے اندرونی ملکون مین اوسکی اشاعت شروع ہو گئی تہی شیخ اسمٰعیل اور اونکے مصاحبونکی کوششین ایسی بارآور ہوئین کہ ۱۴۱۳ء مین چین کے ایک مورخ نے لمبری کی نسبت یہہ لکہا کہ لمبری مین دس ہزار خاندان ایسے ہین جو مسلمان ہین اور یہہ مسلمان "بہت اچہے لوگ ہین"۔ سلطنت آرو کا بادشاہ اور اسکی رعایا بہی مسلمان ہے۔[۲] چودہوین صدی کے اخیر یا پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین میننانگ کابو کی سلطنت مین بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔ ایک زمانہ مین یہہ سلطنت سمطرہ کے ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہت وسیع ملک پر جو خط استوا کے شمال

---

[۱] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۳۰۔ ۲۳۶۔

[۲] گرونولٹ صفحہ ۹۴۔

اور جنوب مین پھیلا ہوا تھا واقع تھی - اگرچہ اس سلطنت کی قوت کم ہو گئی تھی لیکن ابھی تک وہ ہندو مذہب کی حامی اور سرپرست تصور ہوتی تھی اور اسلام کی اشاعت مین اوسنے طرح طرح کی مشکلین پیدا کر دی تھین - لیکن باوجود ان مشکلات کے میناننگ کابو کی رعایا مین اسلام نے اشاعت پائی اور یہہ لوگ ایسے پابند اسلام ہوئے کہ وسط سمطرہ کی اکثر مسلمان قومون کو یہہ بات نصیب نہین ہوئی[۵۱] - یہہ امر بھی قابل غور ہے کہ وسط سمطرہ کی قومون مین اسلام کی اشاعت ایسی وسعت سے ہوئی کہ ساحل کے قریب جو اضلاع تھے اور جہان غیر ملکون کے مسلمانون کا اثر موجود تھا اوسکی مثل اشاعت نہین ہو سکی - چنانچہ ملک باتا کے باشندون مین باستثنا چند سب لوگ ابھی تک بت پرست ہین - البتہ ان باشندون مین سے جو لوگ آچین کی سرحد پر آباد تھے اونکو آچین کے مسلمانون نے مسلمان کر لیا ہے[۵۲] اور باتا قوم کے جو لوگ خط استوا پر راؤ کے پہاڑون مین رہتے تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے ہین[۵۳] - اور مشرقی ساحل پر باتا قوم کے ایسے لوگ جنکو ملایا کے مسلمانون سے واسطہ پڑتا ہے اکثر مسلمان ہو جاتے ہین[۵۴] - لیکن باقی لوگ باوجود مسلمانون کے قرب کے بت پرست ہین - وسط سمطرہ مین بھی بت پرست بہت ہین مگر کثرت تعداد مسلمانون کو حاصل ہے - لیکن سوای چند حاجیون اور مولویون کے یہہ لوگ اپنے مذہب سے عموماً ناواقف ہین چنانچہ کورنجی کے باشندون مین بھی جو اکثر پابند مذہب ہین کچھہ لوگ ایسے ہین جو ابتک تو اونکی پرستش کرتے ہین جنکو اون کے بت پرست باپ دادا پوجا کرتے تھے[۵۵] - لیکن اس بات کی کوشش ہو رہی ہے کہ ان نو مسلمون مین مذہب کو زندہ کیا جاوے اور دعیان اسلام مغربی

[۵۱] میناننگ کابو کی سلطنت جس زمانہ مین عروج پر تھی تو اوسکی حدود حسب ذیل تھین

مغربی ساحل پر ۲ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

اور مشرقی ساحل پر ۱ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

لیکن سولھوین صدی عیسوی مین مشرقی ساحل پر اوسکی حکومت بالکل جاتی رہی - (دے ہولاندر - پہلی جلد صفحہ ۳) [۵۲] مارسدن صفحہ ۳۴۳ - [۵۳] مور (ضمیمہ صفحہ ۱) [۵۴] مارسدن صفحہ ۳۵۵ - [۵۵] مارسدن مشرقی ہند کے مذہبی حالات!! زنیدے لنگن - تیسوین جلد صفحہ ۱۷۵ - ۱۷۶ (مطبوعہ ۱۸۸۱ء) [۵۶] باسلت - صفحہ ۵۵ - ۵۸ -

ساحل سمطرہ کے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین خاصکر مصروف ہین[۱]۔ سیروک کے ضلع مین اسی نام کا ایک شہر ہے اور اس شہر کی مسجد مین ایک بزرگ رہتے ہین جنھون نے پچیس برس کے عرصہ مین اس ضلع کی کل آبادی کو سوای عیسائیون کے جن مین اکثر غلامون کی نسل سے ہین مسلمان کرلیا ہے[۲]۔

پالمبنگ کے حالات تبلیغ کو جزیرۂ جاوا کی تاریخ سے اسقدر تعلق ہے کہ جاوا کے ذکر مین اونکا لکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ جزیرۂ جاوا ہی سے سمطرہ کی جنوبی سرحد پر لمپانگ کے اضلاع مین اسلام کا چرچا ہوا اور ان اضلاع کے ایک سردار نے جسکا نام میناںگ کمالابومی تھا اس تحریک کو پیدا کیا۔ پندرہوین صدی عیسوی مین اس سردار نے آبنای سنڈا کو عبور کیا اور بانٹن کی سلطنت مین جو جاوا کے مغربی ساحل پر ہے وہ داخل ہوا۔ اس سردار کے پہونچنے سے چند سال پہلے سلطنت بانٹن کی رعایا داعیان اسلام کی کوشش سے مسلمان ہوچکی تھی کمالابومی نے بھی یہان پہونچکر اسلام قبول کیا اور حج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا۔ جب حج کرکے واپس آیا تو جس مذہب کو خود اختیار کیا تھا اوسی کا چرچا اپنے وطن کے لوگون مین کیا[۳]۔ لمپانگ کے لوگون مین اسلام نے بہت ترقی کی اور گاون گاون مسجدین بن گئین۔ لیکن لمپانگ کے وہ لوگ جو ساحل سے دور رہتے ہین اون مین ابھی تک قدیم مذہب جاری ہے[۴]۔

موجودہ صدی کے شروع مین مسلمانون کی اصلاح کے لیئے ایک مذہبی تحریک جزیرہ سمطرہ مین پیدا کی گئی جس سے اسلام کی اشاعت کو بھی نفع پہونچا۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین سمطرہ کے تین حاجی مکہ معظمہ سے اپنے وطن کو واپس آئے۔ جسوقت مکہ معظمہ مین یہہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے تو فرقہ وہابیہ کی تحریک کو دیکھکر جو اصلاح مذہب کے لیئے تھی اونکے دل پر بہت اثر ہوا اور اونکو شوق ہوا کہ یہہ بھی اصلاحین وہ اپنے وطن کے

[۱] زینڈی لنگن صفحہ ۱۷۳۔ [۲] کولونیل رپورٹ ۱۸۹۵ء [۳] کان صفحہ ۱۵۔ [۴] مارسڈن صفحہ ۳۰۱۔

لوگون مین بھی جاری کرین تاکہ مذہب کے اعتبار سے اونکی زندگی زیادہ پاک اور پرجوش ہوجائے
پس وطن پہونچکر اُنھون نے وہابیون کے خیال کے موافق توحید کا وعظ شروع کیا۔
نذر و نیاز کی رسمین بند کین۔ شرابخواری اور قماربازی اور ایسی باتین جو شریعت کے خلاف
تھین یک لخت موقوف ہوئین ہزارون مسلمان اونکے ساتھہ ہوے اور بعض بت پرستون
نے بھی اُنکا وعظ سُنکر اسلام قبول کیا۔ لیکن یہہ مہم چونکہ غیر محتاط اور دنیادارون کے سپرد
تھی اسلیئے اونکے جہاد کا اصل مقصد فوت ہوگیا اور وہ ملک فتح کرنیکے لیے کشت و خون
کا ایک ہنگامہ بن گیا۔ سنہ ۱۸۲۱ء مین یہہ مجاہد جنکو پادری لکھا گیا ہے ڈچ کی گورنمنٹ
سے جا لڑے لیکن سنہ ۱۸۳۸ء مین مجاہدون کا اخیر قلعہ فتح ہوگیا اور اونکی قوت بالکل ٹوٹ گئی[1]

جزیرہ نمای ملایا

جزیرہ نمای ملایا کے جسقدر مہذب باشندے ہین وہ اپنی اصل
اُن لوگون سے بتاتے ہین جو کسی زمانہ مین جزیرہ سُمطرہ بلکہ مینانگ کابو کی مشہور سلطنت
سے اوٹھکر جزیرہ نماے ملایا مین آباد ہو گئے تھے۔ مینانگ کابو کی سلطنت
کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ جزیرہ سُمطرہ کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور جزیرہ نماے
ملایا کے جنوبی حصہ مین بعض ریاستین ابھی تک ایسی ہین جنکے سردارون کو مینانگ کابو سے
حکومت وغیرہ کے اختیارات حاصل ہوتے ہین۔ یہہ بتانا کہ کس زمانہ مین ان لوگون نے
سمطرہ سے آکر ملایا مین اپنی آبادیان قائم کین قیاس پر منحصر ہے لیکن سنگاپور اور جزیرہ نماے
کے جنوبی گوشہ پر بارہوین صدی عیسوی مین ایک بستی ان سمطریون کی آباد ہوی اور اونکی اولاد
نے سو برس کے بعد ملاکا کی حکومت قائم کی[2] ملاکا کا شہر چونکہ عمدہ موقع پر تھا اور مشرقی ملکون مین
جس رستہ سے تجارت کا مال جاتا تھا اوسی رستہ پر یہہ شہر واقع تھا اسلیئے اوسکو جلد ترقی ہوی
کچھہ شک نہین کہ مسلمان تاجرون نے جو اس شہر مین آباد ہوئے ملاکا کی سلطنت مین اسلام کا
چرچا کیا[3]۔ ملاکا کی تاریخ مین اس سلطنت کے لوگون کا مسلمان ہونا سلطان محمد شاہ کے

۱؎ نیومان صفحہ ۱۵۶ و ۳۵۹۔ ۲؎ مور صفحہ ۲۵۵ ۳؎ ڈی بارس صفحہ ۱۵۔

عہد مین لکھا گیا ہے جو سنہ ۱۲۷۶ع مین ملاکا کے تخت پر بیٹھا لیکن ملاکا کی یہہ تاریخ ایسی مشتبہ ہے کہ یہہ تعین وقت بھی اوسکی وجہ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے[۵۱] - ہمکو توقع تھی کہ جسطرح مجمع الجزائر ملایا کے اور مقامات کی تاریخون مین ایسے واقعات کا زمانہ ٹھیک لکھا گیا ہے اسی طرح ملاکا کی تاریخ مین بھی تبلیغ اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ صحیح صحیح درج کیا گیا ہوگا کیونکہ اول تو یہہ واقعہ لوگون کے لیئے باعث فخر تھا دوسرے قبول اسلام کے وقت سے اہل ملاکا کی تاریخ مین ایک نیا عہد شروع ہوتا تھا لیکن یہہ زمانہ ایسا نہین بیان کیا گیا جسپر بالکل اعتبار کیا جاوے - ایک پرتگیزی مورخ نے ملاکا کے لوگون کا اول مسلمان ہونا سنہ ۱۲۷۶ع مین لکھا ہے کہ اس سال مین ملک عرب کے کسی فقیہ نے ملاکا کے بادشاہ کو مسلمان کیا اور اوسکا نام محمد رکھہ کر شاہ کا لفظ آگے اضافہ کر دیا[۵۲] -

جزیرہ نمای ملایا کی شمالی ریاستون مین کیدا کی ریاست ہے جسکی تاریخ مین تبلیغ اسلام کا عجیب و غریب حال لکھا ہے اول ہی اول سنہ ۱۵۰۱ع مین مسلمانون کا مذہب یہان پھیلنا شروع ہوا[۵۳] - اس واقعہ کے متعلق جو واقعات اس تاریخ مین درج کیے گئے ہین اُن مین سے اگر کرامات اور قصص کو علحدہ کر دیا جاوے تو حسب ذیل کیفیت رہ جاتی ہے "ملک عرب کا ایک عالم جسکا نام شیخ عبد اللہ تھا کیدا کے شہر مین آیا اور راجہ سے ملاقات کے بعد پوچھا کہ اوسکے ملک والون کا کیا مذہب ہے - راجہ نے جواب دیا کہ "میرا اور میری رعایا کا مذہب وہی ہے جو بزرگون کے وقت سے ہم مین چلا آتا ہے - یعنی ہم سب بت پرست ہین" شیخ نے کہا "تو کیا راجہ نے کبھی اسلام اور قرآن کا حال نہین سُنا جو خدا نے اپنے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور جس سے سب مذہب باطل ہو کر شیطان کے حوالے ہو گئے" راجہ نے کہا کہ "اگر یہہ سچ ہے تو وہ مہربانی کر کے ہمکو اس نئے

---

[۵۱] کرافورڈ (۱) صفحہ ۴۱۴-۴۴۲ [۵۲] ڈے بارس باب یکم - [۵۳] سنہ ۱۵۱۶ع مین باربوسا نے لکھا کہ کیدا کے بندرگاہ مین اکثر مسلمان سوداگر آمد و رفت رکھتے ہین (راموسیو توم ۱- صفحہ ۳۱۷-)

مذہب سے آگاہ کرے" شیخ عبد اللہ یہہ بات سنتے ہی اسقدر خوش ہوا کہ راجہ کو اوسنے فوراً مسلمان کیا اور مذہب کے فرائض ادا کرنے اوسکو سکہائے۔ راجہ کو شراب نوشی کی عادت تہی لیکن مسلمان ہوتے ہی جسقدر شراب کے خم موجود تہے راجہ نے اپنے سامنے منگوائے اور اپنے ہاتہہ سے اونکی شراب زمین پر لنڈہا دی۔ اسکے بعد جسقدر بت محل مین موجود تہے اونکو منگوایا۔ اور راجہ کے سامنے سونے اور چاندی کے بتون اور مٹی اور لکڑی کی مورتون کا ایک انبار لگا دیا گیا اسکے بعد شیخ عبد اللہ نے ان سب بتون کو تلوار اور کلہاڑی سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ٹکڑون کو آگ مین جلوا دیا۔

پہر شیخ نے راجہ سے درخواست کی کہ محل کی تمام مستورات کو بلایا جاوے اور محل مین جسقدر عورتین تہین وہ راجہ اور شیخ عبد اللہ کے سامنے آگئین۔ شیخ کا اخلاق اور حلم اس درجہ بڑہا ہوا تہا اور زبان کا وہ ایسا نرم تہا کہ سب عورتون کے دل مین اوسکے کلام نے تاثیر کی اور وہ دل سے مسلمان ہوگئین۔

اسکے بعد راجہ نے اپنے چارون وزیرون کو بلایا جو دربار مین قدم رکہتے ہی حیرت زدہ ہوگئے کہ آج راجہ کے پہلو مین یہہ شیخ کون بیٹہا ہے۔ راجہ نے اپنے وزیرون سے شیخ کے آنے کا حال بیان کیا اور وزیرون نے آمادگی ظاہر کی کہ جس مذہب کو راجہ نے قبول کیا ہے اوسی کو ہم بہی اختیار کرتے ہین وزیرون نے کہا کہ "شیخ ہمکو بہی اپنے دین کی تعلیم وتلقین کرے" شیخ نے جب یہہ سنا تو وزیرون کو مسلمان کیا اور اونسے کہا کہ اسلام کے ساتہہ اپنا حسن اعتقاد اسطرح ظاہر کرو کہ سب لوگون کو دربار مین طلب کیا جاوے اور اونکو حکم ہو کہ جن مورتون کو وہ پوجتے ہین اور جن بتون کو اونکے باپ دادا اونکے پاس چہوڑ گئے ہین اُن سب کو اپنے ساتہہ لاوین۔ شیخ کی یہہ درخواست منظور ہوئی اور رعایا کے پاس جسقدر بُت اوس وقت موجود تہے وہ لائے گئے اور اونکو توڑ کر اور جلا کر خاک کردیا گیا۔ اور کوئی شخص ان جہوٹے بتون کے ٹوٹنے اور خاک ہوجانے پر مغموم نہ ہوا

کیونکہ سب خوشی خوشی مسلمان ہو چکے تھے۔

شیخ عبداللہ نے اسکے بعد چارون وزیرون سے پوچھا کہ "تمہارے راجہ کا کیا نام ہے؟" انہون نے جواب دیا کہ ہمارے راجہ کا نام پراونگ مہاونگسا ہے۔ شیخ نے کہا کہ "اب اس نام کو اسلامی زبان مین تبدیل کردو"۔ کسی قدر مشورہ اور راجہ کی منظوری کے بعد راجہ کا نام سلطان مزلف شاہ کہا گیا۔ شیخ نے کہا کہ یہہ نام مشہور ہے اور قرآن مین بھی آیا ہے[1]

اب سلطان کیدا نے ایسے مقامات پر جہان رعایا کثرت سے رہتی تھی مسجدین بنوانی شروع کین اور ہر مسجد کے واسطے چالیس آدمی نمازی مقرر ہوے کیونکہ اس سے کم تعداد فرائض مذہب کے ادا کرنے کے لیئے کافی نہ تھی۔ غرض مسجدین تعمیر ہوئین اور ہر مسجد مین ایک ایک نقارہ رکھا گیا۔ جو نماز سے پہلے لوگون کو بلانے کے لیے بجایا جاتا تھا۔ شیخ عبداللہ کچھ عرصہ تک کیدا کے لوگون کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے ساحل اور اضلاع کیدا اور قرب وجوار کی بستیون سے صدہا لوگ اونکے پاس آتے تھے اور ارکان اسلام اونکو سکھائے جاتے تھے۔

شیخ عبداللہ نے جب کیدا کی رعایا کو مسلمان کیا تو اسکی خبر اتجیہ (آچین) مین مشہور ہوی۔ سلطان آچین اور عرب کے ایک بزرگ شیخ نورالدین نے جو مکہ سے آچین مین آئے ہوے تھے چند کتابین کیدا کو روانہ کین۔ اور ایک خط سلطان مزلف شاہ بادشاہ کیدا کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہہ تھا۔ "یہہ خط سلطان اتجیہ اور نورالدین کی طرف سے سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کے نام ہے جو فی الحال کیدا مین مقیم ہین۔ ہم دو کتابین بھیجتے ہین تاکہ اسلام کو لوگون مین استحکام ہو اور اونکو علم دین کی بخوبی تعلیم ہو"۔ اس خط کے جواب مین سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کی طرف سے

[1] مزلف کا لفظ بجنسہ قرآن شریف مین نہین آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قرآن شریف کی اس آیت سے یہ لفظ بنایا ہے وازلفة الجنة للمتقين (اور پاس لائے بہشت واسطے پرہیزگارون کے) (سورۃ الشعرا آیت ۹)

ایک خط روانہ ہوا جسمین کتابون کا شکریہ تہا۔ اب شیخ عبد اللہ نے تبلیغ مین دوگنی کوشش شروع کی اور تمام مختلف قریہ جات مین چہوٹی چہوٹی مسجدین لوگون کے آرام کے لیے بنوادین اور لوگون کی تعلیم و تربیت مین اپنا تمام وقت صرف کیا۔

سلطان کیدا اور اوسکی ملکہ ہمیشہ شیخ عبد اللہ یمنی کے پاس حاضر رہتے تہے اور اونسے قرآن پڑہتے تہے۔ ان دونون نے چاہا کہ راجاؤن کے خاندان کی کوئی شریف زادی ایسی ملے جس سے شیخ عبد اللہ کا نکاح کر دیا جاوے۔ لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو یہہ بات گوارا کرتا کیونکہ شیخ عبد اللہ بغداد کو جانے والے تھے اور کیدا سے واونکی مین صرف اونکو یہ انتظار تہا کہ کوئی مسلمان علم دین سے اسقدر واقف ہوجاوے کہ اونکی جگہہ درس و تدریس کا کام جاری رکہہ سکے۔

اسوقت سلطان کیدا کے تین لڑکے تہے۔ یعنی راجہ معظم شاہ راجہ محمد شاہ اور راجہ سلیمان۔ ان تینون شہزادون کے نام شیخ عبد اللہ کے رکھے ہوے تہے اور شیخ نے اونکو نصیحت کی تہی کہ غلامون اور ادنی پیشہ کے لوگون سے برتاو کرنے مین تحمل سے کام لین اور غصہ ظاہر نہ کرین اور بندگانِ خدا پر جو مسکین اور حاجتمند ہون رحم کرین[۱]۔

یہہ بالکل فرض نہین کر لینا چاہیے کہ شیخ عبد اللہ کو اشاعت اسلام مین پوری کامیابی ہوی کیونکہ اتجیہ کی تاریخون مین لکھا ہے کہ جب سلطان اتجیہ نے ۱۶۴۹ء مین کیدا کو فتح کیا تو ”اسلام کو قوت بخشی اور شیطان کے گہرون کو برباد کیا“ یعنی مندرون اور بتون کو توڑ ڈالا[۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ڈیڑھ سو برس نہ گذر لیے کیدا کی سلطنت سے بت پرستی بالکل دور نہ ہو سکی۔

مذکورۂ بالا حالات کے علاوہ جزیرہ نمای ملایا کی تاریخ تبلیغ مین زیادہ واقعات دریافت نہین ہوے لیکن واعظانِ عرب جنہون نے اس جزیرہ نما مین اسلام پر وعظ کیا اونکی قبرین

۱ؔ تواریخ کیدا کا ترجمہ مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو تیسری جلد صفحہ ۴۷۴-۴۷۷۔ ۲ؔ ترجمہ تاریخ کیدا مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو صفحہ ۴۸۰

یہان اکثر جگہہ موجود ہین اور مسلمان اونکی زیارت کے لیئے جاتے ہین[۱] - چونکہ ملایا کے مسلمانون کو ایک عرصہ سے اہل عرب اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانون سے واسطہ رہا ہے اسلیئے وہ مذہب کے نہایت پابند ہین اور مجمع الجزائر کے کل مسلمانون مین اونکی پرہیزگاری کی ایسی شہرت ہے کہ مثال کے طور پر اونکا ذکر کیا جاتا ہے علاوہ اسکے غیرون کے ساتھہ مذہبی آزادی اور صلح کل کا اصول برتنا بہی اونکا دستور اور قاعدہ ہے کیونکہ ملک کے ہندو عیسائی بدھ اور بت پرستون سے اونکا رات دن کا میل جول رہتا ہے حج اور روزون کے وہ بہت پابند ہین - دنیا کی باتون مین لوگون کو نفع پہونچانے کے ساتھہ ہی اونکی مذہبی بہبودی کا خیال بہی اونکو ہے اور جب کسی گاؤن مین چالیس گہرون سے زیادہ آباد ہوجاتے ہین تو اوسکے لیے خاص انتظام کی ضرورت سمجہی جاتی ہے اور گاؤن مین جو چند اہل کار ہوتے ہین اون مین ایک واعظ بہی شامل ہوتا ہے اور سرکاری طور پر ایک مسجد تعمیر کردی جاتی ہے[۲] -

جزیرہ نماے ملایا کے شمال مین خاص کر ایسی ریاستون مین جو ملک سیام کی سرحد سے ملی ہوی ہین بدھ مذہب کے سیامیون مین اسلام کا اثر بہت پایا جاتا ہے - ان سیامیون مین سے جو لوگ مسلمان ہوگئے ہین اونکا نام سمسام پکارا جاتا ہے - یہہ لوگ ایسی زبان بولتے ہین جو ملایا اور سیامی زبانون سے مرکب ہے[۳] - جزیرہ نما کی وحشی قومون مین سے بہت لوگ مسلمان ہوگئے ہین[۴] -

جزیرہ جاوا جزیرہ جاوا مین دعوت اسلام کے تاریخی حالات لکہنے کے لیئے اب ہمکو کئی سو برس پیچہے ہٹ جانا چاہیئے - جاوا مین اسلام کی اشاعت مدت تک مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ رہی - یا یہہ ہوا کہ مسلمانون کی چہوٹی چہوٹی جماعتین اس جزیرہ پر آباد ہوئین اور اونکے سردارون نے جزیرہ کے لوگون مین اپنے مذہب

[۱] نیوبولڈ - پہلی جلد صفحہ - ۲۵۲ - [۲] مک نیر صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۹ [۳] مور صفحہ ۲۴۲ [۴] نیوبولڈ دوسری جلد صفحہ ۱۰۴ و ۳۹۶

کو شائع کیا۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ جزیرہ جاوا مین مسلمانون کو ایسی قوت جو ایک ہی جگہہ مجتمع ہو حاصل نہین تہی تاکہ وہ اس قوت سے اپنے مذہب کی اشاعت مین کام لے سکتے اور لوگون سے لڑکر اسلام کو پہیلاتے۔ اس جزیرہ مین مع اعیان اسلام کو ہندوون کی تہذیب اور طریقون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اہل جاوا کی زندگی کا خمیر بن گئے تہے اور جنہون نے انکو علم اور ترقی کے بڑے درجہ تک پہونچا دیا تہا۔ ہندوون کا طرز تمدن اہل عرب کے آئین و قوانین سے مختلف تہا اسلیئے وہ مسلمانون کے مقابلہ پر آیا۔ اور ابتک ایسے مقامات پر بہی جہان اسلام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہے اسلامی شریعت کی بخوبی پابندی نہین ہوتی۔ جاوا کے مسلمانون مین زمانہ بت پرستی کی رسوم ابتک جاری ہین اور ان لوگون کی حاجیون سے ہمیشہ مخالفت رہتی ہے جو حج سے واپس آکر سب مسلمانون کو پابند شرع دیکہنا چاہتے ہین۔ غرض ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ جاوا کے لوگونین اسلام کی اشاعت بتدریج ہوئی اور اس تحریک اشاعت کا حال اسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخی واقعات جو اوسکے متعلق ہون اون سے قصون اور افسانون کو جدا کر دیا جاوے۔ لیکن پہر بہی بہت سی باتین ایسی رہ جاتی ہین جنکا کچہہ حال نہین کہلتا۔ جن واعظین اسلام نے جزائر ملایا مین اسلام کا سب سے پہلے چرچا کیا اونکا حال ملایا کی کتب تواریخ مین بیان ہے اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ان جزیرون مین تبلیغ اسلام صرف ان چند واعظون کا کام نہ تہا بلکہ صدہا برس مین متعدد نسلون سے یہہ اشاعت تکمیل کو پہونچی تہی۔ لیکن ملایا کی تاریخ مین اہل جزائر کا اسلام لانا اسطرح بیان ہوا ہے کہ گویا چند سال مین ان سب لوگون نے اسلام قبول کر لیا تہا۔ اسکا خاص سبب یہہ ہے کہ جو تاریخین عام پسند ہوتی ہین انمین چند مشہور لوگون کی وہ نیکنامی اور شہرت منسوب کر دی جاتی ہے جو ان سے پہلے لوگون کی محنت اور جانکاہی کا فی الحقیقت نتیجہ ہوتی تہی[1]۔ علاوہ اسکے قدیم زمانہ کے مسلمانون نے

[1] حرغرنسے۔ (۱) صفحہ ۹۔

جنکو اس وقت کوئی جانتا بھی نہین ایسی خاموشی اور سہولت سے اسلام کو رواج دیا کہ تاریخ لکھنے والون کو اونکی خبر تک نہ ہوئی - مورخون کا ہمیشہ یہ حال رہا ہے کہ بادشاہون اور امیرون یا ایسے لوگون کے حالات کی طرف تو اونکو توجہ رہی جو بادشاہون سے تعلق رکھتے تھے لیکن اور لوگون کا اُنکو خیال نہ آیا - غرض ان جزیرون مین تبلیغ اسلام کے متعلق چونکہ زیادہ معلومات حاصل نہین ہو سکتی اسلیے جسقدر حالات ہوسکتے ہین اونہین پر اکتفا کرنی چاہیئے -

اس لیے اب یہ تجویز ہے کہ جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کا حال تاریخ جاوا کے متعلق تحریر کیا جاوے - جاوا کی تاریخ مین اگرچہ بہت سے قصے اور متناقض حالات درج ہین لیکن اس تاریخ کو تاریخی وقعت ضرور حاصل ہے کیونکہ جن قدیم داعیان اسلام کا اوسمین ذکر ہے اونکی قبرون کے کتبون اور برباد شہرون کے آثار قدیم سے ان حالات کی تصدیق ہوتی ہے - جس صورت مین کہ معلومات کے لیئے اور مستند ذریعے موجود ہی نہین تو ذیل کا بیان صحیح تصور کرنا چاہیئے مگر اسکا ضرور لحاظ رہے کہ شخصی کوششون پر کہ محض فلان فلان بزرگ کی کوشش سے اسلام سب لوگون مین شائع ہو گیا زیادہ بھروسا نہ کیا جاوے -

جزیرۂ جاوا مین تبلیغ اسلام کی ابتدا اسی جزیرہ کے ایک شخص نے بارہوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب کی - پجاجرن کے بادشاہ نے جسکی سلطنت جاوا کے مغربی حصہ مین تھی دو لڑکے اپنے بعد چھوڑے - بڑے لڑکے نے سوداگری کا پیشہ پسند کیا اور تاجر بنکر ہندوستان کو روانہ ہوا اور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کی جو جو سنہ ۱۱۹۰ء مین پربو مندگ سری کے نام سے پجاجرن کے تخت پر بیٹھا - بڑا بھائی جو سوداگر ہو گیا تھا ملکون مین سیر و سیاحت کرتا ہوا چند تاجرون سے ملا اور اون کی ہدایت سے مسلمان ہو کر اوس نے اپنا نام حاجی پردا رکھا -

جب حاجی پروا وطن کو واپس آیا تو اوسنے ایک عرب درویش کی مدد سے اپنے بھائی یعنی پجاجرن کے بادشاہ اور اوسکے خاندان کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن اوسکو کامیابی نہین ہوی۔ اور وہ بادشاہ اور اوسکی کافر رعایا کے خوف سے جنگل کو بھاگ گیا اور پھر اوسکا کچھہ حال کسی نے نہ سنا۔[۱]

چودھوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین دعوت اسلام کی ایک تحریک کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے جو جزیرہ جاوا کے ایک مشرقی ساحل پر پہونچے۔ انکے ساتھہ چند مسلمان اور بھی تھے ملک ابراہیم گرسیک کے شہر کے قریب جو جزیرہ مدورا کے مقابل واقع تھا آباد ہو گئے۔ حضرت زین العابدین کی اولاد سے وہ اپنے تئین بتاتے تھے اور راجہ چرمان کا اپنے تئین پھوپی کا بیٹا بھائی کہتے تھے[۲] ملک ابراہیم گرسیک مین آباد ہو کر تبلیغ مین مصروف ہوے اور تھوڑے عرصہ مین نومسلمون کی ایک جماعت پیدا کرلی اسکے بعد راجہ چرمان اونکے پاس اس نیت سے آیا کہ مجاپہت کے ہندو راجہ کو مسلمان کرے اور اپنی لڑکی سے اسکا نکاح کر کے راجہ سے قرابت پیدا کرے۔ راجہ چرمان نے جاوا مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے کو مجاپہت کے راجہ کے پاس تعین ملاقات کے لیئے روانہ کیا اور خود ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف ہوا اور لوگون کو مسلمان کیا آخر کار دونون راجاؤن مین ملاقات ہوی لیکن اس ملاقات سے راجاؤن کے دل پر جو کچھہ عمدہ اثر ہوا اوسکا نتیجہ اسلیے نہ پیدا ہو سکا کہ راجہ چرمان کے لوگون مین وبا پھیل گئی اور راجہ کی بیٹی اور تین بھتیجے جو راجہ کے ساتھہ آئے تھے اور بہت لوگ وبا سے مر گئے اور راجہ اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ اس ناگہانی آفت نے مجاپہت کے راجہ کو مسلمانون کے مذہب سے بدگمان کر دیا اور اوسنے کہا کہ اگر یہ دین اچھا ہوتا تو اپنے معتقدون کو اس سخت

[۱] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۳۴ ۔ ریفلز دوسری جلد صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۸۳ (مطبوعہ ۱۸۳۰ء) [۲] چرمان کا موقع تحقیق نہین ہو سکا ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۴ نے قیاس کیا ہے کہ شاید چرمان کی ریاست ہندوستان مین کہین تھی۔

بلاء سے محفوظ رکھتا۔ غرض یہہ اسلامی تحریک ناکامیاب ہی۔ جرمان کا راجہ اور راجہ کے مصاحبین جو وبا سے بچ گئے تھے اپنے وطن کو روانہ ہوے اور ملک ابراہیم اپنے عزیزون اور مسلمانون کی قبرون کی حفاظت کے لیئے گریسیک کے شہر مین آباد ہو گئے[۱]
اس واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۴۱۹ء مین اونہون نے انتقال کیا اور گریسیک مین دفن ہوے جہان اونکے مزار کی زیارت ہوتی ہے کہ وہ جاوا کے سب سے پہلے ولی اللہ تھے۔

ملک ابراہیم کے انتقال سے چھہ برس پہلے یعنی ۱۴۱۳ء مین شہنشاہ چین نے ایک سفارت جاوا کو روانہ کی۔ چین کا ایک مسلمان اس موقع پر ترجمان کی حیثیت سے سفارت کے ساتھہ گیا۔ اس شخص نے اپنی کتاب مین جو سواحل بحر کے ذکر مین ہے مسلمانون کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جاوا مین تین قسم کے لوگ ہین ایک تو مسلمان جو مغربی اطراف سے آکر یہان آباد ہو گئے ہین۔ ان مسلمانون کی پوشاک اور غذا صاف اور عمدہ ہے۔ دوسرے چین کے لوگ ہین جو اپنے ملک سے بہاگ کر یہان آئے ہین۔ یہہ لوگ بہی اچھا کہانا کہاتے ہین اور اون مین سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا ہے تیسرے قسم کے لوگ یہان کے اصلی باشندے ہین جو بہت بدہیئت اور بدصورت ہین سر مین کنگہی تک نہین کرتے۔ ننگے پیر پہرتے ہین اور شیطانون کی پرستش کرتے ہین۔ یہ ملک بدھہ کی کتابون مین شیطان کا ملک لکہا گیا ہے[۲]۔

اب ہم اوس زمانہ کے قریب آن پہونچے ہین کہ جزیرۂ جاوا مین تبلیغ اسلام کو ایک صدی گذر لی ہے اور مسلمانون کی حکومت اورون پر غالب آنیوالی ہے۔ لیکن اس موقع پر جزیرہ جاوا کے چند تاریخی حالات اس غرض سے ضروری ہین کہ اہل عرب کے مذہبی

۱ آج کل ان قبرون کی جو کچھ حالت ہے اوسکا ذکر بروموند نے اپنی کتاب کی صفحہ ۱۸۰ پر لکھا ہے۔ ایک قسم کا کتبہ پر کچھ عربی عبارت ابہی تک کہائی دیتی ہے بروموند صفحہ ۱۸۰ ۲ گروینولت۔ ساتوین جلد۔ صفحہ ۴۹ - ۵۰۔

تعصب سے اس جزیرہ مین مسلمانون کی حکومت قائم نہین ہوی بلکہ خود جاوا کے مسلمان باشندون نے[1] اس تحریک کو پیدا کیا تاکہ سلطنت کو کفار وطن کے قبضہ سے نکال لین اور اوسکے لیے جہاد کا اعلان نہ کرین بلکہ ایک ایسے شخص کے صلاح کار اور مشیر بنکر اس مقصد کو حاصل کرین جسکو تخت کا دعوی اور ایک بے انصافی کا بدلہ لینا تھا[2]۔

جزیرہ جاوا کی کیفیت یہ تھی کہ اوسکے مشرقی صوبجات جو دولت اور آبادی اور تہذیب کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تھے اون پر مجاپہت کی ہندو سلطنت حکمران تھی۔ اور اوسکے مغربی حصہ مین جریبون کی سلطنت بھی اور کچھہ چھوٹی خود مختار ریاستین تھین۔ جزیرہ جاوا کا باقی جسقدر ملک تھا جسمین مغربی گوشہ کے اضلاع بھی شامل تھے وہ راجہ پجاجرن کی حکومت مین تھا۔

مجاپہت کے راجہ نے چمپا کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی چمپا کی ریاست کمبودیا کے ملک اور خلیج سیام کے مشرق مین ہے۔ اس رانی کو اپنے راجہ کی ایک حرم سے عداوت پیدا ہوئی اور مجاپہت کے راجہ نے اس حرم کو اپنے بیٹے ارجا دامر کے پاس بھجوا دیا جو سمطرہ مین پالم بنگ کا حاکم تھا یہان پہونچکر اس حرم کے ہان لڑکا پیدا ہوا جسکا نام رون پاتا رکھا گیا اور حاکم پالم بنگ نے اس سوتیلے بھائی کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ چند سال کے بعد اس لڑکے نے اپنی ماں کے ساتھہ بدسلوکی ہونے کا بدلہ مجاپہت سے کیسا سخت انتقام لیا۔ راجہ چمپا کی دوسری بیٹی نے ایک عرب سے شادی کر لی تھی جو چمپا مین اسلام کا وعظ کہنے گیا تھا[3] اوسکے ہان بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام رون رحمت رکھا گیا اور اوس کے باپ

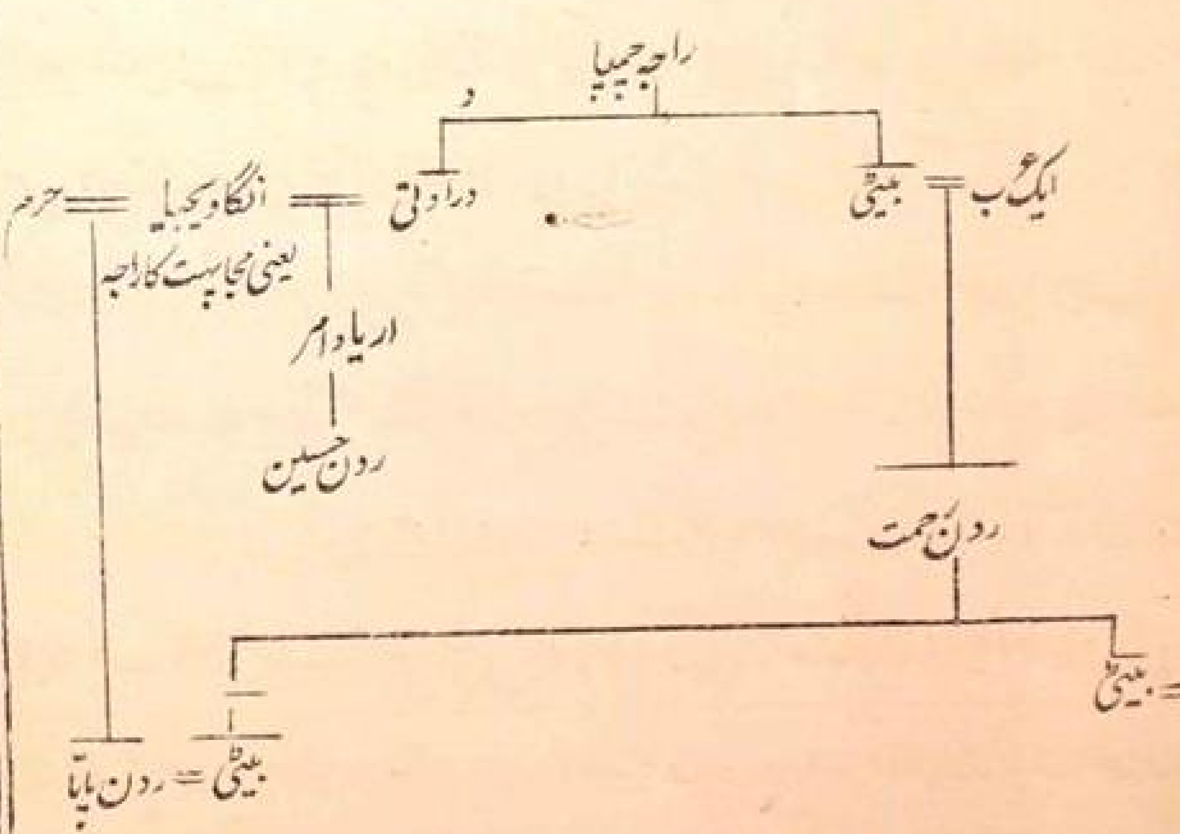
---

[1] کرن صفحہ ۱۲۔ [2] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۶ – ۱۹۸ – رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۱۳ – ۳۳

[3] چمپا مین مقبرون اور مینارون کے قدیم آثار ابتک موجود ہین (باستین۔ پہلی جلد ۴۹ – ۴۹۹ –

ـے نے بہت کوشش اور اہتمام سے اوسکو علم دین سکہایا۔ چنانچہ آجتک اہل جاوا ردن رحمت
کو بہت تعظیم سے یاد کرتے ہین اور سمجہتے ہین کہ وہ جاوا کے اولیای عظام مین سے تہا۔
جب ردن رحمت کی عمر بیس برس کی ہوی تو والدین نے چند خطوط اور تحائف دیکر مجاپہت
کے راجہ کے پاس جو رشتہ مین ردن رحمت کا خالو ہوتا تہا اوسکو روانہ کیا۔ ردن رحمت رستہ
مین ٹھہر کر پالم بنگ مین دو مہینے تک اریادامر کا مہمان رہا اور قریب تہا کہ وہ امر کو مسلمان
کر لیتا لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب کو مانتی تہی دامر علانیہ مسلمان
نہ ہوسکا۔ اب ردن رحمت پالم بنگ سے رخصت ہوکر گرسیک کے شہر مین آیا جہان مولانا
شیخ جمادی الکبری نے جو عرب کے رہنے والے اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔
ردن رحمت کا استقبال کیا اور کہا کہ "مشرقی جاوا مین جس ولی اللہ کے آنے کی مدت سے
خبر تہی وہ تم ہی ہو۔ اب بت پرستی کا زوال قریب آن پہونچا ہے اور تمہاری کوشش سے
بہت لوگ راہ راست پر آوینگے"۔ مجاپہت کے راجہ اور رانی نے ردن رحمت کی بہت خاطر
و مدارات کی۔ راجہ خود مسلمان ہونے پر راضی نہین ہوا۔ لیکن اوسکو ردن رحمت نے ایسا

ـلہ جن لوگون کا ذکر یہان آیا ہے اونکے رشتے اور تعلقات ذیل کے شجرے سے بخوبی معلوم ہوجائینگے۔



اُنس پیدا ہوا کہ امپیل کے شہر میں تین ہزار خاندانوں کا اوسکو حاکم مقرر کر دیا - امپیل کا شہر
جاوا کے مشرقی ساحل پر گریسیک کے شہر سے کسی قدر جنوب میں واقع تھا راجہ نے ردن رحمت
کو اجازت دی کہ اپنے مذہب کی علانیہ پیروی کیے اور لوگوں کو مسلمان کرے -

اب امپیل کا شہر جزیرہ جاوا میں دارالاسلام بن گیا اور حاکم امپیل یعنی ردن رحمت کا نام
کہ وہ کس جوش و مسرت سے رعایا کو مسلمان کرتا ہے دور و نزدیک مشہور ہو گیا - اس شہرت
کو سنکر ایک شخص مولانا اسحاق امپیل میں آئے کہ تبلیغ میں ردن رحمت کی مدد کریں -
ردن رحمت نے مولانا اسحاق کو بالم بنگن کی ریاست میں اشاعت اسلام کے لیئے مقرر کی
بالم بنگن کی ریاست جزیرہ جاوا کے مشرقی گوشہ میں تھی مولانا اسحاق نے یہاں پہونچکر
بالم بنگن کے راجہ کی بیٹی کا علاج کیا جو کسی سخت مرض میں مبتلا تھی - اور اوسکو شفا ہوئی
بادشاہ نے اسکے شکریہ میں مولانا اسحاق سے اس لڑکی کی شادی کر دی - شادی ہو
ہی شہزادی مسلمان ہو گئی - راجہ نے بھی مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اور مولا
اسحاق سے وعدہ کیا تھا کہ اگر شہزادی کو شفا ہو گئی تو وہ مسلمان ہو جائیگا - لیکن جسوقت
اسحاق نے اس وعدہ کو یاد دلایا اور اصرار کیا کہ حسب وعدہ راجہ مسلمان ہو تو راجہ نے انہ
اپنے ملک سے نکلوا دیا اور شہزادی کے ہاں جو بچہ پیدا ہونیوالا تھا اوسکے قتل کا حکم
پہلے ہی سے دیدیا - لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے گریسیک کے شہر میں ایک دو
مسلمان بیوہ[۱] کے پاس اس بچہ کو خفیہ روانہ کر دیا - اس بیوہ نے بچہ کو ماں کی طرح پرورش ک
اور بارہ برس کی عمر تک اوسکی غور و پرداخت کی - اسکے بعد اوسکو ردن رحمت کے س
کر دیا - ردن رحمت نے جب اس لڑکے کا حال سنا تو اوسکا نام ردن پاکو رکھا
اور کچھہ عرصہ کے بعد اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کر دی - اسکے بعد ردن پاکو س

[۱] اہل جاوا اب تک اس مسلمان بیوہ کو بہت تعظیم کے ساتھہ یاد کرتے ہیں اور اوسکے مزار کی
کو جاتے ہیں - دیکھو پردمونڈ صفحہ ۱۸۶ -

گری کے شہر مین جو گریسیک سے جنوب مین واقع تہا ایک مسجد تعمیر کی - اور ردن پاکو کو ایسی شہرت ہوی کہ ہزارون آدمی اسلام قبول کرنے کے لیئے اوسکے پاس آئے - اب ردن پاکو کا رسوخ ایسا بڑہا کہ ردن رحمت کے انتقال کے بعد راجہ مجاپہت نے اوسکو امیل اور گریسیک کا حاکم مقرر کردیا[1] - اس اثنا مین چند اور مسلمان بہی گریسیک کے شہر سے تبلیغ اسلام کے لیے روانہ ہوے - ردن رحمت کے دو لڑکون نے جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر مختلف مقامات مین سکونت اختیار کی - اور وہان کے اکثر لوگونکو مسلمان کر کے شہرت اور نیکنامی حاصل کی - ردن رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کو جزیرہ مدورا مین اشاعت کے لیے بہیجا جو گریسیک کے سامنے واقع تہا خلیفہ حسین نے مدورا مین ایک مسجد بنائی اور بہت لوگون کو مسلمان کیا -

مغربی صوبجات جاوا مین شیخ نور الدین ابراہیم تبلیغ اسلام مین کوشش کرتے تہے - یہہ بزرگ مدت تک مجمع الجزائر مین سیر و سیاحت کے بعد سنہ ۱۴۲۱ع مین جربون مین آباد ہوگئے - یہان ایک مبروصہ کا اونہون نے علاج کیا اور اوسکو شفا ہوی اس بات سے شیخ نور الدین کو بہت شہرت ہوی اور ہزارہا لوگ مسلمان ہونے کے لیے اونکے پاس آگئے - ابتدا مین ملک کے سردارون نے اونکی مخالفت کرنی چاہی لیکن یہہ دیکہکر کہ اس مخالفت کا انجام کچہہ نہوگا ان سردارون مین سے بہی اکثر نے اسلام قبول کرلیا -

اب ہمکو اریا دام کا ذکر کرنا چاہیئے جو پالم بنگ کا حاکم تہا - معلوم ہوتا ہے کہ دام نے اپنے بچون کو اوسی مذہب مین تعلیم و تربیت دی تہی جسکو وہ خود رعایا کے خوف سے قبول نہ کرسکا تہا - ردن پاتا کی عمر جب بیس برس کی ہوی تو دام نے ردن پاتا اور اپنے بیٹے ردن حسین کو جو ردن پاتا سے دو برس چہوٹا تہا پالم بنگ سے جاوا کو روانہ کیا اور یہ لوگ گریسیک کے شہر مین اُترے - ردن پاتا کو اپنے حسب و نسب کا حال معلوم تہا او

[1] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۹ - ۱۹۰ -

اوسکی مان کے ساتھہ جو بدسلوکی ہوئی تھی اوسکے انتقام کے لیئے وہ غیظ و غضب مین بھرا ہوتا
اسلیے رودن پایا نے رودن حسین کے ساتھہ مجاپہت جانے سے انکار کیا اور امپل کے شہر
مین رودن رحمت کے پاس ٹھہر گیا۔ رودن حسین مجاپہت کو روانہ ہوا۔ راجہ نے اوسکی بہت
خاطر کی اور ایک ضلع کا اوسکو حاکم مقرر کیا اور کچھہ عرصہ کے بعد رودن حسین لشکر مجاپہت کا
سپہسالار مقرر ہوا۔

اسی عرصہ مین رودن پایا نے رودن رحمت کی بیوی بانو اہی سے نکاح کر لیا اور وہ بنبارا
مین آباد ہو گئے۔ بنبارا گریسیک کے شہر سے مغرب مین بہت محفوظ جگہہ واقع تھا اور اوسکے
چارون طرف دلدل کی زمین دور تک پہیلی ہوی تھی جسوقت راجہ مجاپہت نے سنا کہ
بنبارا مین کچھہ لوگ آباد ہوے ہین تو اوسنے رودن حسین کو رودن پایا کے پاس بہیجا اور
حکم دیا کہ بنبارا کا سردار یعنی رودن پایا ہمارے سامنے حاضر ہو کر اطاعت قبول کرے ورنہ
بنبارا بالکل مسمار کر دیا جاویگا۔ رودن حسین نے بنبارا پہونچکر رودن پایا کو اسطرح سمجھایا کہ
وہ مجاپہت مین چلا آیا اور دربار کے لوگون نے اوسکی صورت مین راجہ کی شباہت دیکھی
یہان رودن پایا کی بہت عزت ہوی اور راجہ کی طرف سے وہ بنبارا کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔
لیکن اوسکے دل مین انتقام کی آگ برابر سلگ رہی تھی اور باپ کی سلطنت کو غارت کرنے کے
لیے وہ بالکل تیار تھا مجاپہت سے روانہ ہو کر رودن پایا امپل کے شہر مین آیا اور رودن رحمت
سے اوسنے اپنے تمام منصوبے کہے۔ رودن رحمت نے اوسکے غصہ کو کم کرنا چاہا اور کہا
کہ باپ نے اوسکے ساتھہ ہمیشہ مہربانی کی ہے اسلیے اوسکو مخالفت کرنی زیبا نہین ہے
اول تو راجہ بڑا نیک اور عادل اور ہر دلعزیز ہے پہر یہہ کہ مسلمان ہو کر رودن پایا اپنے باپ
سے لڑائی نہین کر سکتا اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے جس سے باپ کو نقصان پہنچے
لیکن رودن پایا پر ان نصیحتون کا کچھہ اثر نہ ہوا اور وہ بنبارا کو واپس چلا آیا۔ بنبارا کی آبادی
روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور قرب و جوار کے لوگ کثرت سے اسلام قبول کرتے تھے

ردن پاتا نے اس عرصہ مین ایک بڑی مسجد بنانے کی تجویز کی لیکن جب تعمیر شروع ہوئی تو
امپل کے شہر سے ردن رحمت کے بیمار پڑنے کی خبر آئی - ردن پاتا فورًا امپل کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر دیکھا کہ جزائر کے مشہور و معروف اعیان اسلام اوس شخص کے بستر کے گرد
جمع ہین جسکو تمام عمر وہ اپنا سردار تسلیم کرتے رہے تھے - ان تیمارداروں مین ردن رحمت کے
دونون بیٹے تھے جو جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر رہتے تھے اور مولانا اسحاق کا بیٹا ردن پاکو تھا
جو گری کے شہر مین آباد ہوا تھا - اور پانچ شخص اور تھے - کچھہ عرصے کے بعد ردن رحمت
نے قضا کی - اور اب ردن پاتا کے منصوبون مین جو شخص مزاحم تھا وہ باقی نہ رہا - ردن رحمت
کے انتقال کے بعد یہہ آٹھون اعیان اسلام ردن پاتا کے ساتھہ منارا کو گئے اور مسجد کے
انصرام تعمیر مین مدد کی[1] - ان سب لوگون نے متفق ہوکر حلف لیا کہ سلطنت مجاپہت کے خلاف
ردن پاتا کی مدد کرینگے - جاوا مین اور جسقدر بڑے مسلمان سردار موجود تھے وہ بھی اس
سازش مین شریک ہوے - البتہ ردن حسین اخیر وقت تک اپنے بادشاہ کا خیر خواہ
رہا اور اوسنے ان باغی مسلمانون کا ساتھہ دینے سے انکار کیا -

آخرکار لڑائی شروع ہوئی جسکی تفصیل کی یہان کچھہ ضرورت نہین ہے - فقط یہ لکھنا
کافی ہے کہ سنہ ۱۴۷۸ء مین سات روز کی سخت لڑائی کے بعد مجاپہت کے راجہ کو شکست
ہوئی اور جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین ہندوؤن کے راج کی جگہہ اسلامی حکومت قائم
ہوگئی - اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ردن حسین دشمنون کے خوف سے قلعہ بند ہوا لیکن مجبور ہوکر
ردن پاتا کی اطاعت قبول کی اور امپل کے شہر مین وہ حاضر کیا گیا جہان اوسکا دودھ بھائی ردن پاتا
بہت مہربانی سے اوسکے ساتھہ پیش آیا - سنہ ۱۴۸۱ء مین مجاپہت کے وہ لوگ جو ہندو مذہب پر قائم رہے
بھاگ کر جزیرہ بالی مین آباد ہو گئے جہان ابتک شیو کی پرستش کثرت سے جاری ہے[2] کچھہ لوگون نے یہہ کہا کہ مجاپہت کے

[1] یہ مسجد ابتک موجود ہے اور اہل جاوا اس مسجد کو تمام مقدس مقامات مین سب سے زیادہ مقدس اور متبرک سمجھتے ہین -

[2] جزیرہ بالی کے اکثر باشندون نے ابتک مسلمانون کی اس کوشش کو دکیا ہے کہ کسی طرح مسلمان کر لیے جا دین

شہزادون کی مدد سے چھوٹی چھوٹی عملداریان علیحدہ قائم کرلین اور دارالسلطنت مجاپہت کی فتح کے بعد کچھ عرصہ تک یہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔

جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین تو یہ واقعات پیش آرہے تھے اور ادہر مغربی جزیرہ مین داعیانِ اسلام بیکار نہ تھے۔ شیخ نورالدین ابراہیم نے چربون سے اپنے بیٹے حسن الدین کو بانٹن مین تبلیغ کے لیئے روانہ کیا تھا۔ بانٹن جزیرہ جاوا کا مغربی صوبہ ریاست پجاجرن کے تحت مین تھا۔ حسن الدین کو یہان بہت کامیابی ہوی اور جو لوگ اسلام لائے اونمین آٹھ سو بت پرست ایسے تھے جو تارک الدنیا ہوچکے تھے۔ بانٹن کی تاریخون مین لکھا ہے کہ حسن الدین نے لوگون کو صرف وعظ و نصیحت سے مسلمان کیا تھا۔ تلوار سے اوسنے اپنے مذہب کی کبھی اشاعت نہین کی[۱]۔ اسکے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتھ حج کے لئے کعبہ معظمہ کو روانہ ہوے اور جب واپس آئے تو مجاپہت پر حملہ کرنے مین رادن پاتا کی مدد کی تھی۔

جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت ایسی جلد نہین ہوی جیسے کہ مشرقی حصہ مین ہوی تھی۔ کیونکہ یہان شیو کے پوجاریون اور مسلمانون مین سخت نزاع رہا۔ اور غالب سولہوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے پجاجرن کی بت پرست سلطنت کو مسلمان غارت نہ کرسکے[۲]۔ پجاجرن کی نسبت جاوا کی تاریخ مین لکھا ہے کہ ایک زمانہ مین یہ سلطنت جزیرہ کی مغربی پاسون پر بھی حکمران تھی۔ اس سلطنت کے علاوہ بت پرستون کی اور

بقیہ صفحہ (۴۰۵) لیکن قنانوتا کچھ کچھ لوگ مسلمان بھی ہوتے رہے ہین۔ آٹھ لاکھ پانچ ہزار کی آبادی مین سے صرف تین
ادمی مسلمان ہوے۔ اس جزیرہ کا موقع تجارت کی لحاظ سے ایسا عمدہ ہی کہ باہر کے اکثر مسلمان اس جزیرہ کے ساحل پر آئے اور وہان
ان نوآباد مسلمانون مین سے بعض نے تو جزیرہ کی باشندون سے کچھ بحث نہ رکھی لیکن بعض مسلمان ایسے تھے جنہون نے بالی کی
عورتون سے نکاح کیے اور یہانکی لوگون مین مل جل کر رہنے لگے۔ اور یہ اسی قسم کے مسلمانونکی کوشش کا نتیجہ ہی کہ بالی کے تو مسلمونکو
ترقی ہوی اور وہ ایسے پرہیزگار اور متقی مسلمان ہوگئے جنکا اثر بالی کی بت پرستون پر بہت کچھ باقی ہے۔ ...... باقی نوٹ صفحہ ۴۱۴

[۱] رافلز۔ دوسری جلد صفحہ ۳۱۶ ۔ [۲] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۲۵۷ ۔ ۲۷۰ ۔

چہوٹی چہوٹی جماعتین ایسی تہین جو مدت تک سلامت رہین اور اون مین سے[1] چند ابہی تک باقی ہین - ان بت پرستون مین سے ایک گروہ کے حالات جسکا نام بدوی ہے بہت دلچسپ ہین یہہ لوگ قدیم باشندگان جاوا کی نسل سے ہین اور ابتک اپنے بزرگون کے دین پر قائم ہین جب مجاپہت کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہہ لوگ ریاست سے بہاگ کر جنگلون اور پہاڑون مین آباد ہو گئے تا کہ وہان امن و امان سے اپنے آبائی مذہب کے پابند رہین - جب کچہہ عرصہ کے بعد ان لوگون نے سلطان بانٹن کی اطاعت قبول کی تو اونکو اپنے قدیم مذہب پر سلامت رہنے کی اجازت ملی لیکن اس شرط سے کہ جو لوگ بت پرست رہنا چاہین اونکی تعداد ایک خاص حد سے کبہی تجاوز نہ کرے[2] - اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہہ لوگ ابتک اس شرط کے پابند چلے جاتے ہین حالانکہ جاوا مین ڈنمارک کی حکومت کو اسقدر مدت ہو گئی ہے کہ اس قدیم دستور کی پابندی سے یہہ لوگ بالکل آزاد ہین - لیکن ابتک وہ اپنی بستیون مین چالیس خاندانون سے زیادہ نہین آباد ہونے دیتے - بلکہ جب کسی بستی مین اونکے گہر اس تعداد سے بڑہ جاتے ہین تو جس قدر خاندان بڑہتے ہین وہ بستی چہوڑ کر قریب کے قصبون مین جہان مسلمان زیادہ ہوتے ہین جا بستے ہین[3] -

اگرچہ جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت اسقدر جلد نہین ہو سکی جسقدر اور حصون مین ہوی تہی لیکن اس مغربی حصہ کے لوگون مین وسط جاوا کے باشندون کی طرح ہندو مذہب کو بخوبی استحکام حاصل نہین تہا اسلیئے مذہب اسلام کو بت پرستی کے مقابلہ مین وہان ایسی فتح نصیب ہوی اور بت پرستی کی جگہہ خود رائج ہونے مین اوسکو اس درجہ کامیابی رہی کہ راجگان مجاپہت کی حدود سلطنت مین بہی اسلام کو یہہ فروغ نہ ہوا - مغربی جاوا مین آجکل اسلامی شریعت ایک زندہ قوت ہے اور عربی تہذیب و تمدن کے جو طریقے یہان جاری ہین

[1] ۱۵۹۶ء مین ایک سیاح نے لکہا کہ یہان بت پرستونکی تین سلطنتین تہین جنمین کثرت سے بت پرست رہتے تہے یہمان صفحہ ۳۴۴ - [2] رافلز - دوسری جلد صفحہ ۱۳۲ - ۱۳۳ - [3] منظر صفحہ ۲۷۹ - .

وہ اہل جاوا کی زندگی اور طرز حکومت مین بالکل شیر وشکر ہوگئے ہین - اور یہہ لکھا جاتا ہے کہ مغربی جاوا کے مسلمان جنکو تعلیم دین ملی ہے اور حج کر آئے ہین وہ تمام اہل جاوا مین سب سے زیادہ ہوشیار لائق اور صاحب ثروت ہین[1]-

جاوا مین اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد گو یہان کے اکثر لوگ صدہا برس تک بت پرست رہے لیکن آج کل سوائے تھوڑے لوگون کے جاوا کے کل باشندے مسلمان ہین - اگرچہ ان مسلمانون مین اکثر قدیم رسمین انکے بت پرست باپ دادا کے وقت کی چلی آتی ہین لیکن عام میلان طبیعت اسی طرف ہے کہ مسلمانون کے خیالات اور اونکے افعال و اعمال سب اسلام کی تعلیم و تربیت کے مطابق ہون غرض یہ صدہا سال کی اشاعت امن و امان کے وسائل سے بتدریج ہوی - اسلامی حکومتون کا اس جزیرہ مین قائم ہونا مذہبی حالات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ وہ پولٹیکل تاریخ کا ایک حصہ ہے - وجہ یہہ ہے کہ دعوت اسلام مین بادشاہون کے سبب سے اسقدر ترقی نہین ہوی جسقدر کہ داعیان اسلام کی کوشش سے ہوی -

جس زمانہ مین کہ جاوا کے مسلمان ہندوؤن کی سلطنت کے خلاف بغاوتین برپا کر رہے تھے اور اونکی حکومت کو چھین کر اپنے قبضے مین لانا چاہتے تھے تو اوسی زمانہ مین جزائر ملایا کے اور جزیرون مین داعیان اسلام نے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے ایسا انقلاب پیدا کیا جسمین لڑائی یا فساد کی ضرورت نہ تھی اور یہہ مسلمان اشاعت مین ایسے سرگرم ہوے کہ انہون نے ہزارون آدمیون کو رفتہ رفتہ مسلمان کرلیا - اب ہم جزائر ملایا مین سے اول جزائر ملوکا کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہین -

جزائر ملوکا جزائر ملوکا مین لونگون کی تجارت قدیم زمانہ سے جاری تھی - اور اس تجارت کے سبب سے ملوکا کے باشندون کو مجمع الجزائر کے مغربی جزیرون سے تعلق

[1] فان دیربرگ (۱) صفحہ ۳۵-۳۶- پوئنسین صفحہ ۸۰۳-

پیدا ہو گیا۔ جاوا اور ملایا کے جو مسلم تجارت کی غرض سے جزائر ملوکا مین آئے تہے اونہون نے ساحل کے باشندون مین اسلام کا چرچا کیا[۴۹]۔ جب قوم پرتگیز کے مشہور جہاز ران فرمانند و مگیلان کے ساتہی اپنے وطن کو واپس آئے تو اونہون نے ایک عجیب قصہ جزیرہ ملوکا کی نسبت بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجرون نے ملوکا کے باشندون مین کس طرح اسلام کی اشاعت کی وہ قصہ یہہ ہے کہ "جزائر ملوکا مین اہل اسپین کے پہونچنے سے چند سال پہلے ان جزیرون کے بادشاہ بقاء[۵۰] روح کے مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے تہے۔ اور اس مسئلہ کا یقین اونکو اسطرح ہوا تہا کہ ایک چہوٹا سا پرندا اونکی نظر سے گذرا تہا جو ہمیشہ اڑتا رہتا تہا اور کبہی مین پر یا زمین کی کسی چیز پر نہ بیٹہتا تہا مسلمانون نے جو تجارت کے لیے ان جزیرون مین آئے ہوئے تہے جب یہہ بات سنی تو اونہون ملوکا کے بادشاہون سے کہا کہ یہہ چہوٹا پرند جنت مین پیدا ہوا ہے اور جنت وہ جگہہ ہے جہان مرنے کے بعد لوگونکی روحین آرام کرتی ہین۔ ملوکا کی بادشاہون نے یہہ سنتے ہی اسلام قبول کیا کیونکہ مسلمانون کے ہان جنت کے متعلق جسمین روحین آباد ہونگی عجیب و غریب دعوے کیے گئے ہین[۵۱]"

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر ملوکا مین اسلام کی ابتدا پندرہوین صدی عیسوی سے ہوئی تیدور کے بت پرست بادشاہ جریلی لیجا تو نے ایک عرب شیخ منصور نامی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور اوسکی رعایا مین سے بہی اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور بادشاہ کا نام

[۴۹] دے بارس صفحہ ۵۷۹۔ [۵۰] ارگنسولا صفحہ ۱۱ (ب) [۵۲] اس زمانہ مین ملوکا کے جزیرہ ترناتی تیدور گیلالا او باتچان کے بادشاہون کی حکومت مین تہے ان مین ترناتی کا سلطان سب مین زبردست تہا جسکی سلطنت ترناتی اور جنوب کے چہوٹے چہوٹے جزیرون مین تہی۔ ہلماہیرا اور سلیبیز کا بڑا حصہ اور جزائر امبوانا اور باندا بہی اسی سلطان کے قبضہ مین سلطان تیدور تیدور کے جزیرہ اور ہلماہیرا کے ایک حصہ کا اور ان جزیرون کا بادشاہ تہا جو نیو گنی اور ہلماہیرا کے بیچ مین واقع ہین۔ نیو گنی کے مغربی ساحل اور جزیرہ سیرام مین بہی سلطان تیدور کی سلطنت تہی۔ سلطان گیلالا کی سلطنت ہلماہیرا کے وسط مین تہی اور جزیرہ سیرام کے شمالی ساحل کا بہی کچہہ حصہ اوسکے قبضہ مین تہا سلطان باتچان صرف باتچان اور جزائر اوبی پر حکومت کرتا تہا۔ (دے ہولاندر پہلی جلد صفحہ ۵) [۵۳] ہامیلیا نو آرجنسولا نو۔ (رمہو جلد

۱ صفحہ ۱۵۳-)

سلطان جمال الدین کہا گیا - بادشاہ کی بڑی بیٹی کا نام شیخ منصور کے نام پر منصور رکھا گیا[51] سنہ ۱۵۲۱ع
مین فرنانڈو میگیلان پرتگیزی کی موت کے چند سال بعد اہل اسپین کی مہم تیدور مین پہونچی -
اور منصور نے اسپین کے لوگون کی خاطر و مدارات کی - پگافت جو اس مہم کا مورخ تہا
لکھتا ہے کہ بادشاہ تیدور کا نام سلطان منصور تہا اوسکی عمر پچاس برس سے زیادہ تہی -
جزائر ملوکا مین مسلمانون کو آئے ہوے نصف صدی سے زیادہ نہین گذرا تہا[52] -

ترناتی کے جزیرہ مین جو تیدور سے قریب ہے اسلام کی اشاعت کسی قدر پہلے ہو چکی
تہی - اہل اسپین جس زمانہ مین تیدور کے جزیرہ مین پہونچے تو اوسی زمانہ مین پرتگیز جزیرہ ترناتی
مین آئے ترناتی کے لوگون نے پرتگیزون سے کہا کہ اون کے جزیرہ مین اسلام کی اشاعت کو
اسّی برس سے کچہہ زیادہ زمانہ گذرا ہے[53] -

پرتگیزون کے بیان کے مطابق[54] ترناتی کا سلطان شاہان ملوکا مین پہلا بادشاہ تہا
جو مسلمان ہوا - اس سلطان کی نسبت مشہور ہے کہ جزائر ملوکا کی خودمختار بادشاہون مین اوسکو
سب سے بڑہکر رتبہ حاصل تہا - سنہ ۱۴۹۵ع مین یہ بادشاہ گریسیک کے شہر کو جو جاوا مین
تہا اسلام قبول کرنے کی نیت سے گیا[55] - معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ ترناتی مین اسلام نے تدریج
ترقی کی کیونکہ یہان اسلام کو ایسے لوگون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اپنے قدیم مذہب بت پرستی
نہایت ثابت قدم تہے اور نومسلمون مین بہی بت پرستی کی رسمین مدت تک جاری رہین جن
نے اونکی طبیعت کو مذہب کی طرف سے مشکوک حالت مین رکہا[56] -

پرتگیزون کے فتوحات نے بہی اسلام کی ترقی کو جو جلد ہونیوالی تہی سست کر دیا
جزیرہ ترناتی کے ایک قاضی کو جو لوگونکو اسلام کی تعلیم و تلقین کرتا تہا - پرتگیزون

[51] روبیدے فاندیرآ صفحہ ۱۸ [52] پگافت - توم ا صفحہ ۳۶۵ - ۳۶۱ [53] مصنف دے بارس لکھتا ہے کہ تیدور کے
کو تحقیق کرنیکے بعد وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اسلام کی وبا کو (نعوذ باللہ) وہان پہیلے ہوے اسّی برس
کسی قدر زیادہ زمانہ گذرا ہے" دے بارس "ایشیا کا بیان" صفحہ ۵۷۰ [54] دے بارس صفحہ ۵۸۰ - [55] بکمیہ
[56] ارگنسولا صفحہ ۳-۴ -

جزیرہ سے نکال دیا اور بت پرستون مین عیسائی مذہب کی اشاعت شروع کی جسمین کامیابی ہوئی لیکن تھوڑی مدت تک رہی[1]- کیونکہ جسوقت سولھوین صدی عیسوی کے اخیر حصہ مین ملوکا کے باشندون کو معلوم ہوا کہ اہل پرتگال خود اپنی مشکلون مین گرفتار ہین تو اونہون نے پرتگیزون کی حکومت سے آزاد ہونے کے لیئے عیسائیون کی خلاف سخت ہنگامے برپا کیے- ان معرکون مین بہت عیسائی شہید ہوے اور اکثر لوگون نے عیسائی مذہب ترک کیا اور عیسوی دین نے جو کچھہ جیتا تہا وہ سب ہار دیا[2]- اسی زمانہ سے جزائر ملوکا کے لوگون کو عیسائیون کی حکومت سے ایسی مخالفت ہوئی کہ مغربی جزیرون سے جو متعدد مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے آئے اونکی خاطر و مدارات زیادہ تر ہونے لگی[3]- سترہوین صدی عیسوی مین اہل ڈنمارک نے ہسپین اور پرتگال کے عیسائیون کو نکال کر عیسائی مذہب کا رہا سہا کام تمام کر دیا- اور فرقہ جیسوٹ (یسوعی) کے پادری جزیرہ ترناتی کے دیسی عیسائیون کو ساتھہ لیکر جزائر فلیپائن مین چلے گئے[4]-

ترناتی اور تیدور کے بعد جزائر ملوکا کے باقی جزیرون مین اسلام کی اشاعت ہوئی اور کچھہ زمانہ تک صرف ساحل کے باشندون مین تبلیغ اسلام محدود رہی[5]- ملوکا کے چھوٹے چھوٹے جزیرون مین جزیرہ نماے ملایا کے نو مسلم بالکل آباد ہین- اور ان جزیرون کے اندرونی حصون مین الفر کی قوم بستی ہے- کچھہ زمانہ کے بعد اس قوم کے لوگ بھی مسلمان ہوے[6]- سنہ ۱۵۲۱ع مین سلطنت گیلالا کا بادشاہ مسلمان تہا یہہ ریاست جزیرہ ہلماہیرا کے شمال مین مغربی ساحل پر تھی[7]- آج کل یہان اسلام کی ترقی کے لیے چند

---

[1] ارگنسولا صفحہ ۵ (ب) [2] ارگنسولا صفحہ ۹۷-۹۸- [3] ارگنسولا صفحہ ۱۵۵-۱۵۸- [4] اس مصنف نے ترناتی کی نسبت لکھا ہے کہ یہی جگہ ہے جہان مختلف مذہبی فرقے موجود ہین- جہان سے کفر پھیلتا ہے خاصکر مسلمانون کے ذریعہ سے ۱۵۸۵ع سے جبسے کہ اہل ڈنمارک اس سمندر مین آئے ہین وہ اپنے ساتھہ مسلمان ہلکارن اور قزاقون کا لانا نہین بھولتے مسلمان ایشیا کی دولت لوٹ لیتے ہین اور جھوٹا مذہب اپنے ساتھہ لاتے ہین جسنے ہزارون آدمیون کو عیسائی مذہب قبول کرنے سے روک دیا"- [5] ان دیسی عیسائیونکی اولاد ابتک جزیرہ لوزان کے صوبہ کاویتی مین موجود ہے- (کرافورڈ (۱) صفحہ ۸۵)
[6] اندرسن صفحہ ۲۲ [7] فوریسٹ صفحہ ۹۶- [8] پگافت (راموسیو پہلی جلد صفحہ ۳۶۶)-

قواعد ایسے منضبط کر دیے گئے ہین کہ اسلام کی اشاعت مین اونسے کسی قدر آسانی پیدا ہو جاتی
ہے - مثلاً اگر معلوم ہو جائے کہ الفر قوم کے کسی آدمی نے کسی مسلمان عورت سے آشنائی
کر رکھی ہے تو حکم ہے کہ یہہ شخص اس عورت سے نکاح کرے اور مسلمان ہو جاوے - یا
اگر الفر قوم کی کوئی عورت مسلمان سے شادی کر لے تو خاوند کا مذہب اختیار کرنا اوسپر فرض
ہے - یا جسوقت حکام و سرداران سلطنت مین کمی ہو جاتی ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کے
لئے امیدوارون کے حقوق پر اسقدر نظر نہین ہوتی جسقدر اس بات کا خیال کیا جاتا ہے
کہ اسلام قبول کرنے کی طرف ان امیدوارون کو کس درجہ رغبت ہے[1]۔

جزیرہ بورنیو جزیرہ بورنیو مین اسلام کی اشاعت ساحل کے ملکون مین محدود
رہی حالانکہ سولہوین صدی عیسوی کے شروع سے اسلام یہان شائع ہونا شروع ہوا تھا - اسی
زمانہ مین اول بنجر ماسین کی سلطنت مین اسلام پھیلا - یہ سلطنت بورنیو کے جنوبی ساحل پر
سلطنت مجاپہت کی ماتحت تھی لیکن ۱۴۷۸ء مین جب مجاپہت کی سلطنت برباد ہو گئی تو بنجر ماسین کی سلطنت
آزاد ہو گئی مجاپہت کی بربادی پر اوسکی جگہہ جو اسلامی ریاستین قائم ہو گئی تھین انمین سے ایک ریاست دامک
کی تھی جسکے اثر سے بنجر ماسین کے لوگون نے اسلام قبول کیا - بنجر ماسین کے لوگون کے
مسلمان ہونے کا حال یہہ ہے کہ انہون نے ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لیئے دامک
کی ریاست سے کمک چاہی اور جزیرہ جاوا سے مسلمانونکی ایک جمعیت روانہ ہوئی جسنے بغاوت کو رفع کر کے رعایا کو مسلمان
کیا[2]۔ ۱۵۲۱ء مین جسوقت اہل اسپین برونی کی فتح مین پونہچے جو بورنیو کے شمال مغربی ساحل پر تھا تو معلوم ہوا[3]
کہ برونی کا بادشاہ مسلمان ہے[4]۔ ۱۵۵۰ء مین بورنیو کی مغربی ساحل پر سکدانا کی شہر مین اہل عرب نے اپنے مذہب کو رواج د

[1] کاہن صفحہ ۴۶۲ [2] ویلور یے صفحہ ۵۲ [3] دامک جزیرہ جاوا کے شمالی ساحل پر ہے اور جزیرہ
کے جنوبی کنارہ کے سامنے واقع ہے - [4] ہاگمان صفحہ ۲۳۶-۲۳۹ - [5] پکافٹ - اموسکو - توم ا
صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ [6] "ہندو سلطنت مجاپہت کے چند لوگون نے سکدانا مین آباد ہوکر سکدانا کی
حکومت قائم کی" (دے ہولاندر - دوسری جلد - صفحہ ۶۷) اس لئے ضرور ہے کہ اہل جاوا کے مسلمان
ہونے کے بعد سکدانا کی ریاست مین اسلام شائع ہوا

یہہ عرب پالم بنگ سے جو جزیرہ سمطرہ مین واقع تہا سکدانا مین آئے تہے[۵۱]- یہان کے بادشاہ نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑنے سے انکار کیا تہا لیکن اوسکی موت سے پہلے سنہ ۱۵۹۰ء تک جو چالیس برس کا زمانہ گذرا اوسمین اہل عرب نے سکدانا مین اسلام کو بہت ترقی دی اس بادشاہ کا جانشین جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے اسلام قبول کیا اور قریب کے جزیرہ کا ایک بادشاہ تہا جسکی بیٹی سے اوسنے اپنی شادی کی- اس بادشاہ کے جزیرہ مین اسلام کو شائع ہوے غالباً کچھہ مدت ہوگئی تہی[۵۲]- سنہ ۱۶۰۰ء مین سکدانا کے پہلے مسلمان بادشاہ کے عہد مین فرانس کا ایک سیاح[۵۳] سکدانا مین آیا اور اوسنے لکہا کہ "ساحل پر بالعموم مسلمانون کا مذہب رائج ہے- لیکن جزیرہ کے وسط مین لوگون کا مذہب بت پرستی ہے-"

سکدانا کی ریاست مین جب اسلام کی ترقی ہوئی تو مکہ معظمہ سے جو اسلامی دنیا کا مرکز ہے اوس دور و دراز جزیرہ کی طرف توجہ ہوئی اور ایک عرب شیخ شمس الدین مکہ سے سکدانا مین آئے اور جس زمانہ مین وہ یہان پہونچے تو سکدانا مین پہلے مسلمان بادشاہ کا جانشین سلطنت کرتا تہا- شیخ شمس الدین اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد اور ایک انگوٹھی اور بادشاہ سکدانا کے نام کا ایک خط لائے- اس خط مین بادشاہ کو جو دین کا بڑا حامی تہا سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا تہا[۵۴]-

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین لکہا گیا کہ جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ مین ایدان کی ایک قوم آباد تہی جو ساحل بورنیو کے مسلمانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے اسلیے دیکھتی تہی کہ ابہی تک اس قوم کا مذہب وہ نہین تہا جو مسلمانون کا مذہب ہے[۵۵]- ڈل ریمپل جو سنہ ۱۷۶۱ء

[۵۱] وزی (۱) صفحہ ۴۸۶- [۵۲] ویث (۲) پہلی جلد- صفحہ ۱۹۳- [۵۳] اولیور دے نورت- "بحری سفر کے حالات" چودہوین جلد ۲۲۲ (مطبوعہ ہیگ سنہ ۱۷۵۵ء) [۵۴] سلطان صفی الدین نے سنہ ۱۶۷۷ء مین انتقال کیا- اس بادشاہ کے باپ نے غالباً اپنا کوئی اسلامی نام نہین رکہا تہا بلکہ مسلمان ہونیکے بعد بھی وہ پانمبھان گری سکی قدیم نام سے مشہور رہا (نیتشر صفحہ ۱۴۵-۱۵۱)

[۵۵] فورسٹ صفحہ ۳۷۱-

سے ۱۸۶۶ء تک جزیرہ زولو مین مقیم رہا اوسنے ایدان کے متعلق تحقیقات کر کے لکھا ہے
کہ "قوم ایدان کے لوگ اپنی جہالت پر متاسف ہین اور اسلیئے دل ہی دل مین بہت خفیف
رہتے ہین۔ جسوقت یہہ لوگ مسلمانون کے گھرون مین یا مسلمانون کے جہازون پر آتے
ہین تو مسلمانون کی بیحد تعظیم کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ مسلمان وہ ہین جنکو اپنے پروردگار
کا علم حاصل ہے۔ جس جگہہ مسلمان سوتے ہین وہان یہہ ایدان بیٹھتے نہین اور مسلمان جس ڈبیا
مین سے چونا نکال کر کہاتے ہین اوسمین سے یہہ لوگ خود انگلیان ڈالکر چونا نہین نکالتے
بلکہ مسلمان جب خود اونکو پان یا چونا دیتے ہین تو بہت ادب سے لیتے ہین اور جس خدا کو وہ
خود نہین جانتے اوسکی الوہیت کے اقرار مین وہ ایسے لوگون کے سامنے جو خدا کا علم رکھتے
ہین ہر بات مین عجز و انکسار ظاہر کرتے ہین[۱]۔ لیکن ۱۸۶۶ء کے بعد ایدان کی قوم نے اسلام
قبول کر لیا[۲] اور اس قوم کا مسلمان ہونا اون متعدد مثالون مین سے ایک مثال ہے جنمین
اسلام نے ایسی قومون مین جو تہذیب و تمدن کے اعتبار سے کم درجہ رکھتی تہین بہت جلد
اپنا اثر پہیلایا۔ جزیرہ بورنیو مین مختلف قومون کے لوگ مثلاً عرب بوگی ملایا اور چین کے
باشندے وقتاً فوقتاً آباد ہوے۔ ساتوین صدی عیسوی سے ان قومونکی آبادیان یہان
قائم ہوئین[۳]۔ مختلف ملکون کے غلام بہی یہان آباد کیے گئے۔ اسی وجہ سے آجکل بورنیو
کے مسلمان بالکل مخلوط نسلون کے لوگ ہین[۴]۔ یہہ غیر ملک کے باشندے جسوقت
بورنیو مین آباد ہوے تہے تو اوس وقت اون مین سے اکثر بت پرست تہے اور بورنیو کے
اصلی باشندون سے جنکو دیاک کہتے تہے وہ زیادہ مہذب تہے۔ ان باہر کے لوگون نے
قوم دیاک کے لوگون کو فتح کر کے جزیرہ کے وسط مین اونکو بہگا دیا جہان اونکے لوگ ابہی
تک بت پرست ہین۔ جزیرہ کے مغربی حصون مین دیاک قوم کے جو چہوٹے چہوٹے گروہ
رہتے تہے وہ البتہ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے[۵]۔

[۱] جزیرہ زولو پر جواب مضمون" صفحہ ۵۵ - [۲] پانچیر صفحہ ۱۶ - [۳] ہاگمان صفحہ ۴۳ - [۴] ویث (۲) پہلی جلد صفحہ ۹، [۵] ویث دوسری جلد صفحہ ۱۶ -

جزیرہ سلیبیز جزیرہ سلیبیز مین بھی اسلام رفتہ رفتہ شائع ہوا اور ساحل کے لوگون سے شروع ہوکر جزیرہ کے وسط مین پہونچا - سلیبیز کے باشندون مین صرف مہذب قومون نے یعنی مکاسر اور بوگی کی قومون نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے جنوب مغربی جزیرہ نما مین آباد ہین - بوگی قوم کے مسلمان سلیبیز کے اور جزیرہ نماؤن پر بھی آباد ہین - اور ساحل سلیبیز کی آبادی مین بھی انکی تعداد بہت ہے - سوای جنوب مغربی جزیرہ نما کے جہان کے باشندے تقریباً کل مسلمان ہین اس جزیرہ کے اندرونی حصون مین جسقدر لوگ رہتے ہین اون مین اکثر بت پرست ہین - یہہ بت پرست زیادہ تر الفر کی قوم کے لوگ ہین جو تہذیب مین ادنی درجہ رکھتے ہین اور سلیبیز کے شمالی مشرقی اور جنوب مشرقی جزیرہ نماؤن مین بکثرت آباد ہین سلیبیز کے گوشہ شمال پر میناہاسا کے ملک مین جو الفر رہتے ہین اون کے بہت آدمی عیسائی کر لئے گئے کیونکہ میناہاسا کے جزیرہ نما مین مسلمانون کا گذر صرف اُسوقت ہوا جبکہ پرتگیزون کا وہان عملدرآمد اچھی طرح ہو گیا تھا - اور پرتگیزون نے الفر کو رومن کیتھولک مذہب مین شامل کر لیا تھا - لیکن جسوقت ڈنمارک کے عیسائی یہان آئے تو انہون نے ان دیسی عیسائیون کو جو رومن کیتھولک تھے پروٹسٹنٹ بنایا ڈچ کے مشنریون نے بڑی کوشش اور جستجو سے الفر کی قوم مین پروٹسٹنٹ مذہب پھیلایا اور بہت کامیابی حاصل کی - لیکن اب الفر کے لوگون مین خواہ وہ ڈچ کی عملداری مین رہتے ہون خواہ دیسی سردارون کی حکومت مین آباد ہون اسلام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے[1]-

۱۵۴۰ء مین جسوقت پرتگیز جزیرہ سلیبیز مین اول ہی دفعہ پہونچے تو گووا کے شہر مین جو ریاست مکاسر کا دارالحکومت تھا چند مسلمان بھی نظر آئے جو غیر ملکون کے رہنے والے تھے - مکاسر کے باشندون نے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا بلکہ سترھوین صدی عیسوی کے شروع ہونے سے پہلے وہان کے باشندون مین اسلام کی بخوبی اشاعت

---

[1] زینڈی لنگن - بتیسوین جلد - صفحہ ۱۷۷ - چونتیسوین جلد - صفحہ ۱۷ -

نہین ہو سکی - اسکے بعد البتہ بہت لوگون نے اسلام قبول کیا - اس تحریک کی اشاعت کا حال بہت دلچسپ ہے کیونکہ ایسے واقعات شاذو نادر دیکھنے مین آتے ہین جہان اسلام اور عیسائی مذہب دونون بت پرستون کو اپنا پیرو بنانے کے لیئے مقابلہ پر ہون - قدیم زمانہ کے ایک عیسائی مورخ نے اس باہمی مقابلہ کا ایک واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ پرتگیزون نے ملک مکاسر کے تحقیق ہونے کو ایک بڑا نتیجہ خیز واقعہ سمجھا - اور ایسی تدبیرین سوچین کہ وہان کے باشندون کے ساتھہ کسی طرح آشتی پیدا ہو جائے - کیونکہ ان باشندون کو زیر کرنا آسان نہ تھا البتہ اون مین اس بات کی قابلیت موجود تھی کہ مہربانی سے دوست بن جاوین اور محسن کا احسان مانین - یہہ لوگ بہت دلیر تھے اور جزائر ہند کے اور لوگون کے مقابلہ مین عقلمند بھی زیادہ تھے - اسلیے یورپ والون سے کسی قدر آشنا ہونے کے بعد مکاسر مین سے اکثر لوگون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اونکا اپنا مذہب مہمل ہے اور اُسمین کوئی بات عقل کی نہین ہے - دو ان انتونیو گلوا ینو کی ملاکا کی کوشش سے مکاسر کے جو چند لوگ عیسائی ہو گئے تھے اون مین اتنی قابلیت نہین پیدا ہوی تھی کہ اپنی قوم کے اور لوگون کو عیسائی کر لیتے - غرض نتیجہ یہہ ہوا کہ مکاسر کی قوم نے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر لامذہبی اختیار کی - لیکن اس حالت مین بھی اونکو اطمینان نہ تھا اور اونہون نے ملاکا اور آچین[1] کو اس غرض سے آدمی روانہ کیے کہ ایک جگہہ سے پادری اور دوسری جگہہ سے واعظ اور مولوی اونکے پاس بھیجے جاوین اور ارادہ کر لیا کہ ان دونون مین سے جو کوئی انکے پاس پہلے پہونچیگا اوسی کا دین اختیار کر لین گے اس سے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ اہل پرتگال اپنے مذہب کے بہت حامی ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دو ان روئس پریرا جو اوسوقت شہر ملاکا کا گورنر تھا مذہب کی طرف سے کسی قدر بے پروا تھا کیونکہ اوسنے پادریون کی روانگی مین بلا ضرورت التوا کیا -

[1] یعنی اتجیہ -

اسکے برخلاف اسپین کی ملکہ نے جو بڑی پُرجوش مسلمان تہی جسوقت مکاسر کی باشندون کا قصد سنا تو فوراً ایک جہاز و اعظون اور ملاؤن سے بہر کر سلیبیز کو روانہ کیا جنہون پہونچتے ہی یہان کے باشندون مین اپنا مذہب پہیلا دیا کچہہ عرصہ کے بعد پادری بہی آئی اور انہون نے اسلام کے خلاف بہت سخت و سست تقریرین کین لیکن کچہہ مطلب نہ نکلا سلیبیز کے لوگون کو جو مذہب اختیار کرنا تہا وہ اختیار کر چکے تہے اور اب اونکو دوسرے مذہب پر لانا ناممکن تہا۔ سلیبیز کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جو عیسائی ہو چکا تہا عیسائی مذہب پر قائم رہا اور اوسکی رعایا مین سے بھی اکثر لوگ عیسائی کر لیے گئے۔ لیکن سلیبیز کے باشندون کا بڑا حصہ آج کے دن تک مسلمان ہے اور جزائر ہند کے اور مسلمانون کے مقابلہ مین اوسکو مذہب مین سب سے زیادہ غلو ہے۔[۵۱]

اس واقعہ کا زمانہ ۱۶۰۳ء بتایا جاتا ہے۔[۵۲] اور جو تصانیف اس واقعہ کے ہمعصر لکہی گئی ہین اون مین اسکا حوالہ اسقدر دیا گیا کہ اوسکی صحت مین شبہہ کی جگہہ باقی نہین ہتی[۵۳] ٹالو کی ریاست مین جو گووا کے شمال مین ہے اور گووا کی ہمیشہ دوست رہی ہے مکاسر کے مشہور و معروف داعی اسلام خطیب تنگل کا مزار ہے۔ ٹالو کا والی مسلمان ہوکر اسلام کا بڑا حامی ہو گیا اور یہہ اوسی کی کوشش تہی کہ بت پرستون کے تمام ایسے گروہ جو مکاسر زبان بولتے تہے مسلمان ہو گئے۔ اس تحریک اشاعت کا انجام اور اسکے آغاز کی مثل امن و امان سے نہین پیش آیا۔ مکاسر کے لوگ جب مسلمان ہو گئے تو اون مین مذہب کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ بوگی کی ہمسایہ قوم کو اُنہون نے زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ مکاسر کے

۵۱ "مشرقی جزائر ہند مین اہل پرتگیز کی ترقی اور عروج کی مکمل تاریخ" ماخوذ از مورخان جزائر مضمون جان ہیرس نوویگان تیوم انکوئے ایمتیزان تیوم بلیوتیکا" لندن ۱۷۶۴ء پہلی جلد صفحہ ۶۸۲۔ ۵۲ کرافورڈ۔ (۱) صفحہ ۹

۵۳ جن مصنفون نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہی وہ یہہ ہین۔ فرنانڈیز ناوریٹی شخص اسپین کا پادری تہا اور ۱۶۶۴ء مین جزائر فلیپائن مین آیا تہا "بحری و بری سفر کے حالات" صفحہ ۲۲۳۔ لندن ۱۷۵۲ء) دوسرا مصنف ٹاورنیر ہے جسنے ۱۶۴۸ء مین مکاسر کی سیر کی د "سفر ہندوستان" صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ لندن ۱۶۷۸ء "سفر مشرق" مصنف فلپ آون بولی ٹینی صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ لوگڈنی ۱۶۴۹ء

بادشاہ نے جسکا دارالحکومت گووا کا شہر تہا بوگی قوم کے بادشاہ کو جو بونی مین سلطنت
کرتا تہا پیغام بہیجا کہ اگر وہ خداے احد پر ایمان لے آئے تو مین اوسکو اپنے برابر کا بادشاہ
سمجہون - بونی کے بادشاہ نے یہہ پیغام سنکر اپنی رعایا سے مشورہ کیا لیکن رعایا نے یہہ عذر
پیش کیا کہ "نہ تو ہم ابہی تک کسی سے لڑے ہین اور نہ کسی نے ہمکو فتح کیا ہے" غرض بونی
کے لوگون نے لڑائی سے فیصلہ کرنا چاہا جسمین اونکو شکست ہوئی - لڑائی ہارتے ہی
بونی کا بادشاہ مسلمان ہوگیا اور اوسنے اپنی رعایا کو اور قریب کی چہوٹی ریاستون کو زبردستی
مسلمان کرنا چاہا رعایا اس بات سے ناراض ہوئی اور تعجب ہے کہ اوسنے مکاسر کے
مسلمان بادشاہ سے مدد چاہی - سلطان مکاسر نے ایلچی روانہ کیے تاکہ بونی کے بادشاہ سے
وہ ان سوالون کا جواب لائین کہ کیا رعایا پر جبر کرنے کے لیے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی طرف
سے الہام ہوا ہے؟ یا اس بات مین کسی قدیم رسم کی اوسنے پابندی کی ہے؟ یا صرف
اپنی راے اور خوشی سے یہہ ظلم کیا ہے؟ اگر پہلی بات ہے تو مین اوسکی اطلاع چاہتا ہون
اگر دوسری بات ہے تو اوس سے مجہہ کو اتفاق ہے اگر تیسری بات ہے تو اوسکو ظلم بند کرنا
چاہیے کیونکہ جن لوگون پر وہ ظلم کرتا ہے یعنی بوگی قوم میری دوست ہے - بونی کے
بادشاہ نے ان سوالون کا کچہہ جواب نہ دیا اور مکاسر کے لوگ بڑا لشکر جمع کرکے
بونی کی سلطنت مین داخل ہوے اور بادشاہ کو تین لڑائیون مین سخت شکست دی بادشاہ
مجبور ہوکر بہاگا اور بونی کی ریاست مکاسر کا صوبہ بنادی گئی تیس برس تک محکوم رہنے کے بعد
بونی کے لوگون یعنی بوگی قوم نے ڈچ کی مدد سے مکاسر کے خلاف بغاوت کی اور مکاسر
کی حکومت سے آزاد ہوکر سلیبیز کی قومونکی سرداری اختیار کی[1] یہہ امر یقینی ہے کہ بوگی قوم مین اسلام
کی اشاعت بتدریج اور دیر مین ہوئی[2] لیکن جسوقت یہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو اون مین

[1] کرافورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸۵ - ۳۸۹ [2] اسلام کی اشاعت کے لیے بوگی قوم مین مدت تک کوئی غیر معمولی کوشش نہین
کی گئی - مشرقی جزائر ہند کے لوگون مین نئی چیزون سے نفرت اور قدیم رسوم کی پابندی بہت ہے لیکن ایسی سختی نہین ہے

عربون کی سی چستی وچالاکی اور جوش وخروش پیدا ہوگیا جسکو عربون یا بوگیون نے اسلام
کی اشاعت مین نہین بلکہ اور کامون مین صرف کیا۔ بوگی کی قوم مجمع الجزائر ملایا کے تمام
باشندون مین سب سے زیادہ دلیر اور بہادر قوم بن گئی اور اوسکے لوگ سب سے بڑھ کر
ہوشیار تاجر اور جہازران ہوگئے[1] اور اب تک ہین۔ یہہ لوگ جہازون پر سوار ہوکر مجمع الجزائر
کے ہر ایک حصہ مین ساحل نیوگنی سے لیکر سنگاپور تک تجارت کرتے ہین مختلف جزیرون
مین اونکی بستیان موجود ہین جنکی مدد سے بت پرستون کے اکثر ملکون مین اسلام شائع ہوگیا۔
ان مسلمانون کی ایک نہایت وسیع آبادی جزیرہ فلوریز کے جنوبی ساحل پر آباد ہے
اور اسکے مسلمانون نے فلوریز کے اصلی باشندون سے جن مین کچھہ لوگ رومن کیتھولک
عیسائی بھی تھے ربط واتحاد پیدا کرکے سب کو مسلمان کرلیا[2]

بوگی قوم نے مسلمان ہوکر اپنے وطن سلیبیز مین پیشہ تجارت کے ساتھہ اسلام
کی اشاعت مین بھی کوشش کی اور بولانگ مانگندو کی ریاست مین جو سلیبیز کے شمالی
جزیرہ نما مین ہے[3] بوگی قوم کے مسلمانون نے اسی صدی مین اون ایسے عیسائیون کو
مسلمان کرلیا ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی کے اخیر مین عیسائی مذہب قبول
کیا تھا۔ بولانگ مانگندو کی ریاست کا پہلا عیسائی بادشاہ جیکب منوپو (سنہ ۱۶۸۹ء)
تھا اور اوسکے عہد مین ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ڈچ کے پادریون کی وجہ سے عیسائی
مذہب کی بہت جلد ترقی ہوئی تھی[4] سنہ ۱۸۴۴ء تک جیکب منوپو کے سب جانشین عیسائی
رہے لیکن اسکے بعد والی ریاست راجہ جیکب مانیول منوپو نے عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام

بقیہ صفحہ (۴۱۹) جیسی کہ سلیبیز کے باشندون مین ہے اور ان دونون باتون نے اول ہی سے اسلام کی اشاعت کو وہان نقصان پہونچایا اور یہی وجہ تھی کہ ایک مدت تک سلیبیز کے باشندے مسلمان نہوے بلکہ جسوقت تک کہ مسلمانونکو وہان آباد ہوے مدت نہ گذری وہان کے اصلی باشندون نے اسلام قبول نہین کیا۔ کرافورڈ (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۸۷۔

(۱) کرافورڈ صفحہ ۷۵۔ دے ہولاندر دوسری جلد صفحہ ۲۱۲

(۲) دے ہولاندر دوسری جلد صفحہ ۶۶۶۔ ریڈیل (۲) صفحہ ۷۹

(۳) بولانگ مانگندو کی ریاست مینا ہاسا کے مشرق مین ۱۲۳ اور ۱۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد اور ۰ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اوسکی مردم شماری ۵۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰ کے درمیان تخمینہ کیجاتی ہے۔ دے ہولاندر۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۴

(۴) ولکین (۱) صفحہ

قبول کیا۔ اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے سے موجودہ صدی مین مسلمانون نے
دعوت مذہب کی متعلق جسقدر کوششین کین اونمین بہت کامیابی ہوی اور چند مسلمان
تاجرون نے جنمین بوگی قوم کے مسلمان بہی تہے ریاست کے جنوبی ساحل پر مانگندو
کے شہر مین کچہہ لوگون کو مسلمان کرلیا۔ اور اسی شہر سے دو مسلمان سوداگر یعنی حکیم بابس
اور امام توویکو اس ارادہ سے روانہ ہوے کہ ریاست مانگندو کے باقی حصون مین اسلام
کی اشاعت کرین۔ چنانچہ ان دونون مسلمان تاجرون نے تبلیغ کے لیے یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ اول چند عورتون اور غلامون کو مسلمان کیا اور ان عورتون سے نکاح کرلیا۔ ان
بیویون نے مسلمان ہوکر اپنے عزیزون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ غرض مانگندو
کی ریاست سے بولانگ کی شمالی ریاست مین اسلام کی اشاعت ہوی۔ سنہ ۱۸۳۰ع مین
بولانگ مین سوای چند نوآباد مسلمانون کے سب لوگ یا تو عیسائی تہے یا بت پرست
لیکن واعظین اسلام کو جن مین بوگی قوم کے مسلمان تہے اور اہل عرب انکو مدد پہونچاتے
تہے اشاعت مین بہت کامیابی ہوی۔ دیسی عیسائی جنکو مذہب کا بہت کم علم تہا اور
جنکا ایمان ضعیف تہا اس قابل نہ تہے کہ مسلمانون کے مذہبی مباحثون کا اچہی طرح
مقابلہ کرسکتے۔ ڈچ گورنمنٹ ان دیسی عیسائیون کو ذلیل سمجہتی تہی اور کلیسا کے
افسرون نے اونکی طرف سے اسقدر غفلت کی تہی کہ گویا اون سے کسی قسم کا واسطہ
ہی نہ تہا۔ اس لیے ان عیسائیون نے ان غیر ملک کے مسلمانون پر بہروسا کیا اور
بعض مسلمان شادیان کرکے ان عیسائیون مین دوستون کی طرح آباد ہوگئے۔ اسلام
کی اشاعت کو جسقدر ترقی ہوتی گئی بوگی قوم کے مسلمان اور عرب جو سلیبیز کے جزیرے
مین کبہی کبہی آتے تہے زیادہ آمد و رفت رکہنے لگے۔ اور ملک مین اونکی تعلیم و تلقین
کے اثر نے ترقی پائی یہانتک کہ سنہ ۱۸۳۲ع مین ایک عرب نے کورنیلیئن منوپو والی ریاست
بولانگ کی بیٹی سے نکاح کیا اس بادشاہ کے امیرون نے بہی جن مین سے اکثر کو بہت قوت

اور اختیار حاصل تہا عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا - غرض سنہ ۱۸۴۴ء سے پہلے جبکہ راجہ مانیول منو یو اسلام لایا مانگندو کی ریاست مین اسلام کو بخوبی استحکام حاصل ہو گیا - راجہ مانیول منو یو نے اس سے پہلے حکام ڈچ سے جنکا صدر مقام منادو مین تہا بار بار درخواست کی تہی کہ پادری یعقوب باسیتان کی جگہہ جسکی موت سے عیسائیون کو بہت نقصان پہونچا تہا کوئی دوسرا عیسائی معلم مقرر کیا جاوے لیکن انہون نے کچہہ توجہ نہ کی اور راجہ مانیول نے منادو کے ایک شخص سے گورنمنٹ کا یہہ خیال سنا کہ جسوقت تک رعایا گورنمنٹ کی خیر خواہ ہے اوسوقت تک گورنمنٹ کو اس بات کی پروا نہین کہ وہ عیسائی مذہب رکہتی ہے یا مسلمان ہو گئی ہے - راجہ مانیول نے یہ سنتے ہی اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کر دیا اور اپنی رعایا کو بہی مسلمان کرنے مین ہر طرح کی کوشش کی اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے کے دو برس بعد بولانگ مانگندو مین سخت زلزلہ آیا - عرب کے ایک داعی اسلام نے پہلے ہی سے اس زلزلہ کی پیشین گوئی کی تہی اور کہا تہا کہ اگر لوگ اسلام نہ لائین گے تو بڑی مصیبت مین گرفتار ہونگے - بہت لوگ اس خوف سے مسلمان ہو گئے - راجہ اور اوسکے درباریون نے عرب کے تاجرون اور واعظون کی مدد کی جو سُست اور کاہل لوگون کے ساتہہ ہمیشہ سہولت اور نرمی کا برتاو نہ کرتے تہے - بہر کیف بولانگ مانگندو کی نصف رعایا ابہی تک بت پرست ہے - اسلام کی ترقی اگرچہ فی الحال سُست ہے لیکن مسلسل اور یقینی ضرور ہے۱؎ -

جزیرہ سُمباوا جزیرہ سلیبیز سے جزیرہ سُمباوا مین جو اوسکے قریب واقع ہے مکاسر کے واعظون کی تعلیم و تلقین سے جنہون نے سنہ ۱۵۳۰ء سے سنہ ۱۵۵۰ء تک اس جزیرہ مین دعوت و وعظ جاری رکہا اسلام کی اشاعت ہوئی - اور اب اس جزیرہ کے جسقدر مہذب باشندے ہین اونکا مذہب اسلام ہے - یہہ لوگ بمقابلہ اور مسلمانون کے زیادہ

۱؎ ولکن (۲) صفحہ ۲۷۶ - ۲۷۹ -

متقی و متشرع مسلمان ہونے کی شہرت رکھتے ہین - جسکی وجہ یہ ہے کہ ۱۸۱۵ء مین
کوہ آتش فشان تمبورا کے شق ہونے کے بعد ایک شخص حاجی علی نے سمباوا مین
مذہبی تحریک پیدا کی جس سے مذہب کا خیال سب لوگون کو پیدا ہوا اور تمبورا کی آتش
سے جزیرے والون پر جو آفتین آئین اونسے لوگون کو خوف زدہ کرکے مذہب کا سب
پابند بنایا گیا - اور نیکی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہوئی - آج کل بھی اس جزیر
مین لوگ اسلام قبول کرتے رہتے ہین ۵۱

جزیرۂ لمبوک بوگی قوم کے واعظین اسلام نے جزیرۂ لمبوک کے باشندون کو بھی
مسلمان کیا - لمبوک کا جزیرہ سمباوا کے قریب ہے اور بوگی قوم کے مسلمانون کی بڑ
بڑی آبادی ہے - یہہ لوگ یا تو آبناے سمباوا کو عبور کرکے لمبوک مین آباد ہوے یا جز
سلیبیز سے براہ راست یہان پہونچے - بہر حال لمبوک کے باشندون کا اسلام لانا امن
کے طریقون سے وقوع مین آیا ۵۲

جزیرۂ منڈانو منڈانو جزائر فلیپائن کا ایک بڑا جزیرہ ہے اور جزیرہ سلیبز
کی طرح یہان بھی اسلام اور عیسوی مذہب غیرون کو اپنا معتقد بنانے مین ایک دوسرے
کے مقابلہ پر آئے - لیکن بہ نسبت سلیبیز کے جزائر فلیپائن مین یہ مقابلہ زیادہ دیرپا اور سخت
تہا - بلکہ آجتک اسپین کے عیسائیون اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتا رہتا ہے -
یہہ ٹہیک نہین معلوم کہ جزائر فلیپائن مین اسلام کی ابتدا کب ہوئی ۵۳ - لیکن ۱۵۲۱ء مین جب
اہل اسپین ان جزیرون مین پہونچے تو وہان مسلمان موجود تہے - شمالی جزائر فلیپائن کی
وحشی اور بت پرست تہی لیکن جزیرۂ منڈانو اور جزائر زولو مین مہذب مسلمانون کے گرو

۵۱ زولنگر (۲) صفحہ ۱۲۶ - ۱۲۹ ۵۲ زنیدی لنگن - جلد ۲ ۳ صفحہ ۷۲ جلد ۴۴ صفحہ ۱۷۰ ۵۳ زولنگر (۱) صفحہ ۵۲۷
۵۴ کپتان فورسیٹ نے ۱۷۷۵ء مین لکھا کہ عربونکو جزیرہ منڈانو مین آئے ہوے تین سو برس گذرے ہین عرب کا پہلا شخص
جو یہان آیا اوسکا مقبرہ ابتک یہان ہے لوگ سیاحونکو دکہاتے ہین - یہ قبرہ کیا ہے سنگ مرمر کے ٹکڑون کا ایک ڈہیر ہے - صفحہ ۲۰۱ - ۲۰۲

یا دوتھے[۵۱]۔ جزیرہ زولو کے لوگون کو عیسائی بنانے کے لیئے یا اون کے ملک کو فتح کرنے
کے واسطے عیسائیون نے جسقدر کوششین کین وہ ناکام رہین۔ اور اسپین کے
مدبرون کو توقع نہین ہے کہ زولو قوم کبھی عیسائی ہو[۵۲]۔ عیسائی مذہب کے مقابلہ مین
اسلام کی ترقی کا سبب اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ دونون مذہب اہل جزائر کے سامنے
کس شکل اور صورت مین ظاہر ہوے۔ جزیرے والون کے حق مین عیسائی مذہب قبول
کرنے کے یہہ معنی تھے کہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہو جاو اسلیے عیسائی مذہب قبول
کرنا غلامی کا تمغہ سمجھا جاتا تھا۔ علاوہ اسکے اسپین کے عیسائیون نے اپنے مذہب کی
اشاعت کے لیے جو طریقے اختیار کیئے وہ اول ہی سے ایسے تھے کہ اس مذہب
سے لوگون کو ناراضی پیدا ہو جاوے۔ ان عیسائیون کا ظلم و ستم مسلمانون کی مراعات
پسندی اور صلح کل کے اصولون کا مقابلہ کرتا تھا۔ مسلمانون کا یہہ قاعدہ تھا ملک والون
کی زبان سیکھتے تھے اور اونکی باتین اختیار کرتے تھے اور ملک کی عورتون سے شادیان
کر کے اہل جزائر سے اونہون نے ایسا اتحاد پیدا کر لیا تھا کہ دونون مین کچھہ فرق نہ رہا
تھا۔ ان مسلمانون نے اسپین کے عیسائیون کی طرح اپنے تئین کسی سربر آوردہ قوم کا آدمی
ظاہر کر کے بڑے بڑے حقوق کا دعوی نہین کیا اور نہ ملک کے لوگون کو ادنی قوم کا آدمی سمجھکر
ذلیل اور خوار سمجھا۔ اسپین کے عیسائی جزیرہ والون کی زبان اور عادات اور رسم و رواج
سے بالکل نا آشنا ہوتے تھے۔ اور اونکی شترنجواری لالچ اور ظلم نے عیسائی مذہب کو بدنام
کر دیا تھا اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑہانے کے لیے یہہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت
کرتے تھے[۵۳]۔ پس اب یہہ بات سمجھنی مشکل نہین ہے کہ باشندگانِ جزائر نے کس وجہہ سے

[۵۱] راموسیو توم ا صفحہ ۳۷۵۔ [۵۲] یہ لوگ مسیحی برکتون کے ایسے خلاف ہین اور اپنے عقائد مین ایسے سخت ہین کہ اونکا
عیسائی مذہب قبول کرنا امکان سے خارج ہے جزائر فلیپائن کی میسواطہ ختنرون کی یو رٹین ۱۸۷۹ء منقول از منیترو ڈی
ویڈال۔ توم ا صفحہ ۱۲۔ [۵۳] کرافورڈ۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۷۴-۲۸۰۔

عیسوی مذہب کی مخالفت کی اور اوسکی اشاعت نہ ہونے دی۔ عیسائی مذہب صرف اون لوگون مین پہیل سکا جو خود کمزور تہے یا اونکا جزیرہ ایسا چہوٹا تہا کہ اہل اسپین اوسپر بالکل مسلط ہوگئے اور یہہ لوگ بہی عیسائی ہونے کے بعد محض سزا کے خوف سے مذہب کی پابندی کرتے تہے بلکہ مکتب کے بچون کی طرح اونسے برتاو کیا جاتا تہا[۵۱]۔ منڈانو کی خودمختار اسلامی سلطنت اس وقت تک ایسے لوگون کے حق مین دارالامن سمجہی جاتی ہے جو عیسائی حکومت سے بیزار ہوکر بہاگتے ہین[۵۲]۔ اسیطرح زولو کا جزیرہ جو ۱۸۷۶ء سے برائے نام اسپین والون کے قبضہ مین ہے دوسرا مقام ہے جہان سے اہل اسلام عیسوی دین کی مخالفت کرتے ہین۔ زولو مین ایسے نومسلم اب بہی موجود ہین جو اسپین کی زبان بولتے ہین[۵۳]۔

جزائر زولو کوئی تاریخی شہادت اس امر کی تحقیق کے لیئے موجود نہین ہے کہ اہل اسپین کے پہونچنے سے کسقدر پہلے جزائر زولو کے باشندے مسلمان ہوچکے تہے۔ زولو کے باشندون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ ایک تاجر سید علی نامی مکہ معظمہ سے زولو کے جزیرون مین آیا اور یہان کی نصف آبادی کو اوسنے مسلمان کرلیا۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوے وہ بت پرست رہے۔ اہل جزائر نے سید علی کو سلطان منتخب کیا اور سات برس تک سلطان سید علی نے زولو مین حکومت کی۔ اس بادشاہ کو ایسی نیکنامی حاصل ہوی کہ اوسکے مزار کی ابتک زیارت کیجاتی ہے۔ سید علی کا پوتا جسوقت تخت نشین ہوا تو ایک اور داعی اسلام

[۵۱] عیسوی مذہب جسکی اونکو تعلیم ملی ہے اوسکے فرائض اور احکام کی وہ اچہی طرح پابندی نہین کرتے اور اس پابندی کے لیئے اونکو سزا کا خوف دلایا جاتا ہے اور مکتب کے بچونکی طرح اونکی نگرانی کیجاتی ہے (جزائر فلیپائن کے حالات جنکو ایک عیسائی راہب نے لکہا، صفحہ۔ تیونوسیلی جلد صفحہ۔) [۵۲] جزیرہ منڈانو کی ڈنگال قوم رومن کیتہولک عیسائیون کے ظلم سے عاجز ہوکر اپنی قوم کے سردارون کے پاس جمع ہوتی جاتی ہے۔ تین لاکہہ ساٹہہ ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے ہین جنکا سلطان علاحدہ ہے اور جسکی اطاعت اُنہون نے قبول کی ہے۔ جسوقت جیسوئٹ عیسائی اور رومن کیتہولک عیسائی اس جزیرہ سے نکالے گئے تہے اونکی جگہہ چین اور ہندوستان سے واعظ اور فقیہہ یہان کے باشندون کو مسلمان کرنیکے لیئے آئے اور اہل عرب کی لشکرکشی کے وقت اشاعت اسلام کی جو تحریک شروع ہوی تہی اوسکو از سرنو زندہ کیاگیا۔ "لاشاتیلیے (۲) صفحہ ۵۴۔ [۵۳] منتیرو سے ویڈال۔ جلد یکم صفحہ ۸۶۔

لکہ سے یہان آیا اور جو لوگ بت پرست رہ گئے تہے اون سب کو اوسنے مسلمان کرلیا[1]
اگرچہ زولو کے باشندون کو مسلمان ہوے بہت زمانہ گذرا ہے لیکن وہ متقی و پرہیزگار مسلمان
نہین ہین - یہہ لوگ فلیپاین کے جزیرون سے عیسائی غلامون کو چورا لیجاتے تہے - اور
ان عیسائی غلامون کا مسلمانون پر جو کچہہ اثر ہوتا تہا اوسکی نسبت مور نے لکھا ہے[2] کہ
زولو کے لوگ کبہی کے عیسائی ہوگئے ہوتے لیکن محض اس خیال نے تبدیل مذہب
سے ان کو باز رکہا کہ عیسائی مذہب قبول کرنے سے پادریون کو اونپر بہت اختیارات
حاصل ہوجاینگے جس سے خود اونکی قوت کو نقصان پہونچیگا - اور پہر اسپین کے عیسائی
اونکی حکومت پر قبضہ کرلینگے یہہ اخیر بات ایسی تہی جس نے سب قومون کو ہوشیار
کردیا تہا - کیونکہ جن قومون نے نادانی سے عیسائی مذہب قبول کیا تہا اونکو اسپین والونکا
بخوبی تجربہ ہوچکا تہا" - علاوہ اسکے جب اسپین کے پادریون نے ان جزیرون مین اپنا
مشن قائم کیا تو جزیرہ کے لوگ عیسائی مذہب کے سخت دشمن ہوگئے[3] -

مجمع الجزائر کی مہذب قومون مین جیسا کہ ہمنے اوپر لکہا ہے اسلام شائع ہوا لیکن ادنی
قسم کے لوگون مین اوسکو استحکام نہ ہوا - ان ادنی قومون مین جزائر نیوگنی کی پاپون قوم ہے
اور جزائر وآگیو - مسول - واگیما اور سلاوتی کی قومین ہین - یہہ سب جزیرہ نیوگنی سے شمال
مغرب کی سمت مین واقع ہین - سولہوین صدی عیسوی مین یہہ سب جزیرے سلطان باتجان
کی حکومت مین تہے اور اس حکومت مین نیوگنی کا شمال مغربی جزیرہ نماے اون بہی شامل
تہا - ملوکا کے جزیرون مین جو بادشاہ حکومت کرتے تہے اون ہی مین سے باتجان کا
سلطان بہی تہا - جزائر ملوکا مین باتجان کا مسلمان بادشاہون کی ترغیب سے قوم
پاپون کے امیرون اور رئیسون نے بہی جو واگیو - مسول واگیما اور سلاوتی کے جزیرون

[1] مور (ضمیمہ صفحہ ۲۲-۲۳-) [2] مور صفحہ ۷-۳ - [3] دل ریپل صفحہ ۴۹ ده [4] باتجان کا سب سے پہلا مسلمان
بادشاہ سلطان زین العابدین تہا - ۱۵۲۱ء مین جسوقت جزائر ملوکا مین پرتگیز داخل ہوے تو یہی بادشاہ باتجان مین حکومت کرتا تہا

ہین سردار سمجھے جاتے تہے اسلام قبول کیا[1]۔ ان جزیرون کے وسط مین جو ہی ابتک
بت پرست ہے لیکن ساحلون کے باشندے ملوکا کے نوآباد مسلمانون کی ترغیب سے
اکثر مسلمان ہو گیئے[2]۔ جزیرہ نیوگنی مین پاپون قوم کے لوگ بہت کم مسلمان ہوے۔
غالبا سنہ ۱۶۰۶ء مین نیوگنی کے مغربی ساحل یعنی جزیرہ نما ی اونن مین مسلمان تاجرون
نے اپنا مذہب شایع کیا[3]۔ لیکن ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۶۰۶ء سے ابتک یعنی تین سو برس کے
زمانہ مین بہی نیوگنی مین اسلام کو زیادہ ترقی نہین ہوئی[4]۔ اور پاپون کے لوگون نے اسلام
قبول کرنے مین ایسا ہی تشش و پنج کیا جیسا کہ عیسائی پادریون کی تعلیم کو مانتے وقت انکو
تذبذب ہوتا ہے جو سنہ ۱۸۵۵ء سے یہان عیسوی مذہب کی اشاعت مین کوشش کر رہے ہین
اور اونکو کامیابی نہین ہوتی۔ نیوگنی کے قریب جو جزیرے ہین وہان کے مسلمانون پر یہہ الزام
لگایا جاتا ہے کہ پاپون کی قوم کے لوگون کو وہ ایسا ذلیل سمجھتے ہین کہ اونکو مسلمان کرنا
بہی نہین چاہتے[5]۔ صرف ایک شخص امام ذاکر کا حال لکہا گیا ہے جسنے ان لوگونکو مسلمان
کرنے کی کوشش کی اور وہ یہہ ہے کہ جزیرہ سیرام کے جنوب مشرق مین کوئی جزیرہ تہا جہان

[1] روبیدے فاندیرا صفحہ ۲۵۵ و ۳۵۲ – ۳۵۳ – [2] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۴۷ (جزیرہ مسول) ساحل کی باشندے سب مسلمان ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پہاڑون کے رہنیوالے بت پرست ہین"۔ روبیدے فاندیرا صفحہ ۵۳ (جزیرہ سلاوتی) "اس جزیرہ کی آبادی کا ایک حصہ محمدی دین کا پیرو ہے لیکن اس آبادی مین بت پرست زیادہ ہین بت پرستون مین زیادہ تر پاپون قوم کے لوگ ہین۔ پاپون مین سے کچھہ لوگ مسلمان ہوے ہین لیکن وہ صرف ظاہر مین مسلمان ہین"۔ روبیدے فاندیرا صفحہ ۹۰ (جزیرہ ویگیو)۔ جزیرہ گیبی جو ویگیو اور ہلماہیرا کے درمیان ہے وہان کی پاپون قوم کو مسلمانون نے جو ملوکا سے آکر گیبی مین آباد ہوے مسلمان کر لیا ہی کرافورڈ (۱) صفحہ ۱۴۳ – [3] روبیدے فاندیرا صفحہ ۲۵۲ – [4] لیکن سنہ ۱۸۷۵ء مین کپتان فورریسٹ نے لکہا کہ "پاپون قوم کے بہت لوگ مسلمان ہو جاتے ہین"۔ "جزیرہ نیوگنی کا سفر" صفحہ ۷۰ – [5] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۷– "نیا مذہب قبول کرنے مین جیسے پاپون قوم کے لوگ نا اہل ہین ایسا دنیا مین کوئی آدمی نہین عیسائی مذہب کی اشاعت اونمین نہین ہو سکی اسی طرح جب کبہی مسلمانون نے اسلام کو اون مین رواج دینا چاہا تو وہ عیسائیون سے بہی زیادہ ناکام رہے ہین۔ مین نے جزائر نیوگنی کا پانچ دفعہ سفر کیا لیکن مجہکو جہانتک تحقیق ہوا یہی تہا کہ نہ تو تیدور اور سیرام کی مسلمانون نے اور نہ اور جزیرون کے اہل اسلام نے پاپون قوم کے مسلمان کرنے مین دل سے کوشش کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چند سردار البتہ ایسے تہے جسکی نسبت لوگون نے مجہسے کہا کہ یہہ مسلمان ہین۔ عام لوگون مین اسلام کو پہیلانے کی شاید اس وجہ سے کوشش نہین کی گئی کہ مذہب اسلام پاپون قوم کی سمجہ سے بہت اعلی ہے۔

سے ۱۸۵۶ء میں امام ذاکر جزیرہ اوبی مین آیا جو جزیرہ نماے اون کے مغرب مین ہے۔ امام ذاکر نے جزیرہ اوبی مین اسلام کو رواج دیا جزیرہ والون نے چاہا کہ امام ذاکر اوبی مین آباد ہوجائے لیکن اوسنے نہ مانا اور کچھ دنون بعد اپنے وطن کو چلا گیا[۱]۔

جزیرہ آوبی کے قریب کائی کے جزیرے ہین۔ یہان کی باپون قوم مین بہی جزیرہ اوبی کیطرح تبلیغ اسلام مین کوشش کیجاتی ہے۔ تیس برس ہوے کہ جزائر باندا کے مسلمانون کے سوا کائی کے جزیرون مین کوئی مسلمان موجود نہ تہا۔ اس زمانہ کے کچھہ پہلے سیرآم کے مسلمانون نے کائی کے کچھہ لوگون کو مسلمان کرلیا تہا لیکن اونہون نے مذہب کی مطلق پابندی نہین کی۔ حرام جانورون کا گوشت کہاتے رہے اور نشہ کی چیزین پیتے رہے۔ عورتین البتہ مذہب کی سخت پابند تہین۔ اور جب اونکے خاوند سور کا گوشت کہانا چاہتے تہے تو بیویان ایسی ناپاک چیز کو گہر مین نہین آنے دیتی تہین اور مردون کو چہپکر یہہ چیزین کہانی پڑتی تہین[۲]۔ لیکن تہوڑا زمانہ ہوا کہ جزائر کائی مین اسلام کی ازسرنو تحریک ہوئی اور وہان کے مسلمان پابند مذہب ہوگئے اور اب مسلمانون کی تعداد روزافزون ترقی پر ہے۔ مدورا جاوا اور بالی کے عرب تاجرون نے بھی یہان اسلام کی اشاعت کی اور لوگون کو مسلمان کرنے مین کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چہوڑا کبھی مار کے ڈر سے اور کبھی روپیہ دیکر لوگون کو مسلمان کیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جو شخص اسلام لاتا ہے اوسکو دو سو فلورن کی قیمت کے تحفے دیے جاتے ہین۔ اور جب کوئی سردار مسلمان ہوتا ہے تو اوسکو ایک ہزار فلورن ملتے ہین[۳]۔

دعوت اسلام کا یہہ مختصر حال جو اوپر بیان ہوا تمام مجمع الجزائر ملایا کا حال ہے یعنی مشرق سے لیکر مغرب تک ملایا کے جسقدر جزیرے ہین اونکا حال لکھا گیا ہے۔ لیکن یہہ حالات

---

[۱] روبیدے فانڈیرا صفحہ ۲۱۹۔ [۲] جرنل انڈین ارکیپلیگو۔ دوسری جلد صفحہ ۴۷۰۔ ۷۱ مطبوعہ سنگاپور ۱۸۵۳ء [۳] بارن فون ہوئیول صفحہ ۱۲۔

دعوت اسلام کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہین کیونکہ اس تاریخ کے اکثر واقعات ایسے
ہین جو کبھی قلمبند نہین ہوے اور مقامی تاریخون یا یورپ کے سیاحون اور پادریون او
حاکمونکی تحریرون سے جو کچھہ حالات اخذ کر کے یہان لکھے گئے وہ کسی طرح مکمل تصور نہین
ہو سکتے۔ بہرحال گذشتہ چھہ سو برس کے عرصہ مین داعیان اسلام کے کامون کے
متعلق کافی شہادت ملتی ہے کہ امن کے طریقون سے اسلام شائع ہوا۔ بعض وقت
البتہ مذہب کو پھیلانے کے لیے تلوار اوٹھائی گئی۔ لیکن جبر و اکراہ کی جگہہ وعظ و نصیحت
ان اسلامی تحریکون کا اکثر موضوع رہا۔ دعوت اسلام مین یہہ حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر مسلمان
تاجرون کی محنت کا ثمرہ تھی ان لوگون نے اہل ملک کی زبان سیکھکر اور ملک والون کی
باتین اختیار کر کے اونکے دلون کو تسخیر کیا اور اون مین اپنا مذہب اسطرح بتدریج پھیلا
کہ جن عورتون سے نکاح کیا یا جو لوگ تجارت کے کاروبار مین اونکے ساجھی یا نوکر ہو
سب سے پہلے اونکو مسلمان کیا اور بجای اسکے کہ غرور و نخوت ظاہر کر کے ملک کے لوگون سے
علحدگی اختیار کیجاتی وہ دیس کے لوگون مین مل جُل گئے اور اپنی اعلی ذہانت اور تہذیب
کی مدد سے اشاعت کا کام کیا اور مذہب کے عقائد اور اعمال مین حسب ضرورت ایسی
باتین پیدا کین کہ جس قوم کو مسلمان کرنا چاہین وہ قوم مذہب اسلام کو پسند کرے۔[۱] نی
بکل نے سچ کہا ہے کہ "داعیانِ اسلام بہت مدبر ہوتے ہین"[۲]۔

مذہب کی اشاعت کرنیوالون مین تاجرون کے علاوہ مولوی۔ معلم۔ واعظ۔ فقیر
حاجی اور ایسے مسلمان بھی ہوتے تھے جنکا پیشہ مذہب کی اشاعت تھا زمانہ حال مین
حاجیون نے تبلیغ اسلام مین بہت کوشش کی ہے۔ اپنے وطن کے مسلمانون کو با
مذہب بنا دیا ہے اور جو کچھہ بت پرستی کی رسمین یا عقائد مسلمانون مین ابھی تک
آتے تھے انکو رفع کیا۔ مسلمانانِ ملایا کی تعداد جو مجمع الجزائر کے ہر ایک حصہ سے حج

۱؎ کرافورڈ (۲) صفحہ ۲۷۵-۳۰۷۔ ۲؎ بکل پہلی جلد۔ صفحہ ۲۹۵ - (مطبوعہ لندن ۱۸۶۷ء)

لیئے مکہ معظمہ جاتے ہین ہر سال بڑہتی جاتی ہے - اور اوسکے ساتہہ ہی اسلامی اثر اور اسلامی خیالات بھی لوگون مین ترقی کرتے ہین - موجودہ صدی کے وسط تک ڈچ کی گورنمنٹ نے طرح طرح کی دقتین پیدا کین کہ مسلمان حج کو نہ جا سکین اور اخیر مین قانون پاس کردیا کہ بغیر پروانہ راہداری کے جسکے لیئے فی شخص ۱۱۰ فلورن ادا کرنے ہون گے کوئی مسلمان حج کو نہین جا سکتا - اور جو کوئی بغیر پروانہ کے جائیگا اوسکو اس رقم سے دوگنی جرمانہ کے طور پر دینی ہوگی[۵۱] - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۲ع مین حاجیون کی تعداد کم ہوتے ہوتے صرف ستر رہ گئی - لیکن اوسی سال یعنی ۱۸۵۲ع مین پروانہ راہداری کا قانون منسوخ ہوا اور اسوقت سے حاجیونکی سالانہ تعداد مین ایسی مسلسل ترقی ہوی ہے جسکا پہلے گمان تک نہین ہوسکتا تہا چنانچہ ۱۸۷۴ع مین صرف جاوا کے حاجیونکی تعداد اُن حاجیون کے شمار سے زیادہ تہی جو بعد منسوخی حکم ۱۸۵۲ع سے ۱۸۵۹ع تک چھہ برس کے زمانہ مین ڈچ کی کل عملداریون سے حج کے لیئے روانہ ہوسے[۵۲] - اس حساب سے توقع نہین ہوسکتی کہ حاجیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوگی - ۱۸۷۴ع مین جزیرہ جاوا کے حاجیونکی تعداد ۳۳۸۰۲ تہی اور ۱۸۸۶ع مین یہ تعداد ۴۸۲۳۷ تک پہونچی یعنی بارہ برس مین چالیس فی صدی کا اضافہ ہوا - اور جزیرون مین اس اوسط سے بھی زیادہ ترقی ہوی - چنانچہ بارہ برس مین جزیرہ بورنیو اور سلیبیز مین ۶۶ فی صدی اور سماٹرہ مین ۸۳ فی صدی کا اضافہ ہوا - اسمین شبہہ نہین کہ اس ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ اب مجمع الجزائر سے مکہ تک سفر مین بہت آسانی ہوگئی ہے - لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکھا ہے کہ " ذرائع سفر کی آسانی سے یہہ لازم نہین آتا کہ حج کی وقعت کم ہوگئی ہو - حاجیونکی ترقی تعداد نے اُن خوبیون مین کمی نہین پیدا کی جو حج سے پیدا ہوتی ہین بلکہ آج کل کے حاجیون مین ایسے لوگ بہت ہوتے ہین جو مذہب کا علم

---

۵۱ نیمان صفحہ ۴۰۶، ۴۰۷ - ۵۲ ۱۸۷۴ع مین جزیرہ جاوا سے ۳۳۸۰۲ مسلمان حج کے لیئے روانہ ہوئے اور ۱۸۵۲ع سے ۱۸۵۹ع تک ڈچ کے کل جزیرون سے صرف ۱۲۹۸۵ مسلمان حج کو گئے -

پرانے حاجیوں سے زیادہ رکھتے ہین اور کافرون کی طرف سے عداوت تعصب اونکے دلمین زیادہ
ہوتا ہے"[۵۱] - ڈچ کی گورنمنٹ اور عیسائی مشنری اپنی رپورٹون مین اس بات پر متفق الرائے
ہین کہ یہہ حاجی جب اپنے وطن کو واپس آتے ہین تو مصلح قوم اور داعی ملت بنکر مسلمانون
کی اصلاح اور غیرونکی دعوت مین بہت کوشش کرتے ہین[۵۲] - جاوا کے کچھہ مسلمان تو حج
وزیارت سے فارغ ہوکر وطن کو چلے آتے ہین بعض تحصیل علم کے لئے مکہ مین ٹھہر جاتے
ہین اور بعض مستقل طور پر مکہ مین رہتے ہین چنانچہ مسلمانان ملایا کی ایک مستقل آبادی مکہ مین
موجود ہے - یہہ مسلمان اپنے وطن کے لوگون سے خط وکتابت رکھتے ہین اور یہ ان ہی
لوگون کی کوشش تہی کہ مجمع الجزائر کے مسلمانون مین جو بت پرستی کے خیالات یا رسوم زمانہ
قدیم سے چلے آتے تھے وہ سب دور ہوگئے - مذہبی کتابین بھی ملایا کی مختلف بانون مین
چھپکر مکہ معظمہ سے مجمع الجزائر مین شامل ہوئین - فی الواقع ایک مصنف نے سچ کہا ہے کہ "ترکی
اور ہندوستان اور بخارا کے لوگونکی بہ نسبت جزائر ملایا کے باشندون پر مکہ معظمہ کا اثر زیادہ
ہے"[۵۳] -

زمانہ حال کی ترقی مذہب کے ساتھہ ہی اسلامی مدارس کی تعداد مین افزایش ہوئی -
یہہ اسلامی مدارس دعوت اسلام مین مسلمانون کے بڑے مددگار ہوتے ہین - ۱۸۸۲ع مین
جزیرہ جاوا مین ۱۰۹۱۳ مدرسے تھے جن مین ۱۶۲۴۴۷ طالبعلم دینیات پڑہتے تھے لیکن
۱۸۸۲ع سے تین سال کے عرصے مین مدارس اسلامیہ کی تعداد مین ۵۴ فی صدی کا اضافہ
ہوگیا یعنی ۱۸۸۵ع مین ۱۶۷۶۰ مدرسے ہوگئے جن مین ۲۵۵۱۴۸ طلبا پڑہتے تھے -
بعض دفعہ کسی خاص مدرسہ کی ایسی شہرت ہوتی ہے کہ وہان طالب علم کثرت سے جمع ہوجاتے
ہین - مثلاً ایک مدرسہ کا حال لکہا گیا ہے جہان عرب کا کوئی بڑا عالم لکچر دیتا تہا اور ایک ہی

[۵۱] کانفرنس صدسالہ کی رپورٹ متعلق مشنہای پروٹسٹنٹ" پہلی جلد صفحہ ۲ - بیمان صفحہ ۴ [۵۲] زندی لنگن جلد ۳ جلد ۳
[۵۳] حرغرنیے (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۵ و ۹ ۲۳ - ۲۹۳ [۵۴] کانفرنس صدسالہ کی رپورٹ متعلق مشنہائی پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۲۱ -

ت مین ڈیڑہ سو طالبعلم اوسکا لکچر سنتے تھے[1]

مذکورۂ بالا حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچہہ زمانہ سے مجمع الجزائر ملایا مین اشاعت اسلام
ے واسطے بڑی کوشش اور جستجو ہو رہی ہے - اور حج کرکے جو مسلمان جزیرون کو واپس
تے ہین خواہ مولوی اور معلم ہون خواہ تاجر اور واعظ ہون جب غیر مذہب کے لوگون مین
سمجھتے ہین تو اسلام کا وعظ کہتے ہین - علاوہ ان کے صوفیہ کے خاندانون کا سلسلہ بھی
ن جزیرون مین قائم ہے[2] یہانتک کہ سنوسیہ کا سلسلۂ صوفیہ جو سب کے بعد پیدا
اوسکے معتقدین بھی دور دور کے جزیرون[3] مین موجود ہین اور ملایا کے اکثر مسلمان جب کہ
پنا اصلی نام بدلکر عربی نام رکھتے ہین تو سنوسی کا لفظ نام کے ساتھہ ضرور شامل کرتے ہین[4]
عیسائی مشنریون نے ڈچ کی گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اوسنے اسلام کی اشاعت مین
ہونچائی - یہ الزام صحیح ہو یا غلط لیکن ہمین شبہ نہین کہ دعیانِ اسلام کے کام مین اسکی وجہ
ضرور سہولت پیدا ہو گئی کہ ملایا کی زبان جسکو سوا ای مسلمانون کے اور لوگ بہت کم جانتے
ڈچ کی سرکار سے قانونی زبان قرار پائی ہے ڈچ کے سویلین حکام کے ساتھہ مسلمان
کارون کا ایک ہجوم ہوتا ہے جسمین پولیٹکل ایجنٹ - محرر - ترجمان اور تاجر شامل
تے ہین یہہ مسلمان اہلکار جہان کہین پہونچتے ہین اسلام اونکے ساتھہ ساتھہ چلتا ہے
لوگون کو ڈچ کی گورنمنٹ سے واسطہ پڑتا ہے اونکے لیے ملایا کی زبان سیکھنی لازم
ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بغیر مسلمان ہوے یہہ لوگ اس زبان کو سیکھہ سکین
اس طریقے سے بڑے بڑے آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور عام لوگ اونکی پیروی
تے ہین[5] - پس آج کل مذہب اسلام مجمع الجزائر ملایا سے بت پرستی اور کفر کو بہت جلد
کر رہا ہے -

(۱) ...فان ...برگ صفحہ ۲۱ - ۲ - (۲) مجمع الجزائر مین صوفیہ کے یہ خاندان موجود ہین قادریہ نقشبندیہ سامانیہ (احرغنے) - (۳)
(۱۸...) احرغنے دوسری جلد صفحہ ۲۰۳ وغیرہ (۴) ریل (۱) صفحہ ۹۵ و ۱۶۲ (۵) حرغنے (۳) دوسری جلد صفحہ ۳۲۳ -

...دوسری صفحہ ۳۱۲ -

باب سیزدہم
خاتمہ

اج کل عیسائیون کی دنیا مین مشنری کام کے یہ معنی ہین کہ مذہب کی اشاعت کے لیئے مشنری سوسائیٹیان یعنی انجمنین قائم ہون - تنخواہون پر مشنری اور واعظ مقرر ہون چندہ جمع کیا جاوے اور کتابین اور رپورٹین چھاپکر شائع کی جاوین - کیونکہ عیسائیون کے نزدیک جبس مشنری کام کو باقاعدہ طور پر شروع کر کے مقررہ اصول و آئین پر چلایا گیا ہو اوسکو مشن کا کام کہنا ہی غلط ہی مسیحی کلیسا مین جسوقت سے قسیسی سررشتہ پیدا ہوا اور اوسکی تاریخ شروع ہوئی اوسی وقت سے اس سررشتہ نے عیسوی مذہب کی اشاعت کے لیئے خاص انتظام کیا - اور اوسکے لیئے جو مشنری یا داعیان مذہب مقرر ہوے وہ اکثر حالتون مین سندیافتہ رہبان اور قسیس ہوتے تھے - فرقہ بند کتائن سے لیکر آجتک عیسائیون کے جسقدر خانقاہی فرقے ہوے یا فی الحال جسقدر مشن کی انجمنین دعوت مذہب کے لیئے قائم ہین اونہون نے عیسوی مذہب کی اشاعت مین جسکو ابتدا سے کلیسا کا سب سے بڑا فرض سمجھا گیا خاص انتظام اور ضوابط کے ساتھ کوششین کین - لیکن مذہب اسلام مین چونکہ عیسوی مذہب کی طرح کوئی قسیسی محکمہ یا سررشتہ موجود نہین ہے اس لیئے دعوت اسلام کی تاریخ عیسوی مذہب کی تاریخ اشاعت سے بالکل مختلف ہے - مسلمانون مین تبلیغ مذہب کے لیئے مشنری سوسائیٹیان نہین ہین اور نہ داعیان اسلام کو اس کام کے لیئے خاص طور پر تعلیم و تربیت کیا جاتا ہے

غرض مسلمانون مین اشاعت دین کا کوئی مستقل محکمہ یا مقررہ انتظام نہین ہے۔ البتہ اگر کوئی بات اس حالت سے مستثنےٰ ہے تو وہ صوفیہ کے خاندان ہین جنکا سلسلہ عیسائیون کے خانقاہی فرقون سے بہت مشابہ ہے۔ لیکن صوفیہ مین بھی اعیانِ مذہب کے متعلق ایسا کوئی خیال موجود نہین ہے جیسا کہ عیسائیون مین اونکے پریسٹ یا فتیس کی نسبت ہے۔ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح یہ قاعدہ نہین ہے کہ معلمان یا اعیانِ مذہب کو عام لوگون سے علیحدہ سمجھا جاوے اور مذہبی رسوم یا ارکان ادا کرنے کے لیئے خاص طور پر اونکو اختیارات دیے جاوین اور اسی حیثیت سے انکے تقرر باضابطہ طریقے سے ہو۔ یہہ ہی وہ باتین ہین جن سے اسلام اور عیسوی مذہب کے طریقہ اشاعت مین بین فرق پیدا ہوتا ہے۔

غرض جو کچھہ نقصان اس بات سے ہوتا ہے کہ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح معلمان یا اعیانِ مذہب کی کوئی ایسی مقررہ جماعت نہین ہے جو صرف مذہب کی اشاعت و تعلیم کے لیئے مخصوص ہو اوسکی تلافی اسطرح ہو جاتی ہے کہ ہر ایک مسلمان مذہب کی اشاعت کا خود اپنے تئین ذمہ دار سمجھتا ہے مسلمان اور اوس کے خدا مین کوئی ثالث نہین ہے اور اوسکی نجات صرف اوسکے اعمال نیک پر منحصر ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ اہل اسلام مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین عموماً بہت پابند اور محتاط ہوتے ہین۔ علم کی تحصیل مین وہ خود بہت محنت اوٹھاتے ہین اور آخر کار دین کی عظمت اونکے دل مین ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے وہ اپنے مذہب کی بزرگی بیان کر اون مین اسلام کی اشاعت کر سکتے ہین۔ اگر کوئی داعی اسلام کسی غیر مذہب کے آدمی کو مسلمان کرنا چاہتا ہے تو اوسکو اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ اس غیر مذہب کے آدمی کو کسی معتبر اور مستند عالم کی طرف رجوع کرے تاکہ کسی ضابطہ اور آئین کے بموجب وہ حلقہ اسلام مین شامل کیا جاوے اور اس صورت مین یہ داعی اسلام جو غیر مذہب

قومی کو مسلمان کرتا ہے قرح ابن اظہار کی مثل گنہگار نہین ہوتا[۵۱]۔ یہ قول اکثر نقل ہوا ہے[۵۲] کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی اسلام ہے۔ اس قول مین شاید کسی قدر مبالغہ ہو لیکن اسمین شبہہ نہین کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی بن سکتا ہے۔ اور بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلین گے جو کافرون مین رہتے ہون اور حکم کا عمل خدا کے اس کلام پر نہو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (سورۃ النحل - آیت ۱۲۶) پس اون معلمان مذہب کے ساتھ ساتھ جنہون نے اپنی تمام کوششین اور ہمتین احکام اسلام کی تبلیغ مین صرف کر دین اور محض دین کی اشاعت کو اپنی زندگی کا موضوع قرار دیا دعوت اسلام کی تاریخ مین بادشاہ سے لیکر کسان تک ہر طبقہ اور درجہ کے مرد اور عورتون کا حال اور ہر پیشہ اور حرفہ کے مسلمانون کا ذکر موجود ہے جنہون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین محنت اور مشقت اوٹھائی۔ خاصکر مسلمان تاجرون نے برخلاف اپنے ہم پیشہ عیسائی بھائیون کے اس کام مین سب سے زیادہ شوق اور سرگرمی ظاہر کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور[۵۳] کے ماہواری رسالہ مین ہندوستان کے داعیان اسلام کی ایک فہرست چھپی تھی جسمین کچھ لوگ تو سرکاری محکمہ نہر و افیون کے محرر تھے۔ ایک صاحب اونٹ گاڑی کا کارخانہ کرتے تھے ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے ایک جلدساز تھے اور ایک چھاپہ خانہ مین کام کرتے تھے۔ یہہ لوگ دن بھر تو اپنے اپنے کاروبار مین رہتے ہین اور شام کو فرصت کے وقت ہندوستان کے کوچون اور بازارون مین اس نیت سے اپنے مذہب کا وعظ کرتے ہین کہ عیسائیون اور ہندوؤن کے مذہبی عقائد پر جرح قدح کرکے اون مین سے کسی نہ کسی کو مسلمان کرلین۔

---

[۵۱] قرح ابن اظہار بنی اسرائیل مین کا ایک نامی شخص تھا جو موسی علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ ہوا اور حضرت موسی کی طرح لوگون کو موسوی دین مین شامل کرنیکے لیے مذہبی رسوم ادا کرنے لگا۔ اس گناہ کی سزا مین قرح ابن اظہار کو زمین نگل گئی۔ توریت - گنتی - باب ۱۶ - [۵۲] حرغنئے - (۱) صفحہ ۱ - نوٹ نکے - (۲) صفحہ ۳۰ - [۵۳] انجمن حمایت اسلام کا ماہواری رسالہ (لاہور) (اکتوبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۵-۱۳-

یہ بات بیان کرنی بھی دلچسپی سے خالی نہین کہ تبلیغ اسلام مین مسلمان مردون ہی نے
کوشش نہین کی بلکہ عورتون نے بھی اس نیک کام مین حصہ لیا۔ نسل چنگیز خان سے کئی
مغل فرمانروا ایسے گذرے جنہون نے اپنی مسلمان بیویون کے سمجھانے سے اسلام قبول
کیا اور غالباً یہی صورت بعض ترکون کے ساتھہ اوس وقت پیش آئی جبکہ وہ بت پرست تھے
اور مسلمانون کے ملکون پر یورشین کیا کرتے تھے فرقہ سنوسیہ کے داعیان اسلام جو افریقہ
مین جھیل چاد کے شمالی اطراف مین تبو کی قومون کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے
ہین انھون نے لڑکیون کے لئے اسلامی مدارس جاری کئے ہین۔ ان قومون
مین عورتون کو مردون پر بہت اختیار حاصل ہے۔ اسلیئے جب اونکی تعلیم و تربیت اسلامی
طریقہ سے ہوتی ہے تو سنوسیہ کو تبلیغ اسلام مین بہت مدد مل جاتی ہے[۵۱]۔ یہی حال
افریقہ مین بربر کی قومون کا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع مین پچاس برس تک ملک حبش
مین اسلام کی جسقدر ترقی ہوی اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتون کی وجہ سے
یہ ترقی ظہور مین آئی۔ خاصکر اون مسلمان عورتون کی وجہ سے جنہون نے عارضی طور پر اپنے
تئین عیسائی ظاہر کرکے حبش کے عیسائی سردارون سے شادیان کرلین اور جب اون کے
ہان اولاد ہوی تو اوسکو مسلمانون کی مذہب پر اوٹھایا اور اپنے مذہب کی ترقی کے لئے
جہانتک ممکن ہوا کوشش کی[۵۲]۔ حال کے زمانہ مین کاشغر کی ایک عورت نے جو قید ہو کر
شہنشاہ چین کی حرم سرا مین داخل کی گئی تھی بادشاہ کو مسلمان کرلیا ہوتا۔ لیکن جب
وزیرون نے سلطنت کے نشیب و فراز سمجھائے تو شہنشاہ نے علانیہ مذہب اسلام
قبول نہ کیا۔ لیکن مسلمان رعایا پر بہت لطف ظاہر کیا اور مسلمانون کو مصاحب بنا کر ہمیشہ
اپنے ساتھہ رکھا اور اون کے لیئے خاص اپنے محل مین ایک مسجد بنوا دی[۵۳]

۵۱ دوویدیے صفحہ ۱۷۔ ۵۲ ماسایا جلد ۹ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵۔ ۵۳ سید سلیمان نے اس بادشاہ کا نام چیفان بتایا ہے اور کہا
کہ وہ موجودہ شہنشاہ چین کا دادا تھا۔ غالباً شہنشاہ ہیفنگ سے مراد ہے جسنے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۱ء تک سلطنت کی ثمرۃ الفنون

ص ۱۷ ۲ شوال ۱۳۱۱ھ (بیروت ۱۸۹۴ء)

اہل اسلام کے ہان کسی زاہدہ اور عابدہ کے لیے محض اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے کوئی امر مانع نہین کہ مشائخ اور اولیای عظام مین اوسکا شمار نہو۔ اگر ان باخدا عورتون کا اثر نہ ہوتا تو کبھی ایسے قصے مشہور نہ ہوتے کہ بی بی حاج اور بی بی تاج اور اونکی بہنین جو عقیل ابن علی علیہ السلام کی بیٹیان تہین میدان کربلا سے لاہور تک عالم طیر مین آئین اور اپنے انفاس مقدس کی برکت سے سب سے پہلے ہندوؤن کو مسلمان کیا[۱]۔ دار الحکومت مصر یعنی قاہرہ مین سب سے مشہور و معروف روضہ بی بی نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کا ہے جو حسن بن زید کی بیٹی تہین۔ اونکو علم حدیث وغیرہ مین ایسا کمال حاصل تہا کہ امام شافعی نے بہی جو اونکے ہمعصر تہے اونکے علم و فضل کی تعریف کی۔ بی بی نفیسہ ایسی زاہدہ اور عابدہ تہین کہ وہ اہل ولایت و کرامت سمجھی گئین۔ اونکی نسبت مشہور ہے کہ جب مصر مین اونہون نے سکونت اختیار کی تو اونکے گھر کے پاس ایک ذمی رہتا تہا جسکی بیٹی ایسی بیمار تہی کہ اوسکے ہاتھ پاؤن نہین ہل سکتے تہے اور وہ سارے دن بستر پر پڑی رہتی تہی۔ ایک دن اس لڑکی کے ماں باپ کو بازار جانا تہا اونہون نے بی بی نفیسہ سے عرض کیا کہ ہمارے جانے کے بعد اس لڑکی کی خبر گیر رہین۔ بی بی نفیسہ نے جنکے دل مین محبت اور خدا ترسی بہت تہی لڑکی کی تیمارداری کا ذمہ لیا اور جب لڑکی کے ماں باپ چلے گئے تو اونہون نے اس مریضہ کے لیئے جناب باری مین دعا کی۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تہی کہ لڑکی کے ہاتھ پاؤن کہل گئے اور جب اوسکے ماں باپ واپس آئے تو اپنے پیرون سے چلکر وہ اون سے ملی والدین یہہ دیکھتے ہی ایسے مشکور اور ممنون ہوئے کہ اونہون نے فوراً اپنی محسنہ کا دین قبول کیا[۲]۔

بعض اوقات مسلمان قیدیون نے بہی اپنے ساتھہ کے قیدیون اور قید کرنیوالون کو مسلمان کرلیا۔ چنانچہ گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرقی یورپ مین اول ہی اول اسلام کی اشاعت اس طرح ہوی کہ جسوقت مسلمانون اور روم کے عیسائیون مین لڑائیان

---

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ دوسری جلد صفحہ ۴۰۴-۴۰۸ [۲] گولڈزیہر۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۲-۳۰۴

ہو رہی تہین تو تیشنگ کی قوم[۵۱] نے ایک مسلمان مفتی کو قید کر لیا اور اوسکو اپنے ملک مین
لے آئے۔ زمانہ قید مین اس مفتی نے بہت لوگون کو اسلام کی تلقین کی۔ شروع
مین اس قوم کے چند لوگون نے دل سے اسلام قبول کیا اور پہر اسلام کی اشاعت اونمین
عام ہو گئی۔ لیکن اس قوم تیشنگ کے کچہہ لوگ ایسے تہے جو اپنی قوم والون کے مسلمان
ہونے پر بگڑ بیٹہے اور آپس مین لڑائی شروع ہوئی تو مسلمون نے جنکی تعداد بارہ ہزار تہی اپنی
تعداد سے دوگنی بلکہ دوگنی سے بہی زیادہ دشمنون کا مقابلہ کامیابی کے ساتہہ کیا۔ دشمنون
کو شکست ہوئی اور جو لوگ لڑائی سے بچے انہون نے بہی اسلام قبول کر لیا۔ غرض
گیارہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے یہ تمام قوم مسلمان ہو گئی اور اوسکے اکثر لوگ
علم حدیث اور فقہ کے عالم ہوئے[۵۲]۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد مین (۱۶۰۵-۱۶۲۸ء) اہل سنت وجماعت
کے مشہور عالم شیخ احمد مجدد گذرے جنہون نے اہل تشیع کے عقائد کا رد لکہا۔ اس زمانہ
مین بادشاہ کے دربار مین شیعون کو بہت دخل تہا اس لیے انہون نے شیخ پر کوئی غلط الزام
لگا کر قید کروا دیا۔ دو برس تک شیخ احمد قید مین رہے اور اس عرصہ مین انہون نے کئی
ہزار کافرون کو جو اونکے ساتہہ قید تہے مسلمان کر لیا[۵۳]۔ زمانہ حال مین یعنی ۱۸۶۳ء کی

---

۵۱ اس زمانہ مین یعنی گیارہوین صدی عیسوی مین تیشنگ کی قوم دریای ڈنیوب اور دریای ڈون کے دوآبہ مین آباد تہی۔ اور بارہوین صدی عیسوی کے ختم ہونیکے قریب دریاے یورال کے کنارون سے وٹہکر اس دوآبہ مین یہ قوم آباد ہوئی تہی (اکار اسین۔ پہلی جلد صفحہ ۱۰۸) ۵۲ ابو عبد البکری (سال وفات ۱۰۹۴ء) صفحہ ۴۴۴-۴۶۸ یورپ کے عہد وسطی مین یورپ کی ایک اور قوم یعنی ملک ہنگری کی باشکر قوم محض وعظ ونصیحت کے ذریعہ سے مسلمان ہو گئی۔ بلغاریا کے سات مسلمانون نے جو غالباً ۹۵۷ء مین بلغاریا سے ہنگری کے ملک مین آئے اس قوم مین اسلام کی اشاعت شروع کی اور تعلیم وتلقین سے باشکر کی کل قوم کو مسلمان کر لیا ۱۲۲۰ء مین عرب کے ایک جغرافیہ دان نے حلب کے شہر مین باشکر قوم کے چند مسلمانون سے ملاقات کی جو علم دین کی تحصیل کے لیے حلب مین آئے ہوئے تہے اس عرب نے باشکر قوم کے لوگونکی زبانی اونکے اسلام لانے کے حالات سے اور اپنی تصنیف مین یورپ کی اس مسلمان قوم کے متعلق جو کفار کے ملک مین رہتی تہی چند عجیب واقعات لکہے ۱۳۴۰ء تک ہنگری کی باشکر قوم مین مذہب اسلام قائم رہا۔ لیکن اسکے بعد جب ہنگری کے ملک مین بادشاہ چارلس رابرٹ کا عہد آیا تو اوس نے اپنے ملک کی ایسی رعایا کو جو عیسائی نہ تہی مجبور کیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کرے یا ملک چہوڑ کر چلی جاوے (جغرافیہ ابو الفدا۔ ریناد۔ توم دوم۔ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵) ۵۳ مفتی غلام سرور۔ خزینۃ الاصفیا۔ پہلی جلد صفحہ ۶۱۳۔

وہابی سازش مین ہندوستان کے ایک مولوی کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف عملی کارروائی کرنے کی وجہہ سے حبس دوام بعبور دریای شور کی سزا ملی اور جزیرہ انڈمان کو وہ روانہ کیے گئے - زمانہ قید مین انتقال سے پہلے ان مولوی نے انڈمان کے اکثر قیدیون کو مسلمان کیا -

غرض جس صورت مین کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا یہ جوش اور شوق ہو کہ موقع اور بے موقع وہ اسلام کی اشاعت کے لیئے تیار ہو جاتے ہون تو مناسب ہے کہ اس مضمون کے متعلق اونکی کامیابی کے اسباب بہی تحقیق کیے جاوین -

اشاعت اسلام کی ترقی کے اسباب مین سب سے بڑی وجہ کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی سادگی ہے - صرف یہہ ہی دو باتین ہین جنکا نومسلم کو اقرار کرنا ضروری ہے - اور اسلامی دینیات کی تمام تاریخ مین کہین پتہ نہین چلتا کہ علمای اسلام نے کبھی اس صاف کلمہ کو چھوڑ اوسکی جگہہ کوئی مشکل اور پیچیدہ عبارت عوام الناس کی ہدایت اور تلقین کے لیئے تجویز کی ہو - یہہ کلمہ ایسا صاف ہے کہ انسان کی قوت ایقان کو اس کلمہ کے قبول کرنے مین زیادہ زحمت نہین اوٹھانی پڑتی [جیسکہ مسئلہ تثلیث یا اور بعید از عقل مذہبون مین وقت پیش آتی ہے (مترجم)] اور اوسکے سمجھنے مین کسی طرحکی عقلی مشکلات پیدا نہین ہوتین بلکہ اوسکا سمجھنا ایسے لوگون کی بہی قدرت مین ہے جو نہایت ادنی درجہ کی عقل رکھتے ہین - چونکہ اس کلمہ کے ساتھہ دینیات کے پیچیدہ اور دقیق مسایل شامل نہین ہین اسلیئے وہ لوگ بہی جنکو دینیات کی مصطلحات اور باریکیون کا علم نہ ہو دوسرون کو یہ کلمہ سکہا سکتے ہین - کلمہ اسلام کے پہلے حصہ مین وہ عقیدہ بیان ہے جسکو تقریبًا کل بنی نوع انسان بدیہات سے سمجھتے ہین - دوسرے حصہ کی بنیاد اوس رشتہ اور تعلق پر رکھی گئی ہے جو انسان کو خدا کے ساتھہ ہے اس حصہ کا مضمون بہی عام ہے یعنی دنیا کی تاریخ مین ایسے موقع آئے ہین کہ خدا نے اپنے انبیا علیہم پر وحی نازل کرکے انسان کو اپنا علم بخشا

مذہب اسلام کی یہ خصوصیت کہ عقل پر اوسکا دارمدار ہے اور یہہ کہ تبلیغ اسلام کو اس خصوصیت کی وجہ سے کیا نفع پہونچتا ہے کہین ایسی خوبی سے بیان نہین ہے جیسے کہ پروفیسر موننتے نے اوسکو بیان کیا ہے۔ یہہ پروفیسر لکھتا ہے کہ۔

"مذہب اسلام فی الواقع رشنیل اسٹک (یعنی عقلی) مذہب ہے خواہ اس لفظ کو (جو فلسفہ یورپ کی اصلاح ہے) ازروی لغت خیال کیا جاوے اور خواہ اوسکے تاریخی معنون پر نظر کیجاوے کہ مختلف وقتون مین اوسکے کیا معنی رہے ہین۔ رشنیل ازم کی یہ تعریف کہ وہ ایک علم ہے جسمین مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور برہان پر ہو اسلام پر بالکل صادق آتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پرجوش شخص تھے اور ان مین ایمان اور یقین کی حرارت بھی موجود تھی بلکہ یہ آخر قابل تعریف خوبی اونکی امت مین بھی پیدا ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ اُنھون نے جسقدر اصلاح کی اوسکو وحی کی صورت مین ظاہر کیا۔ لیکن یہ وحی صرف بیان کا ایک طریقہ تھا اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب مین ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے جسکی بنیاد عقلی معلومات پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانون کے نزدیک اسلام سے عبارت ہے کہ خدا کو ایک مانا جاوے اور پیغمبر کی رسالت کا اقرار ہو۔ لیکن ہمارے (یعنی عیسائیون) کے نزدیک جو بہت ٹھنڈے دل سے مسلمانون کے مذہبی عقائد کی تحلیل و تجزی کرتے ہین اسلام سے مراد خدا اور آیندہ زندگی کا یقین ہے۔ یہہ دو اصول (یعنی توحید اور رسالت کا یقین) جو مذہبی عقائد کا بحد غایت اختصار ہین اور ہر مذہبی آدمی کے لیئے جنکا انحصار عقل کی ارجح بنیاد پر ہے تعلیم قرآن کا لب لباب ہین۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع وہ زبردست قوتین ہین جو مذہب اور مذہب کی ترقی اشاعت مین برابر عمل کر رہی ہین۔ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ بہت سے مسئلے اور اکثر توہمات باطلہ پیر پرستی سے لیکر تعویذ گنڈون کے استعمال تک اسلام مین اسطرح پیدا ہوگئے ہین جیسے درخت کے بڑے

سے بڑے ہونے مین پیوند لگا دیا جاوے۔ اگرچہ پیغمبر خدا نے جن باتون کی خود تعلیم
فرمائی اونکو ہر اعتبار سے ترقی ہوئی لیکن قرآن پاک مسلمانون کا ہمیشہ ملجا و ماوا
رہا ہے۔ اور یہہ وہ کتاب ہے جسمین مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال
اور جبروت اور بکمال تیقن کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب مین
یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہین ہے۔ غرض اس حقیقی اصول توحید پر مسلمانون
کی گرویدگی اور کلمۂ توحید کی سادگی اور دعیان اسلام کا اوسپر دل و جان سے یقین رکھنا
وہ باتین ہین جن سے اشاعت مذہب مین مسلمانون کی کامیابی کا حال کہلتا ہے۔ غرض
جو مذہب ایسا ٹہیک اور استوار ہو اور جس سے دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اسطرح
چہانٹ دیئے گئے ہون کہ معمولی عقل رکہنے والے بہی اوسکو سمجہہ سکین تو ضرور ہے
کہ انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی اوسمین وہ زبردست قوت ہو جسکو ہم جانتے ہین کہ یہہ
قوت اسلام مین موجود ہے[٥١]۔

جسوقت نو مسلم یہہ سیدہا سادہا مذہب قبول کر لیتا ہے تو پہر ارکان اسلام اوسکو
سکہائے جاتے ہین۔ یعنی اول کلمۂ شہادت کا اقرار دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑہنا
تیسرے زکوٰۃ دینا چوتہے رمضان کے روزے رکہنے اور پانچوین حج کرنا۔

حج کو رکن اسلام قرار دینے پر اکثر یہ اعتراض ہوا ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم توحید مین یہہ
رسم زمانہ بت پرستی کی ایک عجیب یادگار ہے۔ لیکن اس اعتراض کے وقت یہ باور رکہنا چاہیے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے حج کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت تہی جنکے مذہب
حنیف کو آپ از سر نو جاری کرنے کے لیئے مبعوث ہوئے تہے[٥٢]۔ لیکن حج مین سب
سے بڑہکر بات یہہ ہے اور یہین سے دعوت اسلام کی تاریخ مین اوسکی قدر و قیمت بہت

---

[٥١] ایڈوارڈ مونٹے "عیسائی مذہب کی اشاعت اور اوسکے مخالف مسلمان" صفحہ ۱۷-۱۸ (پیرس ۱۸۹۰ء)

[٥٢] قرآن سورہ (۲) آیت ۱۱۸-۱۲۶-

زیادہ ہوجاتی ہے کہ اوسکی وجہ سے ہر سال تمام قومون کے مسلمان دُنیا کے ہر ایک حصہ
سے چلکر ایک جگہہ یعنی کعبہ معظمہ مین جمع ہوتے ہین اور یہہ وہ مقدس مقام ہے کہ جسوقت
یہ مسلمان اپنے اپنے وطن مین نماز کے لیئے کہڑے ہوتے تہے تو یہہ ہی متبرک جگہہ تہی
جسکی طرف اونکے مُنہہ ہوتے تہے۔ اعلی سے اعلی مذہبی فہانت کی قدرت سے باہر تہا
کہ مسلمانون مین اخوت کا خیال پیدا کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیئے کہ سب مسلمان
بہائیون کا شعار یکسان رہنا چاہیئے حج سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد ہوسکتا۔ کعبہ وہ جگہہ
ہے کہ جہان زمانہ حج مین مغربی ساحل افریقہ کا نیگرو مسلمان ملک چین کے مسلمان سے
ملتا ہے اور یورپ کا مہذب اور خلیق ترک اوس مسلمان بہائی کو پہچانتا ہے جو بحر ملایا کی
حد مشرق مین کسی جزیرہ کا وحشی باشندہ ہے۔ علاوہ اسکے عید الضحی کے دن (جسکو
ترکی اور مصر مین بیرام کہتے ہین) تمام دنیا مین جہان جہان مسلمان ہین اونکے دل اون خوش
قسمت مسلمان بہائیون کے خیال سے خوش اور شادان ہوتے ہین جو آج حج سے فارغ ہوکر
مکہ معظمہ مین جمع ہونگے۔ حج کے بعد اکثر مسلمانون نے "راہ خدا مین کوشش کی" اور ہم لکھہ
چکے ہین کہ حاجیون نے دعوت اسلام کی ترقی مین کیا حصہ لیا۔

علاوہ حج کے زکوۃ کا دینا دوسرا رکن اسلام ہے جو مسلمانون کو ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ
انما المومنون اخوۃ[۱] یہہ ایک ایسا مذہبی اصول ہے جسکی پابندی مسلمانون مین حد درجہ
کیجاتی ہے۔ اور جسکی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نومسلم کے ساتہہ مہربانی اور سلوک
کا برتاؤ نہ کیا جاوے[۲]۔ کوئی شخص کسی قوم اور رنگ کا ہو اور مسلمان ہونے سے پہلے
اوسکے حالات کچہہ ہی ہون اسلام قبول کرتے ہی وہ مسلمانون کی اخوت مین شامل کر لیا
جاتا ہے اور اوسکو برابر والون مین برابر والے کا سا درجہ ملتا ہے۔

---

[۱] قرآن شریف سورۃ (۴۹) آیت ۱۰ [۲] لیکن اگر کوئی کافر کسی مسلمان کا غلام ہے تو یکا فر اسلام قبول کرنیکو مجرد غلامی سے آزاد نہین ہوسکتا
جیسا کہ بعض یورپ کے مصنفون نے لکھا ہے کیونکہ شریعت اسلام مین کسی غلام کا مسلمان ہوجانا اوسکی حالت غلامی پر کوئی
اثر نہین پیدا کرتا۔ (دیکھو میکناٹن) اصول ور نظائر محمدن لا صفحہ ۲۱۲ (مدراس ۱۸۶۲ء)

اسی طرح مسلمان کرنے اور مسلمان رکھنے کے لیے نہایت موثر طریقہ پانچ وقت کی نماز کا حکم ہے۔ موبی نستک[۱] نے خوب کہا ہے کہ "جس دین مین بہت سے ارکان کی پابندی کا حکم ہوا وسکو ایسے مذہب کے مقابلہ مین لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہین جس مین یہ بات نہو۔ انسان جن باتون مین ہمیشہ مشغول رہتا ہے اونپر ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے" مسلمان کا مذہب ہر وقت اوسکے ساتھہ ہے اور پنجوقتہ نماز کی صورت مین وہ ایسے موثر اور پر عبرت طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونون کے دل پر بغیر اثر پیدا کیے نہین رہتا فرانس کے پروفیسر رینان نے لکھا ہے کہ "بغیر ایک دلی جوش اور کیفیت محسوس کیے مین کسی مسجد مین نہین گیا بلکہ اجازت ہو تو یہہ کہون کہ مین جب کبھی کبھی مسجد مین گیا تو اپنے مسلمان نہونے پر مجھکو ایک خاص افسوس ضرور ہوا[۲]۔ اگر رینان (جو پیرس کی یونیورسٹی کا مشہور و معروف پروفیسر رہا ہے یہ الفاظ کہہ سکا تو پھر اس بات کا سمجھنا مشکل نہین کہ افریقہ کے کافر جنکو اور ادنی درجہ کی مہذب قومونکی طرح ہر چیز مین کوئی نہ کوئی اسرار پنہان معلوم ہوتا ہے جسوقت افریقہ مین کسی مسلمان تاجر کو ایک بن دیکھے خدا کی عبادت مین رکوع و سجود کے ساتھہ مصروف پاتے ہونگے تو اونکے دل پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔ تعجب و حیرت کے بعد تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا وہ علم جو تحقیق کے بعد پیدا ہوتا ہے بعض صورتون مین ایسے لوگون کو مسلمان کر لیتا ہے جنکو اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے اسلام سکہانا چاہتا تو وہ مسلمان نہوتے رمضان کے روزون کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے کہ وہ (عیسائیون کے) اس اعتراض کا پورا جواب ہین کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے سامان دکھا کر لوگون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کارلائل کا قول ہے کہ "پیغمبر خدا (صلعم) کا مذہب آسان مذہب نہین ہے۔ اوسمین سخت روزے۔ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد دشوار پیچیدہ مسائل۔ پانچ وقت کی نماز۔ شراب سے پرہیز موجود ہے

[۱] "ویسپریٹ ڈے لوے" دوسرا باب [۲] امیرنسٹ رینان "اسلام اور سائنس" صفحہ ۱۹ (پیرس سنہ ۱۸۸۳ع)

اسلام کو اس وجہ سے ترقی نہین ہوی کہ وہ آسان مذہب تہا"

غرض ان احکام اور ارکان کا پابند ہو کر مگر نہ اسقدر کہ وہ گران گذرین یا مذہب اونکی وجہ سے تاریکی مین پڑ جاوے مذہب اسلام کا اصول مسلمانون کی زندگی اور شعار کو اپنا مظہر خارجی بناتا ہے اور اونکی روزانہ زندگی کا ایسا جزو ہو جاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسرون کے حق مین اپنے دین کا معلم بن جاتا ہے۔ اور یہہ بات ایسی ہے جو اکثر مذہبون کے معتقدون کو حاصل نہین۔ مسلمانون کا اصول مذہب ایسی مختصر عبارت اور سادی زبان مین بیان ہے کہ اوسکے سمجھنے کے لیے عقل پر بہت کم زور پڑتا ہے اور مذہب کے احکام ایسے ٹہیک ٹہیک اور صاف طور پر مقرر ہین کہ کسی کو تعمیل احکام مین شبہہ نہین پڑتا کہ اوسکو کیا کرنا چاہیے۔ اور جب مذہب کے یہہ فرائض ادا ہو جاتے ہین تو ہر مسلمان کے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ جو کچھہ خدا کے احکام تہے اونسے وہ ادا ہو گیا۔ غرض مذہب کا عقل پر انحصار اور ارکان مذہب کا ٹہیک ٹہیک مقرر ہونا وہ چیزین ہین جن سے اسلام کی اوس قوت کا بہید کہلتا ہے جو عوام الناس کے دلپر اپنا اثر پہونچاتی ہے۔ کوئے نن نے لکہا ہے کہ اگر تم لوگون کو بکثرت اپنے دین پر لانا چاہو تو حق بات کو پاک اور ستہری عبارت مین جو صاف نظر آوے اور جلد سمجھہ مین آوے بیان کرو"[۱]

علاوہ ان امور کے اور بہت سے حالات ہین جو خاص خاص وقتون اور ملکون مین ایسے پیش آئے کہ وہ دعوت اسلام کی کامیابی اور ترقی کا باعث ہوے۔ ان اسباب ترقی مین سے ایک سبب یہ ہے کہ ملک افریقہ اور دیگر غیر مہذب ملکون مین مسلمان تاجرون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوی۔ یہہ ملک ایسے ہین جہان کی باشندے غیر ملکون کے لوگون سے بدظن رہتے ہین۔ لیکن تاجرون کو یہ مشکل نہین اوٹہانی

[۱] کوئے نن۔ قومی مذہب اور تمام عالم کے مذاہب" صفحہ ۲۵۔ (لندن ۱۸۸۲ع)

پڑتی - کیونکہ سب جانتے ہین کہ انکا پیشہ ایسا نہین جس سے کسی کو ضرر پہونچے - علاوہ
اسکے مسلمان تاجرون کو ان غیر مہذب لوگون سے بخوبی واقفیت ہوتی ہے اور کاروبار
تجارت مین خود ان تاجرون کا ایسا اعتماد لوگون کو ہوتا ہے کہ جسوقت وہ افریقہ کی
غیر مہذب قومون مین پہونچتے ہین تو سب لوگ اون سے اچھی طرح ملتے ہین
اور وحشیون کے دل سے وہ رکاوٹ اوٹھہ جاتی ہے جو اجنبی لوگون کے سامنے انکی
طبیعت مین فطرتاً پیدا ہوتی ہے - غرض مسلمان تاجرون کو اُن دقتون اور دشواریون
کا سامنا نہین ہوتا جو مشنری پیشہ پادریون کو اوٹھانی پڑتی ہین - ان مشنریون کی نسبت
ایسے ہی لوگون کو سوءِ ظن نہین ہوتا جنکا دائرہ علم و عقل محدود ہے اور جنکی سمجھہ مین نہین آتا
کہ محض لوگون کو کسی مذہب کا پیرو بنانے کے لیے کوئی شخص دنیا کے سب دھندے
چھوڑ کر اسقدر دور و دراز سفر کی مصیبتین کس طرح اوٹھا سکتا ہے بلکہ یہ سوءِ ظن مہذب
قومون کے دنیاوارون کو بھی ہوتا ہے جو مشنری کی ایمانداری کو اکثر شبہہ کی نظر سے
دیکھتے ہین -

لیکن ایسے ملکون مین جہان اسلام کو محکوم بنکر عاجزی ظاہر کرنیکی ضرورت نہین
ہوئی بلکہ وہ حکمران قوم کا مذہب ہوا تو اوسکے حالات مختلف صورت مین نظر آئے - اور
اس کتاب مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام نے غیر مذہب کے ایسے لوگون کی
ساتھہ صلح کل کا طریقہ رکھا اور اونکو مذہبی آزادی دی جنہون نے اپنی حفاظت کے معاوضہ
مین جزیہ ادا کیا - گو مسلمانون کی تاریخ کے صفحے اکثر ظلم کے ہنگامون سے خون آلودہ ہین
لیکن بحیثیت مجموعی مسلمانون کی سلطنت مین غیر مذہب کے لوگون کو وہ مذہبی آزادی
حاصل رہی جسکی نظیر یورپ مین بھی سوائے زمانہ حال کے کبھی موجود نہ تھی -

جبراً مسلمان کرنے کی ممانعت خود قرآن شریف مین موجود ہے لَآ اِكْرَاهَ فِی
الدِّیْنِ (سورہ بقرہ ۲۵۷) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ یونس - آیت ۹۹ - ۱۰۰)

مسلمانون کی سلطنتون مین عیسائی قومون اور فرقون کا صدہا برس سے آباد رہنا
اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ اونکو مذہبی آزادی اور سلامتی حاصل رہی اور ظاہر
کہ وقتاً فوقتاً متعصب مسلمانون کی طرف سے جو ظلم عیسائیون کو اوٹھانے پڑے
باعث خاص خاص مقامی حالات ہوتے تھے نہ کہ مذہبی آزادی کے خلاف کوئی عقیدہ
مسلمانون مین ایسا تھا جسکی وجہ سے یہ ظلم ہوئے۔[۵۱]

ایسے دشوار وقتون مین البتہ مقامی حالات کی وجہ سے مجبور ہوکر غیر مذہب کے
لوگ مسلمان ہوئے اور ایسے خاص خاص لوگونکی نظیرین پیش ہوسکتی ہین جنہون نے

۵۱ مثلاً متوکل باللہ کے زمانہ سے پہلے جو بہت سے غیر مسلمانونکے پیدا ہوگئے تھے اونکے خلاف متوکل باللہ کے عہد مین جوش
پیدا ہوا اور سوای سنیون کے تمام فرقون پر ظلم ہوئے۔ یا مثلاً تیرہوین صدی عیسوی کے قریب اتمام ایران اور ایشیای کوچک
مسلمانون نے عیسائیون سے اس بات کا انتقام لیا کہ قدیم مغل بادشاہون کے زمانہ مین جب عیسائیون کو عروج ہوا تھا تو انہون نے
کی ہمیشہ توہین و تحقیر کی تھی (مقریزی - ا - ۲) تومس - ۱ - پہلا حصہ صفحہ ۹۸ - ۱۰۶) مصنف آسمانی نے جہان (توم ۲) مسلمانوں کی
سلطنت مین عیسائیون پر سختیان ہونیکا ذکر کیا ہے وہان لکہا ہے کہ " اکثر ظلم کے طوفان خود عیسائیونکی باہمی رقابت
کی بدکاری اور عیسائی حاکمون کے غرور اور خاصکر عیسائی طبیبون اور معتمدان کی منفعاشات سے برپا ہوئے جو اپنے ہم
عیسائیون پر اختیارات حاصل کرنا چاہتے تھے " صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین ملک شام کے عیسائیون پر مسلمانون کو ان
کا شبہہ ہوا کہ یورپ کی عیسائیون کی فوجکشی مین وہ مددگار ہوتے ہین اور زمانہ حال مین سلطنت ترکی سے یونان کو آزاد کرنیکو
پیدا ہوئی اور اوسکی وجہ سے یورپ کی عیسائیون مین مذہبی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا تو اس تحریک نے مسلمانون کی محکوم
کی حالت بہت دشوار کردی۔ اگر ان عیسائیون پر اپنے مسلمان بادشاہون سے باغی اور سرکش ہونیکا شبہہ نہوتا تو اونکی حالت
ایسی سخت نہوتی۔ وے گو بنوئی مذہبی آزادی دینے کے اصول کے متعلق جو مسلمانون مین موجود ہے بہت مضبوطی
اپنے خیالات ظاہر کئے ہین اور لکہا ہے کہ " اگر ہم اصول مذہب سے پولیٹکل ضروریات کو دور کرین جنہون نے مذہب کا بہیس
اکثر زبان چلائی اور ہاتھہ اوٹھایا ہے تو اسلام کی مثل کوئی دوسرا مذہب نہین جو ایسا صلح کل ہو اور جو غیرونکو اسقدر مذہبی آزادی
دینے والا بلکہ اونکے ایمان سے مطلق بحث نہ رکھنے والا ہو سوای ایسی صورتون کے کہ کسی سلطنت نے ملکی مصلحت سمجھکر اپنے
طریقہ سے اسلام پھیلانا چاہا ہو غیر مذہب کے لوگون سے بحث نہ کرنا مسلمانونکی طبیعت کا ایسا خاصہ ہے کہ اسلام نے بہت
آزادی کے اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل رکھا ہمکو نہین چاہیے کہ محض ان ظلمون اور سختیون پر اپنی توجہ کو محدود کرین جو
پیش آئین کیونکہ اگر ہم غور اور تجسس کی نظر سے دیکھینگے تو خود معلوم ہوجائیگا کہ صرف پولیٹکل ضروریات یا محض کسی بادشاہ یا قوم
طبیعت اور مزاج کی وجہ سے یہ سختیان ہوئین۔ مذہب کو ایسی موقعون پر صرف حیلہ بنایا گیا مذہب کے احاطہ سے یہ ظلم بالکل خارج تھے گو

س موقعون پر بمجبوری اسلام قبول کرنا گوارا کیا لیکن جبر و اکراہ سے غیر مذہب
لوگون کو مسلمان کرنے کا حکم قرآن یا شریعت مین کہین موجود نہین ہے - قرآن
یف کی وہ آیات جنمین جبراً مسلمان کرنیکی ممانعت ہے اور جنمین صرف وعظ و نصیحت کو
عت دین کا ذریعہ قرار دیا ہے اس کتاب کے پہلے باب مین نقل کی گئی ہین اور علما کی
کے فیصلون مین بھی اسی اصول کی پابندی ہوی ہے - چنانچہ جسوقت موسی میمونا ئیڈ
ودی نے سلاطین اسپین المرابطین کے متعصبانہ عہد مین بظاہر اسلام قبول کر لیا - اور پھر
کو بھاگ کر وہان اپنے تئین یہودی بتایا تو اسپین کے ایک مفتی نے موسی پر فتوائے کفر
ی کیا اور چاہا کہ اوسکو شرع کے مطابق سختی سے سخت سزا ملے - لیکن جسوقت یہ مقدمہ
ی الفاضل[۱] کے اجلاس مین پیش ہوا تو اوسنے فیصلہ کیا کہ جو شخص بجبر مسلمان کیا گیا ہو
لو مسلمان نہین کہہ سکتے[۲] - اسی اصول کی تائید مین ایران کے بادشاہ غازان (سنہ ۱۲۹۵-۱۳۰۴ع)
سوقت معلوم ہوا کہ اوسکے آغاز عہد مین بدھ مذہب کے جو عالم بظاہر مسلمان ہو گئے تھے
اونکے مندر مسمار کر دئے گئے تھے وہ ایران سے تبت کو واپس جانا چاہتے ہین
لطان غازان نے اونکو تبت جانیکی اجازت دے دی تاکہ بدھ مذہب کے لوگون
ہو بکر وہ آزادی کے ساتھ پھر اپنے قدیم مذہب کے پابند ہو جاوین[۳] - تاورنیر نے
ی قسم کا ایک واقعہ اصفہان کے چند یہودیون کا بیان کیا ہے جن پر حاکم اصفہان نے
ہے ظلم کئے کہ "یا تو بجبر یا چالاکی سے ان یہودیون کو اوسنے مسلمان کر لیا" لیکن بادشاہ یعنی
ہ عباس ثانی نے (سنہ ۱۶۴۲-۱۶۶۷ع) یہ دیکھہ کر کہ ان یہودیون نے خوف یا زبردستی سے
نا مذہب ترک کیا ہے اونکو اجازت دے دی کہ وہ موسوی دین پھر اختیار کرین اور
ع امان کے ساتھ ملک مین آباد رہین[۴] - تاورنیر سے پہلے کا ایک شخص سیاح جسنے سنہ ۱۶۲۷ع

[۱] قاضی الفاضل ابو علی عبدالرحمن (سنہ ۱۱۳۵-۱۲۰۰ع) قضات مین سب سے بڑا نامور شخص ہوا ہے - سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا -
[۲] ابن خلکان دوسری جلد صفحہ ۱۱۱ - ۱۱۵ [۳] ابو الفرج (۲) صفحہ ۵۹۸ [۴] دہوسن چوتھی جلد صفحہ ۲۸۱ [۵] تاورنیر (۱)
صفحہ ۱۶۰ [۵] رامو سیو دوسری جلد صفحہ ۱۱۱ -

مین فارس کا سفر کیا لکھتا ہے کہ باوجود ایسے زمانہ کے کہ ملک مین ہر طرف شورش تھی تبریز کے
ایک مسلمان گورنر نے اسی قسم کے ایک ہنگامہ کو فرو کیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن شہر
تبریز کا ایک ارمنی سوداگر اپنی دوکان مین بیٹھا تھا کہ ایک حاجی[۵۱] اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وہ
عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرے۔ سوداگر نے اپنے مذہب پر ثابت قدم رہنے کا
قصد ظاہر کیا اور پیچھا چھوڑانے کیلیے اوسکو کچھہ خیرات دینے لگا۔ حاجی نے کہا کہ مین
خیرات نہین مانگتا بلکہ اوسکو مسلمان کرنے آیا ہون۔ سوداگر مسلمان ہونے سے انکار
کرتا رہا یہانتک کہ حاجی کو سخت غصہ آیا اور قریب ایک شخص کھڑا تھا اوسکے ہاتھہ سے تلوار
چھین کر اوسنے سوداگر کے سر پر کاری زخم پہونچایا اور بھاگ گیا۔ اور حاکم شہر کو جب اس
واقعہ کی خبر لگی تو اوسکو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ قاتل کو تلاش کر کے گرفتار کرین۔ غرض
قاتل گرفتار ہو کر حاضر کیا گیا اور شہر کے حاکم نے اپنے ہاتھہ سے خنجر مار کر اوسکو ہلاک کیا
اور یہہ کہکر کہ "کیا محمد کے دین کی اشاعت اسی طریقہ سے ہوتی ہے" حکم دیا کہ قاتل کی
نعش کو شہر کے باہر پھینکوا دیا جاوے تاکہ اوسکو کتے کھائین۔ جب رات ہوئی تو شہر
والون نے جا کر نعش کو دفن کر دیا۔ اس توہین حکم پر حاکم تبریز کا غصہ اور بڑھا اور اوس نے
شہر کو تین یا چار گھنٹہ تک سپاہ کے حوالے کر دیا۔ اسکے بعد لوگون پر جرمانہ کیے اور مقتول
عیسائی سوداگر کے بیٹے کو بلا کر نہایت مہربانی اور شفقت کے الفاظ سے اوسکو تشفی اور تسلی دی۔[۵۲]
حاکم بامر (سنہ ۹۹۶ — ۱۰۲۰ع) جیسے خبطی خلیفہ نے بھی جسکے ظلمون سے اکثر یہودی اور عیسائی
اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے انکو پھر اپنا مذہب اختیار کرنے اور برباد عبادتخانون کو
از سر نو تعمیر کرنیکی اجازت دے دی۔[۵۳] چونکہ مشرقی ملکون کے عیسائیون کی طرف سے یورپ

---

[۵۱] اس قدیم سیاح نے آزمی کا لفظ لکھا ہے جس سے غالباً حاجی مراد ہوگی۔ [۵۲] الکین صفحہ ۳۶۔ [۵۳] اس واقعہ سے ایک صدی پہلے
رشتہ سنہ ۹۰۳ سے ۹۰۵ع مین اسنے حکم دیا کہ فلسطین مین مسلمانون کے ہنگامون سے جو گرجا برباد ہو گئے تھے وہ پھر تعمیر کرا دیے جاوین۔ ان ہنگامون کا
کوئی سبب نہین بتایا گیا۔ اوٹیکیوس توم ۲۔ صفحہ ۵۱۳ — ۱۲ — ۵۱۳ ابو صالح نے لکھا ہے کہ مصر مین عیسائیون کی اکثر خانقاہین اور ...
جنکو ... کے زمانہ مین بمقام سنہ ۱۰۲۳ع مین گرا ... کر دون کی نوجکشی کے وقت مسلمانون (صفحہ ۹۱ و ۹۶ و ۱۲۰ و ۱۲۳) ...

عیسائی بالکل غافل تھے اور مشرق کے عیسائیون کے پاس اپنی حفاظت اور بچاؤ کا کوئی
سامان نہ تھا اسلیئے مسلمان بادشاہون مین سے کوئی بڑا بادشاہ اگر چاہتا تو بہت آسانی
سے اپنی عیسائی رعایا کو نیست و نابود کر دیتا یا اپنی سلطنت سے اونکو اس طرح نکال دیتا جس
طرح اسپین کے عیسائیون نے مسلمانون کو اسپین سے نکال دیا یا جس طرح انگریزون نے
چار سو برس تک اپنے ملک سے یہودیون کو جلاوطن کیا چنانچہ ۱۵۱۴ء مین سلطان سلیم اول
اور ۱۶۴۶ء مین سلطان ابراہیم اپنے اون منصوبون کو عمل مین لا سکتے تھے جو انہون
نے عیسائی رعایا کو غارت کرنے کے لیئے سوچے تھے۔ بلکہ سلطان سلیم نے تو اس غرض
سے کہ سلطنت مین کل رعایا ایک ہی مذہب کی پابند ہو چالیس ہزار شیعون کو قتل کر ڈالا تھا لیکن
مفتیون نے عیسائیون کے متعلق ان بادشاہون کو اس ظالمانہ قصد سے باز رکھا اور یہی
مفتی اسلامی شریعت اور اسلامی طریق صلح کل کے بتانے اور سکہانے والے تھے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی[۵۲] کے شروع مین جرمنی مین اس اصول کو بہت پسند کیا جاتا تھا
کہ "جسکا ملک ہو اوسی کا دین ہو" (یعنی رعایا کا مذہب بادشاہ کی مرضی پر موقوف ہونا چاہیئے)
لیکن مسلمان بادشاہون مین سے کسی نے اس اصول کو اپنا دستور العمل نہین بنایا۔ گو ظاہر
ہے کہ جسوقت کسی ملک مین مذہب اسلام کسی فرمانروا قوم کا مذہب ہوا تو اس بات نے
نومسلمون کی تعداد مین ضرور ترقی پیدا کی۔ اور جن لوگون پر مذہب کو پوری قدرت حاصل
نہ تھی شاید اونکو دنیا کا لالچ ہوا ہو اور بجای نیک نیتی کے خودغرضی اور حب جاہ اونکے
تبدیل مذہب کا موجب ہوا ہو چنانچہ پانچوین صدی عیسوی مین سینٹ آگستین نے خود
عیسائیون کی نسبت یہ شکایت لکھی کہ لوگ اس خیال سے اکثر عیسائی ہو جاتے ہین کہ
عیسائی ہونے سے اونکو دنیا کا فائدہ ہوگا۔ سینٹ آگستین نے لکھا ہے کہ "کسقدر لوگ
ہین جو صرف دنیا کے لیے مسیح علیہ السلام کو تلاش کرتے ہین۔ ایک ہے کہ اوسکا کوئی

[۵۱] دے لاجو نقیئر صفحہ ۲۰۲ و ۲۱۳ و ۲۱۲ و ۳
[۵۲] شار دیریا "جنگ سی سالہ کی تاریخ" التوم (اب) صفحہ ۶۱۵ - ۶۲۵

(۔۔۔ پریس ۱۸۷۸ء)

کام اٹکا ہوا ہے اور وہ یادریون کی مدد چاہتا ہے۔ دوسرا ہے جسکو کسی زبردست نے ستایا ہے اور وہ کلیسا مین پناہ لیتا ہے کوئی شخص اس لیئے آیا ہے کہ اوسکے معاملہ مین کسی بڑے آدمی سے جس تک اوسکی رسائی نہین ہے سفارش کر دی جاوے۔ غرض ایسے ہی لوگ ہین جنکا کلیسا مین ہجوم رہتا ہے۔[۱ھ]

اسکے علاوہ عروج کے زمانہ مین سلطنتِ عرب کے جاہ وحشم نے وحشی اور غیر مہذب قومون پر جو اس شان و سطوت کو دیکھہ ہی تہین ایسا ہی سحر اور افسون کیا ہوگا جیسا کہ عیسائی مذہب نے شمالی یورپ کی وحشی قومون پر اثر کیا تہا جبکہ ”عیسوی مذہب ان وحشیون کو ہر جگہہ نظر آتا تہا اور وہ بہت ترقی یافتہ اور دقیق مذہب معلوم ہوتا تہا شاہانہ تحکم اور دبدبہ اوسمین پیدا تہا بادشاہون کے پہلو مین وہ تخت نشین تہا بلکہ بعض دفعہ ان بادشاہون کے تخت حکومت سے بہی اوسکا سر پر سلطنت بلند ہوتا تہا“۔[۲ھ]

لیکن جن لوگون نے ایک مذہب چہوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کیا ہو خواہ اوسمین اسلام ہو یا کوئی اور دین اون سب لوگون کی نسبت یہہ کہنا کہ بری نیت اور بری غرض سے اونہون نے تبدیل مذہب کیا درست نہین ہے اور نہ یہہ مناسب ہے کہ داعیان اسلام کی نیک زندگی اور عمدہ شعار اور مسلمانون کی نیکیون سے غیر مذہب کے لوگون پر جو سچا مذہبی اثر پہونچا اوسکو نظر انداز کیا جاوے۔ اگرچہ یورپ کی موجودہ عیسائی نسلون کو جنکے نزدیک اسلام ہر قسم کی (نعوذ باللہ) برائیون اور خباثتون کا برقع ہے یہہ بات عجیب معلوم ہوگی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ قدیم زمانہ مین جن عیسائیون کو مسلمانون کی سوسائٹی مین رہنے کا اتفاق ہوا اونکے دل پر مسلمانون کی خوبیان نقش ہوگئین۔ اگر یورپ کے عیسائی سیاح اور اجنبی لوگ مسلمانون کی نیکیون اور خوبیون سے متاثر ہوے تو بلا شبہہ اُن غیر مذہب

۱ھ یوحنا کی انجیل پر رسالہ۔ صفحہ ۲۵ فقرہ ۱۰۔ ۲ھ میریوال ”شمالی اقوام یورپ کا عیسائی مذہب قبول کرنا“ صفحہ ۱۰۲ (لندن ۱۸۶۶ء)

کے لوگون مین بہی جو رات دن مسلمانون مین رہتے تہے اسلام قبول کرنے کا کچہہ نہ کچہہ شوق ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب ختم فرقہ عیسائی دومانگن کے ایک مشنری ریکولدوس نامی نے شام اور فلسطین کا سفر کرکے وہان اپنے مذہب کی اشاعت چاہی تو ذیل کی عبارت مین اوسنے مسلمانون کی تعریف لکہی " ہم یہ دیکہکر حیران رہ گئے کہ مسلمانون کے مذہب کفر (نعوذ باللہ) مین کس کمال درجہ کی نیکیان موجود ہین اب ہم مسلمانون کی نیک باتون اور کامون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین ..... کون شخص ایسا ہوگا جو غور سے دیکہے اور اوسکو تعجب نہو کہ مسلمانون کو تحصیل علم کا کس درجہ شوق ہے کس دل وجان سے وہ خدا کی عبادت کرتے ہین۔ محتاجون کے ساتہہ کیسے فیاض ہین۔ خدا اور انبیاء کے نام کی کیسی عظمت کرتے ہین۔ آثار مقدسہ کا اون مین کس قدر ادب کیا جاتا ہے۔ انکی باتون مین کس قدر متانت اور سنجیدگی ہے۔ اجنبی لوگون کے ساتہہ وہ کسقدر سلوک کرتے ہین اور مسلمان مسلمان کی ساتہہ کیسی الفت اور محبت رکہتا ہے"[1] اسی قسم کی تعریفین عیسائی سیاحون کی کتابون مین بہی بار بار بیان ہوی ہین مشہور سیاح سر جان ماندویل نے لکہا ہے کہ "مسلمان نیک اور ایماندار ہین۔ وہ اپنے صحیفہ پاک یعنی قرآن کے نہایت پابند ہین جسکو خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اوتارا اور حضرت جبرئیل خدا کا حکم اکثر اون پر ظاہر کرتے تہے"[2]۔ صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین عیسائیون نے جو کتابین لکہین وہ بہی اسلامی خوبیون اور نیکیون کی تعریف سے مالامال ہین۔ اور یورپ مین جسوقت ترکون کی سلطنت قائم ہوی تو شروع شروع مین اکثر عیسائیون نے ترکون کی تعریف و توصیف کا فرض ادا کیا جسکا حال ہمنے اس کتاب کے باب ششم مین لکہا ہے۔

جن اسباب سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہوی وہ اوپر بیان کردیے گئے ہین۔ ان مین بعض سبب ایسے ہین جو ابہی تک اسلام کی ترقی کا موجب ہین لیکن ان اسباب کے

[1] لورن صفحہ ۱۳۱۔ [2] ماندویل صفحہ ۱۲۹۔

علاوہ آج کل دنیا مین اسلام کی ترقی اور اشاعت کے دو مستند ذریعے اور بہی ہین - پہلا ذریعہ تو یہ ہے کہ مسلمانون مین شعار اسلام کو زندہ کرنیکی تحریک شروع ہوئی جسکی ابتدا گذشتہ صدی کے اخیر مین فرقۂ وہابیہ کے پیدا ہونے سے ہوئی - اگرچہ وہابیون کی ملکی قوت نجد کی حدود سے باہر جلد زائل ہو گئی لیکن مذہبی اعتبار سے اس فرقہ کا اثر افریقہ اور ہندوستان اور جزائر ملایا مین آجکے دن تک موجود ہے - اور اوسکی وجہ سے متعدد اسلامی تحریکین ایسی پیدا ہوتی رہی ہین جنکا اثر نہایت قوت کے ساتہہ کل اسلامی دنیا پر پہونچا - ہم اس کتاب مین لکہہ آئے ہین کہ موجودہ زمانہ مین جن اسلامی فرقون نے اشاعت دین مین خاص کوششین صرف کین اونکو اصلاح مذہب کی اس تحریک سے کس قدر قریب کا واسطہ رہا ہے - غرض اسلام کی حمیت اور مذہبی تعلیم و تربیت کا چرچا اور علم دین کا شوق اور ارکان مذہب کی جو پابندی اسطرح پیدا ہوئی اوسنے مسلمانون کے دل مین اسلام کی ترقی اشاعت کے اوس شوق کو جو فطرتاً اونمین موجود ہے پہر زندہ کیا اور وہ ابتک زندہ ہے -

اصلاح مذہب کی اس تحریک کے ساتہہ ساتہہ ایک اور تحریک مسلمانون مین پیدا ہوئی جو بالکل مختلف قسم کی ہے - اور ان دونون مین فرق یہہ ہے کہ تحریک اول یورپ کی تہذیب و تمدن کے خلاف ہے - اور دوسری تحریک موجودہ زمانہ کے مغربی خیالات کو پسند کرتی ہے اور اسلام کو ان ہی خیالات کے پیرایہ مین ظاہر کرنا چاہتی ہے جو مسلمان اس تحریک کے معاون ہین اونکا مقصد یہ ہے کہ مسلمانون کی تمام قومین متحد و متفق ہو جاوین اور سلطان ٹرکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کرین - اگرچہ اس تحریک کو وہ وقعت حاصل نہین ہے جو تحریک اول کو ہے لیکن اوسکے حامیون کا طرز خیال ایسا ہے جس سے اسلام کی اشاعت مین مدد ملتی ہے - اور اس شوق مین کہ اخوت المومنین کے اصول کو حقیقی اور مادی صورت مین کسی طرح دیکہہ لین اونکے مذہبی خیالات پر بہت عمدہ اثر پڑ جاتا ہے اور یہ خیال کہ سب اہل اسلام ایک ہو جاوینگے اور تمام کلمہ گو قومون کا ایک سا شعار ہوگا ان مسلمانون کے

دلون کو تقویت بخشتا ہے اور اونکو ہمت ہوتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے اپنے مذہب کے فضائل بیان کرین۔

اب رہی یہ بات کہ ان دونون اسلامی تحریکون کی وجہ سے اسلام کی اشاعت پر کیا اثر ہوگا تو اسکا حال صرف آیندہ زمانہ مین کھُل سکتا ہے لیکن آج کل دعوت اسلام مین جو سرگرمی ان دو تحریکون سے ظاہر ہو رہی ہے وہ اسبات کا ثبوت ہے کہ اسلام (خدانخواستہ) مردہ نہین ہے۔ اسلام کی روحانی قوت ملک اور سلطنت پر منحصر نہین ہے جیسا کہ اکثر لکھا گیا ہی[۵۵]۔ بلکہ ملکی قوت اور دنیوی ثروت کے نقصان نے اسلام کی وہ خوبیان زیادہ نمایان کر دی ہین جو کسی مذہب کی اشاعت مین ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہوسکتی ہین مسلمانون نے بداقبالی سے عقل اور بیتا سے گُن سیکھ لیے ہین اور بجاے اسکے کہ دنیوی جاہ و ثروت کا نہ ہونا مذہب اسلام کے زوال کی دلیل ہو یہ امر غور کے قابل ہے کہ اُن ملکون مین جو عرصہ دراز سے عیسائیون کے تسلط مین ہین دعوت اسلام مین نہایت کوشش اور جستجو کی جاتی ہے۔ ہندوستان اور جزائر ملایا کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا وہ جوش و خروش ہے کہ ٹرکی اور مراکو مین اوسکو تلاش کرنا فضول ہے۔

[۵۵] فریڈرک ڈینیسن موریس نے کسی موقع پر یہ فقرہ کہا تھا کہ "ثابت ہوگیا ہے کہ اسلام صرف ایسے وقت ترقی کر سکتا ہے جبکہ وہ ملک گیری کے درپے ہو"۔ یہ فقرہ ایک نہایت عامیانہ خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اسلام کی نسبت (عیسائیون) مین بہت رائج ہے (دنیا کے مذاہب صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ کیمبرج ۱۸۵۲ء)۔

تمّت بالخیر

ضمیمۂ اول

جہاد

قطع نظر اور اعتراضون کے اگر صرف اس اعتراض پر نظر کیجاوے جو اسلام کی نسبت عموماً کیا جاتا ہی کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پہیلایا گیا اور سچا داعی اسلام وہی ہی جسکے ایک ہاتہہ مین تلوار ہو اور دوسرے مین قرآن اور وہ ان دونون مین سے ایک کی اطاعت قبول کرائے تو ظاہر ہے کہ دعوتِ اسلام کی کوئی تاریخ اوس وقت تک مکمل نہین تصور ہہ سکتی جبتک کہ اوسکے ساتہہ جہاد کا ذکر نہ ہو جسکا ترجمہ بالعموم مذہبی لڑائی سے کیا گیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کی نسبت اس قسم کے بیانات کا ناقص ہونا اون حالات سے جو اسوقت تک اس کتاب مین لکہے گئے ہین ثابت ہو گیا ہوگا۔ اب ہمکو یہ دیکہنا باقی ہی کہ کیا قرآن سے کسی مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا حکم ملا ہے۔ کیا قرآن کی تعلیم مسلمانون کو حکم دیتی ہے کہ وہ مسلح ہوکر اور لڑکر اپنا دین پہیلائین۔ یعنی مختصر یہ کہ مذہب اسلام مشنری (تبلیغی) مذہب ہے یا نہین۔

قرآن مین کہین کوئی عبارت ایسی نہین ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو۔ بخلاف اسکے بہت سی آیتین ایسی موجود ہین جن سے داعیانِ مذہب کی کوششین وعظ و نصیحت کی حد تک محدود کردی گئی ہین۔ علاوہ اسکے یہ بہی دعویٰ کیا گیا ہی کہ قرآن کی کسی آیت سے نہین نکلتا کہ کافرون پر بغیر اسکے کہ خود کافر مسلمانون کو حملہ کرنے پر مجبور کرین حملہ کیا جاوے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت کی جسقدر لڑائیان تہین وہ اقدامی نہین بلکہ دفاعی تہین۔

یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ جہاد کے جو معنی غیر مومنین کے ساتھہ لڑائی کرنے کے عام طور پر لیے جاتے ہین اور رواج پاگئے ہین یہ قرآن شریف کے نازل ہونیکے بعد تراشے گئے ہین - اور یہہ کہ جن آیتون مین یہ لفظ یا اوسکے مشتقات آئی ہین اُنکے وہی معنی لینے چاہئین جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے لیے جاتے تھے - فعل جہد کے معنی ہین کوشش کرنا محنت کرنا مشقت کرنا - زور لگانا - توجہ کے ساتھہ کام کرنا - یا زیادہ مطالعہ کرنا - محنت کے ساتھہ کام کرنا - غرض کسی قسم کے کام مین کوشش کرنیکو ظاہر کرتا ہے یہان تک کہ دودھ بلونے اور کھانا کھانے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے - باب افعال مین (اجہد) سخت قسم کھانے کے معنی مین بھی آتا ہے اور اگر کسی چیز کی نسبت بولا جائے تو اوسکے معنی بڑہنے اور پھیلنے کے ہوجاتے ہین - باب افتعال (اجتہد) کی صورت مین آکر اوسکے معنی ہوجاتے ہین "صحیح رای قائم کرنیکے لیے کوشش کرنا" - چنانچہ اوسکے مصدر اجتہاد کے معنی ہین "کسی مقنن یا فقیہ کا قانون یا فقہ کے کسی مسئلہ کی نسبت رای قائم کرنیکے لیے دماغی قوتون کو بدرجۂ غایت کام مین لانا" اور لفظ جہاد کے معنی ہین "غیر مطبوع چیز کا مقابلہ کرنیکے لیے قوت کوشش سعی - یا لیاقت کو بدرجۂ غایت کام مین لانا" پس جو حال جہاد کے مصدر اور مشتقات کا اوپر بیان کیا گیا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ بذاتہ اوسمین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے لڑائی اور جنگ کے معنی لیے جاوین - بلکہ خاص خاص معنی جو وہ اختیار کرتا ہے وہ صرف مضمون اور فحوای کلام سے ظاہر ہو سکتے ہین -

ہم ذیل مین وہ تمام آیات نقل کرتے ہین جسمین لفظ جہاد یا اوسکے مشتقات آئے ہین اور آیات کو اوقات نزول کی ترتیب سے نقل کرتے ہین -

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ (الفرقان - آیت ۵۲ - ۵۴)

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی سے ایک ڈرسنانے والا اٹھاتے۔ (اے پیغمبر) تم کافرون کا کہنا نہ مانو اور قرآن (کی دلائل) سے انکا مقابلہ کرو۔

(ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ یہان وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے کوشش کرنی مراد ہے کیونکہ یہ آیتین مکہ مین نازل ہوئی تہین اور جہاد کے معنی یہان لڑائی یا جنگ کے لیئے جسقدر مہمل ہین اوسی قدر غیر واضح ہین۔)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔ النحل - آیت ۴۰ (ترجمہ) اور انہون نے اسکی قسم کہائی اپنی سخت قسم۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل - آیت ۱۰۸) (ترجمہ) جو شخص کفر پر مجبور کیا جاوے اگر اوسکا دل ایمان کیطرف سے مطمئن ہو اوس سے کچہہ مواخذہ نہین۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ النحل - آیت ۱۱۱ (ترجمہ) جو لوگ مبتلائے مصیبت رہے پیچہے گہربار چہوڑے پہر جہاد (کوششین) کیئے تکلیفون پر صبر کیا (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار بیشک تمہارا پروردگار ان (سب امتحانون) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(آیت ۱۰۸ مین اون مصیبتون کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانون کو ابتدا مین اٹہانی پڑین اور آیت ۱۱۱ مین حبشہ کی طرف مسلمانون کی ہجرت سے مراد ہے۔ ان مسلمانون کا جہاد وہ محنتین اور مشقتین تہین جو لوگون کے ظلم اور جلاوطنی کی وجہ سے اونکو اٹہانی پڑی تہین)

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ العنکبوت آیت ۵) (ترجمہ) اور جو محنت اٹہاتا ہے وہ اپنے ہی لیئے محنت اٹہاتا ہے ورنہ خدا تو (دنیا جہان کے) سب لوگون سے بے نیاز ہے۔

ووصّینا الانسان بوالدیہ حسناً ط وان جاھداک لتشرک
ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم بما کنتم تعملون ○ (ا
آیت ۷) (ترجمہ) اور ہمنے انسانون کو اپنے مان باپ کے ساتھہ اچھا برتاو کر
حکم دیا ہے اور اگر مان باپ تیرے درپے ہون کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرا
تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہین تو انکا کہنا نہ ماننا۔

والّذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سُبلنا ط وانّ اللہ لمع المح
(العنکبوت آیت ۶۹) (ترجمہ) اور جن لوگون نے ہمارے کامون مین کوشش
ہم بھی اونکو ضرور اپنے رستے دکھائینگے اور کچھہ شک نہین کہ اللہ انکا ساتھ
جو نیک کام کرتے ہین۔

وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھ
(لقمٰن آیت ۱۴) (ترجمہ) اگر تیرے ماباپ تجھہ کو اس پر مجبور کرین کہ تو ہمارے
(کسی) کو شریک بنائے جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہین ہے تو انکا کہنا نہ مانو۔

واقسموا باللہ جھد ایمانھم (فاطر - آیت ۴۲)

واقسموا باللہ جھد ایمانھم (الانعام - ۱۰۹)

انّ الّذین اٰمنوا والّذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ لا او
یرجون رحمت اللہ ط واللہ غفورٌ رّحیمٌ (البقرۃ آیت ۲۱۵) (ترجمہ
ایمان لائے اور انہون نے اللہ کی راہ مین ہجرتین بھی کین اور جہاد (کوششین
یہہ ہی ہین جو خدا کی آس لگائے بیٹھے ہین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

انّ الّذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم
والّذین اٰووا ونصروا اولٰئک بعضھم اولیاء بعض ط (التوبہ آیت
(ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے ہجرتین کین اور اللہ کے رستے مین

سے جہاد (کوشش) کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور اونکی

یہہ ہین لوگ ایک کے وارث ایک۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا
وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ
توبہ آیت ۷۵-۷۶ (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور اللہ
کے رستے مین جہاد (کوشش) بہی کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور
مدد کی یہہ ہی پکے مسلمان ہین اور اونکے لئے معافی ہے اور عزت کی روزی - اور جو لوگ
بعد کو ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور تمہارے ساتہہ ہوکر جہاد کئے تو وہ تم
ہی مین داخل ہین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدَی الشَّیْطٰنُ
سَوَّلَ لَھُمْ وَاَمْلٰی لَھُمْ ○ محمد آیت ۲۷ (ترجمہ) بیشک جن لوگون کو راہ راست صاف
ظاہر معلوم ہوی اور پہر بہی وہ اپنے الٹے پاؤن پہر گئے شیطان نے اونکو بہتے دیا اور انکی
امیان دراز کردین۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰہُ اَضْغَانَھُمْ ○
محمد آیت ۳۱ (ترجمہ) کیا وہ لوگ جنکے دلون مین (نفاق کا) روگ ہے اس
خیال مین ہین کہ خدا اونکی دلی عداوتون کو کبہی ظاہر نہ کریگا۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ لا وَنَبْلُوَا اَخْبَارَکُمْ ○
محمد آیت ۳۳ (ترجمہ) اور تمکو ہم ضرور آزما کر رہینگے تاکہ تم مین جو جہاد کرنیوالے اور صبر کرنیوالے ہین انکو
ہم معلوم کرلین اور تاکہ تمہارے اصلی حالات کو جانچ لین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد آیت ۳۲)

(ترجمہ) بیشک جن لوگون پر دین کا رستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوے اچھے

اُنہون نے انکار کیا اور اللہ کے رستے سے لوگون کو روکا اور رسول کی مخالفت ک[ی]

خدا کو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان پہونچا سکین گے نہین بلکہ ان ہی کے عملونکو اکارت کر[ے گا]

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُ[مْ]

وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ آل عمران - آیت ۱۳۶) (ترجمہ) کیا تم اس خیال مین ہو

کہ تم جنت مین جا داخل ہوگے حالانکہ ابھی تک اللہ نے نہ تو یہ جانچا ہے کہ تم مین [سے]

کون جہاد (کوشش) کرنے والے ہین اور نہ جانچا کہ کون ثابت قدم ہین -

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ

وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الصف - آیت ۱۱) (ترجمہ) خدا او[ر]

اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑا دو (کوشش

کرو) بشرطیکہ تمکو سمجھ ہو -

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (النساء - آیت ۹۷) (ترجمہ)

مسلمانون مین سے بیٹھ رہنے والے سوای ناکارون کے اور اللہ کی راہ مین اپنے

مال اور اپنی جان سے جہاد (کوشش) کرنے والے برابر نہین ہین بزرگی دی ہے اللہ نے

اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر مرتبہ مین اور ہر ایک

سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے

والون پر اجر عظیم دینے سے -

واقسموا باللہ جھد ایمانہم (النور۔ آیت ۵۲)

یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون ۝ وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم (الحج۔ آیت ۷۷-۷۸)

(ترجمہ) مسلمانوں رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ اور اللہ کی راہ مین کوشش کرو جیسا کہ اوسمین کوشش کرنے کا حق ہے۔ اوسنے تمکو انتخاب فرمایا اور دین مین تم پر کسی طرح کی سختی نہین کی دین تمہارے باپ ابراھیم کا۔

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیہم (التوبہ آیت [illegible])

(ترجمہ) اے پیغمبر کافرون اور منافقون سے جہاد کرو اور اونپر سختی کرو۔

(چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہین اسلیئے جاہد کے معنی جنگ کرنیکے نہین لیے جاسکتے۔ آنحضرت نے جس حکم پر اپنا عمل کیا وہ اس آیت سے نکلتا ہے۔

ولا تطع الکٰفرین والمنٰفقین ودع اذٰہم وتوکل علی اللہ وکفٰی باللہ وکیلا ۝ (الاحزاب آیت ۴۸) (ترجمہ) اور اے پیغمبر کافرون اور منافقون کا کہا نہ مانو اور اونکی ایذا دہی کی (کچھہ) پروا نہ کرو اور خدا پر بھروسا رکھو اور خدا کارساز بس ہے۔

پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافرون اور منافقون کے ساتھہ وعظ ونصیحت سے کوشش کرو اور اونکے ساتھہ سختی کرو یعنی اون سے نرم نہ ہوجاؤ اور اون کے دہوکے مین نہ آجاؤ۔[1]

یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان

[1] مولوی چراغ علی صفحہ ۱۸۶۔

تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۖ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۖ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ (الممتحنہ - آیت ۱) (ترجمہ) مسلمانو اگر تم ہماری راہ مین جہاد (کوشش) کرنے اور ہماری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ لگو اُنکی طرف دوستی (کے نامہ وپیام) دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس جو (خدا کی طرف سے دین) حق آیا ہے وہ اوس سے انکار کر ہی چکے ہین - وہ تو صرف اتنی بات پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو رسول کو اور تمکو (گھرون سے) نکال رہے ہین اور تم چپکے چپکے اونکی طرف دوستی کے پیغام دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کر تے ہو ہم خوب جانتے ہین اور جو تم مین سے ایسا کریگا تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا -

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات آیت ۹) (ترجمہ) پس سچے مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (وشبہہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے مین اپنے مال اور اپنی جان سے کوشش کی حقیقت مین یہی سچے مسلمان ہین -

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۱۶) (ترجمہ) کیا تمنے ایسا سمجھ رکھا ہے کہ چھوٹ جاوگے اور ابھی اللہ نے اُن لوگون کو اچھی طرح دیکھا تک نہین جو تم مین سے جہاد (کوشش) کرتے ہین اور اللہ اور اُسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑ کر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے اور جو کچھ بھی تم لوگ کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے -

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (التوبہ آیت ۱۹) (ترجمہ) کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد کرنے کو اُس شخص (کی خدمتون) جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ (دونون ایک دوسرے کے) برابر نہین اور اللہ ظالم لوگونکو ہدایت نہین دکھایا کرتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۲۰) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لئے) انہون نے ہجرت کی اور اپنی جان و مال سے اللہ کے رستے مین جہاد (کوششین) کئے۔ یہہ لوگ اللہ کے ہان درجے مین کہین بڑہکر ہین اور یہہ ہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ (التوبہ۔ آیت ۲۴) (ترجمہ) سمجہا دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بہائی اور تمہاری بیبیان اور تمہارے کنبہ دار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے مندہ پڑنیکا تمکو اندیشہ ہو اور مکانات جن مین رہنے کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہہ چیزین) اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرنے سے تمکو زیادہ عزیز ہون تو ذرا صبر کرو یہانتک کہ جو کچہہ خدا کو کرنا ہے وہ تمہارے سامنے لاموجود کرے اور اللہ

اُن لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین دیا کرتا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۴۱۔) (ترجمہ) ہلکے اور بوجھل

نکل کھڑے ہوا کرو اور اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد (کوشش) کرو۔ اگر تم

جانتے ہو تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ (التوبہ آیت ۴۴) (ترجمہ) جو لوگ

خدا کا اور آخرت کا یقین رکھتے ہین وہ تمسے اسبات کی رخصت مانگتے نہین کہ اپنی جان

مال سے شریک جہاد نہون اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ (التوبہ آیت ۸۱)

(ترجمہ) جو پیچھے چھوڑ دیے گئے وہ رسول خدا کے خلاف (رائے) اپنے گھرون مین

بیٹھہ رہنے سے بہت خوش ہوے اور راہ خدا مین اپنی جان و مال سے جہاد (کوشش) کرنا

اُنکو ناگوار ہوا اور لوگون کو بھی سمجھانے لگے کہ ایسی گرمی مین (گھر سے) نہ نکلنا۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ (سورۃ

(ترجمہ) اور جبکہ اُتاری جاتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد (کوشش)

کرو اوسکے رسول کے ساتھہ تو اجازت مانگتے ہین تجھہ سے وسعت والے اُن مین

اور کہتے ہین کہ چھوڑ دے ہمکو تاکہ ہم رہین بیٹھہ بیٹھہ رہنے والون کے ساتھہ۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (التوبہ۔ آیت ۸۹) (ترجمہ) لیکن رسول

نے اور اون لوگون نے جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتھہ جہاد (کوشش) کی اپنے مالون اور اپنی جانون سے اور یہہ لوگ ہین کہ وہنین کے لیئے ہین نیکیان اور یہ لوگ وہی ہین فلاح پانے والے۔

(یہ اوپر کی نو آیتین جو سورۃ التوبہ سے نقل کی گئین ہین ہجرت کے نوین سال کے بعد نازل ہوی تہین جبکہ اہل مکہ نے صلحنامہ حدیبیہ کے خلاف عمل کیا تہا اور بنو خزاعہ جو آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے حملہ کیا تہا۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوی تہی۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ۔ آیت ۱۳) (ترجمہ) کیا تم نہ لڑوگے ایسی قوم سے کہ انہون نے ابتدا کی تم سے (عہد توڑنے کی) پہلے پہل۔ کیا تم اونسے ڈرتے ہو پہر اللہ زیادہ احق ہے کہ اوس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔" لیکن اہل مکہ نے جلدی مصالحت کرلی اور اس لڑائی کی حکم کی تعمیل غیر ضروری ہوگئی جو چار ماہ حرام کے گذرنے کے بعد ہوسکتی تہی۔ غرض اس صورت مین جہاد سے مطلب یہہ ہوسکتا تہا (اگرچہ اوسکے اصلی معنون سے اسبات کو کچھہ تعلق نہین) کہ جو لوگ آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے جب اونکو گزند پہونچا تو دوستون کے ساتہہ ہوکر لڑنا چاہیے تہا۔ پس اس بات سے ہم سمجہہ سکتے ہین کہ زمانہ مابعد مین جہاد کے معنی کافرون سے جنگ کرنے کے کیونکر ہوگئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (مائدہ۔ آیت ۳۹) (ترجمہ) ای لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈہونڈو اوسکی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اوسکی راہ مین تم فلاح پاؤ۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَ

اِنَّہُمْ لَمَعَکُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُہُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ○ (مائدہ - آیت

(ترجمہ) اور کہینگے وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیا یہ وہی ہین جنہون نے قسم

تہی اسکی اپنی سخت قسمین کہ بیشک وہ تمہارے ساتہہ ہین نابود ہوگئے اونکے عمل

نقصان اوٹہانے والون ہین -

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی

بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ لا اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَ

یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (مائدہ - آیت ۵۹) (ترجمہ) اے لوگو

لائے ہو جو کوئی تم مین سے پہر جاوے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک

کہ دوست رکہتا ہے اونکو اور وہ دوست رکہتے ہین اوسکو متواضع ہین ایمان والو

ساتہہ اور سخت گیر ہین کافرون کے ساتہہ کوشش کرینگے اللہ کی راہ مین اور نہ خو

کرینگے ملامت کرنیوالون کی ملامت سے یہہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہے جسکو

ہے اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا -

یہہ مسلمان شارع اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنی مذہبی جنگ

ہوگئے جو کفار سے لڑی جاوے اور بغیر اوسکے وہ کچہہ ستائین اونپر حملہ کرنا جا

لیکن یہ اصول ایسا ہے جسکو قرآن نے ہرگز جائز نہین کہا ہے - اگر قرآن سے

اصول کسی طرح نکل بہی سکتا ہے تو صرف اسطرح کہ مختلف آیتون کے ٹکڑے

لے لئے جاوین اور بغیر فحوای کلام پر نظر کئے اور خاص حالات کو سمجہے کہ جن مین

آیتین نازل ہوئین اور جن سے اونکو تعلق تہا معنی کیے جاوین - لیکن پہر بہی او

یہ مراد نہین ہے کہ جنگ کرنے کے لیئے آنے والی نسلون کے حق مین بطو

نصیحتون کے ناطق حکم تصور ہون - لیکن گو کافرون کے ساتہہ بغیر اشتعال

ی کرنے کو بعض شارع نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق
ن تک مجھہ کو تحقیق ہوا ہے کسی شارع نے اوسکو جائز نہین سمجھا بلکہ ہمیشہ مقننون
ے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکین ــ

ضمیمہ دوم

عبداللہ بن اسمعیل ہاشمی کا خط عبد المسیح بن اسحق کی نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد اور رسول خدا کی نعت کے بعد مین اپنے خط کو جو تمہارے نام بھیجتا ہون
تمہاری سلامتی اور تم پر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون۔ اور مین اس امر
اپنے آقا اور تمام پیغمبرون کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتا
کیونکہ وہ لوگ جنکی شہادت ہمارے نزدیک مقبول ہے اور سچ بولنے والے اور
بات کہنے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی حدیثون کو ہم سے روایت کرنیوالے
ہین انہون نے ہم سے ہمارے نبی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ انکی
تھی اور وہ (خدا اونپر رحمت نازل کرے) جب لوگون سے باتین کرتے تو اونکو خ
کرکے اول اونکے لیے سلامتی اور انپر رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے تھے۔
اس دعا کے وقت اپنی امت کے لوگون اور ذمیون مین اور مسلمانون اور مشرکون مین
کوئی فرق نہین کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مین تمام آدمیون کی ہدایت کی
عمدہ اخلاق کے ساتھہ بھیجا گیا ہون۔ مین سنگدل اور بیرحم پیدا نہین ہوا اور
بات پر خدا کو گواہ کرتے تھے جو کہتا تھا کہ خدا ایمان والون پر مہربان اور رحیم
اسطرح مجکو یاد ہے کہ ہمارے پیشوا خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی فضی
اور شرافت اور عالی ہمتی اور خوش خلقی کے ساتھہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طر
کی پیروی کرتے تھے اور اوسمین کسی کے ساتھہ ذرا فرق نہین کرتے تھے نہ ایک
دوسرے پر ترجیح دیتے تھے۔ مین نے وہی بات اختیار کی اور اوسی طریقہ

ور اوسی نیک عادت کو پسند کیا۔ اسی لیئے مین اپنے خط کو تمہاری سلامتی اور تمیر
رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون تاکہ جسکے پاس میرا خط پہونچے اوسکو
کوئی بات ناگوار نہو۔

وہ چیز جسنے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا اور اس بات پر آمادہ کیا وہ تمہاری محبت اور دوستی
ہے کیونکہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریب کے
لوگون کی محبت دین و ایمان ہے۔ اسکے سوا اس خط لکھنے کا باعث یہہ ہے کہ مین رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہون اور تمہاری خدمت اور خیرخواہی کا جو حق میرے
ذمہ واجب ہے اوسکو ادا کرنا چاہتا ہون اور مین جانتا ہون کہ تم ہمارے ساتھہ محبت اور
دوستی اور مہربانی کا اظہار کرتے رہے ہو اور مین دیکھتا ہون کہ میرے آقا اور میرے چچا
کے بیٹے امیرالمومنین (خدا اونکی مدد کرے) تمہاری تعظیم کرتے ہین اور تمکو اپنا مقرب
اور معتبر سمجھتے ہین اور تمہاری نسبت عمدہ رای رکھتے ہین۔ اس لئے مین نے مناسب
سمجھا کہ مین تمہارے لیئے وہی بات پسند کرون جو مین اپنے لیئے اور اپنے گھر والون اور
بال بچون کے لیئے پسند کرتا ہون اور تمہارے ساتھہ خالص خیرخواہی سے پیش آؤن
اور اس مذہب کو تمہارے سامنے پیش کرون جسپر ہم چلتے ہین اور جسکو خدا نے ہمارے
لیئے اور اپنی تمام مخلوق کے لیئے پسند کیا ہے اور اسپر آخرت مین ثواب دینے اور
عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے ...... اس لیئے مین نے تمہارے لیے
وہی چاہا جو اپنے لیے چاہتا ہون اور تمہارے اخلاق اور علمی لیاقت اور شائستگی
اور شرافت اور اپنے ہم مذہبون مین ممتاز ہونے کو دیکھکر مجھے ترس آیا کہ تم اپنے اس
مذہب عیسوی پر قائم رہو مین نے دل مین کہا کہ مین اپنے دوست کے سامنے
نرم گوئی اور خوشگوئی کے ساتھہ اوس چیز کو پیش کرون جو خدا نے مہربانی سے ہمکو عنایت
کی ہے اور خدا کے اس حکم کی پیروی کرون کہ وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا

بِالَّتِی هِیَ اَحۡسَنُ (سورہ عنکبوت ۴۵)- یعنی اے مسلمانو اہل کتاب کے ساتھ
مباحثہ نکیا کرو مگر اسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ اور شایستہ ہو- پس مین تم سے
عمدہ کلام اور نرم الفاظ مین مباحثہ کرتا ہون شاید کہ تم ہوشیار ہو اور حق کی طرف مائل ہو
اور خدا تعالی کے اوس کلام کی طرف رجوع کرو جسکو مین تمہارے سامنے پڑہتا ہون اور
جسکو خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا اور سردار بنی آدم محمد علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل
کیا ہے- مین اس بات مین ناامید نہین ہون بلکہ تمہاری نسبت خدا سے امید کرتا ہون
جو اپنی مرضی سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ خدا مجھکو اس کلام کا
سبب اور وسیلہ بنا دے اور مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالی اپنے مقدس کلام مین فرماتا
ہے اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (سورہ آل عمران- ۱۷) یعنی دین تو خدا کے
نزدیک بہی اسلام ہی ہے- پھر اپنے قول کی تاکید مین فرماتا ہے-
وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ
الۡخٰسِرِیۡنَ (سورہ آل عمران- ۷۹) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش
مین ہو تو اوسکا وہ دین ہرگز مقبول نہوگا اور آخرت مین وہ زیانکارون مین ہوگا- پھر
خدا نے بطور امر قاطع کے تاکید کے ساتھ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (سورہ آل عمران- آیت ۹۷) (ترجمہ) یعنی
اے مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مرتے دم تک اسی
دین اسلام پر ثابت قدم رہنا-
اور تم (خدا تمکو کفر کی جہالت سے بچائے اور تمہارے دل کو نور ایمان سے
منور کرے) جانتے ہو کہ مین عمر کی بہت سی منزلین طی کر چکا ہون اور مین نے تمام
مذہبون پر عبور کیا ہے اور اونکو آزمایا ہے اور اُن تمام مذہب والون مین خاصکر تم
عیسائیون کی بہت سی کتابین مطالعہ کی ہین- مین نے عہد عتیق اور عہد جدید کے

پڑہنے مین جنکو خدا نے موسے اور عیسے اور دیگر انبیاے علیہم السلام پر نازل کیا محنت
اوٹھائی ہے ‘‘ اسکے بعد ہاشمی عہد عتیق اور عہد جدید کی خاص خاص کتابون کے نام
لکہتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مختلف عیسوی فرقون کے عقائد مذہبی او سنے کس
طرح معلوم کیئے) مین بہت سے راہبون سے ملا ہون جو شدت زہد اور کثرت علم مین مشہور تہین
اور بہت سی خانقاہون اور گرجاؤن اور معبدون مین گیا ہون اور ان سات لمبی نمازون
مین شریک ہوا ہون جنکو صلواۃ الاوقات کہتے ہین ۔ .... اور مین نے
اوس عجیب محنت کو اور رکوع کرنے اور زمین پر چہرہ اور پیشانی رکہکر سجدہ کرنے کو اور
نماز ختم ہونے تک سینہ پر ہاتہہ باندہنے کو خاص کر اتوارون اور جمعون اور تہوارون
کی راتون کو دیکہا ہے جن مین وہ تمام رات جاگتے اور کہڑے ہوکر تسبیح اور تقدیس اور
تہلیل مین مشغول رہتے ہین اور اسیطرح تمام دن کہڑے ہوکر نماز پڑہتے ہین اور نمازون
مین باپ اور بیٹے اور روح القدس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور اعتکاف کے دنون مین
جنکو وہ ایام البواعیث کہتے ہین ننگے سر بالون کے بچہونے اور راکہہ کے ڈہیر پر کہڑے
ہوتے اور زار زار روتے اور آنکہون سے پے در پے آنسو بہاتے اور نہایت درد
کے ساتہہ چلاتے ہین ۔ مین نے اونکی قربانی کو بہی دیکہا ہے کہ وہ اوسکو کس احتیاط
سے ادا کرتے ہین اور قربانی کی روٹیان کتنی صاف ہوتی ہین اور جب قربانی کو اوس مقام
مین جو بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے شراب کے بہرے ہوے پیالون کے ساتہہ
قربان گاہ پر چڑہاتے ہین تو کسقدر روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہین اور کیسی لمبی لمبی
دعائین پڑہتے ہین ۔ راہب جو اپنے چہہ سوزون کے دنون مین جن مین چار بڑے
اور دو چہوٹے روزے ہین جو عبادت اور تفکر اپنے حجرون مین کرتے ہین اوسکو بہی
دیکہہ چکا ہون ۔ مین ان تمام موقعون پر موجود رہا ہون اور جو عیسائی ان موقعون پر تہی انکو دیکہہ چکا ہون
اور ان سب باتونکو خوب جانتا اور پہچانتا ہون ۔ مین مطرانون اور اسقفون کو بہی دیکہہ چکا ہون جو بڑے

بڑے عالم اور عارف مشہور ہین - اور مذہب عیسوی مین سرتاپا غرق ہین اور دنیا سے
نہایت بے تعلقی اور نفرت ظاہر کرتے ہین - مین نے اونکے ساتھہ انصاف پسندا
طالب حق ہوکر مناظرہ کیا ہی اور اپنے اور اونکے درمیان جھگڑے اور دشمنی اور زیادتی
اور خود پسندی اور تکبر کے ساتھہ مکابرہ کرنے کو دخل نہین دیا - مین نے اُنکو پور
طرح آزادی دی کہ وہ اپنی دلیلین بیان کرین جو چاہین کہین نہ مین اونپر مواخذہ کرونگا
نہ کسی بات مین اونپر طعن اور ملامت کرونگا جیسا کہ ہمارے وہ اہل مذہب کرتے ہیں
جو عام بازاری اور نادان اور احمق اور ساقط الاعتبار ہین - نہ اونکا کوئی اصلی مقصد
جسپر ہو پنچکر وہ تھم جائین اور نہ اونکو سمجھہ ہے جسپر وہ بھروسا کرین - نہ دین اور اخلاق
جو اونکو بے ادبی سے روکے - اُنکا کام سراسر زبان درازی اور مکابرہ اور حکومت کی
قوت پر شیخی کرنا ہے - اور نہ اُنکے پاس علم ہے اور نہ کوئی حجت - جب مین اُن
عیسائیون سے مناظرہ کرتا تھا اور اونکی عقل اور اعتقاد اور علم کے ٹٹولنے کو اونسے کوئی
مسئلہ دریافت کرتا تھا - تو وہ اُس مسئلہ کو سچ سچ بیان کرتے تھے اور کسی بات مین جسپر
اُنسے مباحثہ کرتا یا سوال کرتا تھا جھوٹ نہین بولتے تھے - مین نے اونکے دل کا
حال بھی ویسا ہی پایا جیسا کہ اونکا ظاہری حال تھا - اب مین تمکو (خدا تمکو نیک ہدایت
دے) یہہ حال لکھتا ہون اور اُن باتونکی تفصیل کر رہا ہون جنکو مین نے مدت
مباحثون اور امتحانون کے بعد اچھی طرح معلوم کیا ہے تاکہ میرا مکتوب الیہ یہ گمان
کہ مین اُن باتون سے ناواقف ہون اور جان جاوے کہ مین نصاری کے تمام حا
سے کماحقہ آگاہ ہون -

اب مین بسبب اوس واقفیت کے جو مجھکو تمہارے مذہب کی نسبت حاصل
اور بسبب زمانہ دراز کی صحبت کے تمکو اُس مذہب کی طرف بلاتا ہون جسکو خدا نے
لیے پسند کیا اور مین نے خود اوسکو اپنے لیے اختیار کیا اور مین تمہارے لیے جنت

ہو پہنچے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا پورے طور پر ضامن ہوتا ہون
وہ مذہب یہ ہے کہ تم ایک یکتا اور بے نیاز خدا کی عبادت کرو نہ اوس سے
کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اوسکی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے نہ اوسکا کوئی
ہمسر ہے یہ وہ صفت ہے جو خدا تعالے نے اپنی نسبت بیان کی ہے کیونکہ دنیا مین
کوئی اوسکو اوس سے زیادہ نہین جانتا۔ مین ایسے ایک خدا کی طرف تمکو بلاتا ہون
جسکی یہ صفت ہے اور مین اپنے خط مین خدا کی تعریف اس سے زیادہ نہین کرسکتا جو
خود اوسنے اپنی نسبت بیان کی ہے اوس کا نام اور ذکر اس سے بہت زیادہ بلند ہے
جو مشرکین بیان کرتے ہین۔ یہہ ہی طریقہ تمہارے باپ اور ہمارے باپ ابراہیم کا
تھا (اونپر خدا کی رحمت ہو) اور وہ خالص مسلمان تھے۔

پھر مین تمکو (خدا تمکو ہر بلا سے محفوظ رکھے) اپنے آقا کی نبوت کے اقرار اور شہادت
کی طرف بلاتا ہون جو بنی آدم کے سردار اور خدا کے برگزیدہ اور خاتم الانبیا محمدؐ بن عبداللہ
ہین...... جنکو خدا نے تمام دنیا کے لیے بشیر یعنی خوشخبری دینے والا اور نذیر
یعنی ڈرانیوالا پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝
(سورہ توبہ ۳۳) یعنی وہ ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا
تا اوسکو تمام دینون پر غالب کرے گو مشرکون کو برا ہی کیون نہ لگے۔ انہون نے
مشرق اور مغرب اور خشکی اور تری اور پہاڑون اور میدانون کے سب آدمیون کو رحمت
اور مہربانی اور اخلاق اور شیرین کلامی سے دعوت کی۔ اور تمام مخلوق نے اونکی دعوت
قبول کی اور اسبات پر گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہین اونکے لیے جو نصیحت ماننے
کے لیے تیار ہین۔ اور تمام دنیا نے دل سے اونکی اطاعت اقرار کیا کیونکہ سب لوگ
اونکے قول کے سچا ہونے اور اونکی دلیل کے صحیح اور واضح ہونے کو جان چکے

تھے۔ وہ دلیل ہین اور حجت قاطع یہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے اوسپر نازل ہوئی
اور جسکی مثل کوئی جن اور کوئی انسان نہین لاسکتا خدا فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۝ (سورۃ بنی اسرائیل - ۹۰) یعنی اے پیغمبر لوگون سے
کہدو کہ اگر آدمی و جنات جمع ہوکر اس بات پر آمادہ ہون کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنا لائین
تا ہم اس جیسا نہین لا سکتے اگرچہ ان مین سے ایک کی پشتی پر ایک کیون نہ ہو۔ یہی
دلیل آنحضرت کے دعوے پر کافی ہے انہون نے ایک بہمتا اور بے نیاز خدا کی عبادت
پر لوگون کو دعوت کی۔ لوگون نے اونکے دین مین داخل ہوکر بلا جبر و اکراہ کے نہایت
خوشی سے اونکی اطاعت قبول کی اور اُن لوگون پر جو اونکی نبوت اور رسالت سے انکار کرتے
اور اُنکے ساتھہ مقابلہ اور مکابرہ کو تیار رہتے اونکے نام کی برکت سے غالب آئے اور خدا نے اونکے
ملکون پر مسلط کیا اور قومونکی گردنین اونکے سامنے جُھکادین مگر جن لوگون نے اونکی
بات کو سنا اور اونکے مذہب کو مانا اور اونکے دین پر گواہی دی تو اونکے جان و مال اور عزت
محفوظ کی گئی اور وہ عاجز ہوکر جزیہ دینے سے بری ہوے۔" (یہان الہاشمی اسلام
کے ارکان و فرائض بیان کرتا ہے مثلاً پانچ وقت کی روزانہ نماز۔ رمضان کے روزے
جہاد۔ قیامت کے دن مردون کا زندہ ہونا اور اونکا انصاف ہونا۔ بہشت کی خوشیان
اور دوزخ کی تکلیفین۔) "اب ہم تمکو سمجھا چکے۔ اگر تم ایمان لائے اور خدا کی نازل کی
ہوی کتاب کی جو آیتین تمکو سنائی گئی ہین اونکو تم نے قبول کر لیا تو ہماری نصیحت اور جو کچھہ
تمکو تحریر کیا ہے اوس سے فائدہ اوٹھاوٴگے اور اگر تم نے نہین مانا اور کفر اور گمراہی اور
حق باتون کی مخالفت پر تم برابر قائم رہے تو ہم تو ضرور اپنے کیے کی جزا پائینگے کیونکہ ہم کو
جو حکم دیا گیا تھا ہم نے اوسپر عمل کیا اور خدا نے چاہا تو وہی تمہارا انصاف کریگا۔ (اسکے
بعد الہاشمی متعدد مذہبی فرائض اور مسلمانون کے طریقون کو بیان کرتا ہے اور نتیجہ

انکا لکھا ہے کہ) پس مین نے خدا کا کلام تمکو سنا دیا اور کلام سچا ہے - اور اوسکا کوئی وعدہ کبھی
خلاف نہین ہو سکتا نہ اوسکا کوئی قول جھوٹا ہو سکتا ہے جسکو مین اپنے خط مین اوپر لکھہ آیا
ہون اور جو کہ باوجود کم ہونے کے کافی ہے - اب تم کفر اور گمراہی اور بدبختی اور مصیبت
کی باتون کو ترک کرو اور تحریف کی باتون کو چھوڑو جن کو تم جانتے ہو اور جنکا تم انکار نہین
کر سکتے - اور وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا قائل ہونا اور صلیب کی پرستش کرنا ہے
جو نقصان ضرور دیگا اور فائدہ کچھہ نہین - مین تمہاری اس حالت کو دیکھہ کر شکر کرتا ہون
اور تمہاری علم اور فضیلت کی شان کو اس مذہب کی لغویت سے بالا سمجھتا ہون مین
دیکھتا ہون کہ خدا اپنے پاک کلام مین فرماتا ہے :- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ
وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا
عَظِيْمًا ۝ (نساء - ۵۱) یعنی اللہ اس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہین کہ اوسکے ساتھہ
کسی کو شریک گردانا جائے - ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کردے اور جس نے
کسی کو خدا کا شریک گردانا اوس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو بہت بڑا گناہ (ہے)"-
اسیطرح ایک جگہہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝
(مائدہ - ۷۶ - ۷۹) یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو یہہ ہی مریم کے بیٹے مسیح ہین اور بس

یہہ لوگ بے شک کافر ہو گئے اور مسیح (تو یون) سمجھایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل
اللہ (ہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے - اسمین شک نہین کہ
جو اللہ کے ساتھہ کسی کو بھی شریک گردانے اللہ کی طرف سے بہشت اوسپر حرام ہو چکی اور
اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالمون کا کوئی بھی مددگار نہین جو لوگ کہتے ہین کہ خدا
یہہ ہی تین مین کا تیسرا ہے - یہہ لوگ بھی بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدای واحد کے سوا
کوئی معبود نہین اور جیسی جیسی باتین یہہ لوگ کہتے ہین اگر اونسے باز نہین آئینگے تو جو لوگ ان
سے کفر کرتے رہین گے اون پر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا - کیا یہہ خدا کے آگے تو
اور استغفار نہین کرتے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے - مریم کے بیٹے مسیح تو
ایک رسول ہین اور بس - اُن سے پہلے بھی بہتیرے رسول ہو گذرے ہین اور اونکی والدہ
(خدا کی ایک) سچی (بندی) تھین - یہہ دونون (مان بیٹے) کھانا کھاتے تھے دیکھو
سہی ہم کس طرح کھول کھول کر ان لوگون سے دلائل بیان کرتے ہین پھر دیکھو یہہ لوگ کدھر
اولٹے بھٹکے چلے جا رہے ہین "اب تم اس گمراہی کو اور اوس سخت تعصب کو جو تکلیف
مین ڈالنے والا ہے اور روزون کی سخت محنت کو اور دائمی شقاوت اور تکلیف سخت
کو جس مین تم ڈوبے ہوے ہو اور جس سے سوای جسمانی اور روحانی تکلیف کے کوئی
فائدہ نہین ہے چھوڑ دو اور اس مضبوط دین مین داخل ہو جسکا رستہ آسان ہے جسکے عقائد
سچے ہین - جسکے قانون عمدہ ہین اور جسکا رستہ کشادہ ہے اور جسکو خدا نے اپنے
مین سے اپنے دوستون کے لیے پسند کیا اور تمام مذہبون کو چھوڑ کر مہربانی اور احسان
سے اسی مذہب کی طرف تمام مخلوق کو دعوت کی ہے تاکہ اونکو ہدایت ہو اور خدا کی نعمت
اون پر پوری ہو -

مین تمکو نصیحت کر چکا اور دوستی اور سچی محبت کا حق ادا کر چکا - کیونکہ مین چاہتا ہون
کہ تمکو اپنے ساتھہ شامل کرون اور مین اور تم دونون ایک خیال اور ایک مذہب پر ہو

مین دیکھتا ہون کہ خدا اپنے کلام محکم مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ع (بینہ - ۵ - ۸)

یعنی بیشک اہل کتاب اور مشرکین مین سے جو لوگ انکار کرتے رہے وہ (آخرکار) دوزخ کی آگ مین ہونگے اور اوسمین ہمیشہ رہین گے یہہ لوگ بدترین خلائق ہین - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھون نے نیک عمل بھی کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہین انکا بدلا اونکے پروردگار کے ہان رہنے کے باغ (بہشت) ہین جنکے تلے نہرین بہ رہین ہونگی اور وہ اُن مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ اونسے خوش اور وہ اوس سے خوش - یہہ اوسکے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے - دوسری جگہہ خدا فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؕ۝ (آل عمران - ۱۰۶) یعنی لوگون کے (فائدہ) کے لیے جسقدر اُمّتین پیدا ہوئین اُن مین تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برُے کامون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اونکے حق مین بہتر تھا (مگر) اون مین سے تھوڑے ایمان لائے اور اکثر نافرمان ہین " خدا تمکو زندہ اور سلامت رکھے مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ تم دوزخیون مین شامل ہو جو بدترین خلائق ہین اور اُمید رکھتا ہون کہ تم خدا کی ہدایت سے ایمان والون مین شامل ہوگے جن سے خدا خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہین اور وہی بہترین خلائق ہین - اور مین امید کرتا ہون کہ تم اوس امت مین شامل

ہوگے جو اُن تمام امتون سے بہتر ہے جو کہ لوگون کے فائدہ کے لیے پیدا ہوئین
لیکن اگر تم انکار کرو اور جھگڑو اور تکرار اور نادانی اور کفر اور سرکشی مین مبتلا رہو جسمین کہ
ابھی تک مبتلا ہو اور ہماری بات کو نہ مانو اور ہماری نصیحت کو نہ سُنو حالانکہ نہ تم سے
اسکا انعام طلب کرتے ہین نہ شکریہ کے خواستگار ہین تو نہایت اطمینان سے اپنے
کی کیفیت لکھہ بھیجو جو تمہارے نزدیک صحیح ہو اور جسپر تمہارے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہو
دلیل لانے مین ذرا کمی نہ کرنا اور نہ اپنے اعتقاد کو چھپانا اور کچھہ خوف اور باک نہ کرنا
کے ساتھہ تمہاری دلیل کو سنونگا اور جو حجت مجھپر قائم ہو اوسکو مانونگا۔ اور دل ہی مانون
نہ انکار کرونگا۔ نہ ہٹ دھرمی اور نہ کچھہ خوف کرونگا۔ یہ اسلیے کہا کہ جو کچھہ تم ہماری سامنے پیش کروگی
سنائوگے اوسکا ہم اندازہ کرین اور جو معلومات ہمکو حاصل ہین اونمین شامل کرین۔ پھر اسکے بعد ہمکو جا
دین کہ تم دل کھولکر بیان کرو اور ہمپر یہ دلیل نہ لاؤ کہ ہم خوف کی سبب سے رک گئی اور کافی طور پر حجت نہ لاسکے
بات کی ضرورت ہوی کہ ہم اپنی زبان کو بند کرلین اور دل کھولکر اپنی دلائل نہ بیان کر
اس لیے ہمنے تمکو دلائل بیان کرنے کے لیے پوری آزادی دی تاکہ تم ہماری طرف
بات کو منسوب نہ کرسکو کہ ہم مغرور بین اور ہمپر حجت نہ لاسکو کہ ہم نے ہٹ دھرمی اور زیاد
کی کیونکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے۔

خدا تمکو تمام آفات سے محفوظ رکھے اب تم جو چاہو دلیل لاؤ اور جس طرح چاہو بیان
اور جو تمہارا جی چاہے کہو اور تم اپنے خیال مین جس بات کو سمجھو کہ اس سے مضبوط دلیل
ہوگی اوسکو جی کھولکر بیان کرو۔ اب تم وسیع طور پر امن و امان مین ہو اور خدا تمکو نیکی
جبکہ ہم نے اِس قدر آزادی تمکو دی۔ اور تمہاری زبان اسقدر کھلوائی تو ہمارا یہہ حق
تمپر لازم ہے کہ تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسے منصف حکم کو مقرر کرو جو فیصلہ
ناانصافی نہ کرے اور ہوای نفسانی کے غلبہ سے دور رہ کر ناحق کی طرف نہ جھکے
وہ حکم عقل ہے جسپر خدا الیتا اور دیتا ہے۔ ہم نے تمسے کلام کرنے مین انصاف

لکھا ہے اور تمکو نہایت وسیع طور پر آزادی دی ہے اب ہم عقل کے فیصلہ پر راضی ہین خواہ وہ فیصلہ ہماری راے کے موافق ہو یا مخالف - کیونکہ مذہب مین کوئی جبر نہین ہے اور ہمنے تمکو اپنے مذہب کی دعوت جبر سے نہین کی ہے بلکہ خوشی اور رغبت دلانے کے طریق پر کی ہے اور جس مذہب پر تم ہو اوسکی خرابی جتادی ہے - اب تمپر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین تمپر نازل ہون" (تمام شد)[ع۱]

اسمین شک نہین کہ یہہ خط غیر مکمل حالت مین ہم تک پہونچا اور عیسائی نقل نویسون نے اوس مین بہت کچھہ ردوبدل کر دیا - بعض مسائل مذہبی کا ذکر جو عیسوی مذہب کے ساتھہ خصوصیت رکھتے ہین مثلاً مسئلہ تثلیث کا رد اس خط مین بیان نہین ہے - لیکن عبد المسیح الکندی کے جواب مین رد تثلیث کے خلاف جو عبارتین دیکھنے مین آتی ہین اونسے صاف ظاہر ہے کہ ہاشمی کے خط سے وہ مضامین جو عیسائیون کو ناراض کرتے تھے دیے گیے[ع۲]

ع۱ مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے نہایت مہربانی فرماکر براہ راست عربی زبان سے اس خط کا ترجمہ کر دیا جسکو مین نے بجنسہ یہان نقل کیا ہے - مولویصاحب موصوف کا مین نہایت مشکور ہون انگریزی ترجمہ سے جو اصل کتاب مین ہے یہہ اردو کا ترجمہ بالکل مطابق ہے - (مترجم) ع۲ اسیطرح مشہور عیسائی الوار اور ایک یہودی کے درمیان جو عیسائی مذہب چھوڑکر یہودی ہوا تھا سخت مذہبی مناظرہ ہوا اس مناظرہ مین جو خط وکتابت ہوئی اوسکے ایڈیٹر نے بندرہوین خط مین لکھا ہے کہ اس صفحہ پر چودہ سطرین اسطرح مٹائی گئی ہین کہ ایک سطر بھی نہین پڑہی جاتی - مالک کتاب نے آگے کا صفحہ اڑادیا ہے تاکہ یہودی نے جو دیوانون کی طرح بڑہائی ہے اسکو کوئی شخص نہ پڑہ سکے (بینتوم ۱۲ صفحہ ۴۸۳)

ضمیمہ سوم

مسلمانون اور غیر مذہب کے لوگونکے درمیان مناظرانہ تحریرین

اگرچہ مسلمانونکے ہان تبلیغ مذہب کیلیے کوئی مستقل انتظام یا سررشتہ نہین ہے اور نہ
ایسی انجمنین موجود ہین جو مذہبی کتابین اور رسالے اشاعتِ دین کی غرض سے تقسیم کرین
یا ایسے ہی اور طریقون سے اسلام کو پھیلائین لیکن مسلمانون کے ہان ایسی کتابونکی کمی نہین
ہے جن مین غیر مذہب والون کے خلاف خاص کر یہودیون اور عیسائیون کے مقابلہ مین
مذہب اسلام کی فضیلت کو دلیل اور حجت سے ثابت کیا ہو۔ ان کتابون کا مفصل حال
لکھنا ہمارا مقصود نہین ہے بلکہ اونکی طرف صرف متوجہ کرنا ضروری ہے تاکہ دعوت
اسلام کے متعلق لوگون کا یہہ عام خیال رفع ہوجاوے کہ جب کبھی اسلام کی اشاعت ہوی
تو ہزارون آدمیون نے یک لخت مجبور ہوکر اسلام قبول کیا اور وہ دلی اعتقاد سے مسلمان نہین
ہوے بلکہ غیر مذہب والون کو اعتقاد پیدا کر کے مسلمان کرنا داعیانِ اسلام کا مقصد ہی تھا
اگرچہ کفار کے خلاف اسلامی مباحثون کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے لیکن دراصل
آٹھوین صدی عیسوی سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا
جو ابتک جاری ہے۔ یہہ تحریرین اور کتابین عیسوی مذہب کے رد مین اسقدر لکھی گئی
ہین کہ عیسائی مذہب کی طرف سے اسلام کے رد مین اتنی کتابین تحریر نہین ہوئین۔ اور بعض
زبردست علمای اسلام نے مثلاً ابو یوسف ابن اسحاق الکندی (سنہ ۸۱۳-۸۷۳ء) مسعودی
(سنہ وفات ۹۵۸ء)۔ ابن حزم (سنہ ۹۹۴-۱۰۶۴ء)۔ امام غزالی سنہ وفات ۱۱۱۱ء
نے ان کتابون کی تحریر کے لیئے قلم اٹھایا۔ بعض عیسائیون نے بھی مسلمان ہوکر اسلام کی

حمایت اور اپنے مسلمان ہونے کے حالات اور وجوہات مین کتابین لکھین - چنانچہ گیا
صدی عیسوی مین ابن جزلہ نے اور تیرہوین صدی عیسوی مین یوسف اللبنانی اور شیخ زیاد
یحیی نے اور پندرہوین صدی عیسوی مین عبد اللہ ابن عبد اللہ نے (جسکا حال ضمیمہ چہار
لکہا گیا ہے) اور سولہوین صدی عیسوی مین احمد ابن عبد اللہ نے جو انگریز تہا اور انگلستا
کے شہر کیمبرج مین پیدا ہوا تہا اسلام کی حمایت اور اپنے اسلام لانے کے حال مین کتا
لکھین - یہہ سب لوگ مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی مذہب رکہتے تہے - چند یہو
نے بہی اسلام قبول کرکے اسی قسم کی تحریرین لکھین لیکن اُنکی تعداد اُن مسلمانون کی کتاب
سے کم ہے جو عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوے تہے - ہندوستان مین بہی علا
متعدد کتابون کے جو عیسوی مذہب کی رد مین لکہی گئین ہندوؤن کے مذہب
مسلمانون نے بکثرت کتابین لکہی ہین - لیکن یہہ بات مجہہ کو تحقیق نہین ہے کہ اور ملک
مین بہی جہان بُت پرست رہتے ہین مسلمانون نے اس قسم کی کتابین تحریر کین -

مفصلۂ ذیل کتابون سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کے متعلق بخوبی معلومات حا
ہو سکتی ہے -

(۱) موریٹز ستین شنیدر کی کتاب "پولیمیشے اند اپولوگیتیشے لیتراتوران عرابیتہ
زولیشن مسلمین - کرستین اند جودین" (مطبوعہ لائپزگ ۱۸۷۷ء)

(۲) اگناتوس گولدزہر کی کتاب "اوبر محمدانیشے پولیمیک گیگن اہل الکتاب (
م - گ - جلد ۳۲ صفحہ ۳۴۱ - ۱۸۷۸ء)

(۳) مارتین شرائنر کی کتاب "زور گیشختے دیر پولیمیک زویشن جودین اند محمدانیر
ز - د - م - گ - جلد ۴۲ - صفحہ ۵۹۱ - ۱۸۸۸ء)

ضمیمہ چہارم

لوگ جنہون نے بغیر داعیان اسلام کی ہدایت کے اسلام قبول کیا

اشاعت اسلام کے حالات اوسوقت تک مکمل تصور نہین ہوسکتے جبتک کہ ایسے لوگون [کا] ذکر نہ کیا جاوے جنہون نے بغیر واعظین اسلام سے واسطہ پڑے بلکہ بغیر کسی مسلمان کو [دیکھے] صرف اسلامی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا۔ ایسے لوگون کی تعداد کچھ کم نہین [ہے] لیکن اونکے مسلمان ہونے کے متعلق جو حالات تحقیق ہوتے ہین وہ کم ہین۔ اسطرح کے [چند] لوگون کا حال کسی قدر تفصیل سے یہان لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ دعوت اسلام کی تاریخ [سے] اوسکو واسطہ نہین ہے مگر فی نفسہ دلچسپ ہے۔

غالباً سب سے پہلا شخص جو اسطرح مسلمان ہوا وہ ایک یونانی تھا جسکا نام تھیوڈس کلوس [تھا] اور وہ سینٹ آئسوڈور کی موت پر (سنہ ۶۳۶ع) سیویل کا آرچ بشپ مقرر ہوا تھا علمائے آریون [نے] تھیوڈس کلوس کو اس وجہ سے ملحد قرار دیا کہ وہ مسیح (علیہ السلام) کو باپ اور روح القدس [کے] ساتھ وحدت مین ایک خدا نہ مانتا تھا بلکہ انکو خدا کا متبنیٰ تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ کلیسا کی [ایک] مجلس نے تھیوڈس کلوس کو ملحد قرار دیا اور آرچ بشپ کے عہدے سے اوسکو برخاست [کیا] بلکہ بپتیسمہ کی سند بھی اوس سے چھین لی۔ پس وہ عربون کے پاس چلا گیا اور وہان مسلمان [ہو] گیا اور اسکی تحقیق نہین ہوسکا کہ مذہب اسلام کی نسبت جو واقفیت اول یورپ مین ملک سپین [یا] سسلی یا اسکے بعد صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین یورپ کے تعلقات بلاد اسلامیہ سے [پیدا] ہوئے تو ان وقتون مین یورپ کے عیسائیون کو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت

---

[۱] لوکاس پادری کی تاریخ دنیا۔ جلد ۴۔ صفحہ ۵۳ (مطبوعہ فرانکفرٹ سنہ ۱۶۰۳–۱۶۰۸ع)

ہوی یا یہہ کہ زمانہ متوسطہ کے اکثر عیسائی فرقے جو ملحد سمجہے جاتے تہے انہون نے
مذہبی خیالات کی آزادی کے لیے احاطہ اسلام مین شامل ہونا چاہا سلطنت روم کی
عیسائی رعایا یا صلیبیون کے ذکر کی جو مسلمان ہوے یہان ضرورت نہین کیونکہ اونکا
ذکر ہم اس کتاب مین لکہہ چکے ہین۔

جن لوگون نے بغیر واعظون کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا اونمین سب سے
زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب ہدیتہ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب
مین بیان ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبد اللہ ابن
عبد اللہ اپنا نام رکہکر سنہ ۱۴۲۰ع مین عیسوی مذہب کے رد مین لکہا۔ کتاب کے دیباچہ
مین اوسنے اپنی سوانح عمری لکہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرہ میورقہ کے
مین دولتمند ماباپ کے گہر مین پیدا ہوا۔ بچپن سے اوسکی تعلیم پادری بننے کے لیے
چہہ برس کی عمر سے اوسکو انجیل پڑہنے بٹہایا گیا اور اوسنے انجیل کے بہت سے حصے حفظ
یاد کرلیے۔ لغت اور منطق پڑہنے کے بعد وہ لاردہ (لیرڈا) کی یونیورسٹی کو جو ملک وطلونیہ
(کیٹلونیا) مین تہی روانہ کیا گیا۔ یہان چار برس تک اوسنے عیسوی دینیات کی تحصیل
مین کوشش کی۔ پہر لاردہ سے وہ بلونیہ (بلونا) کی یونیورسٹی مین گیا جو اوسوقت شہرہ
آفاق تہی۔ یہہ پادری لکہتا ہے کہ یہان مین ایک پادری کے گہر مین جاکر رہا جسکی لوگ بہت عزت
کرتے تہے اور اوسکا نام نکولس مارتیل تہا بلونیہ مین اس پادری کو اپنے علم و فضل زہد پارسائی
کی وجہ سے جن مین وہ یگانہ روزگار تہا بڑا رتبہ حاصل تہا۔ مذہب کے نہایت مشکل مسائل
اطراف ملک سے حل ہونے کے لیئے ملکون کے بادشاہ اور اور لوگ مع بیش قیمت
تحائف کے اوسکے پاس بہیجتے تہے۔ . . . . . . اس پادری سے مین نے عیسائی
مذہب کا علم اصول پڑہا اور مدت تک اوسکی خدمت کی یہانتک کہ وہ مجہکو اپنے خاص لوگون
خاص مین سے سمجہنے لگا۔ چونکہ مین نے نہایت دل سے اوسکی خدمتگزاری کی اس لئے

ودسنے اپنے تمام گھر بار اور مال ومتاع کی کنجیان میرے حوالے کردین اور اس طرح دس برس مین ذاس پادری کی ملازمت اور تحصیل علم مین صرف کیئے اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہو گیا اور درسگاہ مین پڑہانے کے لیے نہ آیا۔ سب طالبعلم جو اوس سے سبق لیا کرتی تھے اوسکے انتظار مین بیٹھے بیٹھے مختلف مسائل علمی پر بحث مباحثہ کرنے لگے یہانتک کہ ان مباحثون مین خدا کے اوس کلام کا ذکر آیا جسکو خدا نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی القا فرمایا تہا کہ "میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام فارقلیط ہوگا" اس کلام پر دیر تک قیل وقال ہوتی رہی لیکن بغیر اسکے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی بامعنی توجیہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب طالبعلم اپنے اپنے گھر چلے گیے۔

جب مین اپنے اوستاد کے گھر واپس آیا تو اوسنے مجہہ سے پوچہا کہ آج میری غیبت مین تمنے کس مضمون پر بحث کی؟" مین نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوی لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہوسکے کسی نے کچہہ رای لگائی اور کسی نے کچہہ" اسکے بعد مین نے وہ تمام رائین بیان کین جو مختلف طلبا نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تہین۔ پادری نے پوچہا کہ "خاص تمنے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا؟ مین نے عرض کیا کہ "فلان فلان مفسر نے انجیل کی تفسیر مین جو کچہہ لکہا ہے وہی مین نے بیان کیا تہا" مارتیل یہہ سنکر بولا "حق بات سے قریب تم پہونچ گئے تہے لیکن پہر بہی بہت دور تہے۔ فلان طالبعلم نے یہہ غلطی کی اور فلان طالبعلم سچی بات کے لگ بہگ پہونچ گیا تہا لیکن جو حقیقی معنی ہین اوس تک کوئی نہ پونچا۔ کیونکہ اس مقدس نام کے معنی اون علمائ کے سوا کوئی شخص نہین جان سکتا جنکا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہونچ گیا ہے معلوم ہوا کہ تمہارا پایہ علمی ابہی بہت کم ہے"

یہہ باتین سنکر مین پادری کے قدمون پر گر پڑا اور اوسکے پاؤن کو بوسہ دے کر مین نے التجا کی کہ "اے میرے آقا مین ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہون۔ دس

برس سے آپ کی خدمت میں حاضر ہون اور مین نے وہ علمی فوائد آپکی ذات سے حاصل کیے
ہین جو بیان سے باہر ہین۔ اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتا کر مجھہ پر اپنے
احسانات کا خاتمہ کر دیجیے" بوڑہا پادری یہہ سُنکر رونے لگا اور کہا کہ "بیشک تو نے میری
بہت خدمت کی ہے اسلیے تیری خاطر مجھکو عزیز ہے۔ فی الواقع اس اسم شریف کے معنی
پر علم حاصل کرنے مین بڑا فائدہ ہے۔ لیکن مجھکو خوف ہے کہ اگر اوسکے معنی مین نے تجھپہ
ظاہر کیے تو عیسائی تجھے مار ڈالین گے"

یہہ سُنکر مین نے کہا "قسم ہے مجھہ کو خدا کی اور قسم ہے انجیل اور اوسکے لانیوالے
کی کہ بلا آپکی اجازت مین اس راز کو کسی پر فاش نہ کرونگا۔ پادری نے کہا "اے فرزند جب تو
پہلے پہل میرے پاس آیا تہا تو مین نے تجھہ سے پوچہا تہا کہ تیرا وطن کہان ہے۔ کیونکہ
مین جاننا چاہتا تہا کہ وہ مسلمانون کے ملک کے پاس ہے یا دور۔ اور یہ کہ تیرے ملک
کے لوگ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین یا مسلمان اونسے لڑنے آتے ہین۔ غرض
مین نے یہ تحقیق کرنا چاہا تہا کہ اسلام کے ساتہہ تجھہ کو کس درجہ کی نفرت ہے۔ پس اب
اے عزیز معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسمای مبارک مین سے ایک نام ہے اور
یہہ وہی پیغمبر ہین جن پر وہ چوتہی کتاب نازل ہوی جسکا وعدہ دانیال نبی کی زبان خدا نے
کیا تہا۔ یقینی پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور اوسکا مذہب روشنیون سے بہرا ہوا ہے جسکا
ذکر انجیل مین ہے۔

یہہ سنکر مین نے پوچہا کہ "اگر ایسا ہے تو پہر عیسائی مذہب کی نسبت آپکی کیا رای ہے؟
پادری نے جواب دیا "اے عزیز۔ اگر عیسائی مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہتے
تو خدا کا دین اون پاس رہتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین مثل دیگر انبیاء کے دین کے منجانب
اللہ ہے"

مین نے پوچہا "تو اب اسکا کیا علاج ہے؟"

پادری نے کہا "اے عزیز اسلام قبول کرے۔

مین نے دریافت کیا "تو کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مستحق نجات ہے"؟

پادری نے جواب دیا "وہان اوسکو دنیا اور آخرت مین نجات ملتی ہے"۔

پھر مین نے عرض کیا کہ "اے آقا۔ ہر عاقل اپنے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جسکو وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جب اسلام کی فضیلت کو آپ تسلیم کرتے ہین تو خود کیون مسلمان نہین ہو جاتے؟"

پادری نے کہا کہ "اے عزیز۔ مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیان اور پیغمبر اسلام کے درجات خدا نے مجھپر عالم ضعیفی مین ظاہر کیے۔ اب مین ایک پیر نحیف ہون لیکن اس کہنے سے میری یہ مراد نہین ہے کہ یہہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اسکے خدا کی حجت مجھہ پر قائم ہے۔ اگر تمہاری سی عمر مین خدا کی طرف سے مجھہ کو یہہ علم حاصل ہوتا تو مین سب چیزون کو چھوڑکر اسلام کے سچے دین کو قبول کرتا لیکن دنیا کی محبت تمام گناہون کی جڑ ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ عیسائیون مین مجھہ کو کیا درجہ حاصل ہے اور وہ میری کیسی عزت اور توقیر کرتے ہین۔ اب انکو اگر ذرا بھی معلوم ہو کہ میرا میلان خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب ملکر مجھہ کو فوراً قتل کر ڈالین گے۔ اگر فرض کرو کہ مین اونکی دارو گیر سے کسی طرح بچکر مسلمانون کے ملک مین بخیریت پہونچ بھی گیا تو پھر کیا نتیجہ ہے۔ اگر مین نے مسلمانون سے کہا کہ مین مسلمان ہو کر تم مین آنا چاہتا ہون تو وہ مجھہ سے کہین گے کہ سچے دین کو قبول کرکے تم اپنے اوپر احسان کروگے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاوگے لیکن تمہارے مسلمان ہونے سے ہمکو کیا نفع ہے۔ جب یہ جواب ملیگا تو سوائے اسکے کیا ہوگا کہ مین ستر برس کا بڈھا مفلس مسلمانون کی زبان سے ناواقف فاقہ کشی سے مرنے کے لیے اون مین پڑا رہون اور اونکو خبر تک نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجھہ کو کیا درجہ و مرتبہ حاصل تھا پس مین خدا کا شکر کرتا ہون اور خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین حضرت عیسی علیہ السلام کے

دین پر اور اوس وحی پر جو اوپر نازل ہوی ثابت قدم ہون"۔

مین نے کہا "تو کیا میرے حق مین اب آپ کی نصیحت یہہ ہے کہ مین مسلمانون کے ملک مین جاؤن اور اونکا مذہب اختیار کرون۔؟"

پادری نے کہا "ہان۔ اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے ہو تو فوراً جا اور مسلمان ہو کر دنیا اور آخرت کی نعمتین حاصل کرو۔ لیکن یاد رہے کہ اسوقت تک ہماری ان باتون کی کسی کو اطلاع نہین ہے اور آیندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے انکو دل مین پوشیدہ رکھو۔ کیونکہ اگر ان باتون کا ایک شمہ بہی کسی پر ظاہر ہو گیا تو تم فوراً مار ڈالے جاؤگے اور مین تمہارے لیئے کچہہ نہین کر سکونگا۔ اگر یہ راز تمنے کسی پر ظاہر کیا پہر مجہہ پر الزام لگانے سے تمکو کچہہ نفع نہ ہوگا۔ کیونکہ جو کچہہ مین تمہارے خلاف کہونگا او عیسائی سچ سمجہینگے اور جو کچہہ تم میرے خلاف کہوگے اوسکا کوئی یقین نہین کریگا"۔

مین نے کہا "خدا مجہکو اس خیال تک سے محفوظ رکہے کہ مین اس راز کو فاش کرون"۔

غرض اپنے اوستاد کے حسب منشا مین نے وعدہ و اقرار کیا اور سامان سفر مہیا کر اوستاد سے رخصت ہوا۔ چلتے وقت اوسنے میرے حق مین دعا کی اور زاد راہ کے مجہہ کو پچاس دینار دیے۔

اول مین نے شہر میورقہ کا جو میرا وطن تہا رخ کیا اور وہان چہہ مہینے تک قیام کر پہر میورقہ سے سوار ہو کر جزیرہ سسلی کو گیا۔ یہان پانچ مہینے تک مین اس انتظار مین رہا کہ کوئی جہاز بلاد اسلامیہ کو جاتا ہوا ملے۔ اتفاقاً ایک جہاز جو تونس کو جاتا سسلی کے بندرگاہ مین آیا اور مین اوسپر سوار ہوا۔ جزیرہ سسلی سے شام کے وقت مین جہاز نے لنگر اُٹہایا اور دوسرے دن بندرگاہ تونس مین دوپہر کے وقت پہونچا جب مین جہاز سے اُتر کر تونس کے محصول خانہ مین آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سنکر میرے پاس آئے اور مجہہ کو اپنے گہر لے گیے۔ بعض عیسائی سوداگر بہی جو تونس

بتے تھے اونکے ہمراہ تھے۔ چار مہینے تک مین ان عیسائیون مین خوش وخرم رہا اور انہون
نے اس زمانہ مین میری بہت خاطر ومدارات کی۔

جب چار مہینے اس طرح گذر لیے تو مین نے ان عیسائیون سے پوچھنا شروع کیا
سلطان تونس کے دربار مین کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہو
وقت یہان کا سلطان سلطان ابو العباس احمد تھا۔ غرض لوگون نے مجھے بتایا کہ
باریون مین یوسف طبیب ایسا شخص ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہے۔ اور
سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص مین سے ہے۔

یہ سنکر مین بہت خوش ہوا اور پتہ پوچھکر یوسف طبیب کے مکان پر پہونچا۔
اوس سے میری ملاقات ہوئی تو مین نے اپنے حالات بیان کیئے اور کہا کہ اسلام
قبول کرنے کی تمنا میرے یہان آنے کا باعث ہوئی ہے۔ یوسف یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا
سکر اسوجہ سے کہ یہہ امر خیر اوسکے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا۔ یوسف فوراً گھوڑے
سوار ہوا اور مجھے ساتھہ لیکر سلطان کے محل مین آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہکر
اجازت چاہی کہ مجھکو حضوری کی عزت ملے۔ سلطان نے یہ درخواست
منظور کی اور مین سلطان کے حضور مین پیش ہوا۔

سلطان نے اول میری عمر پوچھی۔ مین نے عرض کیا کہ میری عمر پینتیس برس
کی ہے اسکے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور مین نے جو کچھہ حال تھا عرض کیا۔
سلطان نے سب حال سنکر کہا کہ "تم نے بہت اچھا کیا کہ یہان چلے آئے۔ اب
مسلمان ہوجاؤ اور خدا کی تمپر رحمت ہو"

مین نے یوسف طبیب سے جو اس وقت میرا ترجمان تھا کہا کہ سلطان کی خدمت
مین میری طرف سے عرض کیا جاوے کہ جو شخص اپنا مذہب چھوڑتا ہے اوسکو اکثر لوگ سخت
سست ضرور کہتے ہین اور اوسکی نسبت بری باتین مشہور کرتے ہین۔ اس لیے مین

سلطان سے اجازت چاہتا ہون کہ عیسائی سوداگرون اور سپاہیون کو دربار مین بلا کر میری نس
اون سے پوچھا جاوے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ میرے ہم مذہبون کا میری نسبت کیا
ہے اسکے بعد مین مسلمان ہو جاؤنگا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعہ سے جواب دیا کہ "تمہاری یہ درخواست بالکل ا
جیسے کہ عبداللہ ابن السلام نے مسلمان ہونے کے وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و
سے کی تھی" اسکے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیون کو اور بعض عیسائی سوداگر
کو بلایا اور اپنی نشستگاہ کے قریب ہی ایک کمرہ مین مجھکو بٹھایا۔ پھر سلطان ن
عیسائیون سے پوچھا کہ فلان فلان جہاز سے جو پادری ہمارے ملک مین اترا تھا
ابتک مقیم ہے اوسکی نسبت تمہاری کیا رای ہے۔ عیسائیون نے کہا کہ ہمارے
دین کا وہ بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے علماء کہتے ہین کہ علمی فضائل اور پارسائی
اس وقت اوسکا کوئی ہمسر نہین۔

سلطان نے پھر عیسائیون سے پوچھا کہ "اگر یہ پادری مسلمان ہو جاوے
اوسکی نسبت کیا خیال کروگے"

اُنہون نے جواب دیا "معاذاللہ وہ کبھی ایسا نہین کر سکتا"

جب سلطان نے اسطرح میری نسبت عیسائیون سے رای پوچھہ لی تو مجھکو
اور سب عیسائیون کے سامنے مین نے کلمہ شہادت پڑہا۔ عیسائیون نے
دیکھتے ہی ہاتھہ اوٹھا کر اپنے چہرون پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ اوسنے
کرنے کے شوق مین یہ حرکت کی ہے کیونکہ ہمارے ہان پادری شادی نہین کر

پھر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گیے [1]

مسلمان ہونے کے بعد سلطان ابوالعباس احمد (۱۳۷۰–۱۳۹۴ء) کی طرف
چار دینار روز اس شخص کے لیے مقرر ہوے اور کچھہ عرصہ کے بعد محصول خانہ

سپرد کر دیا گیا۔ اس شخص کا مزار تونس مین ابتک موجود ہے اور لوگ اوسکی زیارت
کو جاتے ہین اور بہت تعظیم کرتے ہین؎۱

اس کتاب مین ہم یہ لکھ چکے ہین کہ ریفورمیشن یعنی پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کی رائج ہونیکے زمانہ مین اکثر جگہ
اور جگہ کے پروٹسٹنٹ عیسائی رومن کیتھولک عیسائیونکے مقابلہ مین ترکونکی حکومت کو پسند کرتے تھے اور اکثر
مین ایسی پیش آتی رہین کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی ترکون کی قلمرو مین چلے آتے تاکہ فرائض
مذہب کے ادا کرنے اور مذہبی خیالات کی سلامتی کے لیے اونکو بخوبی آزادی ملے۔
کیونکہ یورپ کے عیسوی ملکون مین ان عیسائیون کو یہ مذہبی آزادی اور سلامتی نصیب
نہ تھی۔ ان عیسائیون کے بعض فرقون مین بہت سے عقائد اور اصول اسلام کے
مطابق تھے اور بہت کم غیر مطابق تھے اسلیے کچھ تعجب نہین کہ سولھوین صدی عیسوی
مین اکثر سوسینین فرقہ کے عیسائی مسلمان ہوگیے؎۲"۔

ترکون کی تاریخ مین بعض بڑے بڑے لوگون کا ذکر ہے جو سلطنت عثمانیہ کے
ممتاز عہدون اور بڑے کامون پر مقرر تھے جنکا مذہب پہلے عیسائی تھا اور جو یورپ
کی مختلف قومون کے آدمی تھے لیکن ان بڑے لوگون کے مذہب کی نسبت سوای
اسکے کچھ نہین تحقیق ہوسکا کہ کسی زمانہ مین وہ عیسائی تھے اور پھر مسلمان ہوگیے۔ یہ مجھکو
دریافت نہین ہوسکا کہ ان لوگون مین کوئی شخص ایسا بھی تھا جسنے فقط اس ضرورت سے
مسلمان ہوکر مسلمانون مین آباد ہوا اپنا وطن چھوڑا ہو۔ اب رہے وہ متعدد عیسائی جنھون نے
شمالی افریقہ کے قزاقون کی تعداد کو مسلمان ہوکر بڑھایا تو ان لوگون مین غالباً ایک شخص
بھی ایسا نہ ہوگا جسنے دلی یقین و ایمان سے عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کیا ہو۔ کیونکہ
اس خونریزی اور قزاقی کی زندگی یہ لوگ بسر کرتے تھے وہ سوای بھاگے ہوے قیدیون
اور ہر قسم کے بدمعاشون کے جو سولھوین صدی سے اٹھارھوین صدی عیسوی تک

؎۱ تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب صفحہ ۷۹-۸۰-۸۱ ؎۲ ہوٹنگر ہستوریا اورینٹالس صفحہ ۳۶۲
(مطبوعہ زیورچ سنہ ۱۶۶۰ع)

شمالی ساحل افریقہ پر آکر آباد ہوتے رہے اور کسی کے لیے کچھ دل آویزی نہ ک
تھی۔[1] اٹھارھوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب جبکہ آزاد خیال لوگونکی تصانیف
نے خاص کر فرانس کے ملک سے شروع ہو کر عیسائی مذہب کے قدیم عقائد کو ضع
کر دیا اور آزاد خیال گروہ مین بعض مصنفین کے قلم سے ایسی کتابین شائع ہوئین جن
عیسائی مذہب کی تحقیر و تذلیل کے لیے مسلمانون کے دین کی تعریف کی گئی تو بہت
سے یورپین جن مین فرانس کے بعض نادری بھی شامل تھے اپنا وطن چھوڑ کر مسلمان
کے لئے ٹرکی مین آن بسے۔

ان عیسائیون کے مسلمان ہونے کی خبر یورپ مین مشکل سے پہونچی ہوگی اور
بھی کم اطلاع اسبات کی ہوئی ہوگی کہ ان نومسلمون مین سے کسی نے اپنے مسلمان
کی سرگذشت بھی لکھی ہے۔ جیساکہ موجودہ صدی کے شروع مین فرانس کے ایک فو
افسر نے جسکا عیسائی نام اسمعیل تھا اور اسلامی نام ابراہیم منصور ہوا اپنے اسلام لانے کا ح
لکھا ہے۔ زمانہ طالبعلمی مین جسوقت اسمعیل پیریس کے شہر مین تھا تو اوسنے ترکی زبان
پڑھنا لکھنا اور بولنا سیکھا تھا۔ اسلیے وطن چھوڑنے سے پہلے ہی مسلمان کے مذہ
کسی قدر علم اوسکو حاصل ہو گیا تھا۔

زمانہ حال مین یورپ کے کئی عیسائی اسی طریقہ سے مسلمان ہوئے جنکے حالا
کسی قدر تحقیق ہوئے ہین۔ مثلاً ان مین ایک صاحب مسٹر شومان ہنووار کے با
ہین جنہون نے ۱۸۸۴ء مین شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کرنے کے
اسلام قبول کیا۔ شیخ الاسلام نے جو خط قسطنطنیہ سے مسٹر شومان کے نام لکھا وہ اول قسطنطنیہ
اخبارون مین چھپا اور پھر اوسکا فرانسیسی اور انگریزی زبان مین ترجمہ ہوا۔ ہم بھی اوسکا
ترجمہ لکھتے ہین۔ چونکہ آج کل یہ کوشش کیجاتی ہے کہ عیسوی دنیا کے سامنے اسلام کو
دلکش پیرایہ مین بیان کرنا ممکن ہو بیان کیا جاوے اور انگلستان اور امریکہ کے بہتون

[1] ٹامس پیلو کے حالات مؤلفہ ڈاکٹر رابرٹ براون صفحہ ۱۲۔۱۳ و ۳۲۔۳۳ (لندن ۱۸۹۰ء)

ب ذن مسلمان کرلینا اکثر مسلمانون کی دعا کا مضمون رہنے لگا ہے اسلیے شیخ الاسلام
قسطنطنیہ کا خط اس لحاظ سے بہت قابل وقعت ہے کہ اوسمین اسلام کے بہت بڑے پیشوا
ہب کے قلم سے اسلام کے اصول اسطرح بیان ہوے ہین کہ عیسائیون کے دلون پر نہایت
رہ اثر پہونچائین - اسلیئے یہ خط دعوت اسلام کی تاریخ مین بہت وقعت رکہتا ہے اور ہم
سکا ترجمہ یہان لکھتے ہین -

جناب من - آپ کا خط جسمین آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے
پہونچا اور ہمکو بہت مسرت ہوی - جو خیالات آپنے اس خط مین ظاہر کیئے ہین وہ ہماری
ے مین بہت تعریف کے قابل ہین لیکن اسکے ساتھہ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف
ہ دلاتے ہین کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہین ہے - کیونکہ اسلام
ین خدا اور خدا کے بندون کے درمیان مثل پادریون کے کوئی ثالث نہین
ہے - ہمارا فرض فقط یہہ ہے کہ مذہب کے حقائق لوگون کو سکہائین پس اسلام
ول کرنے کے لیے اسلام مین کسی باضابطہ مذہبی کارروائی کی ضرورت نہین ہے
نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اوسکے کوئی شخص مسلمان نہ ہوسکے - فقط
بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کرے -

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہہ ہے کہ خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
سالت کا یقین کرے - یعنی دل سے اسپر ایمان رکہے اور الفاظ مین اسکا اقرار کرے
یہ کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کے الفاظ ہین - جو شخص اس کلمہ کا
رار کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے - اگر
ب جیسا کہ آپ نے اپنے خط مین لکہا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہین یعنی آپ اقرار کرتے
ین کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین تو آپ مسلمان ہین
ہماری منظوری کی آپ کو کچھہ ضرورت نہین - ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی

اور فخر کے ساتھہ مبارکباد دیتے ہین کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہوی اور ہم اس دنیا
اور آخرت مین گواہی دینگے کہ آپ ہمارے بہائی ہین مسلمان سب آپسمین بہائی ہوتے

یہہ تو مذہب کی تعریف ہوی - اب ہمکو اوسکی تصریح کرنی چاہیے - انسان جو د
حیوانات سے عقل رکہنے کی وجہ سے برتر ہے نیستی سے ہستی مین اسلیئے لایا گیا
کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرے - یہ عبادت دو جملون مین بیان ہوسکتی ہے
ایک یہ کہ خدا کے احکام کی تعظیم کرے اور دوسرے یہہ کہ اوسکی مخلوق کے ساتھہ
کرے - یہ دوہری عبادت تمام مذہبون مین موجود ہے - اب ہاں اوسپر عمل جسقد
مذہب ہین وہ اپنے آئین و قوانین اوقات اور مقامات کے لحاظ سے اور مذہبی رسوم کی
بنیتی کے لحاظ سے مختلف ہین - لیکن انسان کی عقل کافی نہین ہے کہ وہ کوئی عمدہ
عبادت کا جو خدا کی شان کے لائق ہو ہمکو بتا سکے - پس خدا نے اپنی رحمت سے خ
خاص بندون کو نبوت عطا کرکے اور فرشتون کے ذریعہ سے اونپر وحی نازل کرکے
اور اسطرح اونپر سچا مذہب ظاہر کرکے اپنے بندون کو نعمتون سے مالا مال کردیا -

(اسکے بعد خط مین قرآن اور انبیاء اور قیامت اور دیگر عقائد کا بیان ہے اور پہر
زکوۃ وغیرہ کا ذکر ہے)

کوئی گنہگار جو خدا کی جناب مین خود توبہ کرتا ہے اوسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین
صرف اوسکے ہمسایون کے حقوق ایسے ہین جو اس معافی سے مستثنی ہین - کیونکہ خدا کی
بندہ جسکو اس دنیا مین انصاف نہین ملتا قیامت کے دن خدا سے انصاف کا طالب
اور خدا جو منصف ہے ظالم کو مجبور کریگا کہ مظلوم کی تلافی کرے - جو لوگ راہ خدا
شہید ہوے ہین وہ بہی اس قاعدہ سے مستثنی نہین ہین - پس اس جوابدہی سے بری
کا یہہ ہی طریقہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے جسکی تمنے حق تلفی کی ہے بریت حاصل
بہرحال تمام صورتون مین کسی مذہبی پیشوا کے دخل کی ضرورت نہین ہے -

بلا شبہہ یہ سب باتین ان لوگون کو عجیب معلوم ہونگی جنکو پادریون کی مذہبی وست کا پابند ہوکر رہنا پڑا ہے - عیسائیون کا یہ حال ہے کہ جب اونکے ہان بچہ ہوتا ہے تو اوسکو سوسائٹی مین شامل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پادری سکو اصطباغ دے - جب وہ بڑا ہوکر جوان ہوتا ہے تو اوسکی شادی کے لیے بہی پادری ار ہے - اگر وہ عبادت کرنی چاہتا ہے تو گرجا مین جانے اور پادری کو تلاش کرنے وسکو ضرورت پڑتی ہے - اگر اپنے گناہون سے توبہ کرنی چاہتا ہے تو بہی کسی ی کے سامنے اوسکو اپنے گناہون کا اقرار کرکے معافی مانگنی ہوتی ہے - اور آخر جب وہ مرتا ہے تو بہی پادری ہی کی ضرورت پڑتی ہے کہ اوسکے مردہ کو وہ دفن کرے

مسلمانون کے ہان عیسائیون کی طرح پادری نہین ہین اور ان مجبوریون کو ہمارے ہب مین جگہہ نہین ملی ہے - بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے - اوسکا باپ یا گہر مین جو بوڑہا ہو سکا نام رکہتا ہے - جب نکاح کی ضرورت ہوتی ہے تو مرد اور عورت یا اونکے وکیل گواہون کے سامنے معاہدہ کرتے ہین - جن فریقین نے معاہدہ کیا ہے اونہی و اس معاہدہ سے تعلق ہوتا ہے دوسرے اوسمین نہ دخل دے سکتے ہین نہ شریک سکتے ہین -

مسلمان تنہا جسجگہہ چاہے عبادت کرسکتا ہے اور گناہون کی معافی کے لیے براہ راست خدا کے سامنے توبہ کرتا ہے - وہ اپنے گناہون کا اقرار دوسرون کے امنے نہین کرتا اور نہ اوسکو ایسا کرنا چاہیے - مرنے کے بعد شہر کے مسلمانون فرض ہے کہ اوسکو تابوت مین رکہہ کر دفن کردین - ہر ایک مسلمان یہ کام کرسکتا ہے ر کسی مذہبی پیشوا کے موجود ہونے کی اوسکو ضرورت نہین -

مختصر یہہ کہ تمام دینی کامون مین خدا اور اوسکے بندون مین کسی ثالث کی ضرورت نہین - یہہ ضروری ہے کہ خدا کے احکام کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ

سے نازل ہوے اونکو ہر مسلمان جانے اور اونپر عمل کرے۔

صرف بعض مذہبی سوم جیسے کہ جمعہ کی نماز اور بیرام (عید الضحی) ہین اونکا انتظ
خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کیونکہ مذہبی سوم کا انتظام خلیفہ کے مقدس فرائض
مین سے ہے۔ خلیفہ کے احکام کی تعمیل نہایت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کا
صرف یہہ ہے کہ خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اوسنے ہمارے سپرد
کیا ہے اُن کا انتظام کرین۔

ایک چیز جسپر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال کرنا چاہیے وہ خصائل نیک
پیدا کرنا ہے۔ بُرائیان جیسے غرور تکبر۔ انانیت۔ اور سختی ہین وہ مسلمان کو شر
نہین۔ بڑونکی تعظیم کرنی اور ضعیفون پر رحم کرنا ہمارے مذہب کے احکام ہین

اس خط کی تاریخ یعنی ۱۸۸۸ء سے چند سال پہلے ایک انگریز سالیسٹر نے جسکا
مسٹر ولیم ہنری کیولیم ہے قرآن پڑھکر اور اسلامی دینیات کی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول
مسٹر کیولیم کو اول دفعہ اسلام قبول کرنیکی طرف ۱۸۸۴ء مین خیال ہوا جبکہ وہ مور اکو
کرتے تھے جہان انکو مسلمانون کا ظاہری اخلاص اور ہمدردی دیکھکر اور شرابخواری اور
سے جو انگلستان کے بڑے شہرون مین بُری طرح دکھائی دیتی ہین مسلمانونکو پاک دیکھکر ح
ہوی۔ انہون نے لیورپول کے شہر مین اسلامی مشن جاری کیا اور پانچ برس کی محنت ک
(۳۰) انگریزون کو مسلمان کرلیا۔ اسکے بعد مشن کے لیئے زیادہ کوشش کی گئی لکچر دیے گ
کتابین شائع ہوئین ایک رسالہ جاری کیا گیا اور واعظ مقرر کیے گیے جنہون نے باز
مین اسلام پر وعظ کہا۔ مسٹر کیولیم کے مسلمان ہونے کے دس برس بعد انگریزی نو مسلمو
کی تعداد ۱۰۳ ہو گئی۔ انگلستان کی اس اسلامی مشن نے مسلمانون کے ملکون مین خاصکر ہندو
مین بڑا جوش پیدا کر دیا جہان انگریز مسلمانون کی نسبت ہر بات فوراً اخبارون مین چھاپی گ

(۱) اخبار انڈیپنڈنٹ۔ مورخہ ۹ فروری ۱۸۹۸ء۔ نیویارک۔

ئی اور چہاپی جاتی ہے ۔ سنہ ۱۸۹۱ء مین مسٹر کیلیم کو سلطان روم نے ملاقات کیلیے قسطنطنیہ مین بلایا
ور اس سے تین برس بعد سلطان سے [۱] ایک مسلمان سوداگر کو اپنی طرف سے خطاب دینے کیلیے
جسنے مغربی ساحل افریقہ کے شہر لاگوس مین مسجد تعمیر کی تہی ۔ مسٹر کیلیم کو لاگوس روانہ کیا ۔

امریکہ مین ایک اور شخص محمد رسل ویب مسلمان ہوے جنہون نے اسلامی کتابین پڑہکر
و اسلام قبول کیا اور سنہ ۱۸۹۳ء مین ایک اسلامی مشن امریکہ مین قائم کیا [۲] محمد رسل ویب کی
بتدائی تعلیم عیسوی فرقہ پریسبیٹیرین کے عقائد کے مطابق ہوی تہی ۔ لیکن اُنہون نے جلد عیسائی
ہب چہوڑ دیا اور میٹیریلیسٹ (مادی المذہب) ہو گئے اسکے بعد اُنکو مشرقی مذا
ی تحقیق کا شوق ہوا اور اسلام کی طرف خاص طور پر میلان خاطر ہوا ۔ بمبی کے ایک صاحب
لدین عبداللہ قور سے انہون نے خط و کتابت شروع کی ۔ اس زمانہ مین مسٹر ویب جزیرہ
یلا مین امریکہ کی طرف سے کونسل تہے ۔ یہان دو برس کی خط و کتابت کے بعد جدہ
ے ایک دولتمند سوداگر حاجی عبداللہ عرب سے اونکی ملاقات ہوی جنہون نے امریکہ مین
می مشن قائم کرنے کے لیے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ مسٹر ویب سے کیا ۔ اسکے بعد
سٹر ویب ہندوستان مین آ گئے اور یہان کے بعض بڑے بڑے شہرون مین جہان
سلمان کثرت سے رہتے ہین لکچر دیکر نیویارک کو روانہ ہوے جہان انہون نے
امی مشن جاری کیا اور ایک اخبار "مسلم ورلڈ" جاری کرکے اسلام کی تلقین شروع کی [۲]

انگلستان اور امریکہ کی یہہ دو اسلامی تحریکین زمانہ حال کی کوششین ہین جو اشاعت
لام مین کی گئین ۔ یہہ تحریکین اس باعث سے زیادہ قابل توجہ ہین کہ موجودہ مہذب دنیا
لیے بہی قابل قبول بننے کا اسلام مین کیسا مادہ موجود ہے ۔ انگلستان اور امریکہ مین جو اسلامی

---

[۱] ے پہلا ہی موقع نہ تہا کہ امریکہ مین اسلامی مشن قائم ہوا ہو کیونکہ سنہ ۱۸۷۵ء مین فرقہ متہوڈسٹ کا ایک عیسائی پادری
سلام نامی مین تہا عیسائی مشنری کی حیثیت سے قسطنطنیہ گیا تہا ۔ لیکن وہان پہونچکر وہ مسلمان ہو گیا اور امریکہ
کر اوسنے اسلام پر وعظ کرنا شروع کیا ۔ گارسن دے تاسی "ہندوستان کی زبان اور علم ادب" صفحہ ۹
یرس سنہ ۱۸۷۶ء) [۲] لکچر مصنفہ مسٹر ویب مطبوعہ بدر الدین عبداللہ قور ۔ (بمبی سنہ ۱۸۹۲ء)

مشن جاری ہوے ہین اونکے چلانے والے علمای اسلام کے ذخیرے تصانیف سے نہایت درجہ ناواقف ہین اور اونکو اسلام کا جسقدر علم ہے وہ آجکل کے مصنفون کی کتابون سے ہے جو اسلام کو عقل کے مطابق دکہاتے ہین اور دیگر مذاہب کے مقابلہ مین آپ مذہب کی حمایت کرتے ہین - ان انگریز مسلمانون نے عبادات مین اکثر طریقے پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کے اختیار کرلیے ہین جیسے مناجات کو گانا - انگریزی زبان مین نماز پڑہنی وغیرہ وغیرہ - غرض اسطرح ان دو اسلامی مشنون مین اسلام پر ایسے طریقہ سے عمل ہوتا ہے جو سب سے نرالا ہے - مگر یہ بات بہی اس مذہب کی ایک خاص زبردست قوت کا ثبوت ہے یعنی وہ قوت جس سے اسلام اپنے تئین مختلف حالتون اور خصلتون کے لوگون کی قبول کے لیے مناسب مزاج بنالیتا ہے -